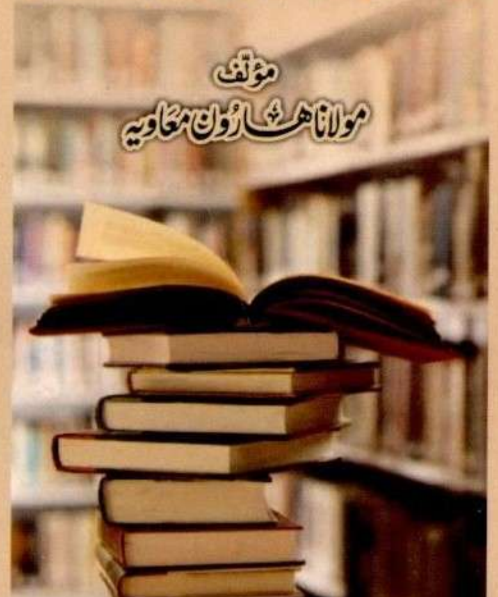



مثالی جواہر پارے، پُرکشش نکات فکرانگیز و سبق آموز واقعات، ہزاروں کتابوں میں بکھرے نایاب موتیوں کا مثالی کشکول اور سینکڑوں لائبریریوں کے مطالعے کا نچوڑ







بیتُ العُلوم

۲۰۔ نابھہ روڈ، پُرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۲۸۳




کتابوں کی
لائبریری میں


اُردو کُتب خانہ
URDUKUTABKHANAPK.BLOGSPOT

# کتابوں کی لائبریری میں

مثالی جواہر پارے، پُرکشش نکات فکر انگیز و سبق آموز واقعات، ہزاروں کتابوں میں بکھرے نایاب موتیوں کا مثالی کشکول اور سینکڑوں لائبریریوں کے مطالعے کا نچوڑ

مؤلف
مولانا ہارُون معاویہ

بیت العلوم
ہیڈ آفس: ۲۰۔ نابھہ روڈ چوک پرانی انار کلی۔ لاہور فون: 7352483
برانچ: دکان نمبر ۱۴ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ ۴۰ اُردو بازار لاہور فون: 7235996
www.baituluIoom.com

بیت العلوم
Bait-ul-Uloom

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



کتاب

# کتابوں کی لائبریری میں

مؤلف

مولانا ھارُون معاویہ

باہتمام

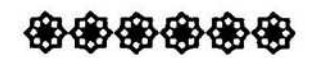
مولانا محمد ناظم اشرف

ناشر

بیت العلوم

[illegible] 7353483
[illegible] 2725996
www.baitululoom.com

# فہرست مضامین



# عرضِ مؤلف

محترم قارئین! بندہ عاجز کی نئی کتاب بنام ''کتابوں کی لائبریری میں'' آپ کے ہاتھوں میں ہے جیسا کہ آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا، کہ یہ کتاب ایک کشکول میں جمع کئے ہوئے ان بکھرے جواہرات پر مشتمل ہے جو ہزاروں کتابوں کے لاکھوں صفحات میں سے اخذ کر کے ایک لڑی میں پرو دیئے گئے ہیں۔

محترم قارئین! بندہ عاجز پر یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے کہ سالہا سال سے میرے اکثر شب و روز دینی و تحقیقی کتابوں کے مطالعے و جستجو میں صرف ہو رہے ہیں، اس کتاب کی ترتیب تک بحمد اللہ میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سنتیس (۳۷) ضخیم تالیفات تیار کر چکا ہوں، اس دوران ہزاروں کتابوں کے لاکھوں صفحات نظر سے گزرے ہیں اور گزر رہے ہیں، چنانچہ جب جب کسی صفحے میں کوئی پرکشش بات، سبق آموز واقعہ، شگفتہ کلی، مثالی جواہر پارے انمول موتی، چمکتے جواہر نظروں کو اچھے لگتے گئے، انہیں اٹھا کر میں ایک کشکول میں جمع کرتا چلا گیا، اور یوں سالہا سال کی ورق گردانی کے نتیجے اس قسم کی اچھی اچھی پرکشش چیزوں کا اچھا خاصہ ذخیرہ جمع ہوتا چلا گیا، اور اب بحمد اللہ میرے اس کشکول میں کئی کتابوں کا مواد جمع ہے، جس کو اساتذہ اور مخلص ساتھیوں کے مشورے سے مختلف کتابوں کی صورت میں ترتیب دے کر اپنے قارئین کے سامنے لانے کا پروگرام ہے انشاء اللہ۔

بہر حال یہ کتاب بھی اسی کشکول کا ایک حصہ ہے، علاوہ ازیں بہت جلد اس قسم کی اور بھی کتابیں انشاء اللہ ترتیب دی جائیں گی۔ اللہ کرے میری یہ کوشش میرے قارئین کو اچھی لگے، اور خداوند قدوس کے ہاں بھی شرف قبولیت حاصل کرے آمین۔

اور میں اپنے اللہ وحدہٗ لاشریک کی بارگاہ قدسی میں بھی دعا کرتا ہوں کہ وہ ذات پاک اس کتاب کو میری پہلی کتابوں کی طرح مفید اور کارآمد بنادے اور ہم سب کو خلوص نیت کے ساتھ دین کی اشاعت کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

آخر میں ضروری ہے کہ اپنے پرُ خلوص معاونین کا شکریہ ادا کرتا چلوں جن کے خصوصی مشورے میرے لئے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں، جن میں ''مدرسہ عربیہ قاسم العلوم میرپور خاص'' کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ صاحب اور مہتمم حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب اور دیگر اساتذہ میں، حضرت مولانا محمد عمران سردار صاحب، اور اسی طرح ہمارے مدرسے کے استاذ الحدیث اور مکتبہ یوسفیہ کے مالک برادر کبیر جناب حضرت مولانا محمد یوسف کھوکھر صاحب، اسی طرح میرے ہم کلاس، مخلص دوست کئی کتابوں کے مؤلف جناب مولانا محمد سفیان بلندی صاحب بھی میرے خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔۔ میری دل سے ان حضرات کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں دونوں جہانوں کی خوشیاں نصیب فرمائے، آمین۔

ان کے علاوہ بھی میں دیگر ان تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں، کہ جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب سے لے کر کمپوزنگ تک میرے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون کیا، خصوصاً اس کتاب کے ناشر بیت العلوم لاہور کے مالک مولانا ناظم اشرف صاحب کا بھی دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جو اس کتاب کو بڑے اہتمام سے شائع کررہے ہیں۔

ماشاء اللہ بیت العلوم لاہور اشاعتِ دینی کتب کا وہ ادارہ ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے کم عمر میں اچھی ترقی عطا فرمائی ہے، اور جس انداز میں اس ادارے سے نئے نئے اور اچھوتے موضوعات پر اچھے معیار کے ساتھ نئی نئی کتابیں آرہی ہیں، اور جس طرح جناب مولانا ناظم اشرف صاحب اور ان کے لواحقین شب و روز مصروفِ عمل ہیں، انشاء اللہ بہت جلد یہ ادارہ مزید اور ترقیوں کے زینوں کو عبور کرتا ہوا عالمگیر ادارہ بن جائے گا۔

میری دل سے اس ادارے کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا ناظم اشرف صاحب اور

ان کے معاونین کو مزید خلوص دل سے محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ ہر طرح کے آفات سے اس ادارے کی حفاظت فرمائے آمین یارب العلمین۔

اور تمام قارئین سے بھی درخواست ہے کہ وہ مجھے، میرے والدین، اساتذہ کرام کو اپنی خصوصی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں، اور اگر آپ کو اس کتاب میں کوئی خامی اور کمزوری نظر آئے تو ضرور آگاہ فرمائیں آپ کا بہت شکریہ ہوگا۔ آپ کے ہر مشورے کا دلی خیر مقدم ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی رضا عطا فرمائے۔ آمین!

والسلام ------ آپ کا خیر اندیش

محمد ہارون معاویہ

فاضل جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی

ساکن میر پور خاص سندھ

## تاثیر قرآن

اسحاق کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کی کیفیت مجھے یہ معلوم ہوئی ہے کہ آپ کی بہن فاطمہ اور فاطمہ کے خاوند سعید بن زید بن عمرو بن نفیل مسلمان ہو گئے تھے۔ مگر اپنے اسلام کو اپنی قوم کے ڈر سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ اسی طرح نعیم بن عبداللہ النحام بھی جو مکہ کے رہنے والے اور آپ ہی کی قوم بنی عدی بن کعب میں سے تھے اسلام لے آئے تھے اور اپنے اسلام کو اپنی قوم کے ڈر سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ حضرت خباب حضرت فاطمہؓ کے پاس قرآن پڑھانے آیا کرتے تھے۔ ایک روز جو حضرت عمر کو خبر لگی کہ رسولؐ اور آپ کے اصحاب و مرد و زن قریباً چالیس کوہ صفا کے قریب ایک گھر میں جمع ہو رہے ہیں تو تلوار آڑے لٹکائے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کے اصحاب کے قصد سے نکلے۔ ان اصحاب میں حضرت ابوبکر اور حضرت علی حمزہ بھی تھے جوان مسلمانوں میں سے تھے جنھوں نے ملک حبش کی طرف ہجرت نہ فرمائی تھی۔ راستے میں حضرت نعیم ملے۔ جن سے یوں گفتگو ہوئی۔

عمر.......: میں اس صابی (دین سے برگشتہ) محمد کا فیصلہ کرنے چلا ہوں۔ جس نے قریش کی جماعت کو پراگندہ کر دیا ہے۔ اور جو ان کے داناؤں کو نادان اور ان کے دین کو معیوب بتاتا ہے اور ان کے معبودوں کو برا کہتا ہے۔

نعیم.......: عمر! اللہ کی قسم۔ تجھے تیرے نفس نے دھوکا دیا ہے۔ کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ اگر تو حضرت محمد کو قتل کر دے گا تو عبد مناف کی اولاد تجھے زمین پر زندہ چھوڑ دے گی؟ تو اپنے اہل بیت میں جا اور انہیں سیدھا کر۔

عمر.......: کون سے اہل بیت؟

نعیم.......: اللہ کی قسم! تیرا بہنوئی سعید بن زید اور تیری بہن فاطمہ دونوں مسلمان ہو گئے

ہیں اور دین محمدی کے پیرو بن گئے ہیں۔ تو ان سے سلجھ لے۔

(یہ سن کر عمر اپنی بہن کے گھر پہنچتے ہیں۔ وہاں حضرت خباب آپؓ کی بہن اور بہنوئی کو قرآن کی سورہ طٰہٰ پڑھا رہے ہیں۔ جن کی آواز عمر کی کان میں پڑ جاتی ہے عمر کی آہٹ سے حضرت خباب تو کوٹھری میں جا چھپتے ہیں اور فاطمہ وہ صحیفہ قرآن لے کر اپنی ران کے نیچے چھپا لیتی ہیں)۔

عمر......:(اندر داخل ہو کر) یہ آواز جو میں نے سنی کیسی تھی؟

سعید و فاطمہ......: تو نے کچھ نہیں سنا۔

عمر: کیوں نہیں۔ اللہ کی قسم مجھے خبر لگی ہے کہ تم دونوں دین محمدی کے پیرو بن گئے ہو (یہ کہہ کر عمر سعید کو پکڑ لیتے ہیں۔ بہن جو چھڑانے اٹھتی ہے اسے بھی لہولہان کر دیتے ہیں)۔

سعید و فاطمہ......: ہاں ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور اللہ و رسول پر ایمان لے آئے ہیں تو کر جو کر سکتا ہے۔

عمر......:(بہن کو لہولہان دیکھ کر ندامت سے) بہن! وہ کتاب تو دکھاؤ جو ابھی تم پڑھ رہے تھے۔

فاطمہ......: مجھے ڈر ہے تو واپس نہ دے گا۔

عمر......: تو نہ ڈر (اپنے معبودوں کی قسم کھا کر) میں پڑھ کر واپس کر دوں گا۔

فاطمہ......:(بھائی کے اسلام کے لالچ میں آ کر) بھائی! تو مشرک ہونے کے سبب سے ناپاک ہے۔ اسے تو وہی چھوتے ہیں جو پاک ہوں۔

عمر......:(غسل کے بعد سورۂ طٰہٰ کی شروع کی آیتیں تلاوت کر کے) یہ کلام کیسا اچھا اور پیارا ہے۔

خباب......:(کوٹھری سے نکل کر) عمر! مجھے امید ہے کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے مصداق ہوں گے۔ کیوں کہ میں نے کل سنا کہ آپ یوں دعا فرماتے تھے: "یا اللہ تو

ابوالحکم بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو تقویت دے"۔ اے عمر! تو اللہ سے ڈر۔

عمر......: مجھے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے چلو۔ تا کہ میں مسلمان ہو جاؤں۔

خباب......: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب کے کوہ صفا کے قریب تشریف رکھتے ہیں۔ (عمر تلوار آڑے لٹکائے درِ دولت پر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ اہل خانہ میں سے ایک صحابی آپ کو اس ہیت میں دیکھ کر ڈر جاتے ہیں۔

صحابی......: یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ عمر بن الخطاب ہے جو تلوار حمائل کئے ہوئے ہے۔

حمزہ......: اسے آنے کی اجازت دو۔ اگر وہ کارِ خیر کے لیے آیا تو ہمیں دریغ نہیں۔ اور اگر وہ شرارت کا ارادہ رکھتا ہے تو ہم اسے اس کی تلوار سے قتل کر دیں گے۔

رسول اللہ ﷺ......: اسے اندر آنے دو۔

صحابی......: اندر آیئے (عمر داخل ہوتے ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ......: (عمر کی کمر یا چادر کا دامن کھینچ کر) خطاب کے بیٹے! کیوں کر آنا ہوا۔ اللہ کی قسم میں نہیں دیکھتا کہ تو باز آئے۔ یہاں تک کہ اللہ تجھ پر کھڑ کا نازل کرے۔

عمر......: یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں تا کہ اللہ پر اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس پر جو وہ اللہ کے ہاں سے لائے ایمان لاؤں۔ (اس طرح عمر اسلام لاتے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر پڑھتے ہیں۔ جس سے تمام حاضرینِ خانہ کو معلوم ہو جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہو گئے)۔

(بحوالہ سیرت ابن ہشام)

ایک روز حضرت عمرؓ ایک اونٹ پر سوار ایک کوچے میں سے گزر رہے تھے۔ ایک قاری نے یہ آیت پڑھی، ﴿اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ﴾ (طور ع ۱)

"بے شک عذاب تیرے رب کا ہونے والا ہے۔ اس کو کوئی نہیں ہٹانے والا
اسے سن کر آپ بے ہوش ہو گئے اور بے ہوشی کی حالت میں زمین پر گر پڑے وہاں سے
اٹھا کر آپ کو گھر لائے۔ مدت تک اس درد سے بیمار رہے۔ یہاں تک کے لوگ آپ کی
بیمار پرسی کے لیے آتے تھے۔" (بحوالہ سیرت ابن ہشام)

## ایسے علم سے کیا فائدہ

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کسی جنگل سے گزرے جہاں ان کو ڈاکو مل گئے،
ڈاکوؤں کو جب آپ سے کچھ نہ مل سکا تو آپ کی کتابوں کا بستہ ہی چھین لیا، امام صاحب کو
بہت افسوس ہوا کہ کوئی بات کتاب میں دیکھنے کی ضرورت ہوئی تو کیا کروں گا۔ آخر کار
نہایت عاجزی سے التجا کی کہ میرا بستہ مجھے دے دو، آپ کو اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا، لیکن
میرے بڑے کام کی چیز ہے، ان کتابوں کے بغیر میرا کام نہیں چل سکتا، ڈاکو آپ کی
عاجزی سے متاثر ہو گئے اور یہ کہہ کر بستہ واپس دے دیا کہ ایسے علم سے کیا فائدہ کہ جب
کتابیں جاتی رہیں تو آدمی کو کچھ بھی یاد نہ رہے، امام صاحب پر اس بات کا اتنا اثر ہوا کہ
آئندہ آپ تمام کتابوں کی ضروری باتیں حفظ کر لیتے۔ آپ کی نسبت ایک انگریز فلاسفر کا
مقولہ ہے کہ میں بمقابلہ دیگر مذاہب کے دین اسلام کو اس لئے زیادہ حق بجانب سمجھتا ہوں
کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جیسا عالم بے بدل اور ایشیائی فلاسفر اس کا پیرو ہے۔

(بحوالہ مخزنِ اخلاق)

## سترہ نصیحتیں

حدیث پاک یہ ہے: ﴿ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث
ولا تجسسوا ولا تجسسو اولا تنافشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا
ولا تدابروا وکونو عباللہ اخوانا کما امرکم اللہ تعالیٰ، المسلم
اخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقرہ بحسب امرء من اشراک

یحقر اخا المسلم کل المسلم علی المسلم حرام ماله ودمه و عرضه ان الله لاینظر الی صورکم واجسادکم ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم التقوی ههنا التقوی ههنا ویشیر الی صدره الا لایبیع اخوانا ولایحل لمسلم ان یهجر اخاه فوق ثلاث واخرجه الستة الا النسائی وهذا لفظ مسلم عن ابی هریره رضی الله تعالیٰ عنه﴾

ترجمہ...... ''خبردار بدگمانی کو عادت نہ بنانا، بدگمانی تو بالکل جھوٹی بات ہے، (۲)لوگوں کی عیب جوئی نہ کرنا (۳)اور نہ ایسی باتوں کو اپنے کان تک پہنچنے دینا (۴)بڑھنے کے لیے مت جھگڑنا (۵)باہمی حسد نہ کرنا (۶)باہمی بغض نہ رکھنا (۷) کسی کی پس پشت برائی نہ کرنا (۸) اے اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی ہوکر رہنا جیسا کہ تم کو اللہ کا حکم ہے (۹) مسلم مسلم کا بھائی ہے بھائی پر نہ کوئی ظلم کرلے (۱۰) نہ اسے رسوا کرے نہ حقیر جانے (۱۱) انسان کے لیے یہی برائی بہت زیادہ ہے کہ اپنے مسلم بھائی کو وہ حقیر سمجھا کرے (۱۲) مسلم کا خون عزت دوسرے مسلم پر بالکل حرام ہے (۱۳) اللہ تعالیٰ تمہاری صورتیں اور جسموں کو نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے (۱۴) دل کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تقویٰ یہاں ہے تقویٰ یہاں ہے۔(۱۵) خبردار ایک کی خرید پر دوسرا شخص خریدار نہ بنے۔(۱۶) اللہ کے بندو! بھائی بھائی بنو۔(۱۷) مسلم پر حلال نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑ دے۔ (بحوالہ بخاری، ترمذی و مسلم)

## ایمان کا عظیم الشان دروازہ

محض اللہ کی خوشنودی کے لئے دوستی اور دشمنی کرنا، ایمان کا ایک عظیم الشان دروازہ ہے، حضرت ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی۔ (متفق علیہ)

حضرت انسؓ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہوگی، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نیک ہم نشین کی مثال ایسی ہے جیسے مشک اپنے ساتھ رکھنے والا اور برے ہم نشین کی مثال ایسی ہے جیسے بھٹی دھونکنے والا، مشک اپنے پاس رکھنے والا یا تو مفت تجھے مشک دے دے گا، یا تو اس سے خرید لے گا اور نہ ہوگا تو خوشبو تو بہر حال تجھے پہنچے گی اور بھٹی دھونکنے والا تیرے کپڑے جلا دے گا یا کم سے کم تجھے اس کی طرف سے بدبو آئے گی۔

(تفسیر مظہری جلد۲، ص ۱۴۷)

## حکمت آسمان سے قلب میں اترتی ہے

یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حکمت آسمان سے قلوب میں اترتی ہے۔
اور ایسے قلب میں نہیں ٹھہرتی جس میں چار خصلتیں ہوں۔

اول دنیا کی طرف میلان۔

دوسرے کل کی فکر۔

تیسرے بھائیوں سے حسد۔

اور چوتھے جاہ و شرافت کی محبت۔

انہی یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے کہ کامیاب عاقل وہ شخص ہے جو تین کام کر لے۔

اول یہ کہ اس سے پہلے کہ دنیا اسے چھوڑے یہ اس کو چھوڑ دے۔

دوسرے قبر میں جانے سے پہلے اس کی تیاری کر لے۔

تیسرے اپنے خالق کو اس کے ملنے سے پہلے راضی کر لے۔

(اسلام کا نظام حیات)

# چوبیس گھنٹوں کے ہر لمحے میں کسی نہ کسی کونے میں اذان کی آواز گونجتی رہتی ہے

کرۂ ارض پر ۲۴ گھنٹوں کے ہر لمحے میں کسی نہ کسی کونے میں اذان کی آواز گونجتی رہتی ہے۔ نظامِ قدرت کے مطابق کرۂ ارض کے گرد سورج کی گردش کے ساتھ ساتھ صبح وشام دن وشب اور سہ پہر کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ پانچ وقت کی اذانیں دنیا کے کسی نہ کسی کونے میں گونجتی رہتی ہیں۔ تفصیلات کے مطابق انڈونیشیا دنیا کے انتہائی مشرق میں واقع ہے اور یہ اسلامی ملک ہزاروں سمندری جزائر کا رقبہ اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ جن میں سماٹراء، جاوا، بورنیو، سیلرز بڑے جزائر ہیں۔ اور اس کی آبادی ۱۸ کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ دنیا کی پہلی طلوع سحر سیلز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے۔ جہاں اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔ بیک وقت ہزاروں موذن اللہ اکبر کے ساتھ ساتھ محمد رسول اللہ کی صدائیں بھی بلند کرتے ہیں۔ مشرق جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے۔ اور سورج کے ساتھ ٹھیک ڈیڑھ گھنٹہ بعد انڈونیشیا کے دارالحکومت جکارتہ میں اذانوں کی آواز گونجنے لگتی ہے۔ جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ سماٹرا میں شروع ہو جاتا ہے۔ اور سماٹرا کے مغربی قصبوں اور دیہات میں اذانیں شروع ہونے سے پہلے ہی ملایا میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ ایک گھنٹہ بعد سورج ڈھاکہ پہنچتا ہے، بنگلہ دیش میں ابھی یہ اذانیں ختم نہیں ہوتیں کہ کلکتہ سے سری لنکا تک فجر کی اذانیں شروع ہو جاتی ہیں۔ دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضا توحید و رسالت کے اعلان سے گونج اٹھتی ہے۔ سری نگر اور سیالکوٹ میں فجر کی اذان کا وقت ایک ہی ہے۔ سیالکوٹ سے کوئٹہ کراچی اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے۔ اس عرصے میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے۔ پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں یہ اذانیں شروع

ہو جاتی ہیں۔ مسقط کے بعد بغداد تک ایک گھنٹے کا فرق پڑ جاتا ہے۔ اس عرصے میں اذانیں سعودی عرب، یمن، متحدہ عرب امارات، کویت اور عراق میں گونجتی رہتی ہیں۔ بغداد سے اسکندریہ تک پھر ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔ اس وقت شام، مصر، صومالیہ اور سوڈان میں اذانیں بلند ہوتی ہیں۔ اسکندریہ اور استنبول ایک ہی طول وعرض پر واقع ہے۔ مشرق ترکی سے مغربی ترکی تک ڈیڑھ گھنٹے کا فرق ہے۔ اس دوران ترکی میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹہ کا فرق ہے۔ اس عرصہ میں شمالی امریکہ میں، لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔ فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوتا ہے۔ ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کر کے بحر اوقیانوس کے مشرقی کنارے تک پہنچتی ہے۔ فجر کی اذان بحر اوقیانوس تک پہنچنے سے پہلے مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہو جانے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں۔ یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ تک بمشکل جکارتہ تک پہنچتا ہے کہ مشرقی جزائر میں مغرب کی اذان کا وقت ہو جاتا ہے۔ مغرب کی اذانیں سیلبز سے ابھی سماٹرا تک ہی پہنچتی ہیں کہ اتنے میں انڈونیشیا کے مشرقی جزائر میں عشاء کی اذانین گونجنے لگتی ہیں۔ الغرض ؎

کوئی کرن نہ پھوٹے، کہیں روشنی نہ ہو　　　تیرا جو نام اذاں میں نہ ہو، صبح ہی نہ ہو

مختصر یہ کہ ۲۴ گھنٹے کے ۱۴۴۰ منٹ میں زمین کے کسی نہ کسی کونے میں پانچ میں سے کسی ایک وقت کی اذان ضرور سنائی دیتی ہے۔ اور اذان میں چونکہ اللہ کے نام کے ساتھ ساتھ "محمد ﷺ" کا نام بھی بلند ہوتا ہے تو اسمِ "محمد ﷺ" کی عظمت اس امر سے بھی نمایاں ہوتی ہے کہ جب تک زمین پر اذان کی آواز گونجتی رہے گی، اللہ کے نام کے ساتھ ساتھ اس کے محبوب پیغمبر سیدنا "محمد ﷺ" کا اسمِ گرامی بھی پوری آب وتاب کے ساتھ سماعتوں میں رس گھولتا رہے گا۔　　(معارف اسمِ محمدؐ سے ماخوذ)

## مثالی ماں

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت نے دین کی اتنی بڑی شخصیت بنایا ان کی زندگی کو آپ دیکھیں ان کے پیچھے ان کی ماں کا کردار نظر آئے گا۔

محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ دو بھائی تھے یہ اپنے لڑکپن کے زمانے میں یتیم ہو گئے تھے، ان دونوں کی تربیت ان کی والدہ نے کی ان کے بارے میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ ماں ان کی اتنی اچھی تربیت کرنے والی تھی کہ وہ ان کو نیکی پر لائیں حتیٰ کہ عالم بن گئے۔ مگر دونوں بھائیوں کی طبیعتوں میں فرق تھا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے بڑے واعظ اور خطیب تھے اور مسجد میں نماز پڑھتے تھے ان کے بھائی عالم بھی تھے اور نیک بھی تھے لیکن وہ مسجد میں نماز پڑھنے کے بجائے اپنی الگ نماز پڑھ لیا کرتے تھے تو ایک مرتبہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی والدہ سے کہا امی! لوگ مجھ پر اعتراض کرتے ہیں تو اتنا بڑا خطیب اور واعظ بھی ہے اور مسجد کا امام ہے مگر تیرا بھائی تیرے پیچھے نماز نہیں پڑھتا امی! آپ بھائی سے کہیں وہ میرے پیچھے نماز پڑھا کریں ماں نے بلا کر نصیحت کی چنانچہ اگلی نماز کا وقت آیا امام غزالیؒ رحمۃ اللہ علیہ نماز پڑھانے لگے اور ان کے بھائی نے پیچھے نیت باندلی لیکن عجیب بات ہے کہ جب ایک رکعت پڑھنے کے بعد دوسری رکعت شروع ہوئی تو ان کے بھائی نے نماز توڑ دی اور نماز کی جماعت سے باہر نکل آئے اب جب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز مکمل کی ان کو بڑی سبکی محسوس ہوئی وہ بہت زیادہ پریشان ہوئے لہٰذا مغموم دل کے ساتھ گھر واپس لوٹے، ماں نے پوچھا بیٹا بڑے پریشان نظر آتے ہو کہنے لگے امی بھائی نہ جاتا تو زیادہ بہتر رہتا۔ یہ گیا اور ایک رکعت پڑھنے کے بعد دوسری میں واپس آ گیا اور اس نے آکر الگ نماز پڑھی تو ماں نے اس کو بلایا اور کہا بیٹا ایسا کیوں کیا؟ چھوٹا بھائی کہنے لگا میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی، لگا پہلی رکعت انہوں نے ٹھیک پڑھائی مگر

دوسری رکعت میں اللہ کی طرف دہیان کے بجائے ان کا دھیان کسی اور جگہ تھا اس لئے میں نے ان کے پیچھے نماز چھوڑ دی اور آ کر الگ پڑھ لی۔

ماں نے پوچھا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ کیا بات ہے؟ کہنے لگے کہ امی بالکل ٹھیک بات ہے میں نماز سے پہلے فقہ کی ایک کتاب پڑھ رہا تھا اور نفس کے کچھ مسائل تھے جن پر غور وخوض کر رہا تھا جب نماز شروع ہوئی تو پہلی رکعت میں میری توجہ الی اللہ میں گزری لیکن دوسری رکعت میں وہی نفس کے مسائل میرے ذہن میں آنے لگ گئے ان میں تھوڑی دیر کے لیے ذہن دوسری طرف متوجہ ہو گیا اس لیے مجھ سے یہ غلطی ہوئی تو ماں نے اس وقت ایک ٹھنڈا سانس لیا اور کہا افسوس کہ تم دونوں میں سے کوئی بھی میرے کام کا نہ بنا اس جواب کو جب سنا دونوں بھائی پریشان ہوئے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ نے تو معافی مانگ لی امی مجھ سے غلطی ہوئی مجھے تو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا مگر دوسرا بھائی پوچھنے لگا امی مجھے تو کشف ہوا تھا اس لیے اس کشف کی وجہ سے میں نے نماز توڑ دی تو میں آپ کے کام کا کیوں نہ بنا؟ تو ماں نے جواب دیا کہ ''تم میں سے ایک تو نفس کے مسائل کھڑا سوچ رہا تھا اور دوسرا پیچھے کھڑا اس کے دل کو دیکھ رہا تھا، تم دونوں میں سے اللہ کی طرف تو ایک بھی متوجہ نہ تھا لہٰذا تم دونوں میرے کام کے نہ بنے''۔ (بحوالہ دوائے دل: صفحہ ۲۱۱)

## فکر دنیا کا نتیجہ

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص صبح کرتا ہے اس حال میں کہ اسے سب سے بڑی فکر دنیا کی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں تین باتیں پیدا کر دیتے ہیں۔

۱. ایسا فکر جو کبھی اس سے الگ نہیں ہوتا۔

۲. ایسی الجھنیں جن سے کبھی فرصت نہیں ہوتی۔

۳. ایسا فقر جو کبھی ختم نہیں ہوتا۔ (تبلیغ دین)

## سب سے زیادہ مصیبتیں کن لوگوں پر آتی ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ سے سوال کیا گیا کہ مصیبتیں سب سے زیادہ کن لوگوں پر آتی ہیں؟ ارشاد فرمایا انبیاء پر پھر صالحین پر پھر درجہ بدرجہ ان لوگوں سے قرب رکھنے والوں پر۔

## اسلام کی عجیب مثال

اسلام کی مثال ایک تناور درخت جیسی ہے جو ایک ننھے سے بیج سے ابھرا، رفتہ رفتہ نشو نما پایا، اور موسمی تغیرات اور طوفان بادوباراں کا مقابلہ کرتا ہوا ایک طویل مدت میں تناور درخت بن گیا۔ اس درخت کا لگانے والا صاحب حکمت دانا اور بصیر ہے۔ اسے معلوم ہے کہ یہ پودا ایک نہ ایک دن ضرور بڑھے گا، فطری وسائل سے اسے غذا ملتی رہے گی، اور یہ نشو نما پاتا رہے گا! اور موسمی تغیرات اور طوفان بادوباراں میں یہ تنہا کھڑا رہے گا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ کو ضرورت نہیں ہے کہ جس فطرت پر اس نے انسان کو پیدا فرمایا ہے اس فطرت کو کچل کر کوئی ایسا جبری نظام نافذ کرلے جس کے نتائج فوری طور پر سامنے آجائیں۔ (فی ظلال القرآن ص ۱۶ ج ۱)

## بنی اسرائیل کے تین اشخاص کا واقعہ

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا بنی اسرائیل کے تین اشخاص ایک کوڑھی دوسرا گنجا اور تیسرا اندھا، ان کو اللہ نے آزمانے کا ارادہ کیا تو ان کے پاس ایک فرشتے کو بھیجا وہ پہلے کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے معلوم کیا کہ تجھے کونسی چیز اچھی معلوم ہوتی ہے! کہنے لگا کہ اچھا رنگ اور صحت مند جلد، اور چاہتا ہوں کہ یہ مرض مجھ سے دور ہو جائے اور لوگوں کی نفرت بھری نظروں سے محفوظ ہو جاؤں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ سن کر فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اس کا رنگ صاف ہو گیا اور جلد بھی ٹھیک ہو گئی اور وہ

شخص تندرست ہوگیا۔ پھر فرشتے نے اس سے معلوم کیا تمہیں کونسا مال پسند ہے تو اس نے کہا گائے کا یا اونٹ (یہاں راوی کو شک ہے) مگر کوڑھی اور گنجے میں سے ایک نے اونٹ اور دوسرے نے گائے پسند کی تھی۔ لہٰذا فرشتہ نے اس کو دس ماہ کی حاملہ اونٹنی دے کر کہا اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت عطا فرمائیں۔ اس کے بعد گنجے کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا کہ میرا گنج دور ہو جائے اور سر پر اچھے بال اگ آئیں لہٰذا فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اس کا گنج جاتا رہا۔ اور سر پر عمدہ بال اُگ آئے پھر اس سے معلوم کیا کہ تجھے کونسا مال پسند ہے؟ تو اس نے کہا گائے۔ لہٰذا اسے گابھن گائے دیدی گئی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ اس کے بعد وہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے معلوم کیا کہ تجھے کیا چیز محبوب ہے؟ تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ میری بینائی مجھ کو عطا کر دے تا کہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو اس کی بصارت واپس آگئی۔ فرشتے نے اس سے کہا کہ تجھے کونسا مال پسند ہے؟ تو اس نے کہا بکری، لہٰذا اس کو گابھن بکری دے کر کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ پہلے والے دونوں کے یہاں اونٹنی اور گائے نے بچے دیئے اور اس کی بکری نے بھی بچے دیئے اس طرح ان سب کا مال بڑھتا رہا اس کا اونٹوں سے جنگل بھر گیا تو اسکی گایوں سے اندھے کی بکریوں سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا فرشتے نے آکر پہلے تو کوڑھی سے اس کی ہیئت میں آکر کہا کہ میں مسکین اور معذور ہوں۔ سفر میں میرا سارا اسباب ختم ہوگیا اب اللہ کے کرم اور آپ کی عنایت کا طلبگار رہوں۔ میں اس خدا کے نام پر تم سے سوال کرتا ہوں جس نے تمہیں اچھی جلد اور رنگ عطا کیا اور اونٹ دیئے۔ مجھے ایک اونٹ دے دو تا کہ میں منزل مقصود پر پہنچ جاؤں تو اس نے جواب دیا کہ ذمہ داریاں بہت ہیں تب فرشتے نے کہا کہ میں نے تجھ کو پہچان لیا تو وہی کوڑھی ہے جس سے لوگ نفرت کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے تجھ پر کرم فرمایا ہے۔ تو وہ کہنے لگا کہ اس مال کا میں

باپ دادا سے وارث ہوں۔ یہ سن کر فرشتے نے کہا اگر تو غلط کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ویسا ہی کردے۔ اس کے بعد فرشتہ گنجا بن کر اس گنجے کے پاس آیا اور اس سے بھی ویسی ہی گفتگو کی تو اس نے بھی اسی طرح واپس لوٹا دیا جس طرح کوڑھی نے لوٹایا تھا۔ اس سے بھی فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو ایسا ہی کردے جیسا کہ تو پہلے تھا۔ اس کے بعد وہ اندھے کے پاس نابینا بن کر آیا اور اس سے کہا کہ میں غریب مسافر ہوں میرا سامان ختم ہو گیا۔ اب منزل مقصود تک پہنچنا مشکل ہے اب اس اللہ کے نام پر سوال کرتا ہوں جس نے آپ کی آنکھوں میں روشنی لوٹائی اور بکریاں عطا کی ہیں۔ میری مدد کریں تاکہ میں منزل مقصود پر پہنچ جاؤں۔ تو اس سابقہ اندھے نے کہا بے شک میں اندھا تھا۔ اللہ نے مجھے بصارت عطا کی اب تم جو چاہو لے لو اور جو چاہو چھوڑ دو، خدا کی قسم! اللہ کے لئے جو کچھ بھی تم مانگو گے میں تم کو تکلیف میں نہ ڈالوں گا۔ تب فرشتے نے کہا تمہارا مال تمہیں مبارک ہو۔ میں تمہارا امتحان لینے آیا تھا تم سے اللہ راضی ہوا اور تمہارے ساتھیوں سے ناراض ہوا ہے۔ (بحوالہ بخاری شریف)

## کھجور اور پانی کی ضیافت اور اس کی عجیب و غریب فضیلت

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور اور پانی سے میری دعوت فرمائی اور ارشاد فرمایا جس شخص نے ایک مسلمان کی ضیافت کی تو اس کا ایسا ثواب ہے گویا اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی ضیافت کی۔

جس شخص نے دو مسلمانوں کی دعوت کی اس کا ثواب ایسا ہے جیسا اس نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہ السلام کی دعوت کی۔

جس شخص نے تین افراد کی دعوت کی تو اس کا ثواب ایسا ہے جیسے اس نے حضرت جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل علیہ السلام کی دعوت کی۔

جس شخص نے چار مسلمانوں کی دعوت کی تو اس کا ثواب ایسا ہے کہ جیسے اس نے

توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن کریم کی تلاوت کی۔

جس نے پانچ مسلمانوں کی دعوت کی تو اس کا ثواب ایسا ہے کہ جیسے کسی شخص نے جس دن اللہ پاک نے مخلوق کو پیدا فرمایا اس کے روز اول سے قیامت تک پانچوں نمازیں جماعت کے ساتھ ادا کی۔

جس شخص نے چھ آدمیوں کی ضیافت کی اس کا ثواب ایسا ہے کہ گویا اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ساٹھ غلام آزاد کیئے۔

جس شخص نے سات آدمیوں کی دعوت کی تو اس پر جہنم کے ساتوں دروازے بند کر دیے جائیں گے۔

جس شخص نے آٹھ افراد کی دعوت کی تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے۔

جس شخص نے نو افراد کی دعوت کی تو اللہ تعالیٰ اس کو اتنی تعداد میں نیکیاں عطا فرمائیں گے جتنی کسی شخص نے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کو پیدا کرنے کے پہلے دن سے لیکر قیامت تک نافرمانی کی۔

جس شخص نے دس افراد کی ضیافت کی اللہ تعالیٰ اس کو اس شخص کے برابر اجر وثواب عطا فرمائیں گے جس نے قیامت تک نماز پڑھی روزے رکھے حج اور عمرے کیئے۔ (اصلاح معاشرہ اور اسلام)

## دنیا کی مثال

حضرت ابو کبشہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دنیا کی مثال سمجھائی کہ یہ ایسی ہے جیسے چار آدمی ہوں۔

ایک کو اللہ تعالیٰ نے علم بھی دیا اور مال بھی اور وہ اپنے مال میں اس علم کی روشنی میں تصرف کرتا ہے۔

دوسرا آدمی وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے علم تو دیا مگر مال نہیں دیا اور یہ شخص کہتا رہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے بھی فلاں شخص کی طرح مال عطا فرماتے تو میں اس طرح علم کے مطابق خرچ کرتا یہ دونوں شخص اجر میں برابر ہیں۔

تیسرا وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مال تو دیا ہے مگر علم نہیں جس کی وجہ سے وہ بے جا خرچ کرتا ہے اور صحیح مصرف پر نہیں لگاتا۔

چوتھا وہ ہے جسے نہ مال ملا نہ علم مگر وہ یہ تمنا رکھتا ہے کہ اگر مجھے بھی اس بے علم آدمی کی طرح مال ملتا تو میں بھی اسی طرح صرف کرتا تو یہ دونوں شخص وبال میں برابر ہیں۔

(تبلیغ دین)

## بعض بندوں کی آخرت میں پردہ پوشی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین باتیں تو میں اپنے یقین سے کہتا ہوں۔

۱. اللہ تعالیٰ دنیا میں جس شخص کی نگہداشت فرماتے ہیں قیامت میں اسے کسی کے سپرد نہ فرمائیں گے۔

۲. جسے اسلام میں کچھ حصہ ملا ہے وہ اس جیسا کبھی نہ ہوگا جسے کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔

۳. اور آدمی قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اسے محبت ہوگی۔

اور چوتھی بات پر تو میں اگر قسم بھی کھالوں تو بَری نکلوں گا وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کی دنیا میں پردہ پوشی فرماتے ہیں، آخرت میں بھی اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔

## بہتان لگانے والا آگ کے ٹیلے پر کھڑا ہوگا

دنیا کے مال و دولت اور عزت و جاہ پر مغرور ہونے اور غریب لوگوں کا استہزاء کرنے کی حقیقت قیامت کے روز آنکھوں کے سامنے آجائے گی۔

حضرت علی مرتضیٰ ؓ سے روایت ہے کہ جو شخص کسی مومن مرد یا عورت کو اس کے فقر

وفاقہ کی وجہ سے ذلیل وحقیر سمجھتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو اولین وآخرین کے مجمع میں رسوا اور ذلیل کریں گے، اور جو شخص کسی مسلمان مرد یا عورت پر بہتان باندھتا ہے، اور کوئی ایسا عیب اس کی طرف منسوب کرتا ہے جو اس میں نہیں ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو آگ کے ایک اونچے ٹیلے پر کھڑا کریں گے جب تک کہ وہ خود اپنی تکذیب نہ کرے۔ (معارف القرآن جلد ۱، ص ۵۰۱)

## مصیبت بھی خدا کی طرف سے نعمت لاتی ہے

یہ مضمون ضرور پڑھیے اور پھر دین دنیا میں پھیلے اس کی کوشش شروع کر دیں۔

ایک عربی شعر ہے:

**قدینعم لله بالبلویٰ وان عظمت ویبتلی الله بعض القوم بالنعم**

جس کا مطلب ہے کہ کبھی بظاہر مصیبت ہوتی ہے لیکن وہ خدا کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہوتی ہے اور کبھی بظاہر خوشحالی ہوتی ہے لیکن وہ خدا کی طرف سے استدراج ہوتا ہے چناچہ دیکھیے اولاد اور مالداری کبھی شقاوت تک انسان کو پہنچا دیتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

**فلا تعجبک اموالھم ولااولادھم انمایرید الله لیعذبھم بھافی الحیاۃ الدنیا .**

ترجمہ: سوان کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان (مذکورہ) چیزوں کی وجہ سے دنیوی زندگی میں (بھی) ان کو گرفتار عذاب رکھے اور بظاہر کبھی مصیبت ہوتی ہے لیکن وہ نعمت ہے چنانچہ اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔

۱ ابوالاثیر نے اپنی بہت سی عمدہ عمدہ کتابیں مثلاً جامع الاصول۔ النہایۃ اس وجہ سے تالیف کیں کہ وہ اپاہج تھے۔

۲ امام سرخی نے اپنی مشہور کتاب ۔مبسوط۔ پندرہ جلدوں میں تالیف کی کیونکہ وہ کنویں میں قید رکھ دیئے گئے تھے۔

۳ ابن القیم نے زاد المیعاد، سفر کی حالت میں لکھی۔

۴ شیخ ابو العباس بن عمر القرطبی نے صحیح مسلم کی شرح کشتی میں بیٹھ کر لکھی ہے۔

۵ ابن تیمیہ کے اکثر فتاوی انہوں نے قید کی حالت میں لکھے ہیں۔

۶ محدثین نے لاکھوں احادیث جمع کیں اس وجہ سے کہ وہ فقیر اور غریب تھے۔

۷ کئی لوگوں کے واقعات ہیں کہ انہیں قید کیا گیا اور اسی قید کے دوران سارا قرآن کریم حفظ کر لیا۔ (بحوالہ بکھرے موتی)

## کامل ورع کی مثالیں

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ان کے پاس شام سے بیت المال کا تیل آیا جو بڑے بڑے برتنوں میں تھا۔ آپ نے اسے لوگوں میں بانٹنا شروع کیا بیٹا بھی پاس ہی موجود تھا۔ جب برتن فارغ ہوتا تو وہ اسے صاف کر کے اپنے بالوں پر مَل لیتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ تیرے بال مسلمانوں کے تیل کے بہت شوقین معلوم ہوتے ہیں، یہ کہا اور ہاتھ پکڑ کر حجام کے پاس لے گئے اور بال منڈوا دیئے اور فرمایا کہ اُس کی نسبت یہ اچھا ہے۔

ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے عُمان تک سفر کے لئے ایک جانور کرایہ پر لیا، راستہ میں کوڑا ہاتھ سے گر گیا، جانور کو وہیں باندھا خود پیدل واپس ہو کر کوڑا اٹھایا، کسی نے کہا کہ جانور ہی کو کیوں واپس نہ پھیر لیا، فرمایا میں نے جانور آگے جانے کے لئے کرایہ پر لیا ہے واپس لوٹانے کے لئے نہیں۔ (بحوالہ طبقات ابن سعد)

## معراج کے سفر کے بعض مشاہدات

معراج کے سفر میں رسول اکرم ﷺ نے بہت سی چیزیں دیکھیں جو حدیث اور

شروحِ حدیث میں جگہ جگہ منتشر ہیں۔ جن کو امام بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ جلد دوم میں اور حافظ نورالدین ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد جلد اول میں اور علامہ محمد سلیمان المغربی الردانی نے جمع الفوائد جلد سوم (طبع مدینہ منورہ) میں اور حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں، اور علامہ ابن ہشام نے اپنی سیرت میں جمع کیا ہے۔

## معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایات ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے بیان فرمایا کہ جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر گزرا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

## معراج میں ان پر گزرنا جن کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے سیر کرائی گئی اس رات میں، میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں، میں نے حضرت جبرائیلؑ سے دریافت کیا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور اپنی جانوں کو بھول جاتے ہیں اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ کی امت کے خطیب ہیں، جو وہ باتیں کہتے ہیں جن پر خود عامل نہیں، اور اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے ہیں اور عمل نہیں کرتے۔

## معراج کی رات ایسے لوگوں پر گزرنا جو اپنے سینوں کو ناخن سے چھیل رہے تھے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی روایات ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے معراج کرائی گئی میں ایسے لوگوں پر گزرا جن کے تانبے کے ناخن تھے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے۔ میں نے کہا کہ اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے ہیں

(یعنی ان کی غیبت کرتے ہیں ) اور ان کی بے آبروئی کرنے میں پڑے رہتے ہیں۔

(رواہ ابوداؤد کمافی المشکوۃ)

## معراج کی رات سُود خوروں کی بدحالی دیکھنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس رات مجھے سیر کرائی گئی میں ایسے لوگوں پر گزرا جن کے پیٹ اتنے بڑے بڑے تھے (جیسے انسانوں کے رہنے کے ) گھر ہوتے ہیں ان میں سانپ تھے جو باہر سے ان کے پیٹوں میں نظر آرہے تھے میں نے کہا کہ اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نہ کہا کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔ (بحوالہ مشکوۃ)

## معراج کی رات فرشتوں کا پچھنا لگانے کے لئے تاکید کرنا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایات ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے معراج کے سفر میں پیش آنے والی جو باتیں بیان فرمائیں ان میں ایک یہ بات بھی تھی کہ آپ ﷺ فرشتوں کی جس جماعت پر بھی گزرے، انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ اپنی امت کو حجامت یعنی پچھنے لگانے کا حکم دیجئے۔ عرب میں پچھنے لگانے کا بہت رواج تھا، اس سے زائد خون اور فاسد خون نکل جاتا ہے، بلڈ پریشر کا مرض جو عام ہو گیا ہے اس کا بہت اچھا علاج ہے، لوگوں نے اسے بالکل ہی چھوڑ دیا ہے، رسول اکرم ﷺ اپنے سر میں اور اپنے مونڈوں کے درمیان پچھنہ لگواتے تھے۔ (مشکوۃ المصابیح از ترمذی وابن ماجہ)

## معراج کی رات مجاہدین کے اجر کو ملاحظہ کرنا

حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ حضرت جبرائیلؑ کے ساتھ چلے تو آپ ﷺ کا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا کہ جو ایک ہی دم میں تخم ریزی بھی کر لیتے ہیں اور ایک ہی دن میں کاٹ بھی لیتے ہیں، اور کاٹنے کے بعد پھر ویسی ہی ہو جاتی ہے جیسے پہلے تھی، آپ ﷺ نے حضرت جبرائیلؑ سے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت

جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے ہیں، ان کی ایک نیکی سات سو گنا تک بڑھا دی جاتی ہے اور یہ لوگ جو کچھ خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا بدل عطا فرماتا ہے۔

## معراج کی رات ایسوں پر گزرنا جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے

پھر آپ ﷺ کا ایک قوم پر گزر ہوا جن کے سر پتھروں سے کچلے جا رہے تھے، کچلے جانے کے بعد پھر ویسے ہی ہو جاتے ہیں جیسے پہلے تھے، اسی طرح سلسلہ جاری ہے ختم نہیں ہوتا، آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز سے کاہلی کرنے والے ہیں، سوتے ہوئے رہ جاتے ہیں۔

## معراج کی رات زکوٰۃ نہ دینے والوں کی بدحالی ملاحظہ کرنا

پھر ایک قوم پر گزر ہوا کہ جن کی شرمگاہوں پر آگے اور پیچھے چیتھڑے لپٹے ہوئے ہیں، اور اونٹ اور بیل کی طرح چرتے ہیں، اور ضریع اور زقوم یعنی کانٹے دار اور خبیث درخت اور جہنم کے پتھر کھا رہے ہیں آپ ﷺ نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں دیتے۔

## معراج کی رات سڑا ہوا گوشت کھانے والے لوگوں پر گزرنا

پھر آپ ﷺ کا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے سامنے ایک ہانڈی میں پکا ہوا گوشت ہے، اور ایک ہانڈی میں کچا اور سڑا گوشت رکھا ہے، یہ لوگ سڑا ہوا گوشت کھا رہے ہیں اور پکا ہوا گوشت نہیں کھاتے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ آپ ﷺ کی امت کا وہ شخص ہے کہ جس کے پاس حلال اور طیب عورت موجود ہے مگر وہ ایک زانیہ اور فاحشہ عورت کے ساتھ شب باشی کرتا ہے، اور صبح تک اسی کے پاس رہتا ہے اور آپ ﷺ کی امت کی وہ عورت ہے جو حلال اور طیب شوہر کو چھوڑ کر کسی زانی اور بدکار شخص کے ساتھ رات گزارتی ہے۔

## معراج کی رات لکڑیوں کا بڑا گٹھا اٹھانے والے کو ملاحظہ کرنا

پھر ایک شخص پر آپ ﷺ کا گزر ہوا جس کے پاس لکڑیوں کا بہت بڑا گٹھڑ ہے وہ اسے اٹھا نہیں سکتا (لیکن) اور زیادہ بڑھانا چاہتا ہے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کون شخص ہے؟ حضرت جبرائیلؑ نے بتایا کہ یہ وہ شخص ہے جس کے پاس لوگوں کی امانتیں ہیں، ان کی ادائیگی کی طاقت نہیں رکھتا، اور مزید امانتوں کو بوجھ اپنے سر لینے کو تیار ہے۔

## معراج کی رات ایک بیل کا چھوٹے سوراخ میں داخل ہونے کی کوشش کرنا

اس کے بعد ایسے سُوراخ پر گزر ہوا جو چھوٹا سا تھا اس میں سے ایک بڑا بیل نکلا، بیل چاہتا ہے کہ جہاں سے نکلا ہے پھر اسی میں داخل ہو جائے، آپ ﷺ نے سوال فرمایا کہ یہ کون ہے؟ حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ وہ شخص ہے جو کوئی بڑا کلمہ کہہ دیتا ہے (جو گناہ کا کلمہ ہوتا ہے) اس پر وہ نادم ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو واپس کر دے پھر اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

## معراج کی رات جنت کی خوشبو کا پانا

پھر آپ ﷺ ایک ایسی وادی پر پہنچے جہاں خوب اچھی خوشبو آ رہی تھی اور مشک کی خوشبو تھی، اور آواز بھی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت جبرائیلؑ نے کہا یہ جنت کی آواز ہے، وہ کہہ رہی ہے کہ اے میرے رب! جو لوگ میرے اندر رہنے والے ہیں وہ لائیے، اور اپنا وعدہ پورا فرمائیے۔

## معراج کی رات دوزخ کی آواز سننا

اس کے بعد ایک اور وادی پر گزر ہوا، وہاں صوتِ منکر یعنی ایسی آوازیں سنی جو ناگوار تھی، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت جبرائیلؑ نے جواب دیا کہ

یہ جہنم ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کر رہی ہے کہ جو لوگ میرے اندر رہنے والے ہیں ان کو لے آیئے اور اپنا وعدہ پورا فرمایئے۔

## معراج کی رات ایک شیطان کا پیچھے لگنا

موطا امام مالک میں بروایت یحییٰ بن سعید مرسلاً نقل کیا ہے کہ جس رات رسول اکرم ﷺ کو سیر کرائی گئی تو آپ ﷺ نے جنّات میں سے ایک عفریت کو دیکھا جو آگ کا شعلہ لئے ہوئے آپ ﷺ کا پیچھا کر رہا تھا، آپ ﷺ جب بھی (دائیں بائیں) التفات فرماتے وہ نظر پڑ جاتا تھا، حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا کہ کیا میں آپ کو ایسے کلمات نہ بتادوں کہ ان کو آپ پڑھ لیں گے تو اس کا شعلہ بجھ جائے گا اور یہ اپنے منہ کے بل گر پڑے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بتادو اس پر حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ یہ کلمات پڑھیں۔

**أعوذُ بِوَجهِ اللهِ الكريم وبِكَلِماتِ اللهِ التَّامَّاتِ اللَّاتِي لايجاوزهن برولا فاجر، من شر ما ينزل من السماء وشر مايعرج فيها، وشرماذر أفي الارض، وشر ما يخرج منها، ومن فتن الليل والنهار، ومن طوارق الليل والنهار، الاطارقايطرق بخير يا رحمٰن.**

(دلائل النبوۃ جلد دوم، مجمع الزوائد جلد اول، جمع الفوائد جلد سوم، سیرت ابن ہشام)

## ایسا دن جس کے ساتھ کوئی رات نہیں

والفجر سے حضرات مفسرین نے ذی الحجہ کی دسویں تاریخ یعنی یوم النحر کی صبح اس کی مراد قرار دی ہے، مجاہدؒ و عکرمہؒ کا یہی قول ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے بھی ایک روایت میں یہ قول منقول ہے، وجہ اس یوم النحر کی تخصیص کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دن کے لئے ایک رات ساتھ لگائی ہے جو اسلامی اصول کے مطابق دن سے پہلے ہوتی ہے صرف یوم النحر ایسا دن ہے کہ اس کے ساتھ رات نہیں کیونکہ یوم النحر سے پہلے جو رات

ہے وہ یوم النحر کی نہیں بلکہ شرعاً عرفہ ہی کی رات قرار دی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی حج کرنے والا عرفہ کے دن میدان عرفات میں نہ پہنچ سکا رات کو صبح صادق سے پہلے کسی وقت بھی عرفات میں پہنچ گیا تو اس کا وقوف معتبر اور حج صحیح ہو جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ روز عرفہ کی دو راتیں ہیں ایک اس سے پہلے دوسری اس کے بعد اور یوم النحر کی کوئی رات نہیں، اس لحاظ سے صبح یوم النحر تمام ایام دنیا میں ایک خاص شان رکھتی ہے۔

(معارف القرآن از تفسیر قرطبی)

## پندرہ طرح کا بے نمازی کو عذاب

حضرت نبی اکرم ﷺ نے جس طرح نمازی کو جنت کا مژدہ جانفزا سنایا، اسی طرح بے نمازی کو جہنم کے دردناک عذاب سے بھی ڈرایا ہے، تاکہ وہ اللہ کی نافرمانی اور عصیاں چھوڑ کر اس کے آستانہ رحمت پہ سر تسلیم و رضا خم کر دے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص نماز میں سستی کرتا ہے اسے پندرہ طرح کا عذاب ہوتا ہے پانچ طرح دنیا میں، تین طرح موت کے وقت، تین طرح قبر میں، اور تین طرح قبر سے نکلنے کے بعد۔

### دنیوی پانچ عذاب

(۱) بے نمازی کی زندگی میں برکت نہیں رہتی۔

(۲) نیک لوگوں کا نور اس کے چہرے سے ہٹا دیا جاتا ہے۔

(۳) اس کے نیک کاموں کا ثواب ہٹا دیا جاتا ہے۔

(۴) اس کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

(۵) نیک بندوں کی دعاؤں میں اس کا حق نہیں ہوتا۔

بوقت موت تین عذاب......(۱) ذلت سے مرتا ہے۔

(۲) بھوکا مرتا ہے۔

(۳) پیاس کی شدت میں موت آتی ہے۔ اگرچہ سمندر بھی پی لے تو بھی پیاس

نہیں بجھتی۔

## قبر کے تین عذاب

(۱) اس پر قبر اتنی تنگ ہو جاتی ہے کہ پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔

(۲) قبر میں آگ جلا دی جاتی ہے۔

(۳) قبر میں اس پر ایک سانپ مسلط کر دیا جاتا ہے، جس کی آنکھیں آگ کی ہوتی ہیں، اور ناخن لوہے کے اتنے لمبے کہ ایک دن پورا چل کر ان کے ختم تک نہیں پہنچ سکتا، اس کی آواز بجلی کی کڑک کی سی ہوگی، وہ یہ کہتا ہے کہ مجھے میرے رب نے تجھ پر مسلط کیا ہے۔

## قبر سے نکلنے کے تین عذاب

قبر سے نکلنے کے بعد کے تین عذاب یہ ہیں۔

(۱) حساب سختی سے لیا جائے گا۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا اس پر غصہ ہوگا۔

(۳) جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔ یہ کل چودہ ہوئے۔ شاید کہ راوی پندرھواں بھول گیا۔ (از فضائل نماز)

## حصول اخلاق کا طریقہ

حسن خلق کے حصول کا آسان طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے عیوب پر نظر ڈالے اپنا محاسبہ کرتا رہے اور جب کبھی کوئی بد اخلاقی کا کام سرزد ہو جائے تو اشک ندامت بہائے جو لوگ عقلمند ہوتے ہیں اور حصول اخلاق کے متمنی ہوتے ہیں وہ اپنے عیوب پر نظر ڈالتے ہیں کیونکہ!

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر

رہے دیکھتے لوگوں کے عیب و ہنر

پڑی اپنے گناہوں پہ جب نظر
تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

## ذاتی ڈائری کا پسندیدہ ورق

آپ کو جب جب موقع میسر آئے دوسروں کو خوش کرنے کی کوشش کیجیے۔ اگر آپ زمانے کی ستم ظریفی کی وجہ سے خوشی کے لمحات میسر نہیں ہو سکتے تو کم از کم آپ دوسروں کو تو خوشی پہنچا سکتے ہیں۔ سب کے ساتھ اخلاق سے پیش آیئے کیونکہ خوش اخلاق ہونے سے خرچ تو کچھ نہیں ہوتا مگر اس سے خریدا بہت کچھ جا سکتا ہے ہاں اس سے ہم وہ خرید سکتے ہیں جو سونے، چاندی، ہیرے و جواہرات سے بھی نہیں خریدا جا سکتا اس لئے سب کے دلوں کو تسخیر کرنے کی کوشش کیجیے۔ ایک دانا نے بادشاہ کو نصیحت کی کہ تم لوگوں کے دلوں کو تسخیر کر لو پھر ان کے دل اور ان کا مال بھی تمہارا ہو جائے گا۔ اخلاق حسنہ وہاں بھی کام کر جاتے ہے جہاں بڑے بڑے زور آور بازو بھی ناکام رہتے ہیں نیکی بدی پر فتح پاتی ہے نہ کہ جور و جفا۔ جب سورج اور آندھی کا مقابلہ ہوا تو آندھی باوجود اپنی ساری طاقت لگانے کے بھی مسافر کا کوٹ اتارنے میں ناکام رہی مگر جب سورج آہستہ آہستہ اپنی تمازت سے اس مسافر کو گرمی پہنچانے لگا تو بے چارے نے نہ صرف کوٹ بلکہ قمیص بھی اتار دی چنانچہ واضح ہوا کہ نیکی بدی پر غالب ہے۔

یاد رکھیے انسان کو کسی راستے پر رہنمائی کر کے اخلاق و محبت سے لے جانا آسان ہے مگر اسے کہیں بزور طاقت دھکیل کر لے جانا بہت مشکل ہے جی ہاں! تلوار کی نسبت تبسّم سے مجبور کرنا اچھا اور نیک شگون ہے، جن کے ساتھ آپ کا معاملہ ہو ان پر دیانت داری، حسن اخلاق سے اپنا اعتبار جمانے کی کوشش کیجیے۔ اکثر اشخاص لیاقت سے نہیں بلکہ محض اخلاق کے زور پر قوت اور اثر پیدا کر لیتے ہیں دوسروں کی جائز خواہشات کو جہاں تک عقل مندی اور راست بازی اجازت دے پورا کرنے کی کوشش کیجیے مگر جب

ضروری سمجھیں تو اس وقت انکار کرنے سے بھی ہرگز پس و پیش نہ کیجیئے۔ ہر ایک شخص ''ہاں'' کہہ سکتا ہے مگر بہت کم ایسے آدمی ملیں گے جو خوش خلقی سے ''ہاں'' کہہ سکیں گے۔لیکن ''نہیں'' کہنا تو اس سے بھی بدرجہا مشکل ہے بے شمار اشخاص صرف اس وجہ سے تباہ و برباد ہو گئے ہیں کہ وہ اس لفظ کو کہنے کی جرات نہیں رکھتے تھے۔ پلوٹارک کہتا ہے کہ ایشیائے کوچک کے باشندے صرف اس لئے غلام بنا لیئے گئے تھے کہ وہ ایک سادہ لفظ یعنی ''نہیں'' نہ کہہ سکے مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر زندگی میں ''نہیں'' کہنا ضروری ہے تو یہ بھی اتنا ضروری ہے کہ اسے خوش اخلاقی سے ادا کیا جائے۔ہمیں کوشش کرنی چاہیئے کہ جس شخص کو ہمارے ساتھ کوئی معاملہ پڑے وہ محسوس کرے کہ اس کو اس میں خوشی حاصل ہوئی ہے اور وہ آئندہ بھی ہمارے ساتھ مل کر کام کرنے کیلئے مستعد نظر آئے۔ دنیا کے معاملات میں جذبات کو بڑا دخل ہے۔ ہر ایک چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ مہربانی، اخلاق اور مروت سے پیش آیا جائے۔ ہر شخص اگر چاہے تو اپنے آپ کو خوش اخلاق بنا سکتا ہے ارڈ چسٹر فیلڈ کہتا ہے کہ دوسروں کو خوش کرنے کی محض خواہش کرنا ہی ان کو کم از کم آدھا خوش کرنے کے برابر ہے اس کے برعکس وہ آدمی جس میں یہ خواہش ہی نہ ہو تو وہ دوسروں کو کیا اور کس طرح خوش کر سکتا ہے۔خوب یاد رکھیئے یہ صفت جوانی میں ہی حاصل کر لینی چاہیئے بعد ازاں اس کو حاصل کرنا بہت مشکل ہو جائے گا۔اپنے کو دنیا میں بہت سے اشخاص ایسے ملیں گے جن کی لیاقت بہت کم ہے مگر وہ محض خوش اخلاقی کی وجہ سے کامیاب ہو گئے ،اس کے برعکس بہت سے اشخاص ایسے بھی ملیں گے جو نہایت ذہین اور صاف دل ہیں مگر انہوں نے اپنی کج روی، ترش روئی اور اکھڑ پن سے ایک عالم کو اپنا دشمن بنا لیا ہے۔

بہر حال دوسروں کو خوش کرنا بھی ایک طرح کی خوشی ہے اس بات کی کوشش کیجئے تم ہرگز مایوس نہ ہونگے۔

## اسلام اور طہارت

ایک مسلمان طالب علم لندن میں تعلیم حاصل کر رہا تھا، وہ جس مکان میں رہتا تھا اس میں ایک انگریز خاتون رہتی تھی۔ اور وہ وہاں مختلف ممالک کے طلبا بھی مقیم تھے۔ اس عورت نے طالب علم سے کہا:

''کیا آپ کو میرے کپڑے دھونے پر بروسہ نہیں ہوتا؟''

طالب علم نے جواب دیا، کیوں نہیں؟ مجھے بھروسہ ہے کہ آپ ٹھیک کپڑے دھوتی ہیں۔''

''پھر آپ اپنے کپڑے خود کیوں دھو کر میرے حوالے کرتے ہیں۔'' خاتون نے پوچھا۔

طالب علم نے کہا، اگر مجھے کپڑے خود دھونے ہوتے تو میں آپ کے حوالے کیوں کرتا؟ واقعہ یہ ہے کہ میں اپنے کپڑے دھو کر آپ کو نہیں دیتا، ویسے ہی دے دیتا ہوں۔

خاتون نے کہا'' پھر یہ کیا بات ہے کہ مجھے دوسروں کے زیر جامہ میں طرح طرح کے دھبے اور بدبو محسوس ہوتی ہے۔ لیکن آپ کے زیر جامہ میں کبھی ایسی کوئی چیز مجھے نہیں ملی۔''

طالب علم نے جواب دیا،''محترمہ میں مسلمان ہوں، میرا دین مجھے پاکی اور نظافت کا حکم دیتا ہے، اگر میری شلوار یا زیر جامہ پر پیشاب کا قطرہ بھی پھیل جائے تو ایسی حالت میں اس وقت تک نماز نہیں پڑھتا جب تک اسے دھو نہ لوں اسلئے میرے کپڑوں میں کوئی ناپاک چیز نہیں رہ سکتی۔ اور جب کپڑے اتارتا ہوں تو وہ پاک صاف ہوتے ہیں۔''

انگریز خاتون بولی،''تمہارا اسلام اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کی بھی تعلیم دیتا ہے۔؟''

طالب علم نے کہا،''رسول کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ اللہ کو ہر وقت یاد رکھیں، چنانچہ جب میں بیت الخلاء میں جاتا ہوں تو پہلے ایک دعا پڑھتا ہوں، نکلتا ہوں تو دوسری

دعا پڑھتا ہوں۔ جب نئے کپڑے پہنتا ہوں تو تب بھی دعا پڑھتا ہوں، اسی طرح کھانا کھانے، گھر سے نکلنے، سونے، جاگنے اور زندگی کے ہر ایک کام کے موقع پر ہمیں نبی کریم ﷺ نے دعائیں سکھائی ہیں۔ وہ پڑھتا ہوں تاکہ اللہ کے ساتھ میرا تعلق مضبوط رہے، کیونکہ یہ تعلق ہی صحیح راستے کی طرف میری ہدایت کرتا ہے، اور مجھے ایسے کاموں سے باز رکھتا ہوں، جو اللہ کی ناراضی کا باعث ہوں۔

انگریز خاتون کو اس نوجوان کی یہ باتیں بڑی عجیب، مگر بڑی دلکش محسوس ہوئیں، اس کے بعد اس نوجوان کی نشت و برخاست اس کے رہن سہن اور عادات واطوار غور سے دیکھتی رہی، اور اس کی تہذیب، اس کی شائستگی، اس کی پاکیزگی، اس کی عفت اور فضولیات سے اس کے اجتناب نے رفتہ رفتہ اس خاتون کے دل میں اسلام کے لئے ایک جستجو پیدا کردی، وہ اس نوجوان سے اسلامی تعلیمات کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرتی رہی، یہاں تک کہ اسلام کی حقانیت اس کے دل میں گھر گئی۔ حق کے نور نے اس کے دل کو بھی منور کردیا، اور وہ نہ صرف یہ کہ خود مسلمان ہوئی، بلکہ اپنے خاندان کے متعدد افرار کو بھی مسلمان کرلیا۔ (ترجمہ از مجلۃ الضامن الاسلامی، شمارہ شوال ۱۴۰۴ھ، صفحہ ۶۶، ۶۷)

## علم کا فائدہ تین باتوں پر عمل کرنے میں ہے

علم کا فائدہ تین باتوں پر عمل کرنے میں ہے ورنہ یہ نفع نہیں دیتا، اگرچہ اسّی صندوق کتابوں کے پڑھ لے۔

۱......نہ محبت رکھے دنیا کی کہ یہ مسلمانوں کا گھر نہیں ہے۔

۲......نہ دوست رکھے شیطان کو کہ یہ مسلمانوں کا رفیق نہیں ہے۔

۳......نہ دے تکلیف کسی کو کہ یہ پیشہ مسلمانوں کا نہیں ہے۔ (بحوالہ مخزنِ اخلاق)

## چار عادتیں بچوں کی

یہ چار عادتیں بچوں کی اگر بڑوں میں ہوں تو وہ ابدال کا مرتبہ حاصل کرلیں۔

اول یہ کہ اگر انہیں کسی سے تکلیف پہنچتی ہے تو وہ کسی سے شکایت نہیں کرتے۔

دوم یہ کہ وہ اپنے کھانے پینے کی فکر نہیں کرتے۔

سوم یہ کہ جو چیز انہیں ملتی ہے اسے دوسرے روز کیلئے نہیں بچاتے۔

چہارم یہ کہ جب باہم لڑتے ہیں تو کینہ نہیں رکھتے۔

## تین آدمی میرے دوست

تین آدمی میرے دوست ہیں۔

ایک وہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے۔

دوسرا وہ جو مجھ سے نفرت کرتا ہے۔

اور تیسرا وہ جو مجھ سے کوئی واسطہ ہی نہیں رکھتا۔

کیونکہ پہلا محبت کا سبق، دوسرا احتیاط کا اور تیسرا خود اعتباری سکھاتا ہے۔

(بحوالہ مخزنِ اخلاق)

## تین چیزیں نہایت سخت ہیں

زندگی میں تین چیزیں نہایت سخت ہیں۔

۱.....خوفِ مرگ

۲.....شدتِ مرض

۳.....ذلتِ قرض۔ (بحوالہ مخزنِ اخلاق)

## حضرت محمد بن الترمذیؒ کا کتیا کے بچوں کیساتھ سلوک

حضرت شیخ فریدالدین عطار تحریر فرماتے ہیں۔

''منقول ہے کہ آپ کے زمانے میں ایک زہد بزرگ تھے جو آپ پر ہمیشہ اعتراض کرتے رہتے تھے۔ دنیا میں بھر میں ایک کی بس ایک چھوٹی سی کٹیا رہنے کے لئے تھی۔ (اتفاق سے آپ کو سفر حجاز پیش آیا) سفر سے واپس آئے تو دیکھا کہ کتیا نے اس کٹیا میں بچے

دے رکھے ہیں آپ نے بہت چاہا کہ اسے باہر نکال دیں، آپ ستر بار اس کے پاس اس خیال سے آتے اور جاتے رہے کہ شاید وہ از خود اپنے بچوں کو باہر لے جائے (اور ان کی وجہ سے اسے تکلیف نہ ہو) اسی رات اس زاہد بزرگ نے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں، اے فلاں تو اس شخص کے ساتھ برابری کرتا ہے جس نے ستر مرتبہ کتیا کے ساتھ موافقت کی ہے (اسے باہر نکالا نہیں) اگر سعادت ابدی چاہتا ہے تو جا اس کی خدمت کے لئے کمر بستہ ہو جا، وہ زاہد جو شیخ کے سلام کے جواب دینے کو بھی عار سمجھتے تھے، انہوں نے اس کے بعد ساری زندگی ان کی خدمت میں گزار دی۔

قارئین محترم اس طرح کے واقعات کو پڑھ کر شاید آپ حیران ہوں کہ یہ کیا لوگ تھے اور یہ ان کیسے واقعات ہیں؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں کا اوڑھنا بچھونا خلق خدا کی رحمت رسانی ہوا نکے لئے یہ واقعات انتہائی معمولی باتیں ہیں ان لوگوں کو تو حالت عجیب تھی۔

ایک حیران کن واقعہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے ملفوظات میں نظر سے گزرا اس کے ناقابل خواجہ امیر خسرو ہیں یہ واقعہ بھی ملاحظہ فرماتے چلیں۔

''حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا کیتھلی دعا گو (خواجہ صاحب) کے پاس آئے تھے، کھانا موجود تھا، میں نے مبشر کو کہا کہ کھانا لاؤ۔ اس نے لانے میں دیر کی میرے پاس ایک چھوٹی سے لکڑی تھی، میں نے اس کی پیٹھ پر ماری مولانا کیتھلی نے اس طرح آہ کی کہ گویا انہیں کی پیٹھ پر لگی ہے میں نے کہا آپ کو کیا ہوا کہ آپ نے آہ کی۔ انہوں ے فوراً اپنا پیراہن پیٹھ سے اٹھا یا دیا میں نے نگاہ کی تو دیکھا کہ اس لکڑی کا عکس انکی پیٹھ پر نمودار تھا اور مولانا نے یہ بات کہی کہ ان (غلاموں کو) اپنے سے بہتر جاننا چاہیے، کیونکہ ان میں سے اس بات کی قدرت نہیں کہ وہ کچھ کہہ سکیں۔

یہ واقعہ پڑھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے کہ ان لوگوں کے یہاں دوسروں کی تکلیف پہنچانے کا تصور بھی محال ہے ان لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ دوسروں کی تکلیفیں خود انہیں محسوس ہو رہی ہیں یہ تو چاہتے ہیں کہ خود تکلیف برداشت کر لیں لیکن دوسرے کو تکلیف نہ ہو۔ ایک

بزرگ تو اس کے خواہاں ہیں کہ دوزخ میں بھی ساری مخلوق کے بدلے میں صرف انہیں ڈال دیا جائے باقی سب کو رہائی مل جائے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں۔

چہ بودے کہ دوزخ زمن پر شدے ۔۔۔ مگر دیگراں رار ہائی شدے

کیا اچھا ہو کہ دوزخ صرف مجھ ہی سے بھر جائے، اور دوسروں کو رہائی مل جائے۔

لیکن اپنے اسلاف واکابر کے طریقے کے برخلاف ہمارا حال یہ ہے کہ دشمن تو دشمن ہم سے دوست بھی پریشان ہیں، ایک شاعر کہتا ہے۔

دوستوں سے اس قدر صدمے ہوئے ہیں جان پر
دل سے دشمن کی عدوات کا گلہ جاتا رہا

اگر آج ہم لوگ اپنے اسلاف واکابر کے طریقے پر چلنا شروع کر دیں تو دنیا سے نفرت وعداوت ختم ہو جائے گی، اور باہم امن وآشتی صلح ورواداری پیدا ہو جائے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے اسلاف کے طریقے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

## حضرت سفیان ثوریؒ کو ستانے پر خلیفہ منصور عباسی کا انجام

شیخ صفوی (متوفی ۷۶۴ھ) ذکر کرتے ہیں کہ خلیفہ منصور کو یہ اطلاع ملی کہ سفیان ثوریؒ اس پر حق کو قائم نہ کرنے کی وجہ سے طعن وتشنیع کرتے ہیں جب منصور حج کے لئے گیا اور اسے یہ معلوم ہوا کہ سفیان ثوریؒ مکہ میں ہیں تو اس نے اپنے آگے ایک جماعت کو بھیجا اور ان سے کہا کہ تم جہاں بھی سفیان کو پاؤ پکڑ کر سولی دے دو، چنانچہ انہوں نے مکہ مکرمہ پہنچ کر حضرت سفیانؒ کو سولی دینے کے لئے لکڑی کھڑی کر دی۔ اس وقت حضرت سفیان ثوریؒ مسجد حرام میں بایں حالت میں تشریف فرما تھے کہ آپ کا سر حضرت فضیل بن عیاضؒ کی گود میں تھا اور پاؤں حضرت سفیان بن عیینہؒ کی گود میں، آپ کے بارے میں کسی بھی اندیشے کو پیش نظر آپ سے کہا گیا کہ آپ ہمارے دشمنوں کو اپنے اوپر قابو پانے کا موقع دے کر خوش نہ کیجئے۔ یہاں سے اٹھ کہیں چھپ جائیے، چنانچہ آپ اٹھے اور ملتزم کے پاس جا کر کھڑے ٹھہر گئے، اور فرمایا ''کعبہ کے رب کی قسم منصور مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہو سکے

گا۔ حالانکہ منصور جبل حجون (مکہ مکرمہ کی ایک پہاڑی) کے پاس پہنچ چکا تھا، جب وہ جبل حجون پہنچا تو، اس کی سواری پھسل گئی اور منصور سواری کی پیٹھ سے گرتے ہی مر گیا۔ حضرت سفیان ثوریؒ مسجد حرام سے باہر تشریف لائے اور اس کے جنازے کی نماز پڑھی۔

(بحوالہ جواہرات علمیہ)

## امتحان کا دن

سلطان غیاث الدین بھی بہت نیک، دیندار اور انصاف پسند بادشاہوں میں سے تھے اپنے خاندان خاندان الیاس کے تیسرے بادشاہ تھے۔

ایک دفعہ سلطان غیاث الدین تیر اندازی کی مشق کر رہے تھے کہ اتفاق سے ایک تیر بیوہ عورت کے بچے کو جا لگا۔ وہ بچہ اسی وقت مر گیا۔ بچے کی ماں صدمے سے بے حال قاضی سراج الدین کی عدالت میں پیش ہوئی۔ اور بادشاہ کے خلاف شکایت کی۔ قاضی صاحب نے اسی وقت حکم نامہ تحریر کیا کہ فوراً عدالت میں حاضر ہو کر اپنے خلاف شکایت کا جواب دیں۔

قاضی صاحب حکم نامہ جاری کرنے کے بعد ایک درہ (کوڑا) نکالا اور اپنی گدی کے نیچے چھپا کر بادشاہ کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ قاصد حکم نامہ لے کر بادشاہ کے دربار تک پہنچا تو اسے بادشاہ تک رسائی مشکل معلوم ہوئی۔ پیادہ کو بادشاہ کے پاس پہنچنے کیلئے ایک ترکیب ذہن میں آئی اور اس نے بلند آواز میں اذان دینا شروع کر دی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ کون ہے جو بے وقت اذان دے رہا ہے پکڑ کر ہمارے سامنے حاضر کیا جائے۔ جب قاصد کو سلطان غیاث الدین کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے فوراً عدلت کا حکم نامہ بادشاہ کے سامنے رکھ دیا اور کہا:

آپ کو میرے ساتھ عدالت چلنا ہے۔ بادشاہ فوراً اٹھے اور ایک چھوٹی تلوار اپنی بغل کے نیچے چھپا کر پیادہ کے ہمراہ سیدھے عدالت پہنچ گئے۔ قاضی صاحب نے اپنی گدی پر

بیٹھے بیٹھے بادشاہ اور بیوہ عورت کی باتیں سنی اور پھر فیصلہ سنایا۔ بادشاہ سے بیوہ کے بچے کے خون بہا لیا جائے۔ اگر بچے کی ماں بادشاہ کو معاف کر دے تو اس میں بادشاہ کو معافی مل سکتی ہے۔ سلطان غیاث الدین نے قاضی سراج الدین کے فیصلے کو سر جھکا کر سنا۔ پھر بچے کی ماں کو ایک بڑی رقم کے عوض راضی کر لیا۔ ماں نے قاضی کی خدمت میں عرض کیا۔

مجھے انصاف مل گیا ہے اور میں اب اپنی شکایت واپس لیتی ہوں۔ اب قاضی صاحب اپنی گدی سے اٹھے اور عزت اکرام کیساتھ بادشاہ کو اپنی گدی پر بیٹھایا۔ کیونکہ بادشاہ کی حیثیت اب عدالت میں بطور ملزم نہیں رہی تھی۔

بادشاہ نے بغل کے نیچے چھپائی ہوئی تلوار نکالی اور کہا: قاضی صاحب اگر آپ بادشاہ ہونے کی وجہ سے میری رعایت کرتے تو میں اسی وقت اس تلوار سے آپ کی گردن اڑا دیتا۔ آپ نے شریعت کے مطابق فیصلہ کیا اللہ کا شکر ہے۔

قاضی صاحب نے بھی فوراً گدی کے نیچے سے درہ نکالا اور فرمایا: اے سلطان! اگر آپ شریعت کا حکم ماننے سے ذرا بھی ہچکچاتے تو خدا کی قسم! میں اس درہ سے آپ کی کھال ادھیڑ دیتا بے شک آج کا دن ہم دونوں کے امتحان کا دن تھا۔

(بحوالہ بزم رفتاں کی سچی کہانیاں صفحہ ۱۸)

## میں تجھے اللہ کے حضور پیش کر کے رہوں گا

عبداللہ بن قیس ابو امیہ الغفاری سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہم لوگ ایک لڑائی میں شریک تھے، جیسے ہی دشمن سامنے آیا، ایک شور سا اٹھا اور لوگ اپنی صفوں میں واپس لوٹنے لگے، تیز ہواؤں کے جھکڑ چل رہے تھے، کہ میں نے اپنے سامنے ایک آدمی کو دیکھا، میرے گھوڑے کا سر پچھلے گھوڑے کے پچھلے حصے سے بالکل ملا ہوا تھا۔ وہ آدمی اپنے آپ سے باتیں کر رہا تھا۔

اے میرے نفس، میں کیا فلاں فلاں لڑائی میں شریک نہیں تھا، تو تو نے مجھ سے کہا:

تیرے بیوی بچوں کا کیا ہوگا اور میں تیرا کہنا مان کر واپس ہو گیا تھا، کیا میں فلاں فلاں لڑائی میں شریک نہیں تھا، اور تو نے مجھ سے کہا: تیرے بیوں بچوں کا کیا ہوگا اور میں تیرا کہنا مان کر واپس ہو گیا تھا، قسم خدا کی میں آج تجھے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر کے ہی رہوں گا، وہ تجھے قبض کرلیں یا چھوڑ دیں، اس کی یہ باتیں سن کر میں نے کہا: میں اس پر نظر رکھوں گا اور میں اس کے پیچھے پیچھے لگا رہا، جب دشمن پر حملہ ہوا تو وہ سب سے آگے تھا، پھر دشمن نے حملہ کیا تو لوگ چھٹ گئے تھے اور وہ دفاع کرنے والوں میں سب سے آگے تھا، قسم خدا کی اسی طرح کرتے کرتے میں نے اسے پچھاڑ کھا کر گرتے ہوئے دیکھا، میں نے اس کے اور اس کی سواری کے بدن میں لگے ہوئے زخم دیکھے تو ساٹھ یا ساٹھ سے زیادہ تھے۔

(محاسبۃ النفس ۱۷)

## تمہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں

عباسی خلیفہ (المہدی) عبادت کی غرض سے باہر نکلے ہوئے تھے، کہ ان کا گھوڑا بدک کر بھاگ کھڑا ہوا، یہاں تک کہ وہ ایک اعرابی کے خیمہ تک پہنچ گئے اور اعرابی سے کہا: ضیافت کے لئے کچھ ہے؟ تو اس نے انکے لئے ایک روٹی نکالی، جو انہوں نے کھالی پھر تو ڑا سا دودھ بچا ہوا تھا وہ لا کر دیا، پھر چمڑے کے ایک برتن میں ان کے لئے نبیذ لے کر آ یا، اسے پی کر انہوں نے اعرابی سے کہا:

کیا تم جانتے ہو میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا: نہیں

تو انہوں نے کہا: میں امیر المومنین کا خادم خاص ہوں۔

اعرابی نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کے منصب میں ترقی دے، پھر دوبارہ نبیذ پلائی، انہوں نے پی لی۔

پھر کہا: اے اعرابی کیا تم جانتے ہو میں کون ہوں؟

تو اعرابی نے کہا: آپ نے دعویٰ کیا تھا کہ امیر المومنین کے خادم خاص ہیں۔

تو خلیفہ نے کہا:

نہیں میں امیر المومنین کی فوج کا سپہ سالار ہوں۔

تو اعرابی نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کے ملک کو اور وسیع کریں اور آپ کی مرادیں پوری کریں، پھر تیسری مرتبہ نبیذ پلا دی۔

پی کر انہوں نے کہا: اے اعرابی کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟

اس نے کہا: آپ نے دعویٰ کیا تھا کہ آپ امیر المومنین کی فوج کے سپالار ہیں۔

تو المہدی نے کہا: نہیں، میں تو امیر المومنین ہوں۔

اعرابی نے ان کے ہاتھ سے نبیذ کا برتن لے کر رکھ دیا اور بولا:

بس بہت ہو گیا، اگر آپ نے چوتھی مرتبہ پی لی تو آپ اللہ کے نبی ہونے کا دعویٰ کرنے لگیں گے۔

یہ سن کر المہدی نے زوردار قہقہہ لگایا، پھر وہ بے ہوش ہو گئے، انکے خدم و حشم وہاں پہنچ گئے اور چاروں طرف سے گھیر لیا، تو خوف کے مارے اعرابی کا دل ہوا ہوا گیا، المہدی نے اس سے کہا:

تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں، پھر اس کے لئے بہت سارے کپڑوں اور مال و دولت کا حکم دیا۔ (المستطرف ۲۔۲۳۳)

## قاضی کامل

تین صفات اگر کسی قاضی میں پائی گئیں، تو وہ قاضی کامل ہرگز نہیں، قابل ملامت چیزوں کو ناپسند کرنا، قابل تعریف کاموں کا پسند کرنا اور معزول ہونے کو ناپسند کرنا۔

اور تین صفات اگر اس میں نہیں پائی گئیں تو وہ قاضی کامل نہیں، عالم ہونے کے باوجود مشورہ کرنا، کسی آدمی کی شکایت اس وقت تک نہ سننا، جب تک کہ اس کے ساتھ اس کا مخالف نہ ہو اور اگر وہ علم رکھتا ہو تو فیصلہ کر دے۔ (عیون الاخبار، ۱، ۶۵)

## قوی امید

محفل جمی ہوئی تھی، محفل کے درمیان میں ایک ستارہ جگمگا رہا تھا جسے امام الاولیا، حضرت عبدالقادر رائے پوری کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اور گرد علماء صلحاء کا ہجوم تھا۔ حضرت رائے پوری کے ایک طرف شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری" تشریف فرما تھے۔ اور دوسری طرف امیر شریعت سید عطا اللہ بخاری" تھے۔ محفل کا عجیب رنگ تھا۔ اچانک سید عطا اللہ بخاری نے حضرت رائے پوری سے کہا:

حضرت میرے پاس ایک ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان شاء اللہ میری مغفرت ہو جائے گی۔ بات سنتے ہی لوگوں پر سکتہ طاری ہو گیا۔ حضرت رائے پوری کے پوچھنے پر امیر شریعت نے فرمایا:

''حضرت ایک دفعہ میں جیل میں تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ پولیس والے ایک بوڑھے آدمی کو گھسیٹ کر لا رہے تھے۔ اس کی حالت بڑی نازک تھی اور اس کے کپڑے پیشاب اور خون کی وجہ سے خراب ہو رہے تھے مجھے اس شخص پر بڑا ترس آیا تو میں نے سوچا کہ نہ جانے کس جرم میں سزا کاٹ رہا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے پولیس والے اس کو میرے ساتھ کوٹھڑی میں بند کر کے چلے گئے، میں نے چاہا کہ دیکھوں تو سہی یہ شخص کون ہے۔ جب میں قریب گیا تو کیا دیکھتا ہوں وہ حضرت مفتی اعظم کفایت اللہ صاحب تھے تو میرے پاؤں سے زمین نکل گئی۔

میں جلدی سے آگے بڑھا میں نے حضرت مفتی صاحب کو اٹھا کر غسل کرایا۔ کپڑے تبدیل کیے اور خوشبو لگائی اور حضرت کی خدمت سے سرفراز ہوا۔ حضرت شاہ جی نے فرمایا: حضرت یہ میرا وہ عمل ہے جس کی وجہ سے مجھے قوی امید ہے کہ اللہ رب العزت میری مغفرت فرما دیں گے۔

(بحوالہ حضرت سید عطا اللہ شاہ بخاری کے حیرت انگیز واقعات صفحہ ۱۴۸)

## سیب کی خوشبو

ایک مرتبہ عمر بن عبدالعزیز کے پاس بیت المال کے سیب آئے۔ وہ یہ سیب مسلمانوں میں تقسیم کرر ہے تھے۔ کہ ان کا ایک چھوٹا بچہ اچانک سیبوں کے ڈھیر کے پاس آ پہنچا۔ اس نے ایک سیب اٹھالیا اور کھانے لگا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس کے منہ سے یہ سیب چھین لیا۔ وہ روتا ہوا ماں کے پاس پہنچا۔ ماں نے بازار سے سیب منگوادیا۔ حضرت عمر جب گھر آئے سیب کی خوشبو سونگھی تو پوچھا کیا تم نے بیت المال کے سیبوں سے کچھ حصہ پایا؟ انہوں نے کہا نہیں میں نے بازار سے منگوا کر اسے دیئے ہیں اور انہوں نے فرمایا بخدا جب میں نے سیب اپنے بچے سے چھینا تو مجھے ایسے لگا کہ میں نے اپنے دل کو چیر دیا لیکن مجھے یہ بُرا معلوم ہوا کہ میں اپنے آپ کو اللہ کے حضور مسلمانوں کے مال سے ایک سیب لے کر رسوا کروں۔

زمانے کی رنگ رلیوں میں نہ جا اے دل
یہ وہ خزانہ ہے جو بہ انداز بہار آتی ہے

(بحوالہ سیرت عمر بن عبدالعزیزؒ)

## سوالات کے جوابات

حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حماد بن محمد کی سند سے تحریر کیا ہے کہ کسی شخص نے حضرت ابن عباسؓ سے ان معموں کا حل پوچھا اور آپ نے ان کے جوابات دیئے۔

سوال۔۱ وہ کیا چیز ہے جس میں نہ گوشت ہے نہ خون ہے مگر وہ بولتی ہے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ وہ ''جہنم ہے۔ قیامت کے دن جب باری تعالیٰ اس سے پوچھے گا ''ھل امتلئت'' کیا تیرا پیٹ بھر گیا تو گویا ہوگی۔ ''ھل من مزید'' کیا کچھ اور بھی ہے۔''

سوال۔۲: وہ کیا چیز ہے جس میں نہ خون ہے نہ گوشت مگر وہ دوڑتی ہے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: ''وہ عصائے موسیٰ ہے کہ جب وہ اژدھا بن جاتا تھا تو وہ زندہ سانپوں کی طرح ڈورتا تھا۔

سوال۔۳: وہ کیا چیز ہے جس میں نہ گوشت ہے نہ خون مگر وہ سانس لیتی ہے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا'' صبح ہے کیونکہ قرآن شریف میں ہے''والصبح اذا تنفس '' کہ باری تعالیٰ فرماتا ہے''قسم ہے صبح کی جب وہ سانس لے۔''

سوال ۔۴: وہ دو چیزیں کونسی ہیں جن میں نہ خون ہے نہ گوشت مگر جب ان سے خطاب کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا'' وہ زمین وآسمان ہے جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو حکم دیا کہ چلے آؤ خواہ خوشی سے خواہ زبردستی سے۔انہوں نے ہم خوشی سے حاضر ہوتے ہیں۔

سوال۔۵: وہ کونسا فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔مگر انسان ہے نہ جن اور نہ فرشتہ؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا''یہ وہ کوا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے فرزند قابیل کے پاس بھیجا تھا۔تاکہ وہ کوا قابیل کو اپنے بھائی ہابیل کی لاش کو دفن کرنے کا طریقہ سکھا دے۔

سوال۔۶ وہ کونسا جاندار ہے جو مر گیا اور اس کی وجہ سے دوسرا بھی مر چکا تھا جی اٹھا؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا''وہ بنی اسرائیل کی وہ گائے ہے جس کو ذبح کر دیا گیا تھا اور اس کے گوشت کے لوتھڑے سے وہ مقتول زندہ ہو گیا تھا۔جس کو بنی اسرائیل کے ایک شخص نے مار ڈالا تھا۔

سوال۔۷ حضرت موسیٰ کی والدہ نے ان کو دریا میں ڈالنے سے پہلے کتنے دن ان

کو دودھ پلایا ان کو کس دریا میں ڈالا اور کس دن ڈالا؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ''تین ماہ دودھ پلایا بحر قلزم میں ڈالا اور جمعہ کے دن ڈالا۔''

سوال ۸ حضرت آدم کے قد کی لمبائی کتنی تھی۔ آپ کی عمر کتنے برس ہوئی اور آپ کا وصی کون تھا؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ''قد کی لمبائی ساٹھ (۶۰) ذراع۔ عمر نو سو چالیس (۹۴۰) برس ہوئی اور آپ کے وصی حضرت شیث تھے۔

سوال ۹۔ وہ کونسا پرندہ ہے جو انڈے نہیں دیتا اور اسے حیض آتا ہے؟

جواب: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ''وہ پرندہ چمگاڈر ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت عیسیٰ نے اپنے ہاتھوں سے بنایا تھا۔ چمگاڈر بچے دیتی ہے اور اسے حیض بھی آتا ہے۔ (بحوالہ ذخیرہ اسلامی معلومات)

## کون سا گناہ؟

حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو زندگی بھر کسی نے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا لیکن جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو اچانک مسکراتے ہوئے کئی مرتبہ ان کی زبان سے یہ جملہ نکلا:

''کون سا گناہ؟''

''کون سا گناہ؟''

اس کے بعد وہ پھر کچھ نہیں بولے کچھ دنوں بعد کسی نے انہیں خواب میں دیکھ کر سوال کیا کہ زندگی بھر تو آپ ہنسے نہیں، یہ چلتے چلاتے کیا ضرورت پیش آ گئی تھی؟

کہنے لگے کہ جب مجھ پر سکرات کا عالم ہوا تو کوئی یہ کہتا ہوا سنائی دیا کہ ان کی روح ذرا سختی سے نکالنا، ایک گناہ بھی تو کیا ہے؟

مگر میں نے اس کے بعد ملک الموت کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ:

"آج تو تمہارے لئے خوشی اور مسرت کا دن ہے۔"

انکے ان الفاظ پر مجھے ہنسی آ گئی، اور میں ان سے پوچھنے لگا کہ:

"آخر میرا وہ کونسا گناہ بتلایا جا رہا ہے۔لیکن ملک الموت نے مجھے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ (تذکرہ الاولیاء)

## اگر تم پر کوئی غم آ پڑے

صالحین میں سے ایک بزرگ کا واقعہ ہے، کہ ان پر کوئی مشکل آ پڑی اور معاملات اتنے بگڑے کہ ان پر مایوسی طاری ہوگئی، ایک دن وہ کہیں جا رہے تھے اور یہ کہتے جا رہے تھے: ذلت کی شام ہونے سے پہلے!

موت آ جائے تو بہتر ہے۔

کہ اتنے میں انہیں سرگوشی سنائی دی، مگر کوئی دکھائی نہیں دیا۔یا پھر نیند کی حالت میں انہوں نے کسی کو کہتے ہوئے سنا:

ارے ارے نادان انسان سن!

اگر تجھ پر آ پڑا کوئی غم!

الم نشرح کا کر خیال!

جب بھی تیرا سینہ ہو تنگ

ان بزرگ کا کہنا ہے، کہ اس کے بعد میں نے اپنی ہر نماز میں الم نشرح کی قرات کو اپنا معمول بنا لیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میرے سینے کی تنگی، میرے رنج و غم دور فرمائے اور میرے معمالات میں آسانی فرمائے۔

(بحوالہ الفرج بعد الشدۃ جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۱۵۹)

## ثمرہ شرم و حیاء

انسان کی شرم و حیا، اس کی عزت و آبرو کی حفاظت کرتی ہے، اس کی برائیوں کو دفن

کردیتی ہے، اس کی خوبیوں کو اجاگر کرتی ہے، جب کہ جس کی شرم وحیاء ختم ہو جائے، اس کی خوشی فنا ہو جاتی ہے، اور جس کی خوشی اور مسرت ختم ہو جائے وہ لوگوں پر بوجھ بن جاتا ہے، اور لوگ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں جس کو نفرت ملتی ہے اس کو اذیت پہنچتی ہے اور جسے اذیت پہنچتی ہے وہ غمگین ہو جاتا ہے اور جسے علم ملتا ہے وہ اپنی عقل اور حواس کھو بیٹھتا ہے اور جس کی عقل پر بن آئے تو سمجھو وہ خود اپنی ذات کا سب سے بڑا دشمن اور مخالف بن جاتا ہے۔

جس کے پاس حیا نہیں، اس کی کوئی دوا نہیں!

جس کے پاس وفا نہیں اس کے پاس حیا نہیں!

جس کی کسی سے دوستی نہیں، اس کے پاس وفا نہیں!

اور جس کی شرم وحیاء ہی ختم ہو جائے تو پھر وہ جو کرے کم ہے، جو کہے کم ہے!

(بحوالہ روضۃ العقلاء، صفحہ نمبر ۵۸)

## خواب میں دیکھا کہ اس کے گھر سے بارہ جنازے نکلے

علی بن قاسمؒ فرماتے ہیں: مجھ سے ایک شخص نے کہا: میں نے جب طاعون پھیلا ہوا پایا تھا خواب میں دیکھا کہ لوگوں نے میرے گھر سے بارہ جنازے نکالے۔ میں اور میرے اہل وعیال بارہ افراد ہی تھے۔ پھر میرے گھر والے واقعی گیارہ کے گیارہ مر گئے اور میں بارہواں بچ گیا۔ میں بہت غمگین ہوا اور میرا دل گھبرانے لگا کہ اب میری باری ہے۔

میں گھر سے نکل گیا اور جب دوسرے دن لوٹا تو میں نے دیکھا ایک چور جو چوری کرنے کے ارادے سے داخل ہوا وہ گھر میں ہی طاعون میں مبتلا ہو گیا اور مر گیا۔ میں نے خود اسکا جنازہ گھر سے نکالا۔ میرے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا، مجھ پر طاری خوفناک کیفیت زائل ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے عافیت وسلامتی کا معاملہ فرمایا۔

(الفرج بعد الشدۃ لا ابراہیم الحازمی جلد نمبر ۲ صفحہ ۱۰۱)

## چہلِ حدیث اخلاق کے بارے میں

حدیث نمبر (۱)...... فرمایا رحمۃ للعالمین ﷺ نے کہ میں (اللہ کی طرف سے اس لئے) بھیجا گیا ہوں کہ اچھے اخلاق کی تکمیل کروں۔ (مؤطا امام مالک)

تشریح...... ہمیشہ سے انبیاء کرامؑ نے اچھے اخلاق کی تعلیم دی ہے اور اس تعلیم کو درجۂ کمال تک پہنچانے کے لئے نبی آخر الزماں ﷺ کی بعثت ہوئی۔ آپ ﷺ نے عمل سے اور قول سے جن اخلاق کی تعلیم دی ہے وہی اخلاق سب سے زیادہ بلند اور اعلیٰ ہیں۔ ان سے اچھے اخلاق کوئی پیش نہیں کر سکتا۔ اخلاقِ نبوت کو اختیار کرنا ہی صحیح انسانیت ہے۔

حدیث نمبر (۲)...... فرمایا معلم الاخلاق ﷺ نے کہ بلاشبہ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، میں تو رحمت ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (بحوالہ مسلم عن ابی ہریرہؓ)

حدیث نمبر (۳)...... فرمایا معلم انسانیت ﷺ نے کہ بلاشبہ قیامت کے روز سب سے زیادہ چیز مومن کے ترازو میں رکھی جائے گی وہ اُس کا اچھا اخلاق ہوگا (پھر فرمایا کہ) بلاشبہ فحش گو (اور) بدکلام سے اللہ تعالیٰ کو بغض (یعنی دشمنی) ہے۔

(بحوالہ ترمذی عن ابی الدرداءؓ)

حدیث نمبر (۴)...... فرمایا فخر بنی آدم ﷺ نے کہ اے ایمان والوں میں سب سے زیادہ کامل ایمان والے وہ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

(بحوالہ ابوداؤد عن ابی ہریرہؓ)

حدیث نمبر (۵)...... فرمایا سید دو عالم ﷺ نے کہ بلاشبہ اچھے اخلاق کی وجہ سے مومن (بندہ) اُس شخص کا مرتبہ پالیتا ہے جو رات کو (تہجد میں) کھڑا رہے اور دن میں (نفلی) روزہ رکھے۔ (بحوالہ ایضاً عن عائشہؓ)

حدیث نمبر (۶)...... فرمایا رحمت عالم ﷺ نے کہ (اپنے) ساتھیوں میں اللہ

کے نزدیک سب سے بہتر وہ ہے جو (اپنے) ساتھیوں کے لئے (حسن اخلاق میں) سب سے بہتر ہو اور پڑوسیوں میں سب سے بہتر پڑوسی اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کے لئے سب سے بہتر ہو۔ (بحوالہ ترمذی عن ابی عبداللہ بن عمرؓ)

حدیث نمبر (۷)......فرمایا حضورِ انور ﷺ نے کہ جب تُو سنے کہ پڑوسی کہہ رہے ہیں کہ تونے اچھا کیا تو (سمجھ لے کہ) تُو نے اچھا کیا اور اگر وہ کہہ رہے ہیں کہ تُو نے برا کیا تو (جان لے کہ) تُو نے برا کیا۔ (بحوالہ ابن ماجہ عن ابن مسعودؓ)

حدیث نمبر (۸)......فرمایا حضورِ انور ﷺ نے کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس سے خیر کی امید کی جاتی ہو اور (لوگوں کو یوں) اطمینان ہو کہ اس سے شر (یعنی) برائی نہ پہنچے گی اور تم میں سب سے بُرا وہ ہے جس سے خیر کی امید نہ کی جاتی ہو اور جس کے شر سے (لوگوں کو) بے خوفی نہ ہو۔ (بحوالہ ترمذی عن ابی ہریرہؓ)

حدیث نمبر (۹)......فرمایا رسولِ اکرم ﷺ نے کہ جو اللہ کے لئے تواضع کرے اُسے اللہ تعالیٰ بلند فرمائیں گے (جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) وہ اپنے نفس میں چھوٹا ہوگا اور لوگوں کی نظروں میں بڑا ہوگا اور جس نے تکبر کیا اللہ تعالیٰ اُسے گرا دیں گے (جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) وہ لوگوں کی نظر میں چھوٹا اور اپنے نفس میں بڑا ہوگا (پھر فرمایا کہ) لوگوں کے نزدیک وہ کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا۔

(بحوالہ بیہقی فی الشعب عن عمرؓ)

حدیث نمبر (۱۰)......فرمایا نبی الرحمت ﷺ نے کہ تم ڈھل مل ارادہ والے بن کر یوں نہ کہو کہ لوگ اچھا سلوک کریں گے تو ہم بھی اچھائی سے پیش آئیں گے اور لوگ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے بلکہ اپنے نفسوں کو اس پر آمادہ کرو کہ (برابر) خوبی ہی کا برتاؤ رکھو۔ اگر لوگ خوبی سے پیش آئیں تو (بھی) تم بھی خوبی سے پیش آؤ اور اگر لوگ بُرا برتاؤ کریں تو تم (جواب میں) ظلم نہ کرو۔ (بحوالہ ترمذی عن حذیفہؓ)

حدیث نمبر (۱۱)......فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ موسیٰ علیہ السلام نے (اللہ پاک

سے) عرض کیا: اے پروردگار! آپ کو اپنے بندوں میں سب سے زیادہ کون عزیز ہے؟ اللہ پاک نے جواب دیا: جو (انتقام کی) قدرت ہوتے ہوئے معاف کردے۔

(بحوالہ بیہقی فی الشعب عن ابی ہریرہؓ)

حدیث نمبر (۱۲)...... فرمایا حضور اکرم ﷺ نے مومن الفت والا ہوتا ہے اور اس میں کوئی بھلائی نہیں جو الفت نہیں رکھتا اور جس سے لوگ الفت نہیں رکھتے۔

(بحوالہ احمد عن ابی ہریرہؓ)

حدیث نمبر (۱۳)...... فرمایا حضورِ انور ﷺ نے کہ سب مومن (آپس کی محبت والفت اور وحدت میں) ایک ہی شخص کی طرح ہیں کہ اگر آنکھ کو تکلیف ہوتی ہے تو پورے جسم کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر سر میں تکلیف ہوتی ہے تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔

(بحوالہ مسلم عن نعمان بن بشیرؓ)

تشریح...... یعنی آپس میں مسلمانوں کو ایسا ہونا چاہیئے جیسے وہ سب ایک جسم کے حصے ہیں۔ ایک کی تکلیف سے سب کو بے قرار ہونا چاہیئے۔

حدیث نمبر (۱۴)...... فرمایا رحمت عالم ﷺ نے کہ مومن، مومن کے لئے (کھڑی ہوئی) عمارت کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے پھر آپ ﷺ نے (مسلمانوں کی وحدت و یگانگت کی مثال بتانے کے لئے) ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر جال بنا کر دکھایا۔ (بحوالہ بخاری و مسلم عن ابی موسیٰؓ)

حدیث نمبر (۱۵)...... فرمایا خاتم الانبیاء ﷺ نے تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ سو اگر اپنے بھائی کو کسی تکلیف میں دیکھے تو اُس کو دور کردے۔

(بحوالہ ترمذی عن ابی ہریرہؓ)

حدیث نمبر (۱۶)...... فرمایا فخر بنی آدم ﷺ نے کہ مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ اُس پر ظلم کرے، نہ اُس کو مصیبت میں ڈالے اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کی حاجت پوری کردیتا ہے اور جو شخص کسی

مسلمان کی پریشانی دور کردے قیامت کے روز پریشانیوں میں سے اللہ تعالیٰ اُس کی ایک پریشانی دور فرمادے گا اور جس نے کسی مسلمان کی عیب پوشی کی قیامت کے اللہ تعالیٰ اس کی عیب پوشی فرمائے گا۔ (بحوالہ بخاری و مسلم عن ابن عمرؓ)

حدیث نمبر (۱۷)..... حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ اُس پر ظلم کرے نہ اُس کو بے کس چھوڑے (کہ اُس کی مصیبت میں کام نہ آئے) اور نہ اس کو حقیر جانے، پھر اپنے سینہ کی طرف اشارہ فرما کر آپ ﷺ نے تین بار فرمایا: تقویٰ یہاں ہے، یہاں ہے، یہاں ہے (مزید فرمایا کہ) انسان کے برا ہونے کے لئے کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے، مسلمان کا مسلمان پر سب کچھ حرام ہے۔ اس کا خون بھی، اس کا مال بھی اور اُس کی آبرو بھی۔ (بحوالہ مسلم شریف)

تشریح..... یعنی ہر مسلمان دوسرے مسلمان کو نہ قتل کرے، نہ بلا طیب خاطر کے اس کا مال لے، نہ اُس کی بے آبروئی کرے۔

حدیث نمبر (۱۸)..... حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے میرے کسی امتی کی حاجت پوری کردی تا کہ اُس کو خوش کرے اُس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اُس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا، اللہ اُس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

حدیث نمبر (۱۹)..... حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً جنت میں یاقوت کے ستون ہیں جس پر زبرجد کی کھڑکیاں ہیں، جن کے کھلے ہوئے دروازے ہیں جو روشن ستارہ کی طرح چمکتے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! ان میں کون رہے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے لئے محبت کرنے والے اور اللہ کے لئے ساتھ بیٹھنے والے اور اللہ کے بارے میں آپس میں ملاقات رکھنے والے۔ (بحوالہ بیہقی فی الشعب عن ابی ہریرہؓ)

حدیث نمبر (۲۰)..... فرمایا سرکارِ دو عالم ﷺ نے کہ بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائیں گے کہ کہاں ہیں میری عظمت کی وجہ سے آپس میں محبت کرنے والے، آج میں اُن کو اپنے سایہ میں رکھوں گا جب کہ میرے سایہ کے سوا کسی کا سایہ نہیں ہوگا۔ (بحوالہ مسلم عن ابی ہریرہؓ)

حدیث نمبر (۲۱)..... حضرت ابن عباسؓ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوذرؓ سے فرمایا: اے ابوذرؓ! بتاؤ ایمان کو کونسا کڑا زیادہ مضبوط ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اُس کا رسول ﷺ ہی خوب جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (اچھا سنو! وہ کڑا یہ ہے) اللہ کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرنا اور اللہ کے لئے محبت کرنا اور اللہ کے لئے بغض رکھنا۔ (بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

حدیث نمبر (۲۲)..... فرمایا سرورِ دو عالم ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

(بحوالہ ترمذی عن عبداللہ بن عمروؓ)

حدیث نمبر (۲۳)..... فرمایا شافع محشر ﷺ نے کہ باپ جنت کے دروازوں میں سب سے اچھا دروازہ ہے۔ اب تجھ کو اختیار ہے کہ اس دروازے کی حفاظت کرے یا ضائع کر دے۔

حدیث نمبر (۲۴)..... حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اولاد پر والدین کا کیا حق ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ دونوں تیرے لئے جنت اور دوزخ ہیں۔

(بحوالہ ابن ماجہ عن ابی امامہ)

تشریح..... مطلب یہ ہے کہ ان کو راضی رکھنے سے جنت ملے گی اور ناراض رکھنے میں دوزخ کی سزا بھگتنی ہوگی۔

سرکارِ دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائیوں پر ایسا

ہے جیسے والد کا حق اولاد پر۔ (بحوالہ بیہقی فی الشعب عن سعید بن العاصؓ)

حدیث نمبر (۲۵)...... فرمایا شفیع المذنبین ﷺ نے کہ جس کی خواہش ہو کہ اُس کا رزق بڑھا دیا جائے اور اس کی عمر بڑھا دی جائے اُسے چاہیئے کہ صلہ رحمی کرے۔

(بحوالہ بخاری عن انسؓ)

تشریح...... آپس میں رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے اور میل ومحبت سے رہنے کو صلہ رحمی کہا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں اس کے دو فائدے بتائے گئے ہیں کہ (اوّل) رزق کا زیادہ ہو جانا، (دوئم) عمر کا بڑھنا۔ آپس میں رشتہ دار ملتے جلتے تو ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی اس کا حکم دیا ہے لیکن جو شخص اسلام کا حکم سمجھ کر یہ عمل کرے گا اُسے ثواب بھی ملے گا اور وہ فائدے بھی حاصل ہوں گے جن کا حدیث شریف میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ بہت سے لوگ آپس میں بگاڑ کر لیتے ہیں اور تعلقات باقی نہیں رکھتے یہ لوگ صلہ رحمی کے ثواب اور برکات سے محروم رہتے ہیں اور گنہگار بھی ہوتے ہیں۔

حدیث نمبر (۲۶)...... فرمایا سید البشر ﷺ نے کہ بدلہ اتارنے والا صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب رشتہ داروں کی طرف سے تعلق توڑا جائے تو وہ صلہ رحمی کرتا رہے۔ (بحوالہ بخاری عن ابن عمرؓ)

تشریح...... اس حدیث میں ہے کہ رشتہ دار تم سے تعلق توڑیں تو تم تعلق جوڑے رکھو، یہ نہ سوچو کہ وہ لوگ نہیں ملتے تو میں کیوں ملوں۔ یہ نظریہ بدلہ اُتار دینے کا ہے۔ مومن بندہ کا یہ طریقہ نہیں وہ اللہ کے لئے تعلق رکھتا ہے۔

حدیث نمبر (۲۷)...... فرمایا شافع محشر ﷺ نے کہ میرے رب نے مجھے نو چیزوں کا حکم فرمایا ہے (یعنی احکام تو بہت ہیں مگر یہ نو حکم بہت خاص الخاص ہیں)۔ (۱) پوشیدہ اور اعلانیہ اللہ سے ڈرنا، (۲) غصہ اور رضامندی میں انصاف کا کلمہ کہنا، (۳) امیری اور غریبی میں درمیانہ طریقہ پر خرچ کرنا، (۴) یہ کہ جو شخص مجھ سے تعلق توڑے

میں اُس سے تعلق جوڑے رکھوں (۵) یہ کہ جو شخص مجھے (میرے حق سے) محروم کرے میں اُسے دوں، (٦) یہ کہ جو شخص مجھ پر ظلم کرے اُسے معاف کروں، (۷) یہ کہ میری خاموشی غوروفکر (کی خاموشی) ہو (۸) میرا ابولنا اللہ کا ذکر ہو (۹) میری نظر عبرت (کی نظر) ہو (اور یہ بھی حکم فرمایا کہ بھلائی کا حکم کروں)۔

حدیث نمبر (۲۸)...... فرمایا سرورِ عالم ﷺ نے کہ ہر ہفتہ میں دو دن بارگاہِ الٰہی میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ پیر کے دن اور جمعرات کے دن پھر ہر مومن بندہ کی مغفرت کر دی جاتی ہے سوائے اس شخص کے کہ جس کے دِل میں مسلمان بھائی کی طرف سے کینہ ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے کہ ان دونوں کو چھوڑ دو جب تک کہ آپس میں صلح نہ کرلیں۔ (بحوالہ مسلم عن ابی ہریرہؓ)

حدیث نمبر (۲۹)...... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (بحوالہ بخاری و مسلم)

حدیث نمبر (۳۰)...... فرمایا خاتم النبیین ﷺ نے کہ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں ہے کہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلق کرے، جس نے تین دن سے زیادہ تعلق توڑے رکھا اور اسی حال میں مرگیا تو دوزخ میں داخل ہوگا۔

(بحوالہ ابوداؤد عن ابی ہریرہؓ)

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ جب تین دن گزر جائیں تو اس سے ملاقات کرے جس سے تعلق توڑ رکھا تھا اور اس کو سلام کرے اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں ثواب میں شریک ہوگئے اور اگر اُس نے جواب نہ دیا تو وہ گنہگار ہوگا اور سلام کرنے والا قطع تعلقی کے گناہ سے نکل جائے گا۔

حدیث نمبر (۳۱)...... حضرت ابوالدرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہؓ کو خطاب کرکے فرمایا کہ تم کو وہ عمل نہ بتادوں جو روزوں کے درجہ سے اور صدقہ کے درجہ سے اور نماز کے درجہ سے افضل ہے؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں!

ارشاد فرمایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عمل آپس میں صلح کر دینا ہے (پھر فرمایا) اور آپس کا بگاڑ دین کو مونڈ دینے والا ہے۔ (بحوالہ ترمذی عن ابی الدرداءؓ) اس سے نفلی نماز، روزہ اور نفلی صدقہ مراد ہے۔

حدیث نمبر (۳۲)......رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور ثواب کی امید لے کر اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرے تو جہنم سے اتنا دور کر دیا جائے گا جتنی دور کوئی ساٹھ سال تک چلے۔ (بحوالہ ابوداؤد عن انسؓ)

حدیث نمبر (۳۳)......حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے تو آسمان سے ایک منادی یہ ندا دیتا ہے کہ تُو خوش رہے اور تیرا چلنا بابرکت ہو اور تُو نے جنت میں گھر بنالیا۔

(بحوالہ ابن ماجہ)

حدیث نمبر (۳۴)......فرمایا رحمت للعالمین ﷺ نے کہ جس نے یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا، جتنے بال اُس کے ہاتھ کے نیچے آئیں گے ہر بال کے بدلہ اُس کے لئے بہت سی نیکیاں ہوں گی اور جس نے کسی ایسی یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے کے ساتھ اچھا سلوک کیا جو اُس کے پاس رہتے ہیں تو میں وہ جنت میں اس طرح ساتھ ہوں گے، یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیاں ملا کر دکھائیں۔ (بحوالہ احمد و ترمذی عن ابی امامہؓ)

حدیث نمبر (۳۵)......فرمایا رسولِ اکرم ﷺ نے کہ وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کی شرارتوں سے اُس کا پڑوسی مطمئن نہ ہو۔ (بحوالہ مسلم عن انسؓ)

حدیث نمبر (۳۶)......فرمایا شافع محشر ﷺ نے کہ وہ شخص مومن نہیں ہے جو اپنا پیٹ بھر لے اُس کا پڑوسی اس کی بغل میں بھوکا ہو۔ (بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان عن ابن عباسؓ)

حدیث نمبر (۳۷)......فرمایا فخر کائنات ﷺ نے کہ جب تُو شوربہ پکائے تو اس میں پانی زیادہ ڈال دیا کر اور اپنے پڑوسیوں کا خیال کر (یعنی پانی بڑھا کر شوربہ زیادہ پکالے اور اس میں سے پڑوسیوں کو بھی دیا کر)۔ (بحوالہ مسلم عن ابی ذرؓ)

حدیث نمبر (۳۸)......فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے (کسی کے) عیب کی چیز دیکھی پھر اُس کو پوشیدہ رکھا تو گویا اُس نے زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو زندہ کر دیا۔ (بحوالہ احمد و ترمذی)

حدیث نمبر (۳۹)......حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کوئی سائل یا صاحب حاجت آ جاتا تو فرمایا کرتے تھے کہ تم مجھ سے سفارش کر کے ثواب میں شریک ہو جایا کرو اور اللہ اپنے رسول کی زبان سے جو چاہے فیصلہ کر دے۔ (بخاری عن ابی موسیٰؓ) مطلب یہ ہے کہ تم سفارش کر کے ثواب لیا کرو۔

حدیث نمبر (۴۰)......فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ جس نے اپنے بھائی کے سامنے معذرت ظاہر کی (اور معافی چاہی) اور دوسرے نے اُس کا عذر قبول نہ کیا تو (اس عذر قبول نہ کرنے والے) کو اتنا بڑا گناہ ہوگا جتنا ظلماً عشر (یعنی ٹیکس) وصول کرنے والے کو ہوتا ہے۔ (بحوالہ بیہقی فی الشعب عن جابرؓ)

## مشورہ کی اہمیت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس سے مشورہ کیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے۔ (المستشار موتمن)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی کو اتنا زیادہ مشورہ کرنے والا نہیں دیکھا جتنا رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب سے مشورہ کرتے تھے۔

(ترمذی، فضائل الجہاد)

امام جعفر صادق نے سفیان ثوری سے کہا، اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ کرو جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ (تعلیم المتعلم للشیخ الزرنوجی)

حضرت علی کا قول ہے کہ مشورہ سے کوئی انسان کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔

(تعلیم المتعلم)

عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ جو شخص کوئی کام کرنا چاہے پھر کسی مرد مسلم سے مشورہ کرے تو اللہ تعالیٰ کام کے بہتر پہلو کی طرف اس کی رہنمائی کر دیتا ہے، جو لوگ بھی مشورہ کی پابندی کرتے ہیں وہ ہمیشہ اپنے معاملہ کے زیادہ درست پہلو کو پا لیتے ہیں۔

(مدارک التنزیل)

جس نے اپنے بھائی کو جان بوجھ کر غلط مشورہ دیا اس نے اس کے ساتھ خیانت کی۔

(تفسیر ابن جریر)

آدمیوں میں کوئی زیادہ سمجھدار ہوتا ہے اور کوئی کم سمجھ والا۔ کسی کے سامنے ایک پہلو ہوتا ہے اور کسی کے سامنے دوسرا پہلو۔ کوئی متاثر رائے قائم کرتا ہے اور کوئی غیر متاثر رائے۔ ایسی حالت میں آزادی کے لئے بہترین تدبیر یہ ہے کہ دوسروں سے مشورہ کر لیا جائے تاکہ مختلف رائے کے سامنے آنے کے بعد صحیح فیصلہ کیا جا سکے۔ مشورہ گویا کہ دوسروں کی صلاحیتوں کے ذریعہ اپنی کمیوں کی تلافی ہے۔

## طبّ سے متعلق حضور ﷺ کے چند ارشادات

### (۱) کوئی مرض لا علاج نہیں ہے

صحیح مسلم میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ہر مرض کے لئے دواء ہے'' جب دواء کا اثر بیماری کی ماہیت کے مطابق ہو تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے شفا ہو جاتی ہے۔ صحیحین میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے جس مرض کو اتارا اس کی شفا بھی اتاری ہے۔

### (۲) بیماری کا علاج کرنا ضروری ہے۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت اسامہ بن شریک سے روایت ہے کہ میں رسول

اللہ ﷺ کے پاس تھا کہ کچھ اعرابی آئے اور کہا، یا رسول اللہ کیا ہم دواء استعمال کریں؟ آپ نے فرمایا اے اللہ کے بندو دوا استعمال کرو کوئی ایسی بیماری نہیں جس کی اللہ عزّ وجل نے دوا نہ رکھی ہو سوائے ایک بیماری کے۔ ان لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول وہ کونسی بیماری ہے، فرمایا کھوسٹ بڑھاپا۔

## (۳) نیم حکیم خطرہ جان

ابوداؤدؒ، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عمر بن العاص سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص علم طب سے ناواقف ہو اور کسی کا علاج کرے تو وہ اس کا (نقصان پہنچ جانے کی صورت میں) ذمہ دار ہے۔

## (۴) طبیب حاذق سے علاج کراؤ اور پرہیز کرو

رسول اکرم ﷺ بیماروں کو طبیب حاذق سے علاج کروانے کی ہدایت فرماتے اور اس کو پرہیز کرنے کا حکم دیتے۔ (زادالمعاد۔ ابن قیم)

## (۵) معدہ کی خرابی تمام امراض کی جڑ ہے

شعب الایمان (بیہقی) میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، معدہ بدن کا حوض ہے سب رگیں اس میں ملتی ہیں۔ اگر معدہ درست ہے تو سب رگیں درست ہیں معدہ خراب ہے تو سب رگیں خراب۔

## (۶) حرام اور نجس چیزوں سے علاج نہ کرو

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیماری بھی پیدا کی ہے اور بیماری کی دوا بھی اور ہر بیماری کی ایک دوا مقرر فرمائی ہے۔ تم دوا سے علاج کرو لیکن حرام چیزوں سے علاج نہ کرو۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خبیث (نجس) دوا سے علاج کرنے کو منع فرمایا ہے (ترمذی۔ ابن ماجہ)

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمانؓ سے روایت ہے کہ ایک طبیب نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ مینڈک کو دوا میں شامل کرلیا جائے تو کیا حکم ہے۔ حضور ﷺ نے مینڈک کو مارنے اور دوا میں شامل کرنے سے منع فرمایا۔ (ابوداؤد)

## (۷) بسیار خوری سے بچو اور ہمیشہ کچھ بھوک رکھ کر کھاؤ

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن ایک انتڑی سے کھاتا ہے اور کافر سات انتڑیوں سے صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کے لئے کافی ہے اور دو آدمیوں کا چار کے لئے اور چار آدمیوں کا آٹھ کے لئے کافی ہے۔ ''زاد المعاد'' میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو کم کھانے کی ترغیب دلایا کرتے۔ اور فرمایا کرتے معدہ کا ایک حصہ کھانے کے لئے، اور ایک حصہ پانی کے لیے اور ایک حصہ خود معدہ کے لیے چھوڑ دینا چاہیے۔

## (۸) آشِ جو کا حریرہ مریضوں کے لئے عمدہ غذا ہے

صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ حریرہ (تلبینہ) بیمار کے دل کو راحت و سکون بخشتا ہے اور بعض غموں کو دور کرتا ہے۔

ترمذی شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں میں سے کسی کو بخار آجاتا تو آپ حریرہ (تلبینہ) تیار کرنے کا حکم دیتے، چنانچہ حریرہ تیار کیا جاتا پھر آپ ﷺ اسے پینے کا حکم دیتے اور آپ ﷺ یہ فرماتے کہ حریرہ غمگین دل کو قوت دیتا ہے اور بیمار کے دل سے رنج اور بیماری کو دور کرتا ہے جس طرح تم میں سے (اے عورتو) کوئی میل کو پانی کے ساتھ چہرے سے دور کرتا ہے۔

(تلبینہ) یا حریرہ آش جو سے بنایا جاتا ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ جو کا بے چھنا آٹا لے کر اس کو دودھ میں پکایا جائے جب پکنے پر آئے تو اس میں تھوڑا سا شہد ملا دیا جائے پھر اس کو ٹھنڈا کر کے مریض کو پلایا جائے آشِ جو کی طبی افادیت تمام اطباء اور ڈاکٹر کے نزدیک مسلم ہے۔

## (۹) شہد میں شفا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما یا، دو شفا دینے والی چیزوں کو اپنے او پر لازم کر لو۔ ایک تو شہد اور دوسرے قرآن۔

(ابن ماجہ۔ بیہقی)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر مہینہ میں تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے وہ پھر کسی بڑی مصیبت و بلا میں مبتلا نہیں ہوتا۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

صحیحین میں حضرت سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرا بھائی استطلاق بطن (اسہال) میں مبتلا ہے حضور ﷺ نے فرمایا اسے شہد پلاؤ۔ چنانچہ وہ شہد پلا کر پھر حاضر ہوا اور کہنے لگا میں نے شہد پلایا مگر اس سے میرے بھائی کو اور زیادہ اسہال آنے لگے ہیں مگر حضور ﷺ نے پھر شہد پلانے کا ہی حکم دیا۔ حتی کہ تین دفعہ ایسا ہوا۔ پھر جب اس نے چوتھی دفعہ اس نے آکر یہی کہا کہ میں نے شہد پلایا مگر اس سے اسہال بڑھتے ہی جاتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان سچا ہے اور تیرے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے ۔ چنانچہ اس نے پھر شہد پلایا اور مریض کو شفا ہو گئی۔

## (۱۰) مہندی کئی بیماریوں کا علاج ہے۔

حضرت امِ رافعؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی پھنسی یا

پھوڑا ہوتا تھا یا کوئی کانٹا لگ جاتا تھا تو آپ ﷺ اس پر مہندی کا لیپ کیا کرتے تھے۔

(ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی نے پیٹ کے درد کی شکایت بیان کی تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا کہ، پیٹ پر مہندی کا لیپ کر۔ رسول اللہ کے سر میں جب کبھی درد ہوتا تھا تو آپ ﷺ سر پر مہندی کا لیپ کیا کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ بیشک یہ فائدہ کرے گی، اللہ کے حکم سے۔ (ابن ماجہ)

مہندی یا حنا خون صاف کرتی ہے۔ یرقان، سنگِ گردہ اور عسر البول کے لئے مفید ہے۔ جلدی بیماریوں یعنی خدام، آتشک اور خارش وغیرہ میں مفید ہے۔ معدہ، جگر اور تلی وغیرہ کی بیماریوں میں نفع دیتی ہے۔ اس کا لیپ آبلے اور پھوڑے کی جلن کو مفید ہے۔ مہندی سدّوں اور رگوں کے منہ کھول دیتی ہے اس لیے پیٹ کے درد میں اس کا لیپ مفید ثابت ہوتا ہے، کیونکہ فاسد مادوں کو باہر نکلنے کا راستہ مل جاتا ہے۔ دردسر اور دردِ زانو میں بھی اس کا لیپ مفید ہے۔ حضور ﷺ کا اپنے موئے مبارک مہندی سے رنگنا ثابت ہے اس لیے علماء نے مہندی کے خضاب کو جائز قرار دیا ہے۔

## (۱۱) بچھو کے کاٹنے کا علاج نمک اور معوذتین سے کرو

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے میں بچھو نے کاٹ کھایا آپ ﷺ نے بچھو کو جوتی سے مار ڈالا اور فرمایا کہ یہ بچھو بھی کیسی ملعون چیز ہے کہ یہ نمازی اور غیر نمازی کو نہیں چھوڑتا (یا نبی یا غیر نبی کے الفاظ استعمال فرمائے یہ شک راوی کی جانب سے ہے) پھر آپ ﷺ نے نمک اور پانی منگوا کر ایک برتن میں ڈالا اور یہ پانی اپنی انگلی پر جہاں بچھو نے کاٹا تھا ڈالنے لگے، ساتھ ہی آپ ﷺ معوذتین (قرآن مجید کی آخری دو سورتیں) پڑھتے جاتے تھے۔

(شعب الایمان، بیہقی)

نمک طعام دوسرے درجہ میں گرم اور خشک ہے۔ رطوباتِ متعفنہ کو تحلیل اور خشک کرتا ہے۔ جس عضو پر اس کا لیپ کیا جائے، اس عضو کے اجزاء کو سکیڑ کر اس کے مسامات کو وسیع کرتا ہے۔ مسامات کے اندر رطوبات کو تحلیل کرتا ہے۔ گرم پانی میں نمک گھول کر بچھو کے کاٹے ہوئے عضو کو اس پانی میں رکھیں تو اس سے زہر تحلیل ہوتا ہے اور درد موقوف ہو جاتا ہے۔

## (۱۲ جَو اور چقندر بیماری کے بعد کی کمزوری کو دور کرتے ہیں

حضرت امِ المنذر بنت قیس انصاریہ سے روایت ہے کہ میرے ہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ ﷺ کے ساتھ حضرت علیؓ بھی تھے۔ حضرت علی ابھی ابھی بیماری سے اٹھے تھے۔ ہمارے ہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے، حضور ﷺ اٹھ کر ان میں سے کھجوریں تناول فرمانے لگے۔ اسی طرح حضرت علیؓ نے بھی اٹھ کر کھجوریں کھانی شروع کیں مگر حضور ﷺ نے ان سے کہا، تم ابھی بہت کمزور ہو۔ چنانچہ حضرت علی رک گئے۔ پھر میں نے جَو اور چقندر پکا کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیے۔ پس آپ ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا: اس میں سے کھاؤ یہ تمہارے لیے مفید ہے۔ (مشکوۃ المصابیح)

## (۱۳) آشوب چشم میں کھجور کا کھانا مضر ہے

حضرت صہیبؓ سے روایت ہے کہ میں ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے روٹی اور کھجوریں تھیں۔ آپ ﷺ نے مجھے بھی کھانے کی دعوت دی، پس میں کھجوریں کھانے لگا، جس پر حضور ﷺ نے فرمایا، کیا تم اس حالت میں بھی کھجوریں کھاتے ہو جب کہ تمہیں آشوب چشم ہے۔ (زاد المعاد)

## (۱۴) شدید بیماری میں حاذق طبیب کو بلاؤ

سنہ ۱۰ ہجری میں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لیے مکہ معظمہ

تشریف لے گئے تو حضرت سعد بن ابی وقاص بھی آپ ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ مکہ پہنچ کر وہ سخت بیمار ہو گئے۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی شدید علالت کی خبر ہوئی، تو آپ ﷺ نے فرمایا، طبیب حارث بن کلدہ کو بلاؤ۔ حارث بن کلدہ ثقفی بڑا نامور طبیب تھا۔ اور "طبیب العرب" کے لقب سے مشہور تھا حارث بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا اور حضرت سعد بن ابی وقاص کو دیکھتے ہی کہنے لگا، خطرہ کی کوئی بات نہیں، کھجور اور اسی کے آٹے کا حریرہ بنا کر مریض کو پلاؤ چنانچہ یہی کیا گیا اور حضرت سعدؓ صحت یاب ہو گئے۔ (سیرۃ سعد بن ابی وقاص)

ایک اور روایت میں ہے کہ حارث بن کلدہ نے فریقہ تیار کرنے کی ہدایت کی، یعنی کھجور اور جَو کا دلیہ اور میٹھی پانی میں اُبال کر اس میں شہد ملا کر (مریض کو نہار منہ) پلایا جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نسخہ پسند فرمایا۔ اس کے استعمال سے مریض کو شفا ہو گئی۔ (بحوالہ طب نبوی اور جدید سائنس)

## (۱۵) آنکھوں میں سُرمہ لگایا کرو

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ، سرمہ آنکھ میں ڈالا کرو کہ وہ آنکھ کی روشنی کو تیز کرتا ہے اور پلکیں بھی اگاتا ہے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، تم سوتے وقت سیاہ سرمہ ضرور لگایا کرو۔ بیشک یہ نگاہ کو روشنی بخشتا ہے اور پلکوں کے بال اگاتا ہے۔ (ابن ماجہ)

## (۱۶) انجیر بواسیر اور نقرس کے لیے مفید ہے

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی نے انجیر سے بھرا ہوا طباق (تھال) ہدیۃً پیش کیا، آپ ﷺ نے ہمیں

فرمایا، کھاؤ۔ ہم نے اس میں سے کھایا۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اگر کوئی پھل جنت میں سے آسکتا ہے تو میں کہوں گا کہ یہی وہ ہے کیونکہ بلاشبہ یہ جنت کا میوہ ہے اس میں سے کھاؤ کہ یہ بواسیر کو ختم کر دیتی ہے اور نقرس (جوڑوں کے درد) میں نفع بخش ہے۔

## (۱۷) کھنبی کا پانی آنکھوں کے لیے شفا ہے

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھنبی مَن میں سے ہے۔ اس کا پانی آنکھوں کے لئے شفا ہے۔

(صحیح بخاری، نسائی)

یہی روایت اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت صہیب، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت جابرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔

## (۱۸) زیتون کے تیل سے علاج کرو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیتون کے تیل سے علاج کرو۔ اسے کھاؤ اور لگاؤ کیونکہ یہ ایک مبارک درخت ہے۔ (بیہقی، ابن ماجہ)

حضرت علقمہ بن عامر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے زیتون کا تیل موجود ہے اسے کھاؤ اور بدن پر مالش کرو کیونکہ یہ بواسیر میں فائدہ دیتا ہے ایک اور جگہ بواسیر کی جگہ باسور (مقعد کا زخم) ہے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیتون کا تیل کھاؤ اور اسے لگاؤ (یعنی اس کی مالش کرو) کیونکہ اس میں ستر بیماریوں کی شفا ہے، جن میں سے ایک کوڑھ ہے۔ (ابونعیم)

## (۱۹) تربوز کھجور کا اور کھجور تربوز کی مصلح ہے

حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی

اللہ علیہ وسلم تازہ پکی ہوئی کھجوروں کے ساتھ تربوز کھایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ کھجور کی گرمی کو تربوز کی ٹھنڈک مار دیتی ہے اور تربوز کی گرمی کو کھجور کی ٹھنڈک مار دیتی ہے۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد)

## (۲۰) بچوں کے حلق کی بیماری کا علاج قُسط سے کرو

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی ا للہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے بچوں کو حلق کی بیماری میں (گلے پڑنے پر) ان کا گلا دبا کر اذیت نہ دو بلکہ تم قُسط (کوٹھ یا میٹھی کوٹھ) استعمال کرو۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے عورتو! تمہارے لئے افسوس کا مقام ہے کہ تم اپنی اولاد کو خود قتل کرتی ہو۔ اگر کسی کے بچے کے گلے میں سوزش ہو جائے یا سر میں درد ہو تو وہ قُسط ہندی کو لے کے پانی میں رگڑے اور بچے کو چٹا دے۔

(مستدرک حاکم، الشاشی)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم ذات الجنب (پلورسی یا نمونیہ) کا علاج قُسط بحری اور زیتون کے تیل سے کریں۔

## (۲۱) کلونجی موت کے سوا ہر بیماری کا علاج ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ کالے دانے میں ہر بیماری سے موت کے سوا شفا ہے اور کالے دانے (سے مراد) شونیز (کلونجی) ہے۔ (صحیحین مسند احمد وابن ماجہ)

## (۲۲) بہی (سفرجل) امراض قلب میں مفید ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا، سفر جل (بہی) کھاؤ کیونکہ اس دل کے دورے کوٹھیک کر کے سینہ سے بوجھ اتار دیتا ہے۔ (ابونعیم، ابن السنی) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سفر جل (بہی) کھانے سے دل سے بوجھ اتر جاتا ہے، اس کو نہار منہ کھانا چاہیئے۔ (کنز العمال) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، سفر جل (بہی) کھاؤ کہ یہ دل کے دورے کوٹھیک کرتا اور دل کو مضبوط کرتا ہے۔ (مسند فردوس)

ایک اور حدیث میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ سفر جل دل کی بیماریوں کو دور کرتا ہے۔ (ذہبی)

## (۲۳) سناء بیشمار بیماریوں کا علاج ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی چیز کے ذریعے موت سے شفا ہوسکتی ہے تو وہ چیز سناء ہوتی۔ پھر فرمایا، تم سناء کو لازم پکڑو کیونکہ وہ، موت کے سواء ہر مرض کو شفا دینے والی ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

سناء ایک مشہور بوٹی ہے جو ہر خلط کی مسہل ہے اور پیٹ کے کیڑوں کو ہلاک کرتی ہے۔ یہ صفراء بلغم اور سودا کو بدن سے خارج کرتی ہے۔ اس کا مسہل بیشمار فوائد کا حامل ہے اور بے ضرر ہے یہ دماغ کا تنقیہ کرتی ہے اور پرانے دردسر، دمہ، کولنج، عرق النساء، وجع المفاصل، جنون، مرگی، ذات الجنب (نمونیہ) نقرس اور درد شقیقہ کو نافع ہے، سناء میں ایک ایسا جوہر بھی پایا جاتا ہے جو خون کو صاف کرتا ہے۔

## (۲۴) رات کو کھانا مت چھوڑو

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رات کا کھانا مت چھوڑو اس سے بڑھاپا جلدی آتا ہے۔ (کتاب الطب ابونعیم)

حافظ ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ رات کے کھانے کا حکم دیتے

خواہ مٹھی بھر کھجوریں ہی کیوں نہ ہوں اور فرماتے کہ رات کا کھانا چھوڑنا بڑھاپا جلد لاتا ہے۔ خالی پیٹ ہونے اور بھوک کی حالت میں سو رہنے سے بدن کی رطوبتیں تحلیل ہونے لگتی ہیں جن کا ذخیرہ بدن میں ہر وقت مناسب مقدار میں رہنا حفظِ صحت اور بقائے قوت کے لیے لازمی ہے۔

## (۲۵) ضروری ہو تو عمل جراحی اور داغنے سے علاج کرو

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کے ساتھ ایک مریض کی عیادت کے لئے گیا۔ اس شخص کی کمر میں کہیں ورم تھا۔ لوگوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس میں پیپ پڑ چکی ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا، اس میں شگاف دے دو، چنانچہ اس شخص (کے ورم) کو شگاف دے دیا۔ (زاد المعاد جلد دوم)

اور حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے استسقاء کے ایک مریض کے بارے میں اس کے معالج کو حکم دیا کہ وہ مریض کے پیٹ میں شگاف دے، اس پر حضور ﷺ سے پوچھا گیا، کیا اس کے لئے طب میں کوئی چیز مفید ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس ذات نے بیماریاں نازل کی ہیں اسی ذات نے جس جس چیز میں چاہا شفا بھی رکھی ہے۔

''زاد المعاد'' میں ہے کہ سید الاوس حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوۂ احزاب میں رگ اکحل میں تیر لگا اور ان کا زخم بگڑ گیا۔ حضور ﷺ نے خود اپنے دست مبارک سے اسے داغا، جب یہ زخم پھول گیا تو حضور ﷺ نے اسے دوبارہ داغ دیا لیکن حضرت سعدؓ کا آخری وقت آ پہنچا تھا ایک بکری کا کھر لگنے سے یہ زخم پھٹ گیا اور حضرت سعدؓ نے وفات پائی علاج کے لیے حضرت سعدؓ کو مسجد نبوی میں نصب حضرت رُفیدہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ کے خیمے میں رکھا گیا، وہ جراحی میں بہت مہارت رکھتی تھیں۔

ترمذی شریف میں حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ حضرت اسعد بن زُراہ حلق کے شدید درد میں مبتلا ہوئے، تو رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے ان کے سر کو خود اپنے دست مبارک سے داغا۔

اوپر ہم نے صرف چند مثالیں دی ہیں جن سے حفظان صحت، بیماری اور علاج معالجے کے سلسلے میں دانائے کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ (بحوالہ حسنت جمیع خصالہ)

## جوہر شاہی

علامہ ابن قیمؒ نے اپنی کتاب طریق الھجر تین میں ایک واقعہ اس طرح نقل کیا ہے:

حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۂ محمد کی یہ آیت تلاوت فرمائی: کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر اس کے تالے پڑے ہوئے ہیں۔ اس وقت ایک لڑکا رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اس نے آیت سن کر کہا، ہاں خدا کی قسم اے اللہ کے رسول ﷺ بیشک دل پر ان کے تالے ہوتے ہیں اور ان کو کوئی نہیں کھول سکتا سوائے اس کے جس نے اس کو لگایا ہے۔ پھر جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس لڑکے کو بلایا تاکہ اس کو عامل بنائیں اور انہوں نے کہا، لڑکے نے یہ جو بات کہی وہ عقل سے کہی۔

جو لوگ اجتماعی معاملات کے ذمہ دار ہوں ان کے لئے افراد کی بے حد اہمیت ہوتی ہے۔ کسی ادارہ یا کسی اجتماعی عمل کی حسن کارکردگی کے ضامن ہمیشہ اس کے افراد ہوتے ہیں۔ ایسے افراد ہمیشہ معاشرہ میں موجود رہتے ہیں مگر جن ذمہ داروں کے ہاتھ میں افراد کے انتخاب کی ذمہ داری ہو ان کے اندر ایک صفت لازمی طور پائی جانی چاہیئے اور وہ یہ کہ آدمی کے جوہر ذاتی کی بنیاد پر اس کا انتخاب کریں نہ کہ کسی اور بنیاد پر۔

ادارہ کے ذمہ دار میں اگر خویش پروری کا جذبہ ہو، اگر وہ خوشامد انسانوں کو پسند کرتا ہو۔ اگر وہ یہ چاہتا ہو کہ اس کے گردوپیش کے تمام لوگ اس سے کمتر صلاحیت کے ہوں تا کہ اس کی ذاتی بڑائی قائم رہے، ذمہ دار کے اندر اگر اس قسم کا مزاج ہو تو وہ ادارہ کو بے کار انسانوں کا کباڑ خانہ بنا دے گا۔ اس کے برعکس اگر اس کے اندر وہ مزاج ہو جس کا ایک نمونہ اوپر کے واقعہ میں نظر آتا ہے تو اس کا ادارہ ایک ایسا باغ ہوگا جس میں ہر قسم کے بہترین درخت لگے ہوئے ہوں اور ہمیشہ وہ اپنا پھل دیتا رہے۔ (طریق الهجرتین)

## اہل باطل کے لمبے چوڑے مطالبوں کا پیغمبرانہ جواب

مخالفین کا مطالبہ یہ تھا کہ اگر تم پیغمبر ہو تو ابھی زمین کی طرف ایک اشارہ کرو اور یکا یک ایک چشمہ پھوٹ پڑے، یا فوراً ایک لہلہاتا باغ پیدا ہو جائے اور اس میں نہریں جاری ہو جائیں۔ آسمان کی طرف اشارہ کرو اور تمہارے جھٹلانے والوں پر آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر جائے۔ ایک پھونک مارو اور چشم زدن میں سونے کا ایک محل بن کر تیار ہو جائے۔ ایک آواز دو اور ہمارے سامنے خدا اور اس کے فرشتے فوراً آ کھڑے ہوں اور وہ شہادت دیں کہ ہم ہی نے محمد ﷺ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے آسمان پر چڑھ کر جاؤ اور اللہ میاں سے ایک خط ہمارے نام لکھوا لاؤ جسے ہم ہاتھ سے چھوئیں اور آنکھوں سے پڑھیں۔

ان لمبے چوڑے مطالبوں کا بس یہ جواب دیکر چھوڑ دیا گیا کہ "ان سے کہو، پاک ہے میرا پروردگار، کیا میں ایک پیغام لانے والے انسان کے سوا اور بھی کچھ ہوں؟ یعنی بیوا توفو! کیا میں نے خدا ہونے کا دعوا کیا تھا کہ تم یہ مطالبے مجھ سے کرنے لگے؟ میں نے تم سے کب کہا تھا کہ میں قادر مطلق ہوں؟ میں نے کب کہا تھا کہ زمین و آسمان پر میری حکومت چل رہی ہے؟ میرا دعویٰ تو اول روز سے یہی تھا کہ میں خدا کی طرف سے پیغام لانے والا ایک انسان ہوں۔ تمہیں جانچنا ہے تو میرے پیغام کو جانچو۔ ایمان لانا ہے تو اس

پیغام کی صداقت و مقبولیت دیکھ کر ایمان لاؤ۔ انکار کرنا ہے تو اس پیغام میں کوئی نقص نکال کر دکھاؤ۔ میری صداقت کا اطمنان کرنا ہے تو ایک انسان ہونے کی حیثیت سے میری زندگی کو، میرے اخلاق کو، میرے کام کو دیکھو۔ یہ سب کچھ چھوڑ کر تم مجھ سے یہ کیا مطالبہ کرنے لگے کہ زمین پھاڑو اور آسمان گراؤ؟ آخر پیغمبری کا ان کاموں سے کیا تعلق ہے؟

(تفہیم القرآن ج ۲ ص ۶۴۳)

## میرا خالق تو بنا مگر رازق نہ بن سکا

حضرت عیسٰی علیہ السلام کا ایک دوست تھا، مگر نادان، اس نے آپ سے درخواست کی کہ مجھ کو اسم اعظم سکھا دیجئے۔ ہر چند انکار کیا اور سمجھایا کہ تو اس قابل نہیں ہے، نہ مانا اور نہایت اصرار کیا، ناچار بتا دیا اور امتحان بھی کرا دیا۔ لیکن منع کیا کہ آئندہ تو اس کو کام میں نہ لانا ورنہ تیرے لئے اچھا نہ ہوگا۔ یہ فرما کر آپ چل دیئے۔ اس کے دل میں خیال آیا کہ بھلا اب دیکھوں اسم اعظم تاثیر کرتا ہے یا نہیں۔ کچھ ہڈیاں نظر آئیں، ان پر اسم اعظم پڑھا۔ فوراً ایک شیر زندہ ہو کر غراتا ہوا آیا اور اس کو پھاڑ کھایا۔ حضرت اس راہ سے واپس آئے تو دیکھا کہ وہ مرا پڑا ہے۔ اور شیر اس کو کھا رہا ہے۔ شیر سے پوچھا تو نے اسے کیوں مارا؟ جواب دیا "یہ شخص میرا خالق تو بنا مگر رازق نہ بن سکا اور رزق کی فکر نہ کی، اس لئے میں نے اس کو کھا لیا۔"

(بحوالہ مخزن اخلاق)

## حضرت لقمان ولی تھے نبی نہ تھے

جمہور محققین کے قول کے مطابق حضرت لقمان نیک صالح انسان تھے، آپ اللہ کے ولی تھے، نبی نہیں تھے۔ اللہ تعالٰی نے آپ کو حکمت و دانائی عطا فرمائی تھی آپ کی حکمت و دانائی ضرب المثال ہے اور "حکیم" آپ کے نام کا جز و لاینفک بن گیا ہے۔ قرآن مجید میں آپ کے نام سے موسوم ایک سورۃ "سورۃ القمان" موجود ہے جس میں آپ کی چند حکمت آمیز نصیحتوں کا ذکر ہے جو آپ نے اپنے بیٹے کو کی تھیں جن میں سے پہلی اور دوسری

نصیحت کا تعلق عقائد سے ہے۔

پہلی نصیحت یہ ہے کہ "بیٹا اللہ کے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہرانا، کیونکہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ظلم عظیم ہے۔

دوسری نصیحت یہ ہے کہ: بیٹا اگر چہ کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو، پھر وہ بھی خواہ کسی پتھر میں ہو یا آسمان میں ہو زمین میں اسے اللہ تعالیٰ لا حاضر کریں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑے باریک بین اور خبر دار ہیں۔

اس نصیحت کا حاصل یہ ہے کہ اس بات کا پختہ اعتقاد رکھا جائے کہ آسمان وزمین اوران کے اندر جو کچھ ہے اس کے ایک ایک ذرہ پر اللہ تعالیٰ کا علم بھی محیط اور وسیع ہے اور سب پر اس کی قدرت بھی کامل ہے، کوئی چیز کتنی ہی چھوٹی سے چھوٹی ہو، جو عام نظروں نہ آسکتی ہو، اسی طرح کوئی چیز کتنی ہی دور دراز پر ہو، اسی طرح کوئی چیز کتنے ہی اندھیروں اور پردوں میں ہو، اللہ تعالیٰ کے علم ونظر سے نہیں چھپ سکتی اور وہ جس کو جب چاہیں جہاں چاہیں حاضر کر سکتے ہیں۔

تیسری نصیحت کا تعلق اصلاح خلق سے ہے اور وہ یہ ہے کہ "اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا برے کاموں سے منع کرتے رہنا اور جو مصیبت تم پر آئے اس پر صبر کرنا، یقین مان لو کہ یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

پانچویں نصیحت کا تعلق آداب معاشرت سے ہے اور وہ یہ ہے کہ "لوگوں کے سامنے اپنے رخسار نہ پھلا۔ اور زمین پر اترا کر، اکڑ کر نہ چل بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنے والے ،فخر کرنے والے کو پسند نہیں فرماتے ،اور اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر، اور اپنی آواز کو پست کر (شور شرابہ نہ کر) بیشک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھے کی ہے۔

اس کے علاوہ آپ کی حکمت ودانائی کی بیشمار باتیں کتابوں میں مذکور ہیں۔

## حضرت لقمانؑ کی پیاری پیاری باتیں

۱۔ بیٹا دنیا ایک گہرا سمندر ہے جس میں بہت سے لوگ غرق ہو چکے ہیں،

تجھے چاہیے کہ تو دنیا کے اس سمندر میں اپنی کشتی تقویٰ کو بنالے، جس کا بھراؤ ایمان ہو۔ جس کا بادبان توکل علی اللہ ہو، ممکن ہے اس صورت میں تو اسی سے بچ جائے ، ورنہ نجات نہیں ہوسکتی۔

۲۔ جس کا نفس ہی خود اس کا واعظ ہو اس کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت ہوتی ہے، جو خود اپنے بارے میں لوگوں سے انصاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کردیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی وجہ سے ذلیل ہوجانا انسان کو اللہ کے قریب کردیتا ہے بہ نسبت نافرمانی کرنے کے وجہ سے عزت حاصل ہونے کے (کہ وہ اللہ سے دور کردیتی ہے)

۳۔ والد کا اپنے بچے کو (اس کی تربیت کے لئے) مارنا ایسے ہی ہے جیسے کھیتی میں پانی ڈالنا۔

۴۔ بیٹا قرضہ لینے سے بچ، کیونکہ قرضہ دن کی ذلت اور رات کی فکر کا باعث ہے۔

۵۔ بیٹا اللہ تعالیٰ سے اتنی امید باندھ کہ وہ تجھے اس کی نافرمانی پر جری نہ کرے اور اس سے اتنا ڈر کہ وہ تجھے اس کی رحمت سے مایوس نہ کردے۔

۶۔ جو جھوٹ بولتا ہے اس کے چہرے کی رونق چلی جاتی ہے، جس کے اخلاق برے ہوتے ہیں اسے غم بہت زیادہ لاحق ہوتا ہے، چٹانوں کو ان کی جگہ سے منتقل کردینا زیادہ آسان ہے، بے نسبت ناسمجھ کو سمجھانے کے۔

۷۔ بیٹا میں نے چٹان، لوہا اور بھاری سے بھاری چیز کا بوجھ اٹھالیا لیکن مجھے کسی چیز کا بوجھ اتنا بھاری نہ لگا جتنا کہ بُرے پڑوسی کا، میں نے کڑوی سے کڑوی چیز چکھی ہے مگر محتاجی جیسی کڑوی چیز کوئی نہیں دیکھی، بیٹا کسی جاہل کو اپنا قاصد نہ بنا اگر تجھے کوئی دانا آدمی نہ ملے تو اپنا قاصد خود بن جا، بیٹا جھوٹ سے بچ کیونکہ یہ چڑیا کے گوشت کی مانند مرغوب تو بہت ہے لیکن جلد ہی اپنے کھانے والے کو (گرمی کی وجہ سے) ابال ڈالتا ہے۔ بیٹا جنازوں میں کثرت سے جایا کر، اور شادیوں میں نہ جایا کر، کیونکہ جنازے تجھے آخرت یاد

دلائیں گے اور شادیاں دنیا کی رغبت دلائیں گی۔ بیٹا پیٹ بھر کر نہ کھا تیرا (اس وقت) روٹی کتے کو ڈال دینا اس کھانے سے بہتر ہے، بیٹا اتنا میٹھا بھی نہ بن جا کہ نگل لیا جائے اور اتنا کڑوا بھی بن کہ پھینک دیا جائے۔

۸۔ تیرا کھانا پرہیز گار لوگ کھائیں اور اپنے معاملے میں علماء سے مشورہ کرتا رہ۔

۹۔ تیرے اس چیز کو سیکھنے میں جسے تو نہیں جانتا کوئی بھلائی نہیں جب تک کہ تو ان چیزوں پر عمل پیرا نہ ہو جنہیں تو جانتا ہے، کیونکہ ایسے آدمی کی مثال تو ایسے شخص کی سی ہے جیسے کوئی شخص لکڑیاں چن کر ان کا گٹھا بنائے، پھر اس گٹھے کو اٹھا کر چلنے لگے تو عاجز آجائے (چل نہ سکے) لیکن اس کے باوجود اس کے ساتھ ایک گٹھا (لکڑیوں کا اٹھانے کیلئے) اور ملالے۔

۱۰۔ بیٹا تو اگر کسی سے بھائی بندی کرنا چاہتا ہے تو اس سے پہلے اسے غصہ دلا کر دیکھ اگر وہ اس غضب و غصہ کی حالت میں تیرے ساتھ انصاف کرے تو فبہا ورنہ ایسے شخص سے بچ۔

۱۱۔ تیری گفتگو اچھی ہو اور تیرا چہرہ کشادہ ہو تو لوگوں میں اس شخص سے زیادہ محبوب (پسندیدہ) ہوگا جو لوگوں کو عطاء بخشش کرتا ہے۔

۱۲۔ بیٹا اپنے آپ کو اپنے دوست کے سامنے اس شخص کی طرح کر لے جس کو تیری تو کوئی ضرورت نہ ہو، لیکن تجھے اس کی ضرورت ہو، بیٹا اس شخص کی طرح سے ہو جا جو نہ لوگوں سے اپنی تعریف کا خواہاں ہوتا ہے اور نہ ہی ان سے برائی مول لیتا ہے۔ اس صورت میں گو خود یہ تو مشقت برداشت کرتا ہے، لیکن لوگوں کو اس سے راحت ہوتی ہے۔

۱۳۔ بیٹا ان باتوں کے کرنے سے رک جا تو تیرے منہ سے نکلتی ہیں، کیونکہ جب تک تو چپ رہے گا سلامت رہے گا، البتہ ایسی بات کر جس سے تجھے کوئی فائدہ حاصل ہو۔

(بحوالہ جواہراتِ علمیہ)

# ازدواجی زندگی اور اس کی شادمانی کے رہنما اصول

گھر کے ماحول کو خوشگوار رکھنے اور اپنے فرائض منصبی کو احسن طریق سے سرانجام دینے، روزمرّہ کے حالات کا صحیح جائزہ لینے اور گھر میں سلجھاؤ پیدا کرنے کے لئے ہمیشہ خصوصی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیا آپ اپنی بیوی کی خواہشات کا احترام کرتے ہیں اور کیا آپ کی بیوی آپ سے تعاون کرتی ہے۔ اس کا جائزہ لینا آپ دونوں کا فرض ہے کامیاب ازدواجی زندگی گزارنے کے کچھ راہنما اصول ہیں۔ اگر آپ ان پر عمل پیرا ہوں گے تو آپ کے گھر کا ماحول ہمیشہ خوشگوار اور مسرت بھرا رہے گا۔ وہ راہنما اصول یہ ہیں:۔

(۱) آپس میں بھرپور محبت کیجئے اور جنسی مساوات پر یقین رکھیئے۔

(۲) جنسی معاملات میں ایک دوسرے سے تعاون کیجئے اور ایک دوسرے کے جذبات کی پوری پوری قدر کیجئے۔

(۳) زندگی کے تمام معاملات میں ایک دوسرے کی خوشنودی کی خاطر قربانی کا جذبہ پیدا کیجئے۔

(۴) جنسی زندگی اور دلچسپیوں کو اپنے گھر اور اپنی بیوی تک ہی محدود رکھیئے اور ان سے خوب لطف اندوز ہوئیے۔ اپنے دامن کو جنسی آوارگی اور بے راہ روی سے ہمیشہ پاک رکھیئے۔

(۵) اپنی بیوی کے علاوہ اور کسی عورت سے محبت نہ کیجئے۔ اپنی تمام تر توجہ صرف اپنی بیوی پر مرکوز رکھئے۔ دوسری عورت آپ کو کتنی بھی دلکش کیوں نہ لگے اس کی طرف دھیان نہ دیجئے۔ اپنے دل کو ہمیشہ اپنے قابو میں رکھیئے۔

(۶) بیوی کو چاہئیے کہ صرف اپنے شوہر کو اپنا مقصود جانے اور اس کے علاوہ کسی بھی دوسرے مرد کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی گوارا نہ کرے خواہ اس مرد میں کتنی بھی کشش

کیوں نہ ہو، بیوی کو چاہیئے کہ ہر طریقے سے خاوند کو خوش رکھے۔

(۷) ایک دوسرے کی ضرورت کا خیال رکھیئے۔ اچھا لباس پہنیئے۔ اچھی خوراک کھایئے اور اپنی صحت و تندرستی کا ہمیشہ خیال رکھیئے۔

(۸) بچوں سے بے پناہ پیار کیجئے۔ ان کے ساتھ کھیلنے، سیر و تفریح کرنے اور کہانیاں سنانے کے لئے ضرور وقت نکالیئے۔

(۹) خوب صورت انداز سے زندگی گزاریئے۔ اچھی کتابیں پڑھیئے۔ ہنسی مزاح سے بھرپور وقت گزریئے۔ تا کہ چلتی پھرتی ہنستی مسکراتی زندگی کا احساس قائم رہے۔

(۱۰) زندگی میں پیچیدگیاں اور الجھنیں پیدا نہ ہونے دیجئے۔ اگر پیدا ہو جائیں تو ان کو دور کرنے کے لئے فوراً اسباب تلاش کیجئے۔

(۱۱) اپنے گھر اور کاروبار یا ملازمت میں برابر دلچسپی لیجئے۔ دونوں کو لازم و ملزوم جانیئے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ آپ کاروبار کے شوق میں گھر کو بھول جائیں یا گھر کی دلچسپیوں میں کھو کر کاروبار یا ملازمت کی ذمہ داریوں کو نبھانے سے گریز کرنے لگیں۔

(۱۲) بچوں کی تعلیم و تربیت کی طرف پوری توجہ دیجئے اور ان کے اچھے مستقبل کے لئے ہمیشہ فکر مند اور کوشاں رہیئے۔

(۱۳) زندگی کو شرافت۔ عزت اور وقار کے ساتھ بسر کرنے کا سلیقہ پیدا کیجئے۔

(۱۴) زندگی کی مشکلات کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمیشہ اپنے حوصلے بلند رکھیئے۔

(۱۵) غصے کی حالت میں آپے سے باہر نہ ہویئے۔ غصے پر کنٹرول کرنا سیکھیئے اور عقل کا دامن کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑیئے۔

(۱۶) اگر آپ میں کوئی بری عادت ہے تو اس سے جلد از جلد چھٹکارا پانے کی کوشش کیجئے۔

(۱۷) ہمیشہ با اخلاق گفتگو کیجئے اور دوسروں کو متاثر کرنے کا گر سیکھیئے تا کہ آپ ہر جگہ پسندیدہ نظروں سے دیکھے جائیں۔

(۱۸) بیوی کے لئے نسوانیت ہی اس کا حسن ہے۔اس نسوانیت کو ہمیشہ برقرار رکھیئے۔ بازاری لباس مت پہنئے اور گھٹیاپن سے اجتناب کیجئے۔

(۱۹) شوہر کے لئے مردانہ پن اس کا جوہر ہے۔آپ اپنے مردانہ پن کا بھرپور مظاہرہ کیجئے۔

(۲۰) جنسی معاملات میں وحشت و بربریت سے ہمیشہ پرہیز کیجئے۔یاد رکھیئے کہ جنسی ملاپ میں نرمی، محبت اور میانہ روی کے حربے زیادہ کامیاب ثابت ہوتے ہیں اور ان کا اثر ہمیشہ خوشگوار ثابت ہوتا ہے اس لئے نہ صرف جنسی معاملات بلکہ عام زندگی کے معمولات میں بھی نرمی، محبت اور میانہ روی کو اپنی زندگی کا اصول بنالیجئے۔

(۲۱) آپ اور آپ کی بیوی زندگی کا بوجھ مل کر اٹھایئے تمام معاملات میں ایک دوسرے سے پوراپورا تعاون کیجئے۔

(۲۲) ایک دوسرے پر بہتان مت باندھیئے بلکہ ایک دوسرے کی غلطیوں کو معاف کردینے کا جذبہ پیدا کیجئے۔

(۲۳) اپنے آپ کو ایک دوسرے کے لیے وقف کردیجئے اور ایک دوسرے کے زیادہ سے زیادہ قریب ہوکر زندگی گزاریئے۔

(۲۴) ایسا لباس پہنئے جو ایک دوسرے کے لئے کشش کا باعث ہو اور جو اوروں کو بھی بھلا لگے۔

(۲۵) جب تھکے ہوئے ہوں تو جسم کو مکمل آرام پہنچایئے۔

(۲۶) نہ خود نکتہ چینی کیجئے اور نہ دوسروں کو نکتہ چینی کا موقعہ دیجئے۔

(۲۷) ماں باپ بننے میں خوشی محسوس کیجئے اور نئی ذمہ داریوں کو خوشی سے قبول کیجئے۔

(۲۸) ایک دوسرے کی رائے کا احترام کیجئے۔اگر اختلاف ہو تو دلیل سے قائل کیجئے۔

(۲۹) نشہ آور چیزوں سے ہمیشہ پرہیز کیجئے۔نشہ آور چیزیں صحت اور اخلاق دونوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

(۳۰) زندگی کی تلخیاں برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا کیجئے تاکہ تلخ ایام کی شدت کا احساس کم از کم ہو۔

(۳۱) خوشی کی زندگی کو کبھی دائمی نہ سمجھئے، غموں سے نباہ کرنے کے لئے تیار رہیے تاکہ جب غم کی واردات ہو تو آپ میں اس کو برداشت کرنے کا حوصلہ موجود ہو۔

(۳۲) ہمیشہ ہشاش بشاش رہنے کی کوشش کیجئے۔ سستی کو اپنے نزدیک نہ آنے دیجئے۔

(۳۳) اپنی حالت پر قناعت کرنا سیکھئے۔ دوسروں کو دیکھ کر جلنا بند کردیجئے۔ وگرنہ آپ خود ہی حسد کی آگ میں بھسم ہو کر رہ جائیں گے۔ حسد کی عادت کو جڑ سے اکھاڑ دیجئے۔

(۳۴) تصنع اور بناوٹ سے ہمیشہ پرہیز کیجئے وگرنہ آپ اپنے لئے خود ایک کمزوری بن جائیں گے۔

(۳۵) جن خواہشات کو پورا کرنا آپ کے بس میں نہ ہو۔ ان کو جھٹک دیجئے۔ صرف اس چیز کے حصول کے لئے تگ دو کیجئے جسے حاصل کرنا آپ کے بس میں ہو۔

(۳۶) اپنی قوت وطاقت اور غور وفکر کو انہونی باتوں میں ضائع نہ کیجئے۔

(۳۷) اپنی جنسی زندگی میں تسلسل رکھئے: تاکہ محرومی کا احساس آپ کو گمراہ نہ کر سکے۔

(۳۸) اپنے کردار کو ہمیشہ پرکھتے رہیئے تاکہ آپ کو دوسروں کے مابین جو عزت ووقار حاصل ہے اس میں کمی نہ آنے پائے۔

(۳۹) فحش کتابوں کی تمنا نہ کیجئے اور نہ ہی بیوی کو اس قسم کی کتابیں یا رسائل دکھایئے یا پڑھنے کے لئے دیجئے۔ ان سے خیالات میں آوارگی پیدا ہوتی ہے جس کے نقصانات اتنے زیادہ ہیں کہ بظاہر آپ ان کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔

(۴۰) گندے لٹریچر سے خیالات منتشر ہوتے ہیں۔اعصاب پر بوجھ پڑتا ہے۔زیادہ تر مرد اور عورتیں زود حس ہوتے ہیں۔فحش کتابیں پڑھ کر اور فحش فلمیں دیکھ کر تیزی سے زائل ہونے لگتے ہیں اور اپنے لئے دائمی کمزوری،انتشار اور بے چینی خرید لیتے ہیں اور بڑی تیزی سے اپنی جنسی قوت سے محروم ہو جاتے ہیں جبکہ جنسی قوت سے محروم ہونا دراصل انسانی قوت سے محروم ہونا ہے۔

(۴۱) مرد کی فیاضی اور بہادری عورت کو بہت پسند ہے۔خاوند کی حیثیت سے فیاض اور بہادر ہونے کا ثبوت دیجئے۔

(۴۲) خوبصورت، رعنا اور باوقار مرد کی شخصیت عورت کے لئے ہمیشہ باعثِ کشش ہوتی ہے۔اپنی اس کشش کو ہمیشہ برقرار رکھیئے۔

(۴۳) اپنے آپ کو ایک وفا دار محبت کرنے والے خاوند کی حیثیت میں ڈھالئے۔

(۴۴) عورت اپنی تعریف سے بہت زیادہ متاثر ہوتی ہے۔اس لئے کامیاب ازدواجی زندگی کا تقاضا ہے کہ آپ اپنی بیوی کی ہمیشہ تعریف کرتے نظر آئیں۔

(۴۵) محبت ایک قابلِ قدر جذبہ ہے۔سب سے زیادہ محبت اپنی بیوی سے کیجئے تاکہ آپ کی زندگی میں خوشیوں اور مسرتوں کے چشمے ہمیشہ پھوٹتے رہیں۔

(۴۶) محبت بھرا دل نعمتِ خداوندی ہے۔اپنی بیوی کو اپنی دل میں جگہ دیجئے۔آنکھ بھی محبت کے اظہار کا بہترین ذریعہ ہے۔بیوی کو جب بھی دیکھیں محبت کی آنکھ سے دیکھیں۔بیوی سے والہانہ محبت رکھیں گے تو آپ پرنثار ہو جائے گی۔

(۴۷) مباشرت میں ایک خاص لذت پوشیدہ ہوتی ہے۔یہ پوشیدہ لذت بھرپور انداز میں خاوند کو تبھی نصیب ہو سکتی ہے جب اپنی بیوی کو ہر مرحلے میں اپنے اعتماد میں لینا جانتا ہو۔

(۴۸) رومانوی ادب کی کتابیں، سیر و تفریح، دلپذیر گفتگو یہ سب "محبت" کی خوراک ہیں۔ان سے گاہے بگاہے لطف اندوز ہوتے رہنے سے خاوند اور بیوی کی زندگی خوشگوار اور قابلِ رشک بن جاتی ہے۔

(۴۹) اپنی بیوی کو ہمیشہ عزت کے القاب سے پکاریں۔اس سے آپ کی بیوی کی عزت افزائی ہوگی اور دوسروں کی نظروں میں بھی اس کی عزت بڑھ جائے گی تو وہ آپ کو ممنون نظروں سے دیکھے گی۔

(۵۰) پاکیزگی سے روح کو تازگی ملتی ہے۔اس لئے اپنے جسم کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھیئے اور خاص طور پر نجاست اور پسینے کی حالت میں یا کسی نشے والی بدبودار شئے کو استعمال کر کے بیوی کے نزدیک مت جائیں۔مبادہ کہ اسے آپ سے کراہت آنے لگے اور اس کی محبت نفرت میں بدل جائے۔

(۵۱) آپ کی بیوی آپ کی خوشیوں اور مسرتوں کا مرکز ہے۔اسے بن سنور کر رہنے کے اسباب مہیا کیجئے۔اس سے آپ دونوں کی محبت میں اضافہ ہوگا۔

(۵۲) ہر معاملے میں اپنی بیوی کو اپنا ہمنوا بنائیے تاکہ آپ کی زندگی اچھے دوستوں کی طرح بسر ہو۔

(۵۳) اپنی اور اپنی بیوی کی صحت کا ہمیشہ خیال رکھیئے۔ضبطِ تولید کے مسئلے کو باہمی مشورے سے نمٹائیے۔

(۵۴) چھوٹی موٹی باتوں کو ہمیشہ نظر انداز کرنے کی عادت ڈالئے تاکہ خواہ مخواہ کی تلخیاں پیدا ہونے کی گنجائش کا امکان نہ رہے۔

(۵۵) اخلاقی اقدار کو ہمیشہ عزت دیجئے۔بیوی کی نیک کرداری کی تعریف کرتے رہیئے تاکہ اسے ہردم یہ احساس ہو کہ نیکی اور شرافت سب سے بڑا جوہر ہے۔

(۵۶) آپ کی بیوی جب کسی تکلیف میں ہو، بیمار ہو یا کسی ذہنی پریشانی میں مبتلا ہو تو عام حالات کی نسبت اسے زیادہ محبت اور توجہ سے زیادہ نوازیئے تاکہ اسے اپنی

تکلیف یا بیماری یا پریشانی میں اکیلے پن کا احساس نہ ہو۔

(۵۷) اگر آپ اپنے آپ کو اچھا خاوند ثابت کرنے کی کوشش کریں گے تو آپ کی بیوی بھی لامحالہ اپنے آپ کو اچھی بیوی ثابت کرنے کی بہترین کوشش کرے گی۔

(۵۸)..... اگر خالق کائنات کو یہ منظور ہوتا کہ عورت مرد پر حکمرانی کرے تو وہ اسے مرد کے سر سے پیدا کرتا لیکن اس نے عورت کو مرد کی پسلی سے پیدا کیا تاکہ دونوں ایک دوسرے کے معاون بنیں اور دل سے دل اور سینے سے سینا ملا کر زندگی بسر کریں۔

(۵۹) عورت فطرتاً کمزور ہے۔ شادی میں وہ اپنے آپ کو مرد کے حضور پیش کر دیتی ہے لیکن ایک مفتوح کی صورت میں نہیں بلکہ زندگی بھر کے لئے بہترین ساتھی کی شکل میں اور یہی انسانی زندگی کی بہترین تفسیر ہے۔ (ازدواجی زندگی کے رہنما اصول)

## اخلاق کا اثر دیرپا رہتا ہے

کہتے ہیں "جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے" حسن کا جادو بھی خوب چلتا ہے مگر خود حسن ہی پائیدار نہیں ہوتا، اس لئے اس کا اثر بھی پائیدار نہیں ہوتا۔ صرف اخلاق کا جادو ایسا ہے جو دیرپا بلکہ مستقل ہے جس کا اثر دیر تک رہتا ہے۔

ہر پیغمبر نے دنیا کو اخلاق سکھایا مگر پیغمبر آخر الزماں ﷺ نے جو اخلاق انسانوں کو سکھایا اور جس کا عملی نمونہ خود آپ ﷺ نے دیا اس کی مثال روئے زمین پر نہیں مل سکتی، حضور مقبول ﷺ کا اخلاق سب نبیوں سے اعلیٰ اور ارفع تھا۔ ان کا اخلاق اتنا بلند تھا کہ جس پر بھی نظر ڈالتے تھے وہ آپ کا گرویدہ ہو جاتا تھا اور ساری عمر کے لئے آپ کا غلام ہو کر رہ جاتا تھا چاہے اس راہ میں اسے کتنی سخت سے سخت مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے۔

ایک بوڑھی عورت کا قصہ مشہور ہے۔ وہ ہر روز آپ ﷺ پر کوڑا کرکٹ پھینکا کرتی

تھی، ایک دن حضور ﷺ اس کے مکان کے نیچے حسب معمول گزرے تو آپ ﷺ پر کسی نے کوڑا نہ پھینکا تو آپ ﷺ نے محلہ والوں سے دریافت کیا کہ فلاں مائی خیریت سے تو ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ تو بیمار ہے، آپ ﷺ یہ سنتے ہی اس کی تیمارداری کے لئے اس کے گھر چلے گئے۔ مائی نے دیکھا یہ وہی شخص ہے جس پر میں روزانہ کوڑا پھینکا کرتی تھی مگر برا ماننے اور کچھ کہنے کے بجائے خاموشی اور شرافت سے برداشت کر کے چلا جاتا تھا اور آج وہی میری تیمارداری کے لئے آ گیا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوئی اور یہ سوچنے پر مجبور ہو گئی کہ یہ عام انسان نہیں واقعی خدا کا پیغمبر ہے۔ اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ اس نے حضور ﷺ سے معافی مانگی اور آپ ﷺ پر ایمان لے آئی۔ گویا یہ آپ ﷺ کے اخلاق کا اثر تھا۔ اسی طرح کے بے شمار واقعات ایسے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ اخلاق انسان کی وہ صلاحیت ہے جس میں انسانیت کی تکمیل ہوتی ہے اور اگر انسانیت میں سے اخلاق کی صفت نکال لی جائے تو باقی صرف حیوانیت رہ جاتی ہے۔

لفظ اخلاق خلق کی جمع ہے۔ خلق اس فضیلت انسانی کا نام ہے جس کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ اس کا احاطہ کرنا ناممکن ہے، البتہ حسن خلق اس نفسیاتی کیفیت کو کہتے ہیں جو امور باعنہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس فضیلت کا وجود کسی انسان میں اس کے آثار وثمرات ہی سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ باطن کی اس روشنی کا عکس انسان کے ظاہری برتاؤ اور سلوک ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔ حسن اخلاق میں بہت سی صفات شامل ہیں۔ مثلاً صدق، صبر، حیاء، تواضع، حلم، ایفائے عہد، عیب پوشی، غیرت، نکوکاری، شجاعت، عفت، حکمت، عدل اخوت، رحم شفقت، وغیرہ وغیرہ۔

اخلاق کی فضیلتوں کا ذکر کرنے کے لئے نہ صرف ایک کتاب بھی ناکافی ہے بلکہ اس کا ذکر کرنے کے لئے حوالوں کی خاطر بھی ایک نہیں بے شمار کتابیں درکار ہوں گی۔ چند اقوال ملاحظہ ہوں۔ ''مخلوق خدا کو خوشی اور مصیبت دونوں حالتوں میں راضی اور پسندیدہ خاطر رکھنا حسن خلق ہے'' ''ہر حالت میں اللہ عزوجل کی رضا جوئی حسن خلق ہے''

حسن خلق کا ادنی درجہ یہ ہے کہ انسان میں قوت برداشت ہو اور وہ انتقام کے کبھی درپے نہ، دشمن پر بھی رحمت اور شفقت کی نظر ہو، اور اس کے ظلم پر خدا سے اس کی مغفرت کا طالب ہو۔''

چار چیزیں حسن خلق ہیں، سخاوت، الفت، خیر خواہی اور شفقت۔''،''خلق عظیم جودوکرم، درگزر، عفو اور احسان کے مجموعہ کا نام ہے۔''

فرائض کی انجام دہی کا دوسرا نام اخلاق ہے۔''حسن اخلاق کے متعلق جگہ جگہ پر قرآن عزیز میں اللہ تعالیٰ کے احکام موجود ہیں۔اسی طرح سے مجسمہ اخلاق، سرورکائنات ﷺ نے بھی حسن اخلاق کی تلقین کی ہے اور خد اپنی مثال سے رہتی دنیا کے لئے حسن اخلاق کا بے مثال نمونہ چھوڑا۔ہمیں چاہئے کہ آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کریں اور اپنے اخلاق کو سوارنے کی کوشش کریں۔

صدق کے متعلق آپ ﷺ فرماتے ہیں''بلاشبہ سچائی بھلائی کی جانب رہنمائی کرتی ہے اور بھلائی جنت کی راہ دکھاتی ہے''حضرت علیؓ کا قول ہے''صبر ایسی سواری ہے جس سے گرنے کا کبھی اندیشہ نہیں ہوتا''حدیث شریف میں آیا ہے کہ حیاء ایمان کی شاخ ہے۔حیاء خیر کے علاوہ دوسری کوئی چیز نہیں دیتی۔

ایک جگہ حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:''جب تو اپنے دشمن پر انتقام کی قدرت رکھتا ہو تو اس قدرت کے شکریہ میں تو انتقام سے درگزر کر اور اس کو معاف کردے''۔یہ کیفیت انسان میں وسعت ظرف پیدا کرتی ہے۔احنف بن قیس کہا کرتے تھے کہ جو شخص میرے ساتھ عداوت رکھتا ہے میں اس کے بارے میں تین باتوں میں ایک بات کو اختیار کر لیتا ہوں۔وہ اگر مجھ سے بلند رتبہ ہے تو میں اس کی برتری کا اعتراف کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے کمتر ہے تو میں اس کے مقابلے میں حلم اختیار کرتا ہوں اور اگر وہ میرے مقابلے میں ہے تو میں اس کے اس طرز عمل کے مقابلے میں خود کو بالاتر بنا لیتا ہوں اور برائی کا جواب برائی سے نہیں دیتا۔گویا برائی کا جواب برائی سے دینا بھی

بد اخلاقی ہے۔یاد رہے کہ علم الاخلاق میں حسد، تعصب، کبر، عیب جوئی، سود، وغیرہ امراضِ اخلاق ہیں۔ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اچھے اخلاق اپنانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اللہ تعالیٰ محبت رکھتا ہے توبہ کرنے والے اور پاک صاف رہنے والے بندوں سے۔گویا طہارت و پاکیزگی ان اوصاف میں سے جن کی وجہ سے بندہ اللہ کی محبوبیت کا مستحق ہو جاتا ہے۔اَللّٰھُم اجْعَلنَا مِنَ التَّوَّابِینَ و اجْعلنَا مِنَ الْمُتَطَھِّرِین

## فرض شناسی

حضرت حرم بن حیان عبدیؒ کو حضرت عمر فاروقؓ نے کوئی عہدہ سپرد کیا تھا سرکاری عہدے داروں کی سب سے بڑی آزمائش ان کے اعزہ واحباب ہوتے ہیں جو ان سے مختلف قسم کے فوائد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا دوسرے لوگوں کی جائز و ناجائز سفارشیں لاتے ہیں حضرت ہرم بن حیانؓ نے اس خطرہ کا تدارک یوں کیا کہ انہوں نے اپنے مکان کے سامنے اس طرح آگ جلوادی کہ وہ ان کے اور باہر سے آنے والوں کے درمیان حائل ہو جائے ان کے اعزہ واحباب حسب توقع آئے لیکن مکان کے اندر نہ جاسکے کیونکہ سامنے آگ جل رہی تھی دور کھڑے ہو گئے حضرت ہرمؓ نے کہا آیئے آیئے تشریف لایئے انہوں نے کہا آئیں کس طرح ہمارے اور آپ کے درمیان تو آگ حائل ہے فرمایا تم لوگ اس معمولی آگ سے نہیں گزر سکتے لیکن مجھے جہنم کی دہشت ناک آگ میں جھونکنا چاہتے ہو وہ لوگ آپ کی بات کو پا گئے اور چپکے سے واپس چلے گئے۔

## حضرت ہرم بن حیانؒ کی وصیت

حضرت ہرم بن حیانؒ عبدی ایک دفعہ زرہ پہن کر گھوڑے پر سوار جہاد فی سبیل اللہ کے لئے روانہ ہوئے تھے ایک غلام بھی ساتھ تھا راستے میں سخت بیمار ہو گئے جب حالت نازک ہو گئی تو کسی نے عرض کیا کہ کچھ وصیت فرمایئے فرمایا بس میری وصیت یہی

ہے کہ جب میں مر جاؤں میری ذرہ بیچ کر میرا قرض ادا کر دینا اگر ذرہ کافی نہ ہو تو گھوڑا بھی بیچ دینا اگر یہ بھی کافی نہ ہو تو غلام بھی فروخت کر دینا اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا۔

اُدعُ الیٰ سبیلِ ربّک بِالحکمۃِ وَلمَوعِظَۃِ الحسنَۃِ

خدا کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ بلاؤ یہ فرما کر آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

## جنت میں بغیر حساب جانے والوں کی صفات

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تین قسم کے لوگ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔ (۱) وہ شخص جس نے اپنا کپڑا دھویا لیکن اس کو لگانے کے لئے اس کو خوشبو میسر نہ رہی۔ (۲) وہ شخص جس کے چولہا پر دو ہانڈیاں (ایک وقت میں) کبھی نہ چڑھی ہوں (۳) وہ شخص جس کو پانی کی دعوت دی گئی مگر اس سے یہ پوچھا نہ گیا کہ تم کونسا پانی (شربت، پانی) پسند کرتے ہو۔ حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں جس آدمی نے ویرانے میں (مسافروں وغیرہ کے لئے) کوئی کنواں کھودا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے وہ بھی بغیر حساب کے جنت میں جائے گا۔

حضرت علی بن حسینؓ فرماتے ہیں ''جب قیامت کا دن ہوگا ایک منادی ندا کرے گا تم میں سے فضیلت والے کون ہیں؟ تو انسانوں میں سے کچھ لوگ کھڑے ہوں گے ان سے کہا جائے گا جنت کی طرف چلو پھر ان کی ملاقات فرشتوں سے ہوگی تو وہ کہیں گے تم کہاں جا رہے ہو تو وہ حضرات کہیں گے جنت کی طرف، فرشتے پوچھیں گے حساب سے پہلے؟ وہ کہیں گے ہاں۔ وہ پوچھیں گے تم کون ہو؟ وہ کہیں گے ہم فضیلت والے ہیں۔ فرشتے کہیں گے تمہاری کون سی فضیلت ہے؟ وہ جواب دیں گے کہ جب ہمارے ساتھ جہالت کا برتاؤ کیا جاتا تھا ہم بردباری اختیار کرتے تھے، جب ہم پر ظلم کیا جاتا تھا ہم صبر کرتے تھے، جب ہمارے ساتھ کوئی برائی کی جاتی تو ہم معاف کر دیتے تھے۔

فرشتے کہیں گے تم جنت میں داخل ہو جاؤ نیک عمل کرنے والوں کے لئے بہترین اجر ہے۔ پھر ایک منادی ندا کرے گا اہل صبر کھڑے ہو جائیں تو انسانوں میں سے کچھ لوگ کھڑے ہوں گے یہ بہت کم ہوں گے ان کو حکم ہو گا جنت کی طرف چلے جاؤ تو ان کو بھی فرشتے ملیں گے اور ان سے ایسا ہی کہا جائے گا تو وہ کہیں گے ہم اہل صبر ہیں وہ پوچھیں گے تمہارا صبر کیا تھا؟ وہ کہیں گے ہم نے اللہ کی فرمانبرداری میں اپنے نفسوں کو (ان کی خواہشات سے) روکا اور ہم نے اللہ کی نافرمانیوں سے اس کو باز رکھا۔ وہ فرشتے کہیں گے تم بھی جنت میں داخل ہو جاؤ نیک عمل کرنے والوں کے لئے بہترین اجر ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر ایک منادی ندا کرے گا اب اللہ کے پڑوسی کھڑے ہو جائیں تو انسانوں میں سے کچھ لوگ کھڑے ہوں گے یہ بھی بہت کم ہوں گے ان کو بھی حکم ہو گا جنت کی طرف چلے جاؤ۔ تو ان کو بھی فرشتے ملیں گے اور ان کو بھی ویسا ہی کہا جائے گا یہ کہیں گے کہ تم کس عمل سے اللہ تعالیٰ کے اس گھر میں پڑوسی بن گئے؟ وہ کہیں گے کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایک دوسرے (مسلمانوں) کی زیارت کرتے تھے اور اللہ ہی کی خاطر آپس میں مل کر بیٹھتے تھے اور اللہ ہی کے لئے ہم ایک دوسرے پر خرچ کرتے تھے۔ فرشتے کہیں گے تم بھی جنت میں داخل ہو جاؤ نیک عمل کرنے والوں کے لئے بہترین اجر ہے۔ (بحوالہ تذکرۃ القرطبی)

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "جب اللہ تعالیٰ پہلے اور پچھلے (انسانوں اور جنات) کو ایک میدان میں جمع کریں گے تو ایک منادی عرش کے نیچے سے ندا دے گا اللہ کی معرفت رکھنے والے کہاں ہیں۔ محسن کہاں ہیں؟ (جو عبادت کرتے وقت گویا کہ خدا کو دیکھتے تھے یا یہ یقین کرتے تھے کہ اللہ ہمیں دیکھ رہا ہے) فرمایا کہ لوگوں میں سے ایک جماعت اٹھے گی اور اللہ کے سامنے کھڑی ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے حالانکہ وہ اس کو خوب جانتے ہوں گے تم کون ہو؟ عرض کریں گے ہم اہل معرفت ہیں آپ کے ساتھ ہم نے آپ کو پہچانا تھا اور آپ نے

ہمیں اس لائق بنایا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم نے سچ کہا پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم پر کوئی سزا اور تکلیف نہیں تم میری رحمت کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پھر جناب رسول اللہ ﷺ مسکرا پڑے اور فرمایا اللہ تعالیٰ ان حضرات کو روز قیامت کی ہولناکیوں سے نجات عطا فرمادیں گے۔ (حوالا بالا)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا ایک منادی ندا کرے گا تم ابھی جان لو گے اصحاب الکرم (بزرگی اور شان والے) کون ہیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے والے کھڑے ہو جائیں تو وہ کھڑے ہو جائیں گے اور ان کو جنت کی طرف روانہ کر دیا جائیگا۔ پھر دوسری مرتبہ ندا کی جائے گی تم آج عنقریب جان لو گے اصحاب الکرم کون ہیں کہ وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو (رات کے وقت) اپنے بستروں سے (عبادت کے لئے) الگ رہتے تھے جو اپنے رب کو خوف اور طمع کے ساتھ پکارا کرتے تھے اور جو کچھ ہم نے ان کو رزق دیا تھا اس سے خرچ کرتے تھے (زکوٰۃ اور صدقات کی شکل میں) چنانچہ یہ حضرات کھڑے ہوں گے اور ان کو بھی جنت کی طرف روانہ کر دیا جائیگا۔ پھر تیسری مرتبہ بھی ندا کی جائے گی تم آج عنقریب جان لو گے اصحاب الکرم کون ہیں کہ وہ لوگ اب کھڑے ہو جائیں جن کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے کوئی خرید وفروخت غافل نہیں کرتی تھی چنانچہ ان کو بھی جنت کی طرف روانہ کر دیا جائے گا۔ (حوالا بالا)

فائدہ...... یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا منادی ندا کرے گا میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے میری فرمانبرداری کی تھی اور غائبانہ طور پر میرے عہد کی حفاظت کرتے تھے تو وہ لوگ کھڑے ہو جائیں گے ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح یا خوب چمکدار ستارے کی طرح (روشن) ہوں گے یہ نور کی سواریوں پر سوار ہوں گے جن کی لگامیں سرخ یاقوت کی ہوں گی جو ان کو لیکر تمام مخلوقات کے سامنے اڑتے پھریں گے حتی کے عرش الٰہی کے سامنے جا کر ٹھہر جائیں گے۔ تو ان کو

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے سلام ہو میرے ان بندوں پر جنہوں نے میری اطاعت کی اور غائبانہ طور پر میرے عہد کی حفاظت کی میں نے تم کو برگزیدہ کیا، میں نے تم سے محبت کی اور میں نے تم کو پسند کیا چلے جاؤ جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو جاؤ تم پر آج کوئی خوف نہیں اور نہ تم غمزدہ ہو گے تو وہ پل صراط سے اچک لینے والی (تیز) بجلی کی طرح گذر جائیں گے پھر ان کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ اس کے بعد باقی مخلوقات میدان حشر میں پڑی ہوئی ہوگی ان میں کا بعض بعض سے کہے گا اے قوم! فلاں بن فلاں کہاں ہے" جس وقت وہ ایک دوسرے سے پوچھ رہے ہوں گے تو ایک منادی ندا کرے گا اِنَّ اَصحٰبَ الجَنَّةِ اليَومَ فِي شُغُلٍ فٰكِهُو ن . الآیة (بے شک جنت والے آج اپنے مشغلوں میں خوش دل ہیں)۔

(بحوالہ جنت جنت از جنت کے حسین مناظر)

## سقے کی دعا

ایک روز حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ روزہ کی حالت میں بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک سقے نے آواز دی کہ جو اس پانی کو پیئے، حق تعالیٰ اسے بخش دے۔ آپ نے وہ پانی لے کر پی لیا، لوگوں نے کہا آپ کا تو روزہ تھا، آپ نے فرمایا، بیشک، لیکن میری رغبت اس کی دعا کی طرف تھی۔ جب آپ وفات پا گئے تو کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا، پوچھا، حق تعالیٰ نے آپ سے کیا کیا؟ آپ نے فرمایا، اُس سقے کی دعا اور میرے حُسنِ رغبت سے مجھے بخش دیا۔ (بحوالہ مخزن اخلاق)

## شان قناعت

حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ اپنے دور کے حکمرانوں اور امیروں سے راہ و رسم رکھتے۔ لیکن اس کا مقصد ان کو سیدھے راستہ پر چلانا تھا فرماتے تھے کوئی درویش سلاطین و امراء سے کسی ذاتی غرض کے لئے ملتا ہے تو وہ درویش نہیں ہے درویش کو ہر

حال میں قانع اور متوکل باللہ ہونا چاہئے ایک دفعہ سیف خان والی اودھ نے ایک گاؤں آپ کی نذر کرنا چاہا جس کی آمدنی ایک لاکھ ٹنکہ تھی آپ نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ یہ ایک درویش کی شان قناعت کے خلاف ہے۔

## اظہار کرامت

دہلی کے ایک عالم حسین سید محمد گیسو درازؒ کے مرید تھے ان کے ایک عزیز صوفیائے کرام کی عظمت کے منکر تھے ایک دن مولانا حسین ان کو ساتھ لے کر سیّد محمد گیسو درازؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ ایک تخت پر تشریف فرما تھے سر پر عمامہ اور ہاتھ میں سرخ چمڑے کا پنکھا تھا مولانا حسین کے عزیز کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر یہ صاحب نعمت ہوں گے تو پنکھا اور عمامہ مجھ کو عنایت فرمائیں گے حضرت گیسو درازؒ فراست باطنی سے ان کے خیال سے آگاہ ہو گئے اور فرمانے لگے مولانا سنو بغداد میں ایک بازیگر تھا وہ مجمع میں ایک گدھے کو لا کر کھڑا کر دیتا اور اس کی آنکھوں پر کپڑا باندھ دیتا اور مجمع سے کہتا کہ تم میں سے کوئی شخص کسی دوسرے کی چیز چرا لے تو میرا گدھا اسے پکڑے گا چنانچہ مجمع میں سے ایک شخص کسی دوسرے کی چیز چرا لیتا بازیگر اب گدھے کی آنکھوں سے کپڑا کھول دیتا اور اس سے کہتا کہ جس نے فلاں کی چیز چرائی ہے اس کو ڈھونڈ لا گدھا سب کے کپڑے سونگھتا پھرتا اور جب چور کے پاس پہنچتا تو اس کے کپڑے دانتوں سے پکڑ لیتا یہ قصہ بیان کر کے سیّد گیسو درازؒ نے فرمایا بڑی مشکل ہے اگر کوئی اظہار کرامت کرے تو اس گدھے کی مانند بنے اور اگر اظہار کرامت نہ کرے تو لوگ اسے بے نعمت کہیں یہ کہہ کر مولانا حسین کے عزیز کو اپنا عمامہ اور پنکھا عنایت فرمایا وہ ششدر رہ گئے اور اسی وقت آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔

## خدمت خلق اور تواضع

شیخ علاؤ الدین علاؤ الحق بنگالی لاہوریؒ (۱۳۹۸ء) کے فرزند شیخ نور الحق

المعروف نور قطب عالمؒ نے اپنے والد محترم کی خانقاہ کے تمام درویشوں کی خدمت اپنے ذمہ لے رکھی تھی وہ ان کے کپڑے دھوتے ان کے لئے پانی گرم کرتے کوئی بیمار ہوتا تو رات دن اس کی تیمار داری میں مصروف رہتے آٹھ سال تک وہ اس خانقاہ کے لئے لکڑیاں کاٹتے رہے ایک روز والد نے فرمایا کہ نور الحق جس جگہ کنویں سے عورتیں پانی نکالتی ہیں وہاں پھسلن ہوگئی ہے عورتوں کے پاؤں پھسل جاتے ہیں اور ان کے برتن ٹوٹ جاتے ہیں تم اپنے سر پر انہیں پانی نکال دیا کرو حضرت نور قطب عالمؒ چار سال تک یہ خدمت انجام دیتے رہے وہ پانی نکال کر چو بچہ میں ڈال دیتے اور وہاں سے ضرورت مند لے جاتے آپ کے بڑے بھائی اعظم خان وزیر حکومت تھے وہ چھوٹے بھائی کو اس طرح کے کام کرتے دیکھتے تو کہتے کہ تم کس جنجال میں پڑے ہو میرے پاس آجاؤ تمہیں کوئی اعلیٰ منصب دلا دوں گا آپ ہنس کر ٹال دیتے اور فرماتے کہ خانقاہ کی خدمت میرے لئے وزارت سے بہتر ہے والد کی وفات کے بعد وہ مرجع خلائق بن گئے ایک روز سوار ہو کر کہیں جا رہے تھے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ جوق در جوق آ کر آپ کے راستے پر دورویہ کھڑے ہو گئے آپ لوگوں کو دیکھ کر زاروقطار روتے جاتے تھے پوچھا گیا کہ آپ روتے کیوں ہیں فرمایا آج اللہ تعالیٰ نے اس قدر لوگوں کے دل ہمارے لئے مسخر کر دیئے ہیں اور وہ حد سے زیادہ احترام کرتے ہیں لیکن معلوم نہیں آخرت میں ہمارا کیا حال ہو خدا کرے کل ہمیں ان لوگوں کے سامنے شرمسار نہ ہونا پڑے۔

## سنت کی پیروی ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے

حضرت شرف الدین (المعروف بابا بُلبُل شاہ) فرماتے تھے کہ حق تعالیٰ نے مجھے اتنی طاقت دی ہے کہ میں غذا اور سروسامان کے بغیر خوشی سے زندگی بسر کروں اسی بدن کے ساتھ روح کے جدا ہوئے بغیر دار البقا کو سدھار جاؤں اور اس جسم کو ابد الآباد تک محفوظ رکھوں لیکن چنانچہ یہ سب امور سنت نبوی کے خلاف ہیں میں ان سے مجتنب رہوں

گا میرے نزدیک سنت کی پیروی ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت بابا بلبل شاہؒ کشمیر میں اسلام کے پہلے کامیاب مبلغ تھے وہ ۱۳۲۴ء میں کشمیر تشریف لے گئے اس وقت وہاں رنجن شاہ کی حکومت تھی جو بدھ مت کا پیرو تھا وہ حضرت بابا بلبل شاہ کے زہد و اتقا اخلاق و محاسن سے اس قدر متاثر ہوا کہ پا پیادہ چل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گیا اس کے بعد اس کے اہل خانہ امراء روز راء اور دوسرے ہزاروں لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا۔

## مسلمانوں کے اجتماعی مال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی احتیاط

(۱)..... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کے مال کو یعنی مسلمانوں کے اجتماعی مال کو جو بیت المال میں ہوتا ہے اپنے لیے یتیم کی مال کی طرح سمجھتا ہوں اگر مجھ کو ضرورت نہ ہو تو میں اس کے استعمال سے بچتا ہوں اور اگر مجھے ضرورت ہو تو میں ضرورت کے مطابق مناسب مقدار میں اس سے لیتا ہوں، دوسری روایت میں یہ ہے کہ میں اللہ کے مال کو اپنے لیے یتیم کے مال کی طرح سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ نے یتیم کے مال کے بارے میں قرآن شریف میں فرمایا ہے:

من کا ن غنیا فلیستعفف و من کان فقیرا فلیا کل بالمعروف .

(سورۃ نساء، آیت ۶)

ترجمہ: جو شخص مستغنی ہو سو وہ اپنے کو بالکل بچائے اور جو شخص حاجت مند ہو تو وہ مناسب مقدار سے کھائے۔ (حیاۃ الصحابہ، جلد: ۲، صفحہ: ۳۱۱)

(۲)..... حضرت براء بن معرور رضی اللہ عنہ کے ایک بیٹے کہتے ہیں حضرت عمرؓ ایک مرتبہ بیمار ہوئے ان کے علاج میں شہد تجویز کیا گیا اور اس وقت بیت المال میں شہد کی ایک کپی موجود تھی۔ (انہوں نے خود اس شہد کو نہ لیا بلکہ ) بلکہ مسجد جا کر ممبر تشریف

لے گئے اور فرمایا مجھے علاج کے لئے شہد کی ضرورت ہے اور شہد بیت المال میں موجود ہے اگر آپ لوگ اجازت دیں تو میں اسے لے لوں ورنہ وہ میرے لیے حرام ہے چنانچہ لوگ نے خوشی سے ان کو اجازت دے دی۔ (حیاۃ الصحابہ، جلد:۲، صفحہ:۳۱۴)

(۳)......حضرت اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کے پاس بحرین سے مشک اور عنبر آیا حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں چاہتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسی عورت مل جائے جو تولنا اچھی طرح جانتی ہو اور وہ مجھے یہ خوشبو تول دے تاکہ میں اسے مسلمانوں میں تقسیم کرسکوں ان کی بیوی حضرت عاتکہ بنت زید بن عمر بن نفیلؓ نے کہا میں تولنے میں بڑی ماہر ہوں لایئے میں تول دیتی ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں تم سے نہیں تلوانا انہوں نے کہا کیوں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہ تو اپنے ہاتھوں سے ترازو میں رکھے گی (یوں کچھ نہ کچھ خوشبو تیرے ہاتھوں کو لگ جائے گی اور کنپٹی اور گردن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) اور یوں تو اپنی کنپٹی اور گردن پر اپنے ہاتھ پھیرے گی اس طرح تجھے مسلمانوں سے کچھ زیادہ خوشبو مل جائے گی۔ (حیاۃ الصحابہ، جلد:۲، صفحہ:۳۱۵)

(۴)......حضرت مالک بن اوس بن حدثان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس روم کے بادشاہ کا قاصد آیا حضرت عمرؓ کی بیوی نے ایک دینار ادھار لے کر عطر خریدا اور شیشیوں میں ڈال کر وہ عطر اس قاصد کے ہاتھ روم کے بادشاہ کی بیوی کو ھدیہ میں بھیج دیا۔ جب یہ قاصد بادشاہ کی بیوی کے پاس پہنچا اور اسے وہ عطر دیا تو اس نے وہ شیشیاں خالی کر کے جواہرات سے بھر دیں اور قاصد سے کہا جاؤ، یہ حضرت عمر بن خطابؓ کی بیوی کو دے آؤ، جب یہ شیشیاں حضرت عمر بن خطابؓ کی بیوی کے پاس پہنچیں تو انہوں نے شیشیوں سے وہ جواہرات نکال کر ایک بچھونے پر رکھ دیئے۔ اتنے میں حضرت عمر بن خطابؓ آگئے اور انہوں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ ان کی بیوی نے ان کو سارا قصہ سنایا۔ جب حضرت عمرؓ نے وہ تمام جواہرات لے کر بیچ دیے اور ان کی

قیمت میں صرف ایک دینار اپنی بیوی کو دیا اور باقی ساری رقم مسلمانوں کے لیے بیت المال میں جمع کروادی۔ (حیاۃ الصحابہ، جلد:۲، صفحہ:۳۱۶)

(۵)......حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے کچھ اونٹ خریدے ان کو بیت المال کی چراگاہ میں چھوڑ آیا جب وہ خوب موٹے ہو گئے تو میں انہیں بیچنے کے لیے بازار لے آیا اتنے میں حضرت عمر بھی تشریف لے آئے اور انہیں موٹے موٹے اونٹ نظر آئے تو انہوں نے پوچھا کہ یہ اونٹ کس کے ہیں؟ لوگوں نے انہیں بتایا کہ یہ اونٹ حضرت عبداللہ بن عمر کے ہیں تو فرمانے لگے اے عبداللہ بن عمر! واہ واہ امیر المؤمنین کے بیٹے کا کیا کہنا! میں دوڑتا ہوا آیا اور میں نے عرض کیا۔ اے امیر المؤمنین! کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا یہ اونٹ کیسے ہیں؟ میں نے عرض کیا یہ اونٹ میں نے خریدے تھے اور بیت المال کی چراگاہ میں چرنے کے لیے بھیجے تھے (اب میں ان کو بازار لے آیا ہوں) تاکہ میں دوسرے مسلمانوں کی طرح انہیں بیچ کر نفع حاصل کروں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہاں بیت المال کی چراگاہ میں لوگ ایک دوسرے کو کہتے ہوں گے امیر المؤمنین کے بیٹے کے اونٹوں کو چراؤ اور امیر المؤمنین کے بیٹے کے اونٹو کو پانی پلاؤ (میرے بیٹے ہونے کی وجہ سے تمہارے اونٹوں کی زیادہ رعایت کی ہوگی اس لئے) اے عبداللہ بن عمرؓ ان اونٹوں کو بیچو اور تم نے جتنی رقم میں خریدے تھے وہ تم لے لو اور باقی زائد رقم مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کرادو۔

(حیاۃ الصحابہ جلد:۲، صفحہ:۳۱۶)

## عظیم باپ عظیم بیٹا

حضرت عبداللہ بن مبارک کے والد غلام تھے، اپنے مالک کے باغ میں کام کرتے تھے، ایک مرتبہ مالک باغ میں آیا اور کہا ''میٹھا انار لائیے'' مبارک ایک درخت سے انار کا دانہ توڑ کر لائے، مالک نے چکھا تو کھٹا تھا، اس کی تیوری پر بل آئے کہا ''میں میٹھا انار

مانگ رہا ہوں تم کھٹا لائے ہو" مبارک نے جا کر دوسرے درخت سے انار لایا" مالک نے کھا کر دیکھا تو وہ بھی کھٹا تھا، غصہ ہو کر کہنے لگا میں نے تم سے میٹھا انار مانگا ہے اور تم جا کر کھٹا لے آئے ہو وہ تیسرے درخت سے انار لے کر آئے اتفاق سے وہ بھی کھٹا تھا، مالک کو غصہ بھی آیا اور تعجب بھی ہوا پوچھا تمہیں ابھی تک کھٹے میٹھے کی پہچان نہیں ہوئی مبارک نے جواب دیا کھٹے میٹھے کی پہچان کھا کر ہی ہو سکتی ہے اور میں نے اس باغ کے کسی درخت سے کبھی کوئی انار نہیں کھایا مالک نے پوچھا "کیوں؟" اس لیئے کہ آپ نے باغ سے کھانے کی اجازت نہیں دی ہے اور آپ کی اجازت کے بغیر میرے لیے کسی انار کا کھانا کیسے جائز ہو سکتا ہے یہ بات مالک کے دل میں گھر کر گئی اور تھی بھی یہ گھر کرنے والی بات تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعتاً مبارک نے کبھی کسی درخت سے کوئی انار نہیں کھایا، مالک اپنے غلام مبارک کی اس عظیم دیانداری سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کروا دیا، اسی بیٹی سے حضرت عبداللہ بن مبارک پیدا ہوئے، حضرت عبداللہ بن مبارک کو اللہ جل شانہ نے علماء اسلام میں جو مقام عطا فرمایا وہ محتاج تعارف نہیں۔

(وفیات الاعیان، ج:۳ص:۳۲)

## جنتیوں کی ڈاڑھی نہ ہوگی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت اَجْـرَدْ اور اَمْـرَدْ ہوں گے ان کی آنکھیں ایسی حسین ہوں گی کہ بغیر سرمہ لگائے ہی سرگیں معلوم ہوں گی نہ ان کی جوانی فنا ہوگی اور نہ ان کے کپڑے بوسیدہ ہوں گے۔ (ترمذی)

اہل جنت اَجْـرَدْ اور اَمْـرَدْ ہوں گے یعنی ان کے جسم پر بال نہ ہوں گے اور سب (مرد وعورت) بے ڈاڑھی ہوں گے۔

جسم پر بال نہ ہونے کے دو مطلب ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ سر کے علاوہ کسی بھی جگہ پر بال نہ ہوں اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ جن جگہوں کے بالوں کو دور کرنا پڑتا ہے (مثلاً زیرِ

ناف اور بغلیں) وہاں تو بالکل ہی بال نہ ہوں گے اور سینہ اور پنڈلیوں وغیرہ پر جو بال ہوں گے بہت ہلکے ہوں گے۔ خوب بھرے ہوئے نہ ہوں گے جن سے کھال کی خوبصورتی دب جائے۔ سر کے بالوں کا علیحدہ مستقل ذکر کسی روایت میں نہیں پایا گیا لیکن بخاریؒ شریف کی روایت میں یہ جو فرمایا کہ "ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی۔"

اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سر پر بال ہوں گے۔ چہرے پر ڈاڑھی نہ ہونے کی تمنا جنت میں پوری ہو جائے گی۔ ہمارے ایک بزرگ سے کسی نے سوال کیا کہ ڈاڑھی کے نہ ہونے سے کیا فائدہ ہوگا؟ فرمایا کہ اس کا جواب ان سے معلوم کرو جو ڈاڑھی منڈواتے ہیں۔ بہر حال جنت میں تو ہر چیز حسین ہوگی۔ ڈاڑھی نہ ہونے پر بھی مردوں کا حسن دوبالا رہے گا اور اندر سے بال بالکل نکل کر نہ آئیں گے جن کو مونڈھنا پڑے اور اس کی وجہ سے کھال خراب ہو۔ (خدا کی جنت، مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ، ص ۲۰)

## گردش لیل و نہار

یہ آسمان اور یہ زمین! یہ بڑے بڑے اجرام اور پھیلی ہوئی وسیع کائنات! اور کائنات کے سربستہ راز! اس وسیع اور عظیم کائنات میں ہم آہنگی! یہ آسمان و زمین بغیر ان کے اسرار و رموز جانے، بغیر ان کی رفتار اور ان کے درمیانی فاصلوں کا علم ہوئے اور بغیر سائنسی تحقیقات سے روشناس ہوئے ہر وقت اور ہر لحظہ قدرت خداوندی کا مظہر بن کر ہر نگاہ کے سامنے ہیں۔

گردش لیل و نہار، نور و ظلمت کا الٹ پھیر، صبح و شام کا سفر، طلوع شمس کے جھٹپٹے اور غروب آفتاب کے دھندلکے، کیا یہ انسانی احساسات کو نہیں جھنجھوڑتے! کیا یہ دلوں کو نہیں گرماتے! کیا یہ عقل و خرد کے تاروں کو نہیں چھیڑتے! کیا انسان کو محو حیرت نہیں بنا دیتے۔

بیشک یہ عجائبات انسان کو تحیر پر ضرور مجبور کرتے ہیں۔ مگر روز و شب یہی تماشا

ے عالم کرتے کرتے انسان کا حیرت واستعجاب کم ہو جاتا ہے۔ البتہ قلب مومن ان منا ظر پر ہر وقت اللہ سبحانہ کی قدرتیں اور اسکی رحمتیں یاد کرتا ہے۔ اور ہر مرتبہ کائنات پر اسی طرح نظر ڈالتا ہے جیسے یہ عجیب مشاہدہ اسے پہلی مرتبہ ہوا ہو۔ (فی ظلال القرآن)

## حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام حضرت عائشہؓ کا خط

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خط لکھا، اور اس میں درخواست کی کہ آپ مجھے کچھ نصیحت اور کچھ وصیت فرمائیں لیکن بات مختصر اور جامع ہو بہت زیادہ نہ ہو تو حضرت اُم المومنین نے انہیں یہ مختصر خط لکھا:

سلامت ہو تم پر۔ اما بعد۔ میں نے رسول اللہ صلی علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے جو کوئی اللہ کو راضی کرنا چاہے، لوگوں کو اپنے سے خفاء کر کے، تو اللہ مستغنی کر دیگا اس کو لوگوں کی فکر اور بار برادری سے، اور خود اس کے لیے کافی ہو جائے گا۔ اور جو کوئی بندوں کو راضی کرنا چاہے گا اللہ کو ناراض کر کے تو اللہ اس کو سپرد کر دیگا لوگوں کے ، والسلام۔ (جامع ترمذی) (معارف الحدیث جلد:۲، صفحہ:۱۶۴)

## بعض جانور جنت میں جائیں گے

علامہ سید احمد حموی رحمۃ اللہ علیہ شرح الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۵ میں بحوالہ شرح شرعۃ الاسلام حضرت مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہے کہ دس جانور جنت میں جائیں گے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱ | ناقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم | ۲ | ناقہ صالح علیہ السلام |
| ۳ | عجل ابراہیم علیہ السلام | ۴ | کبش اسماعیل علیہ السلام |
| ۵ | بقرۂ موسیٰ علیہ السلام | ۶ | حوت یونس علیہ السلام |
| ۷ | حمار عزیر علیہ السلام | ۸ | نملہ سلیمان علیہ السلام |

۹ ھُد ھُد بلقیس علیہ السلام ۱۰ کلب اھل کہف

مشکوۃ الانوار میں لکھا ہے کہ ان کا بھی حشر ہوگا۔

(فتاوی محمودیہ، جلد: ۵، صفحہ: ۴۷۲)

## حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی عجیب ترکیب

دوسرے اصحابہ صفہ کی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی کوئی معین اور مستقبل ذریعہ معاش نہیں رکھتے تھے، کیونکہ قوت لایموت اور دوسری ضروریات زندگی میں سے کوئی (ضروریات زندگی) کی طرف سے بالکل خالی الذہن اور لا ابالی ہو کر داعی حق آنحضرت ﷺ کے ارشاداتِ گرامی سننے کیلئے شب و روز بارگاہِ نبوت (ﷺ) میں بیٹھے رہتے تھے اور بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ شکم سیر (پیٹ بھر کر) کھانے کو مل گیا ہو لیکن ایک دن ان کو اپنی فاقہ کشی دور کرنے کی ایک عجیب ترکیب سوجھی۔ آپ رضی اللہ عنہ آستانِ نبوت (ﷺ) میں کچھ کھجوریں لے کر گئے اور التماس کی کہ "یا رسول اللہ ﷺ ان میں برکت کی دعا کر دیجئے۔"

آپ ﷺ نے ان کھجوروں کو اکٹھا کیا اور برکت کی دعا کر کے ان سے فرمایا کہ ان کو لے جا کر اپنے توشہ دان میں رکھ لو اور جب ضرورت ہو ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرو لیکن اس کو نہ کبھی الٹنا اور نہ کبھی جھاڑنا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کھجوروں کو ایک تھیلی میں رکھ لیا اور جب خواہش ہوتی تو اس سے نکال کر خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے۔ چنانچہ اس طرح انہوں نے بیسیوں من کھجوریں برآمد کر کے فاقہ کش مسکینوں میں تقسیم کیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس تھیلی کو متاع گراں مایہ کی طرح ہمیشہ اپنے پاس رکھتے تھے۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد تقریباً چھبیس (۲۶) سال بعد یعنی اس روز جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن سوء اتفاق سے وہ تھیلی گر گئی، چنانچہ اس روز سے کھجوروں کی برآمدگی بھی موقوف ہوگئی۔ (سیرت کبریٰ جلد دوم، ص ۸۳۱-۸۳۲ بحوالہ ترمذی)

## مذبوحہ گائے کا ایک ٹکڑا جسم کے ساتھ لگانے سے مردہ زندہ ہو گیا

بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت مالدار اور تونگر تھا اس کی کوئی اولا دنرینہ نہ تھی ،صرف ایک لڑکی تھی اور ایک بھتیجا تھا بھتیجے نے جب دیکھا کہ بڈھا مرتا ہی نہیں تو لالچ میں اسے خیال آیا کہ میں ہی اسے کیوں نہ قتل کر ڈالوں ،اور اس کی لڑکی سے نکاح بھی کرلوں اور قتل کی تہمت دوسروں پر رکھ کر دیت بھی وصول کروں اور مقتول کے مال کا مالک بھی بن جاؤں اور اس شیطانی خیال میں وہ پختہ ہو گیا اور ایک دن موقع پا کر اپنے چچا کو قتل کر ڈالا ،بنی اسرائیل کے اچھے لوگ ان کے جھگڑوں بکھیڑوں سے تنگ آ کر یکسو ہو کر ان سے الگ ایک اور شہر میں رہتے تھے ،شام کو اپنے قلعہ کا پھاٹک بند کر دیا کرتے تھے اور صبح کھولتے تھے ،کسی مجرم کو اپنے ہاں گھسنے بھی نہیں دیتے تھے ،اس بھتیجے نے اپنے چچا کی لاش کو لے جا کر اس قلعہ کے پھاٹک کے سامنے ڈال دیا اور یہاں آ کر اپنے چچا کو ڈھونڈنے لگا پھر ہائے وہائی مچادی کہ میرے چچا کو کسی نے مار ڈالا ،آخر کار ان قلعہ والوں پر تہمت لگا کر ان سے دیت کا روپیہ طلب کرنے لگا ،انہوں نے اس قتل سے اور اس کے علم سے بالکل انکار کیا ،لیکن یہ اڑ گیا یہاں تک کہ اپنے ساتھیوں کو لے کر ان سے لڑائی کرنے پر تل گیا ،یہ لوگ عاجز آ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور واقعہ عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول یہ شخص خواہ مخواہ ہم پر ایک قتل کی تہمت لگا رہا ہے حالانکہ ہم بری الذمہ ہیں ،موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ،وہاں سے وحی نازل ہوئی کہ ان سے کہو ایک گائے ذبح کریں انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی کہاں قاتل کی تحقیق اور کہاں آپ گائے کے ذبح کا حکم دے رہے ہیں ،کیا آپ ہم سے مذاق کرتے ہیں؟ موسیٰ نے فرمایا اعوذ باللہ (ایسے موقع پر) مذاق جاہلوں کا کام ہے ،اللہ عزوجل کا حکم یہی ہے اب اگر یہ لوگ جا کر کسی گائے کو ذبح کر دیتے تو کافی تھا لیکن انہوں نے سوال کا دروازہ کھولا کہ وہ گائے کیسے ہونی چاہئے اس پر حکم ہوا کہ وہ نہ بہت بڑھیا ہو نہ بچہ جوان عمر کی

ہو، اب انہوں نے کہا حضرت ایسی گائیں تو بہت ہیں یہ آپ بیان فرمائیے کہ اس کا رنگ کیسا ہو وحی اتری کہ اس کا رنگ بالکل زردی مائل ہو، ہر دیکھنے والے کی آنکھوں میں اترتی جاتی ہو، پھر کہنے لگے حضرت ایسی گائیں بھی بہت سی ہیں کوئی اور ممتاز وصف بیان فرمایئے، تو وحی نازل ہوئی کہ وہ کبھی ہل میں نہیں جوتی گئی ہو، کھیتوں کا پانی نہیں پلایا یعنی قسم کے ہر عیب سے پاک ہو، یک رنگی ہو، اس پر کوئی داغ دھبہ نہیں ہو جوں جوں وہ سوالات بڑھاتے گئے ساتھ ساتھ حکم میں بھی سختی ہوتی چلی گئی۔

اب ایسی گائے ڈھونڈنے کو نکلے تو وہ صرف ایک لڑکے کے پاس ملی، یہ بچہ اپنے ماں باپ کا نہایت فرمانبردار تھا ایک مرتبہ جبکہ اس کا باپ سویا ہوا تھا اور نقدی والی پیٹی کی کنجی اس کے سرہانے تھی ایک سوداگر ایک قیمتی ہیرا بیچتا ہوا آیا کہنے لگا کہ میں اسے بیچنا چاہتا ہوں، لڑکے نے کہا میں خریدوں گا قیمت ستر ہزار مقرر ہوئی ہے، لڑکے نے کہا ذرا ٹھہرو جب میرے والد جاگیں گے تو میں ان سے کنجی لے کر آپ کو قیمت ادا کر دوں گا اس نے کہا ابھی دے دو تو دس ہزار کم کر دیتا ہوں اس نے کہا نہیں حضرت میں اپنے والد کو جگاؤں گا نہیں، تم اگر ٹھہر جاؤ تو میں بجائے ستر ہزار کے اسی ہزار دوں گا یونہی ادھر سے کمی اور ادھر سے زیادتی ہونی شروع ہوتی گئی یہاں تک کہ تاجر تیس ہزار قیمت لگا دیتا ہے کہ اگر تم اب جگا کر مجھے روپیہ دے دو میں تیس ہزار میں دیتا ہوں، لڑکا کہتا ہے اگر تم ٹھہر جاؤ یا ٹھہر کر آؤ میرے والد جاگ جائیں تو میں تمہیں ایک لاکھ دوں گا آخر وہ ناراض ہو کر اپنا ہیرا واپس لے کر چلا گیا، باپ کی اس بزرگی کے احساس اور ان کے آرام پہنچانے کی کوشش کرنے اور ان کے ادب واحترام کرنے سے پروردگار اس لڑکے سے خوش ہو جاتا ہے اور اسے یہ گائے عطا فرماتا ہے جب بنی اسرائیل اس قسم کی گائے ڈھونڈنے نکلتے ہیں تو اس لڑکے کے علاوہ اور کسی کے پاس ان اوصاف والی گائے نہیں پاتے، اس سے کہتے ہیں کہ اس ایک گائے کے بدلے دو گائے لے لو، یہ انکار کرتا ہے، پھر کہتے ہیں تین لے لو، چار لے لو، لیکن راضی نہیں ہوتا، دس تک کہتے ہیں مگر پھر بھی وہ نہیں مانتا یہ آ کر حضرت

موسیٰ سے شکایت کرتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں جو یہ مانگے وہی دو اور اسے راضی کر کے گائے خریدو، آخر گائے کا وزن کے برابر سونا طے ہوا وہ دیا گیا تب اس نے اپنی گائے بیچی، یہ برکت اللہ نے ماں باپ کی خدمت کی وجہ سے اسے عطا فرمائی جبکہ یہ بہت محتاج تھا اس کے والد کا انتقال ہو گیا تھا اور اس کی بیوہ ماں غربت اور تنگی کے دن بسر کر رہی تھی، غرض اب یہ گائے خرید لی گئی اور اسے ذبح کیا گیا اور اس کے جسم کا ٹکڑا لے کر مقتول کے جسم سے لگایا گیا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے وہ مردہ جی اٹھا، اس سے پوچھا گیا کہ تمہیں کس نے قتل کیا ہے اس نے کہا میرے بھتیجے نے تا کہ وہ میرا مال لے لے اور میری لڑکی سے نکاح کر لے، بس اتنا کہہ کر وہ پھر مر گیا اور قاتل کو پتہ چل گیا اور بنی اسرائیل میں جو جنگ وجدال ہونے والی تھی وہ رک گئی اور یہ فتنہ دب گیا، اب اس بھتیجے کو لوگوں نے پکڑ لیا اس کی عیاری اور مکاری کھل گئی اور اسے اس کے بدلے میں قتل کر ڈالا، یہ قصہ مختلف الفاظ سے مروی ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بنی اسرائیل کے ہاں واقعہ ہے جس کی تصدیق، تکذیب ہم نہیں کر سکتے ہاں روایت جائز ہے تو اس میں یہی بیان ہو رہا ہے کہ اے بنی اسرائیل میری اس نعمت کو بھی نہ بھولو کہ میں نے عادت کے خلاف بطور معجزے کے ایک گائے کے جسم کو لگانے سے ایک مردہ کو زندہ کر دیا، اس مقتول کا پتہ بتا دیا اور ایک ابھرنے والا فتنہ دب گیا۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱، ص ۱۴۰۔۱۳۹)

## تو جنت میں کیسے جاؤ گے؟

حضرت ابن الخصاصیہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اسلام پر بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے میرے سامنے یہ شرطیں رکھیں کہ تم۔

(۱) لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دو گے۔

(۲) پانچ وقت کی نمازیں پڑھو گے۔

(۳)زکوٰۃ ادا کرو گے۔

(۴)بیت اللہ شریف کا حج کرو گے۔

(۵)اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو گے۔

یہ سن کر میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میں ان میں سے دو چیزیں ''زکوٰۃ اور جہاد'' کی طاقت نہیں رکھتا۔ زکوٰۃ کی طاقت میں اس لئے نہیں رکھتا کہ میرے پاس چند اونٹ ہیں جو میرے گھر والوں کے دودھ اور سواری کے کام آتے ہیں اور جہاد کی طاقت اس لئے نہیں رکھتا کہ لوگ کہتے ہیں جو شخص جہاد میں پیٹھ پھیر کا بھاگ جائے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دے گا۔

میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں میدان جنگ میں موت سے ڈر جاؤں اور میرا دل گھبرا جائے اور میں بھاگ کھڑا ہوں۔

ابن الخصاصیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری یہ بات سن کر حضور ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر اسے ہلایا اور فرمایا ''نہ صدقہ دو گے اور نہ جہاد کرو گے تو جنت میں کیسے داخل ہو گے؟''

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سن کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ کے تمام شرطوں کے ساتھ بیعت کرتا ہوں۔ پس آپ ﷺ نے مجھے ان تمام چیزوں پر بیعت فرما لیا۔ (المستدرک)

## مسواک کے بارے میں عبرت ناک واقعہ

علامہ ابن کثیر نے ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے اپنی شہرہ آفاق کتاب (البدایہ والنھایہ، جلد:۱۳، صفحہ:۲۰۷) میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص ابو سلامہ نامی جو بصریٰ مقام کا باشندہ اور نہایت بے باک اور بے غیرت تھا اس کے سامنے مسواک کے فضائل ومناقب اور محاسن کا ذکر آیا تو اس نے ازراہ غیظ وغضب قسم کھا کر کہا کہ میں مسواک کو

اپنی سرین میں استعمال کروں گا۔ چنانچہ اس نے اپنی سرین میں مسواک کو گھما کر اپنی قسم کو پورا کر دکھایا اور اس طرح مسواک کے ساتھ سخت بی حرمتی اور بی ادبی کا معاملہ کیا جس کی پاداش میں قدرتی طور پر ٹھیک نو مہینہ بعد اس کے پیٹ میں تکلیف شروع ہوئی اور پھر ایک (بدشکل) جانور جنگلی چوہے جیسا اس کے پیٹ سے پیدا ہوا جس کے ایک بالشت چار انگلی کی دم، چار پیر، مچھلی جیسا سر اور چار دانت باہر کی جانب نکلے ہوئے تھے پیدا ہوتے ہی یہ جانور تین بار چلایا جس پر اس کی بچی آگے بڑھی اور اس کا سر کچل کر اس نے اس جانور کو ھلاک کر دیا اور تیسرے دن یہ شخص بھی مر گیا اس کا کہنا تھا کہ اس جانور نے مجھ کو اور میری آنتوں کو کاٹ دیا ہے ۱۶۶۰ھ میں یہ واقعہ پیش آیا ہے اور ان اطراف کی ایک بڑی جماعت نے جس میں وہاں کے خطباء بھی تھے اس کا مشاہدہ کیا۔

(فضائل مسواک، صفحہ: ۵۰)

## جادو کا عجیب واقعہ

ابن جریر میں ایک غریب اثر اور ایک عجیب واقعہ ہے، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دومۃ الجندل کی ایک عورت حضور ﷺ کے انتقال کے تھوڑے ہی زمانہ کے بعد آپ کی تلاش میں آئی، اور آپ کے انتقال کی خبر پا کر بے چین ہو کر رونے پیٹنے لگی، میں نے اس سے پوچھا کہ آخر کیا بات ہے تو اس نے کہا کہ مجھ میں میرے شوہر میں ہمیشہ نا چاقی رہا کرتی تھی ایک مرتبہ وہ مجھے چھوڑ کر کہیں نامعلوم جگہ چلا گیا، ایک بڑھیا سے میں نے یہ سب کچھ ذکر کیا تو اس نے کہا جو میں کہوں وہ کر وخود بخود تیرے پاس آجائے گا، میں تیار ہوگئی وہ رات کے وقت دو کتے لے کر میرے پاس آئی ایک پر وہ خود سوار ہوئی اور دوسرے پر میں بیٹھ گئی، تھوڑی دیر میں ہم دونوں بابل پہنچ گئیں، مین نے دیکھا کہ دو شخص ادھر لٹکے ہوئے ہیں اور لوہے میں جکڑے ہوئے ہیں اس عورت نے مجھ سے کہا ان کے پاس جا اور ان سے کہہ کہ میں جادو سیکھنے آئی ہوں، میں نے ان سے کہا انہوں نے

کہا سن! ہم تو آزمائش میں ہیں تو جادو نہ سیکھ اس کا سیکھنا کفر ہے، میں نے کہا میں تو سیکھوں گی، انہوں نے کہا اچھا پھر جاؤ اس تنور میں پیشاب کر کے چلی آ، میں گئی ارادہ کیا لیکن کچھ دہشت سی طاری ہوئی میں واپس آ گئی اور کہا میں فارغ ہو آئی ہوں انہوں نے پوچھا کیا دیکھا، میں نے کہا کچھ نہیں، انہوں نے کہا تو غلط کہتی ہے ابھی تو کچھ نہیں بگڑا تیرا ایمان ثابت ہے اب بھی لوٹ جا اور کفر نہ کر، میں نے کہا مجھے تو جادو سیکھنا ہی ہے، انہوں نے پھر کہا جا اور تنور میں پیشاب کر آ، پھر گئی لیکن اب کی مرتبہ بھی دل نہ مانا اور واپس آئی، پھر اسی طرح سوال جواب ہوئے میں تیسری مرتبہ پھر تنور کے پاس گئی اور دل کڑا کر کے پیشاب کرنے کو بیٹھ گئی، میں نے دیکھا کہ ایک گھوڑے سوار منہ پر نقاب ڈالے نکلا اور آسمان پر چڑھ گیا، میں واپس چلی آئی ان سے ذکر کیا، انہوں نے کہا ہاں اب کی مرتبہ تو سچ کہتی ہے وہ تیرا ایمان تھا جو تجھ سے نکل گیا، اب چلی جا، میں آئی اور اس بڑھیا سے کہا انہوں نے مجھے کچھ بھی نہیں سکھایا اور اس نے کہا بس تجھے سب کچھ آ گیا اب تو جو کہے گی ہو جائے گا، میں نے آزمائش کے لئے ایک دانہ گیہوں کا لیا اسے زمین پر ڈال کر کہا اگ جا وہ فوراً اگ آیا، میں نے کہا تجھ میں بال پیدا ہو جائے گا، چنانچہ ہو گئے، میں نے کہا سوکھ جا وہ بال سوکھ گئے، میں نے کہا الگ الگ دانہ ہو جا وہ بھی ہو گیا، پھر میں نے کہا سوکھ جا تو سوکھ گیا، پھر میں نے کہا آٹا بن جا آٹا بن گیا، میں نے کہا روٹی پک جا تو روٹی پک گئی، یہ دیکھتے ہی میرا دل نادم ہونے لگا اور مجھے اپنے بے ایمان ہونے کا صدمہ ہونے لگا، اے امیر المومنین قسم اللہ کی نہ میں نے اس جادو سے کوئی کام لیا نہ کسی پر کیا میں یوں ہی روتی پیٹتی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئی کہ حضور ﷺ سے کہوں لیکن افسوس بدقسمتی سے آپ کو بھی میں نے نہ پایا اب میں کیا کروں، اتنا کہہ کر چپ ہو گئی سب کو اس پر ترس آنے لگا صحابہ کرام بھی حیران تھے کہ اسے کیا فتویٰ دیں، آخر بعض صحابہ نے کہا اب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ تم اس فعل کو نہ کرو، توبہ واستغفار کرو اور اپنے ماں باپ کی خدمت گزاری کرتی رہو۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۶۴)

## انوکھا سپہ سالار

فاتح افریقہ حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ بہت بڑے سپہ سالار تھے۔ ان کی دعائیں قبول ہوتی تھیں۔ جب افریقہ فتح ہوا تو اس کی فتح کے بعد انہوں نے ارادہ کیا کہ کسی مناسب جگہ پر ایک چھاؤنی قائم کی جائے۔ اس ارادہ کے بعد ان کے ذہن میں ''قیروان'' نامی جگہ کا نام اُبھرا جو انہیں بہت پسند آیا لیکن اس جگہ پر حشرات الارض اور جنگلی جانور کثیر تعداد میں رہتے تھے۔ جیسا کہ افریقہ کے چپے چپے پر ہوتا ہے۔ حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ کے لشکر میں (۲۵) پچیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور کثیر تعداد میں تابعین عظام بھی موجود تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ان سب حضرات کو ایک جگہ جمع فرما کر دعا کی اور پھر جنگل کے جانوروں سے مخاطب ہو کر کہا اے رینگنے والے جانورو! اور درندو! ہم اللہ کے رسول ﷺ کے رفقاء ہیں اور ہم یہاں (اس جنگل میں) پڑاؤ کرنا چاہتے ہیں، لہٰذا تم سب یہاں سے چلے جاؤ، اگر اس کے بعد ہمیں تم میں سے کوئی ملا تو ہم اسے ماردیں گے۔

حضرت عقبہ بن نافع رضی اللہ عنہ کے اس خطاب کے بعد افریقہ کے جنگلوں نے اس دن یہ حیرت ناک منظر دیکھا کہ درندے اپنے بچوں اور بڑے بڑے ناگ سنپولوں کو لئے ہوئے وہ جگہ چھوڑ کر جارہے تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ مقام دیکھ کر افریقہ کے مقامی وحشی قبائل میں سے اکثر لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو کر مسلمان ہو گئے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۱۷)

بلکہ اس کے لئے انہوں نے اپنی ساری زندگی قربان کردی تھی اور ہر طرح کی قربانی دے کر اسلام کو مقدم رکھا۔ وہ حضرات حقیقی معنوں میں اسلام کے داعی اور احکاماتِ خداوندی کی پابندی کرتے تھے۔ جس کی بدولت دنیا کی ہر چیز ان کی غلامی میں آ گئی تھی۔ مگر آج ہم نے احکاماتِ خداوندی اور جذبہ جہاد کو پس پشت ڈالا جس کے نتیجے میں ہم

پر کافر مسلط ہو گئے اور ہم نے بداعمالیوں کی وہ انتہا کی کہ جنگل کے جانور ہمارے محکوم بننے کے بجائے ہمیں چیرنے پھاڑنے کی دعا کرتے ہوں گے۔ یا اللہ! تیری رحمت بہت وسیع ہے، اے اللہ ہمیں ہمارا بہترین اور شاندار ماضی پھر لوٹا دے، یا اللہ پوری امت کو اسی نہج پر پھر کھڑا فرمادے جہاں ہمیں ہمارے نبی اکرم ﷺ ہمیں چھوڑ کر گئے تھے تاکہ ہم ذلت اور غلامی کے اندھیرے سے نکل سکیں۔

## غریبی اور خوشحالی

غریبی آتی ہے سات چیزوں کے کرنے سے

۱ جلدی جلدی نماز پڑھنے سے۔
۲ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے۔
۳ پیشاب کرنے کی جگہ وضو کرنے سے۔
۴ کھڑے ہو کر پانی پینے سے۔
۵ منہ سے چراغ بجھانے سے۔
۶ دانت سے ناخن کاٹنے سے۔
۷ دامن یا آستین سے منہ صاف کرنے سے۔

خوشحالی آتی ہے سات چیزوں کے کرنے سے

۱ قرآن کی تلاوت کرنے سے۔
۲ پانچوں وقت کی نماز پڑھنے سے۔
۳ خدا کا شکرادا کرنے سے۔
۴ غریبوں اور مجبوروں کی مدد کرنے سے۔
۵ گناہوں سے معافی مانگنے سے۔
۶ ماں باپ اور رشتے داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے سے۔

۷ صبح کے وقت سورۃ یٰسین اور شام کے وقت سورۂ واقعہ پڑھنے سے۔

(تعمیر حیات، صفحہ:۲۳۔ ۲۵ ستمبر ۲۰۰۰ء)

## روغن زیتون کی برکات

شجرۃ مبرکۃ زیتونۃ اس زیتون اس کے درخت کا مبارک اور نافع ومفید ہونا ثابت ہوتا ہے۔علماء نے فرمایا: ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں بیشمار منافع اور فائدے رکھے ہیں اس کو چراغوں میں روشنی کے لیے بھی استمال کیا جاتا ہے اور اس کی روشنی ہر تیل کی روشنی سے زیادہ صاف اور شفاف ہوتی ہے اس کی روٹی کے ساتھ سالن کی جگہ بھی استمال کیا جاتا ہے اس کے پھل کو بطور طفکہ کے کھایا بھی جاتا ہے اور یہ ایسا تیل ہے جس کے نکالنے کے لیے کسی مشین یا چرخی وغیرہ کی ضرورت نہیں خود بہ خود اس کے پھل سے نکل آتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روغن زیتوں کو کھاؤ بھی اور بدن پر بھی مالش کرو کیونکہ یہ شجرۂ مبارکہ ہے۔ (معارف القرآن، جلد:۶، صفحہ:۴۱۳)

## امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت

ایک شخص کے گھر میں رات کو چور گھس آئے۔ مالک مکان کو گرفتار کرلیا اور سارا مال و سامان سمیٹ کر لے جانے لگے، جانے سے پہلے انہوں نے مالک مکان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن چوروں کا سردار کہنے لگا کہ اس کا سامان تو سارا لے جاؤ مگر اسے زندہ چھوڑ دو اور قرآن اس کے ہاتھ پر رکھ کر اسے قسم دو کہ یہ کسی شخص کو بھی نہیں بتائے گا اور اگر اس نے کسی کو بتایا تو اس کی بیوی کو تین طلاق، مالک مکان نے اپنی جان بچانے کی فکر میں یہ قسم کھالی لیکن بعد میں بڑا پریشان ہوا۔صبح جب بازار گیا تو دیکھا کہ وہی چور چوری کا سامان وہاں بیچ رہے ہیں، مگر یہ اپنی قسم کے باعث طلاق کے خوف کی وجہ سے خاموش رہا۔ بالآخر عاجز آکر وہ شخص امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں سارا واقعہ سنایا اور کہنے لگا کہ میں ان کا نام بھی ظاہر نہیں کرسکتا اب میں کیا کروں؟

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے فرمایا:

''تم اپنے محلے کے تمام معزز افراد کو جمع کرو میں ان سے ایک بات کہوں گا۔''

اس شخص نے ایسا ہی کیا۔

امام صاحب نے سب لوگوں سے کہا کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس شخص کا مال اس کو واپس مل جائے؟

ان سب نے کہا کہ ہاں ہم سب چاہتے ہیں۔ امام صاحب نے کہا کہ پھر ایسا کریں کہ اپنے ہاں کے سارے غنڈوں کو جامع مسجد میں جمع کریں اور پھر ایک ایک کر کے انہیں باہر نکالیں، جب کوئی باہر نکلے تو آپ اس شخص سے پوچھئے کہ کیا یہی چور ہے؟

اگر چور نہ ہو تو انکار کرے گا اور اگر وہی چور ہوا تو خاموش ہو جائے گا اور اس کی بیوی پر طلاق بھی نہ ہوگی۔ سب نے اس تجویز پر عمل کیا۔ چور پکڑے گئے اور اس شخص کو اپنا مال بھی واپس مل گیا اور پھر بیوی کو طلاق بھی نہ ہوئی۔ (ثمرات الاوراق علی المطرف)

## مثالی عشق پیغمبر ﷺ

حضرت سعیدؓ بن جبیر سے مروی ہے کہ ایک انصاری رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، آپ نے انہیں غمگین دیکھ کر استفسار فرمایا کہ اے فلاں صاحب، آپ کچھ رنجیدہ ہیں؟ انہوں نے عرض کی، اے اللہ کے نبیؐ ایک سوچ دامن گیر ہے، آپ نے فرمایا وہ کیا؟ انہوں نے کہا کہ ہم صبح و شام آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے ہیں، اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں، لیکن کل جب آپ ملا اعلیٰ میں انبیاء کے درمیان اٹھا لیے جائیں گے،۔ ہم آپ تک نہیں پہنچ سکیں گے، آپ نے ابھی کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ حضرت جبرئیلؑ تشریف لے آئے اور یہ آیت نازل ہوئی ﴿ومن یطع اللہ والرسول......الخ﴾

اور آپ نے ان کو اس خوشخبری کی اطلاع بھجوائی۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں ایک صحابی حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ، آپ میرے اہل خانہ سے بھی زیادہ محبوب ہیں اور میری اولاد سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہیں، اور میں جب گھر میں ہوتا ہوں تو میں آپ کو یاد کرتا ہوں، اور صبر نہیں ہوتا کہ ملنے آجاتا ہوں، اور جب مجھے اپنی یا آپ کی موت کا خیال آتا ہے تو میں سوچتا ہوں کہ آپ تو جنت میں انبیاء کے درمیان ہوں گے، اور میں اگر جنت میں پہنچا تو ڈر ہے کہ آپ کی زیارت نہ ہو سکے ابھی آپ نے کوئی جواب نہیں دیا کہ یہ آیت نازل ہوئی

﴿ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ ......الآیۃ

(تفسیر فی ظلال القرآن)

## آپ کی امانت محفوظ ہے

حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک شخص آیا، اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا، دونوں کے درمیان اس قدر مشابہت تھی، کہ حضرت عمرؓ حیران ہو گئے، فرمایا ''میں نے باپ بیٹے کی اس طرح کی مشابہت نہیں دیکھی'' آنے والے شخص نے کہا امیر المومنین! میرے اس بیٹے کی پیدائش کا بڑا عجیب قصہ ہے، اس کی پیدائش سے پہلے جب میری بیوی امید سے تھی تو مجھے ایک جہادی معرکہ میں جانا پڑا بیوی بولی ''آپ مجھے اس حالت میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟'' میں نے کہا (استودع اللہ مافی بطنک ) آپ کے پیٹ میں جو کچھ ہے میں اسی اللہ کے پاس امانت رکھ کر جا رہا ہوں یہ کہا کر میں جہادی مہم میں نکل پڑا، ایک عرصہ کے بعد واپس ہوا تو یہ دردناک خبر ملی کہ میری بیوی انتقال کر چکی ہے اور جنت البقیع میں دفن کی گئی ہے، میں اس کی قبر پر گیا، دعا کی اور آنسو سے دل کا غم ہلکا کیا رات کو مجھے اس کی قبر سے آگ کی روشنی بلند ہوتی ہوئی محسوس ہوئی میں نے رشتے داروں سے معلوم کیا تو انہوں نے کہا'' رات کو اس کی قبر سے آگ کے شعلے بلند ہوتے دکھائی دیتے ہیں'' میری بیوی ایک پاکباز اور بڑی

نیک خاتون تھی، میں اسی وقت اس کی قبر پر گیا تو وہاں حیرت انگیز منظر دیکھا کہ قبر کھلی ہوئی ہے میری بیوی اس میں بیٹھی ہے، بچہ اس کے پاس کسمسا رہا ہے اور یہ آواز سنائی دے رہی ہے''اے اپنی امانت کو اللہ سپرد کرنے والے! اپنی امانت لے لے، اگر تم اس بچہ کی ماں کو بھی اللہ کے سپرد کر کے جاتے تو وہ! آج اسے بھی پاتے'' میں نے قبر سے بچہ اٹھایا اور قبر اپنی اصلی حالت پر آگئی امیر المومنین یہ وہی بچہ ہے''۔

(کتاب الدعاء للطبرانی، ج:۲، ص۱۱۸۴)

## شریعت اسلام میں شعر وشاعری کا درجہ

**والشعر آء یتبعھم الغاون**

ترجمہ: اور شاعروں کی راہ پر چلیں وہی جو بے راہ ہیں۔

آیت مذکورہ کے شروع سے شعر وشاعری کی سخت مذمت اور اسکا عنداللہ مبغوض ہونا معلوم ہوتا ہے مگر آخر سورت میں جو استثناء مذکور ہے اس سے ثابت ہوا کہ شعر مطلقاً برا نہیں بلکہ جب جس شعر میں خدا تعالیٰ کی نافرمانی یا اللہ کے ذکر سے روکنا یا جھوٹ ناحق کسی انسان کی مذمت اور توہین ہو یا فحش کلام یا فواحش کے لئے محرک ہو وہ مذموم وہ مکروہ ہے اور جو اشعار ان معاصی اور مکروہات سے پاک ہوں ان کو اللہ تعالیٰ نے الا الذین آمنو وعملوا الصلحت الایۃ کے زریعہ مستثنیٰ فرمادیا ہے اور بعض اشعار تو حکیمانہ مضامین اور وعظ ونصیحت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے طاعت وثواب میں داخل ہیں جیسا کہ حضرت ابی بن کعبؓ کی روایات ہے کہ ان من الشعر حکمۃ یعنی شعر حکمت ہوتے ہیں۔ (رواہ البخاری)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حکمت سے مراد ہے سچی بات ہے جو حق کے مطابق ہو۔ ابن بطال نے فرمایا جس شعر میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت اسکا ذکر اسلام سے الفت کا بیان ہو وہ شعر مرغوب ومحمود ہے اور حدیث مذکورہ میں ایسا ہی شعر مراد ہے

اور جس شعر میں جھوٹ اور فحش بیان ہو وہ مذموم ہے اس کی مزید تائید مندرجہ ذیل روایات ہوتی ہے۔

۱ حضرت عمرا بن الشرید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اُمیہ بن ابی الصلت کے سو قافیہ تک اشعار سنے۔

۲ مطرف فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ سے بصرہ تک حضرت عمران بن حصین کے ساتھ سفر کیا اور ہر منزل پر وہ شعر سناتے تھے۔

۳ طبری نے کبار صحابہ اور کبار تابعین کے متعلق کہا کہ وہ شعر کہتے تھے سنتے تھے اور سناتے تھے۔

۴ امام بخاری فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا شعر کہا کرتیں تھیں۔

۵ ابو یعلی نے ابن عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ شعر ایک کلام ہے اگر اسکا مضمون اچھا اور مفید ہے تو یہ شعر اچھا ہے اور مضمون برا یا گناہ کا ہے تو شعر برا ہے۔ (فتح الباری)

تفسیر قرطبی میں ہے کہ مدینہ منورہ کے فقہاء عشرہ جو اپنے علم و فضل میں معروف ہیں ان میں سے عبیداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ مشہور قادر کلام شاعر تھے اور قاضی زبیر بن بکار کے اشعار اہل علم اور اہل عقل میں سے کوئی برا نہیں کہہ سکتا۔ کیونکہ اکابر صحابہ جوان کے مقدار ہیں ان میں کوئی بھی ایسا نہیں جس نے خود شعر نہ کہے ہوں یا دوسروں کے اشعار نہ پڑھے یا سنے ہوں اور پسند کیا ہو۔

جن روایتوں میں شعر و شاعری کی مذمت مذکورہ ہے ان سے مقصود یہ ہے کہ شعر میں اتنا مصروف اور منہمک ہو جائے کہ ذکر اللہ عبادت اور قرآن سے غافل ہو جائے امام بخاری نے اس کو ایک مستقل باب میں بیان فرمایا ہے اور اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے۔ (لان یمتلئی جوف رجل قیحا یریہ خیر من ان

یمتلی شعرا) یعنی کوئی آدمی پیٹ سے اپنا پیٹ بھرے اس سے بہتر ہے کہ اشعار سے پیٹ بھرے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں کہ شعر جب ذکر اللہ قرآن اور علم کے اشتغال پر غالب آجائے اور اگر شعر مغلوب ہے تو پھر برا نہیں ہے اسی طرح وہ اشعار جو فحش مضامین یا لوگوں پر طعن و تشنیع یا دوسرے خلاف شرع مضامین پر مشتمل ہوں وہ باجماع امت حرام و ناجائز ہیں اور یہ کچھ شعر کے ساتھ مخصوص نہیں جو نثر کلام ایسا ہو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (قرطبی)

حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنے گورنر ادی بن نضلہ کو ان کے عہدے سے اسلئے برخاست کر دیا کہ وہ فحش اشعار کہتے تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حضرت عمرو بن ربیعہ اور ابوالعاص کو اسی جرم میں جلاوطن کرنے کا حکم دیا عمر بن ربیعہ نے توبہ کر لی وہ قبول کی گئی۔ (قرطبی)(معارف القرآن، جلد:۶، صفحہ:۵۴۳)

## امام احمد بن حنبلؒ کا واقعہ

حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، عرض کیا کوئی عمل ایسا ارشاد ہو جس سے آپ کو خاص قرب حاصل ہو، ارشاد ہوا، تلاوت قرآن! انہوں نے عرض کیا سمجھ کر یا بلا سمجھے، ارشاد ہوا، دونوں طرح سے۔

## تاثیر اخلاق

۹ھ میں بنی طے سے خفیف سا مقابلہ ہوا۔ دشمن شام کی طرف بھاگ گیا۔ اس کے اعزاء واقرباء کو مسلمانوں نے گرفتار کر لیا اور مال واسباب ضبط کر کے مدینہ لائے، قیدیوں میں بنی طے کے سردار حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی، اس نے کہا میں اپنی قوم کے سردار کی بیٹی ہوں میرا باپ رحیم وکریم اور سخی وفیاض تھا بھوکوں کو کھانا کھلاتا ننگوں کو کپڑا پہناتا اور غریبوں پر رحم کرتا تھا۔ وہ مر گیا، بھائی تھا وہ شکست کھا کر شام کی طرف بھاگ گیا ہے، میں ایسے رحم وکرم والے کی بیٹی بے یار و مددگار آپ کے قید میں ہوں اور

رحم کی خواستگار ہوں

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکی تیرے باپ میں ایمان والوں کی صفتیں تھیں۔ یہ کہہ کر آپ ﷺ نے اس کو رہا کر دیا اس نے پھر عرض کیا میں بنت کریم ہوں، اپنی رہائی کے ساتھ اپنے قبیلہ کے قیدیوں کی بھی رہائی کی تمنا رکھتی ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اس جواں عمر عورت کی درخواست ہی قبول کی بلکہ اس کو زادراہ اور سفر خرچ دے کر اس کے بھائی کے پاس ملک شام بھجوا دیا۔ جانتے ہو اس خلق محمدی اور اس احسن سلوک کا کیا نتیجہ نکلا۔ اور اس کریم النفس نبی کے اوصاف نے کیا اثر کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی پڑھو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ عدی بن حاتم (اس عورت کا بھائی) خلق محمدی کی یہ کیفیت اپنی بہن کی زبانی دن کر مدینہ آیا اور مسلمان ہو گیا۔

## ایفائے عہد

جب دمشق فتح ہو گیا اور حضرت ابو عبیدۃ بن الجراحؓ نے ایک عہد نامے کے ذریعہ لوگوں کو امان دے دی اور جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے جو اس وقت فوج کے افسر تھا عہد نامہ دیکھا اور بعض شرطوں کو نامناسب پایا تو کہا بغیر میرے حکم کے عہد نامہ کیوں مکمل کیا گیا، میں کافروں کو پناہ نہیں دے سکتا ابو عبیدہ نے سمجھایا کہ ابھی ہم کو بہت سی فتوحات کرنی ہیں، جب یہ بات مشہور ہو جائے گی کہ مسلمان اپنے عہد کا پاس نہیں کرتے اور اپنے ماتحت افسروں کی بے وقعتی کرتے ہیں تو اس کا بہت برا انجام ہوگا، آخر خالد خاموش رہے۔ ٹامس عیسائیوں کا سرگروہ تھا اس نے انطا کیہ جانے کی اجازت طلب کی خالد نے کہا جاؤ لیکن سوائے کھانے کے اور کوئی چیز ہمراہ نہ لے جاؤ گے، ابو عبیدہؓ نے کہا میں ان سے ان کے مال و اسباب کے امان کا بھی وعدہ کر چکا ہوں اس وعدے کی پاسداری ضروری ہے

## جزیہ

حمص (شام) کے عیسائیوں کو جان و مال کی حفاظت کی امان دی جا چکی تھی کہ رومیوں نے اپنے بادشاہ ہرقل کو اپنی پامالیوں اور مسلمانوں کی بہادریوں کے کارنامے سنا سنا کر مہم اعظم پر آمادہ کرلیا، جب مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ ہمارے مقابلہ میں فوجوں کا ایک طوفان امنڈ آیا ہے تو حضرت ابو عبیدہؓ نے اسلام کے سر لشکر تھے، اس خیال سے کہ مبادا حمص کے عیسائی ہمارے اہل و عیال کو پکڑ کر قیصر کے حوالے کر دیں یا بوجہ تعصب مار ڈالیں اپنا یہ ارادہ ظاہر کیا کہ عیسائیوں کو شہر سے نکال دینا چاہئے شرحبیل بن حسنہؓ نے کہا کہ ہر شخص کو حق ہے کہ آزادی سے اپنا خیال ظاہر کرے اس لئے میرے خیال میں آپ کو ہرگز یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جن کے اطمینان و امن کا ہم نے ذمہ لیا ہے ان سے نقض عہد کریں۔ حضرت ابو عبیدہؓ نے مجلس میں نہ صرف اپنی غلطی کو تسلیم کرلیا بلکہ جب مسلمان حمص کو روانہ ہونے لگے تو آپ نے حبیب بن مسلمہؓ افسر خزانہ کو حکم دیا کہ ہم عیسائیوں سے جزیہ یا خراج اس وجہ سے لیتے تھے کہ ہم ان کو دشمنوں سے بچا سکیں اور اس وقت چونکہ ہماری حالت ایسی نازک ہے کہ ہم ان کی حفاظت کا ذمہ نہیں اٹھا سکتے اس لئے ان سے جو کچھ وصول ہوا ہے ان کو واپس دیدو اور کہہ دو کہ ہم چونکہ سردست تمہاری حفاظت نہیں کر سکتے اس لئے جزیہ جو حفاظت کا معاوضہ ہے واپس کیا جاتا ہے' اس حکم کی فوراً تعمیل ہوئی اور عیسائی اس واقعہ سے نہایت متاثر ہوئے۔ یہ واقعہ ۱۵ھ کا ہے

## جیسا درخت ایسا پھل

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ اپنے غلام اسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ میں شب کو گشت کر رہے تھے ایک مکان سے آواز سنی کہ ایک عورت اپنی لڑکی سے یہ کہہ رہی کہ دودھ میں تھوڑا سا پانی ملا دے لڑکی نے کہا امیر المومنین نے ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں منادی کرئی ہے کہ دودھ میں پانی ملا کر فروخت نہ کرو' عورت نے کہا اب نہ یہاں امیر

المومنین ہے نہ منادی کرنے والا' لڑکی نے کہا ہے دیانت کے خلاف ہے کہ روبرو تو اطاعت کی جائے اور غائبانا خیانت۔ یہ گفتگو سن کر حضرت عمرؓ بہت محظوظ ہوئے' لڑکی کی دیانت اور حق گوئی پر خوش ہو کر جو درحقیقت انہی کے حق پرست عہد حکومت کا نتیجہ تھی' اپنے بیٹے عاصم کی اس سے شادی کر دی' اس لڑکی کے بطن سے ام عاصم پیدا ہوئی جو عمر بن عبدالعزیز جیسے نیک بخت اور عابد و زاہد خلیفہ کی والدہ تھیں۔

## عدل

ایک مرتبہ خاندان مخزوم کی ایک عورت چوری کے جرم میں گرفتار ہوئی' معز زین قریش چاہتے تھے کہ کسی طرح معاملہ دب جائے اور یہ عورت سزا سے بچ جائے لوگوں نے اسامہ بن زید کو بارگاہ نبوی میں اپنا شفیع بنایا۔ وہ گئے اور انہوں نے نشیب و فراز بتا کر اس کی رہائی کی شفارش کی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسامہ بن زیدؓ کی بہت خاطر داری کرتے تھے مگر اس معالمے میں غضب آلود ہو کر فرمایا اسامہ کیا تم ان حدود و قوانین میں جو اللہ تعالیٰ نے ایسی باتوں کے لئے مقرر فرمائے ہیں رخنہ اندازی کی جراء ت و شفارش کرتے ہو! پھر آپؐ نے دوسرے لوگوں سے فرمایا:
تم سے پہلی امتیں اس لئے برباد ہو گئیں کہ جب بڑے اور خاندانی آدمیوں سے کوئی جرم سرزد ہوتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب کوئی معمولی بے وسیلہ آدمی مجرم ہوتا تو اس کو سزا دیتے' خدا کی قسم اگر محمد کی بیٹی فاطمہ سرقہ کرتی تو اس کے ہاتھ بھی کاٹے جاتے۔

## شادی اور اس کے فائدے

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جو شخص شادی کے اخراجات برداشت کر سکے اسے نکاح کر لینا چاہئے، اس لئے کہ یہ نگاہ کو زیادہ پست رکھنے اور والی ہے، اور شرمگاہ کی بہت زیادہ حفاظت کرتی ہے اور جو شادی نہ کر سکے اسے چاہئے کہ روزے رکھے اس لئے کہ یہ روزہ

اس کے لئے خصی کرتا ہے۔ (یعنی جیسے خصی ہونے سے شہوت ختم ہوجاتی ہے اسی طرح روزہ رکھنے سے اس پر کنٹرول ہوجاتا ہے۔) (بخاری مسلم)

## سب سے بہترین

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کہ: ''بہترین دن کون سا ہے اور بہترین مہینہ کون سا ہے اور بہترین عمل کون سا ہے؟ تو فرمایا: ''بہترین دن جمعہ کا ہے، بہترین مہینہ رمضان کا ہے اور بہترین عمل پانچوں نمازوں کو ان کے اوقات پر پڑھنا ہے۔ اس بات کو تین دن ہی گزرے تھے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ بات پہنچ گئی کہ ان سے یہ تین سوال کیے گئے تھے اور انہوں نے یہ تین جواب دئے تھے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر مشرق سے لے کر مغرب تک کے علماء، فقہاء اور عقلاء (عقلمندوں) سے پوچھا جاتا تو ویسا جواب نہ دے سکتے جیسا جواب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے دیا، ہاں! یہ ہے کہ میں بس اتنی بات اور کہتا ہوں: ''بہترین عمل وہ ہے جسے اللہ قبول کرے، اور بہترین مہینہ وہ ہے جس مہینے میں توبہ کی توبہ کرے، اور بہترین دن وہ ہے جس دن تو اس دنیا سے اللہ پر ایمان کی حالت میں نکل کر اللہ تعالیٰ کی طرف جائے۔''

## مال کی مثال سانپ کی سی ہے

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ مال میں نفع بھی ہے اور نقصان بھی ہے۔ اس کی مثال سانپ کی سی ہے کہ جو شخص اس کا منتر جانتا ہے وہ سانپ کو پکڑ کر اس کے دانت نکال دیتا ہے۔ پھر اس سے تریاق تیار کرتا ہے۔ اور اس کو دیکھ کر کوئی ناواقف شخص اس کو پکڑے تو وہ سانپ اس کو کاٹ لے گا اور وہ ہلاک ہوگا۔

## محنت کش کی محنت

اللہ تعالیٰ محنت کش کی محنت کو اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اسے بدلہ دلوانا چاہتے ہیں، تو جو بندہ اللہ کے لئے محنت کرے، اللہ تعالیٰ کی مزدوری

کرے، اس کے دین کا کام کرے، اور دینے والا بھی خود پروردگار ہو تو پھر پروردگار کتنا جلدی بدلہ عطا فرمائیں گے۔ بعض اوقات دنیاداروں کے پاس دینے کو کچھ نہیں ہوتا مگر اللہ رب العزت تو وہ ذات ہے کہ وَلِلّٰهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ "اور آسمان اور زمین کے خزانے اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں۔"

قیامت کے دن کوئی بندہ ایسا نہ ہوگا جو کھڑا ہو کر یہ کہہ سکے کہ اے اللہ! میں نے یہ کام آپ کی رضا کے لئے کیا تھا اور مجھے اس کا بدلہ نہیں ملا۔

## اسلامی تاریخ کی خوشبو

علاقہ غور میں ایک ظالم بادشاہ حکومت کرتا تھا۔ وہ لوگوں کے گدھے بیکار میں پکڑ لیتا۔ ان گدھوں کو بھوکا رکھتا اور ان سے بے حد مشقت لیتا۔ بھوک اور مشقت کے باعث چند روز میں گدھے مر جاتے۔

ایک بار بادشاہ شکار کو گیا۔ تو ایک جانور کے تعاقب میں اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا۔ سورج غروب ہونے لگا تھا اس لیے واپس جانے کا وقت نہ تھا۔ مجبوراً بادشاہ ایک قریبی گاؤں میں پہنچا۔ وہاں اس نے دیکھا کہ ایک کسان اپنے طاقتور گدھے کو لاٹھیاں مار مار کر لنگڑا کر رہا ہے۔ بادشاہ کو یہ حرکت بری لگی اور غصے سے کسان کو کہنے لگا کہ تو اس بے چارے پر اتنا ظلم کیوں کر رہا ہے؟

کسان بادشاہ کو پہچانتا نہیں تھا: چنانچہ وہ بگڑ کر بولا میاں اپنی راہ لو۔ تمہیں کیا معلوم کہ اس میں کیا مصلحت ہے۔ ہمارا بادشاہ بہت ظالم ہے وہ تندرست اور مضبوط گدھے لوگوں سے چھین لیتا ہے۔ میں اس گدھے کی ٹانگ اس لیے توڑ رہا ہوں کہ یہ بیگار میں نہ پکڑا جائے۔ لنگڑے گدھے کا میرے پاس رہنا بہتر ہے کہ وہ بادشاہ کے پاس بوجھ ڈھوتا مر جائے۔

بادشاہ کو غصہ آیا، مگر مصلحتاً خاموش رہا۔ صبح ہوئی، تو بادشاہی لشکر بادشاہ کی تلاش میں

وہاں پہنچ گیا۔ ہر طرف بادشاہ کی موجودگی کا شور مچ گیا۔ بادشاہ کو وہ رات والا کسان یاد تھا۔ اس نے حکم دیا کہ اس گستاخ کی گردن اڑا دی جائے۔ بے چارے نے جان بخشی کے لیے بہت منت سماجت کی، مگر بادشاہ پر کوئی اثر نہ ہوا۔ جب اس کو یقین ہو گیا کہ اب زندہ بچنے کی کوئی صورت نہیں، تو بادشاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اور گرج کر کہنے لگا: اے بادشاہ! موت تو اپنے وقت پر آ کر رہتی ہے، لیکن مجھے مار کر تو بدنامی سے نہیں بچ سکتا۔ تیرے ظلم کا چرچا ہر شخص کی زبان پر ہے۔ اگر ظالم کو ظالم کہنے کی سزا موت ہے، تو پھر تمام رعیت کو قتل کرا دے۔ اگر تجھے میری باتیں ناگوار گزری ہیں، تو انصاف سے کام لے اور اس سبب کو دور کر دے۔ ایک بے گناہ کو قتل کرنے کے بجائے مخلوق خدا پر ظلم کرنا چھوڑ دے۔ تیرے مظالم کی وجہ سے رات کو سو نہیں سکتے۔ نہ معلوم تجھے نیند کیسے آ جاتی ہے! اپنے درباریوں کی خوشامد پر خوش نہ ہو۔ خلق خدا تجھ پر لعنت بھیجتی ہے۔''

ان تلخ، مگر سچی باتوں نے بادشاہ کا ضمیر بیدار کر دیا۔ اس نے اسی وقت توبہ کی اور کسان کو عزت کے ساتھ رہا کر دیا، بلکہ اس گاؤں کا سردار بنا دیا۔

تمہاری تعریف کرنے والے تمہارے دوست نہیں، بلکہ تمہاری غلطیوں پر ملامت کرنے والے دوست ہیں۔ (سعدی)

## دنیا سے اتنی محبت ہے، تو جان کیسے دو گے؟

اللہ تعالیٰ بڑا رحیم و کریم ہے۔ وہ جسے چاہے اپنے رحم و کرم سے نوازے اور جسے چاہے اپنے قہر و عذاب کا نشانہ بنائے۔ اس دنیا میں ہماری ہدایت اور رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ قدم قدم پر ہمیں عجیب و غریب اور انوکھے واقعات و حادثات دکھاتا ہے۔ جو لوگ عقل و شعور سے عاری ہوتے ہیں وہ ان واقعات سے کوئی سبق نہیں سیکھتے اور تمام زندگی گناہوں کی لذت سے سرشار رہتے ہیں، مگر جو لوگ صاحب عقل اور فہم ہوتے ہیں۔ وہ فوراً جان جاتے ہیں اور گناہوں سے اپنا رشتہ منقطع کر کے صراط مستقیم پر گامزن ہو جاتے ہیں۔

حضرت فرید الدین عطار کا نام ایسے لوگوں کے زمرے میں آتا ہے جنہوں نے ایک واقعے کو دیکھ کر اپنی باقی زندگی اللہ کی راہ میں صرف کی اور شہرت دوام حاصل کر لی۔

حضرت فرید الدین عطار ادویات کا کاروبار کرتے تھے۔ ان کا کاروبار دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ ایک روز آپ اپنے کارخانے میں بیٹھے مختلف ادویات کی تیاری کا جائزہ لے رہے تھے۔ اس اثنا میں ایک فقیر آیا اور آپ کی خدمت میں عرض کی "بابا خدا کے نام پر کچھ مدد کرو"۔

حضرت فرید الدینؒ اپنے کام میں مگن تھے۔ آپ نے فقیر کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا۔ فقیر نے کئی مرتبہ صدا لگائی' مگر کوشش کار نہ ہوئی۔ بالآخر ضبط نہ کر سکا اور آپ کا دامن پکڑ کر بولا: دنیا سے اتنی محبت ہے' تو جان کیسے دو گے؟

آپ نے زچ ہو کر فرمایا! جیسے تم جان دو گے ویسے ہم دیں گے"۔

یہ سن کر فقیر مسکرایا اور بولا' میری طرح جان دینا بہت مشکل ہے۔ دنیا سے محبت کرنے والوں کی روح بڑی مشکل سے جسم کو چھوڑتی ہے۔" یہ کہہ کر فقیر نے وہیں فرش اپنی گدڑی بچھائی۔ لمبا لمبا اس پر لیٹ گیا اور کہا۔ لو بھائی ہم تو جاتے ہیں۔ اگر تمہارے لیے جان دینا مشکل نہیں' تو تم بھی میرے ساتھی بن جاؤ"۔ اس کے بعد فقیر نے بڑے اطمینان سے کلمہ شریف پڑھا اور اپنی جان' جانِ آفریں کے سپرد کی۔

اس واقعے کو دیکھ کر حضرت فرید الدین عطار کی زندگی بدل گئی۔ انہوں نے فوراً توبہ استغفار پڑھا اور وہیں کھڑے کھڑے اپنا سارا کارخانہ اللہ کی راہ میں لٹا دیا۔"

(بحوالہ: بند نامہ عطار)

## غیر محرم کی نظر

بعض اہل تاریخ نے مجھ سے ذکر کیا کہ وہ مسجد' بلخ ایک عورت کی بنوائی ہوئی ہے۔ شوہر اس عورت کا بنی عباس کی جانب سے بلخ کا امیر داؤد ابن علی نامی تھا ایک مرتبہ اہل بلخ پر

بسبب ایک حادثہ کے جس کا باعث وہی لوگ تھے خلیفہ کا عتاب ہوا۔ خلیفہ نے ان کی جانب ایک ایسے شخص کو روانہ کیا جوان کے اوپر بہت سنگین جرمانے کرتا تھا۔ یہ خبر بلخ میں پہنچی تو وہاں کے لوگ عورتیں اور لڑکے سب اس عورت کے پاس کہ جس نے وہ مسجد بنوائی تھی اوران کے امیر کی زوجہ تھی آئے'۔ اپنی ناداری کی شکایت اور اس اور اس جرمانہ کی مصیبت بیان کی۔ اس بی بی نے اس امیر کے پاس جو بغرض استحصال جرمانہ آیا تھا ایک کپڑا جواہرات سے مرصع کہ جس کی قیمت اس جرمانہ سے جو اہل بلخ کے حق میں تجویز ہوا تھا۔ زیادہ تھی بھیجا اور اس امیر سے کہلا بھیجا کہ اس کپڑے کو خلیفہ کے پاس لے جائے۔ میں نے اہل بلخ کی جانب سے بوجہ ان کے ضعیف الحال ہونے کے صدقہ دیا ہے۔ وہ امیر اس کپڑے کو لے گیا اور خلیفہ کے سامنے ڈال دیا اور تمام قصہ بیان کیا۔ خلیفہ بہت شرمندہ ہو اور کہا کہ کیا وہ عورت ہم سے زیادہ صاحب کرم ہے اور جرمانہ جو اہل بلخ پر تجویز ہوا تھا۔ معاف کر دیا وہ کپڑا اس بی بی کا مسترد کر دیا اور اور مع ہذا اہل بلخ کو ایک سال خراج معاف کر دیا وہ امیر خلیفہ کے پاس سے لوٹ کر بلخ میں آیا' تو اس بی بی کے گھر میں آ کر خلیفہ کی گفتگو بیان کی اور وہ کپڑا اس کو پھیر دیا۔ اس بی بی نے پوچھا کیا خلیفہ کی نظر اس کپڑے پر پڑی ہے!'' اس امیر نے کہا: ہاں خلیفہ نے اس کپڑے کو دیکھا ہے'' اس بی بی نے کہا میں اس کپڑے کو نہیں پہن سکتی جس پر غیر محرم کی نظر پڑ چکی ہو پھر اس کپڑے کو بیچ کر قیمت سے وہ مسجد اور خانقاہ بنوائی اور اس کے، مقابلے میں ایک رباط کذان کی بنی ہوئی ہے جواب تک آباد ہے۔ اس کپڑے سے باوصف سب مصارف کے بقدر ثلث کے بچ رہا۔ لوگ ذکر کرتے ہیں کہ اس بی بی نے حکم دیا کہ اس بقیہ رقم کو مسجد کے کھمبوں کے نیچے دفن کر دیا جائے تاکہ بوقت حاجت سہولت رہے۔

اس حکایت کی خبر چنگیز خاں کو ہوئی' تو اس نے مسجد کے کھمبوں کو بدستور چھوڑ دیا۔

(بحوالہ: سفرنامہ ابن بطوطہ)

# ذوالکفل نبی تھے یا نہیں

حضرت اسماعیلؑ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے فرزند تھے، سورہ مریم میں ان کا واقعہ گزر چکا ہے، حضرت ادریس علیہ السلام کا بھی ذکر گزر چکا ہے، ذوالکفل بہ ظاہر تو نبی ہی معلوم ہوتے ہیں کیونکہ نبیوں کے ذکر میں ان کا نام آیا ہے۔، اور لوگ کہتے ہیں یہ نبی نہ تھے بلکہ ایک صالح شخص تھے اپنے زمانے کے بادشاہ تھے بڑے ہی عادل اور بامروت ،امام جریر اس میں توقف کرتے ہیں واللہ اعلم۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ یہ ایک نیک بزرگ تھے جنہوں نے اپنے زمانے کے نبی سے عہد و پیمان کیئے اور ان پر قائم رہے، قوم میں عدل وانصاف کیا کرتے تھے، مروی ہے کہ جب حضرت یسعؑ بہت بوڑھے ہو گئے تو ارادہ کیا کہ میں اپنی حیات میں ہی ان کو خلیفہ مقرر کر دوں اور دیکھ لوں کہ وہ کیسے عمل کرتا ہے، لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ تین باتیں جو شخص منظور کرے میں اسے خلافت سونپتا ہوں ،دن بھر روزے سے رہے، رات بھر قیام کرے اور کبھی بھی غصہ نہ ہو، کوئی اور تو کھڑا نہ ہوا ایک شخص جسے لوگ بہت ہلکے درجے کا سمجھتے تھے کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں اس شرط کو پوری کر دوں گا آپ نے پوچھا یعنی تو دنوں میں روزے سے رہے گا اور راتوں کو تہجد پڑھتا رہے گا اور غصہ نہ کرے گا، اس نے کہا ہاں یسعؑ نے فرمایا اچھا اب کل سہی ،دوسرے روز بھی آپ نے اسی طرح مجلس میں عام سوال کیا لیکن اس شخص کے سوا کوئی اور کھڑا نہ ہوا، چنانچہ انہی کو خلیفہ بنا دیا گیا، اب شیطان نے چھوٹے چھوٹے شیاطین کو اس بزرگ کے بہکانے کے لئے بھیجنا شروع کیا، مگر کسی کی کچھ نہ چلی ،ابلیس خود چلا دوپہر کو قیلولے کے لئے آپ لیٹے ہی تھے جو خبیث نے کنڈیاں پیٹنی شروع کر دیں آپ نے دریافت فرمایا کہ تو کون ہے، اس نے کہنا شروع کیا کہ میں ایک مظلوم ہوں فریادی ہوں میری قوم مجھے ستا رہی ہے، میرے ساتھ انہوں نے یہ کیا یہ کیا اب جو لمبا قصہ سنانا شروع کیا تو کسی طرح ختم ہی نہیں کرتا نیند کا سارا وقت اسی میں چلا گیا اور حضرت

ذوالکفل دن رات میں بس صرف اسی وقت ذرا سی دیر کے لئے سوتے تھے، آپ نے فرمایا اچھا شام کو آنا میں تمہارا انصاف کردوں گا اب شام کو آپ جب فیصلے کرنے لگے ہر طرف اسے دیکھتے ہیں لیکن اس کا کہیں پتہ نہیں یہاں تک کہ خود جا کر ادھر ادھر بھی تلاش کیا مگر اسے نہ پایا، دوسری صبح کو بھی وہ نہ آیا پھر جہاں آپ دوپہر کو دو گھڑی آرام کرنے کے ارادے سے لیٹے تو یہ خبیث آ گیا اور دروازہ ٹھونکنے لگا آپ نے کھول دیا فرمانے لگے میں نے تو تم سے شام کو آنے کو کہا تھا، منتظر رہا لیکن تم نہ آئے، وہ کہنے لگا حضرت کیا بتاؤں جب میں نے آپ کی طرف آنے کا ارادہ کیا تو وہ کہنے لگے تم نہ جاؤ ہم تمہارا حق ادا کردیتے ہیں میں رک گیا پھر انہوں نے اب انکار کردیا اور بھی کچھ لمبے چوڑے واقعات بیان کرنے شروع کردیئے اور آج کی نیند بھی کھوئی اب شام کو پھر انتظار کیا لیکن نہ اسے آنا تھا نہ آیا، تیسرے دن آپ نے آدمی مقرر کیا کہ دیکھو کوئی دروازہ پر نہ آنے پائے مارے نیند کے میری حالت غیر ہو رہی ہے، آپ ابھی لیٹے ہی تھے تو وہ مردود پھر آ گیا چوکیدار نے اسے روکا یہ ایک طاق میں سے اندر گھس گیا اور اندر سے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کیا آپ نے اٹھ کر پہرے دار سے کہا کہ دیکھو میں نے تمہیں ہدایت کی تھی پھر بھی اپنے دروازے کے اندر کسی کو آنے دیا اس نے کہا نہیں میری طرف سے کوئی نہیں آیا، اب جو غور سے آپ نے دیکھا تو دروازہ کو بند پایا، اور اس شخص کو اندر موجود پایا، آپ پہچان گئے کہ یہ شیطان ہے اس وقت شیطان نے کہا اے ولی اللہ میں تجھ سے ہارا نہ تو نے رات کا قیام ترک کیا نہ تو اس نوکر پر ایسے موقعہ پر غصے ہوا پس اللہ نے ان کا نام ذوالکفل رکھا، اس لئے کہ جن باتوں کی انہوں نے کفالت لی تھی انہیں پورا کر دکھایا۔

(ابن ابی حاتم) (تفسیر ابن کثیر جلد ۳، ص ۳۶۷)

## سائل جبرئیل علیہ السلام مسئول حضور علیہ السلام

حقیقت ایمان و اسلام کی حدیث جو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے

،اس میں ہے کہ عبداللہ نے کہا کہ میرے والد عمر بن الخطابؓ نے مجھے بتایا ہم جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، اچانک ایک شخص ہم پر وارد ہوا جو بہت سفید کپڑوں والا اور بہت سیاہ بالوں والا تھا، اس پر سفر کا کوئی نشان نظر نہ آتا تھا اور ہم میں سے کوئی بھی اس کو نہ پہچانتا تھا حتیٰ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور اس نے اپنے گھٹنے آنحضورؐ کے گھٹنوں سے ملا دیئے اور اپنی ہتھیلیاں اپنی رانوں پر رکھ دیں، اور کہنے لگا۔

اے محمد! مجھے اسلام کے متعلق خبر دیجئے آپ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کی گواہی دے اور اس بات کی گواہی دے کہ محمد اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے، اور نماز کو قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے، اور رمضان کے روزے رکھے اور اگر وہاں تک آنے جانے کی طاقت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے، اس نے کہا آپ نے سچ کہا پس ہم حیران ہوئے کہ خود سوال کرتا ہے اور خود تصدیق کرتا ہے، پھر اس نے کہا کہ مجھ کو ایمان کی خبر دے، آپ نے فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ تو اللہ پر اس کے ملائکہ پر اس کی کتابوں پر، اور قیامت کے دن پر ایمان لائے، اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے، اس نے کہا آپ نے سچ کہا، پھر بولا کہ مجھ کو قیامت کے متعلق بتاؤ، آپ نے فرمایا کہ جس سے اس کے متعلق سوال کیا گیا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں جانتا......الخ

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرئیلؑ تھا جو تم کو تمہارا دین سکھانے آیا تھا۔

(مسلم ابوداؤد، ترمذی، نسائی) (تفسیر فی ظلال القرآن جلد ۸ ص ۶۲)

## حضرت علیؓ کی اہم وصیت

بیٹے، زمانے کی گردش، دنیا کی بے وفائی اور آخرت کے قرب نے مجھے ہر طرف سے غافل کر کے آنے والی زندگی کے اندیشوں میں مبتلا کر دیا ہے۔ اب مجھے صرف اپنی فکر ہے تمام نشیب و فراز پیش نظر ہیں اور حقیقت بے نقاب ہو چکی ہے۔ ایسی حالت میں تمہارے لیے یہ وصیت لکھ رہا ہوں۔

بیٹے خدا سے خوف کھاتے رہو اسکے احکام پر کار بند رہو، اس کے ذکر سے دل کی بستی آباد رکھو، اس کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو، کیونکہ تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اس سے بڑھ کر مستحکم رشتہ اور کوئی نہیں ہے۔

بیٹے اپنے دل کو موعظت سے زندہ رکھو، زہد سے مارو، یقین سے قوت بخشو، حکمت سے منور کرو، موت کی یاد سے اس پر قابو پاؤ، نیرنگی روزگار سے ڈراؤ اور بچھڑ جانے والوں کی حکایتیں سناؤ، گزرے ہوئے لوگوں کی تباہی سے عبرت دلاؤ، اُن کی اُجڑی ہوئی بستیوں میں گشت کرو، اُن کی عمارتوں کے کھنڈر دیکھو اور دل سے پوچھو کہ ان لوگوں نے کیا کیا اور کہاں جا کر آباد ہو گئے۔ اس طرح تمہیں اپنی فانی زندگی کا احساس ہوگا۔

بیٹے، اپنے ٹھکانے کو درست کر لو، آخرت کو دنیا کے بدلے میں نہ بیچو، بے علمی میں سکوت اختیار کرو، بلاضرورت گفتگو سے پرہیز کرو۔ جس راہ میں بھٹک جانے کا اندیشہ ہو، اس سے باز رہو، اللہ کی راہ میں جہاد کرو اور اس کا حق ادا کر دو، اللہ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف نہ کھاؤ، حق کی خاطر مصائب کے طوفانوں سے ٹکرا جاؤ۔ دین میں تفقہ حاصل کرو اور مکروہات زمانہ کو برداشت کرنے کے عادی بنو۔

بیٹے، میرے لیے پُر مسرت بات یہ ہے کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو، اس کے فرائض کی انجام میں کوتاہی نہ کرو، خوف سمجھ لو کہ جس کے ہاتھ میں موت ہے اسی کے قبضہ قدرت میں زندگی بھی ہے۔ جو پیدا کرنے والا ہے، وہی مارنے والا بھی ہے، جو فنا کے گھاٹ اتارتا ہے وہی حیات نو بھی بخشتا ہے اور جو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے وہی نجات بھی دیتا ہے۔ یقین کرو کہ دنیا اللہ تعالیٰ کے اس قانون پر قائم ہے کہ انسان کو نعمتیں بھی ملتی ہیں اور آزمائش بھی پیش آتی ہے اور پھر آخرت میں آخری صلہ بھی دیا جاتا ہے جس کی ہمیں خبر نہیں۔ بیٹے، اگر کوئی بات تمہاری سمجھ میں نہ آئے، تو اس نہ چھپاؤ، بلکہ اپنی کم فہمی پر محمول کر کے اس پر غور اور فکر کرو، کیونکہ پہلے پہل تم جاہل پیدا ہوئے تھے پھر بتدریج علم سے نوازے گئے۔ کتنی ہی باتیں ہیں جن سے آج تم لاعلم ہو، جن کے بارے میں تمہاری عقل حیران رہ جاتی ہے، لیکن

ہوسکتا ہے کہ چند روز بعد تمہیں ان کا علم ہو جائے۔ تمہیں اس ذات سے توقعات وابستہ رکھنا چاہیے جس نے تمہیں پیدا کیا اور رزق عطا کیا۔ عبادت کرو، تو اسی کی، سر جھکاؤ، تو اس کے آگے اور ڈرو، تو اسی سے۔

بیٹے، جن لوگوں نے دنیا کو پرکھ لیا ہے، وہ اس کی جدائی سے نہیں گھبراتے، ان کی مثال ایسے مسافروں کی ہے جو ناموافق اور قحط زدہ علاقے چھوڑ کر سرسبز اور زرخیز علاقے کی طرف چل کھڑے ہوتے ہیں۔ یہ مسافر احباب کی جدائی گوارا کرتے ہیں، سفر کی مشقتیں جھیلتے ہیں، خوراک کی خرابی سہتے ہیں، اس لیے کہ کشادہ اور راحت افزا مقام تک پہنچ جائیں۔ وہ کسی تکلیف کو تکلیف نہیں سمجھتے، کسی مصرف سے جی نہیں چراتے، ان کی نظر میں سب سے زیادہ پسندیدہ قدم وہ ہے جو منزل مقصود کی طرف بڑھتا ہے۔ لیکن جو لوگ دنیا سے چمٹے ہوئے ہیں اور اس کی جدائی برداشت نہیں کر سکتے، ان کی مثال اس مسافر کی سی ہے جو سرسبز و شاداب زمین چھوڑ کر خشک اور بنجر زمین کی طرف چل رہا ہو۔ یہ سفر اس کے لیے بدترین اور بھیانک سفر ثابت ہوگا۔

بیٹے، دوسروں کے لیے اپنی ذات کو معیار بناؤ۔ جو بات تمہیں اپنے لیے پسند ہو، وہی ان کے لیے پسند کرو اور جو اپنے لیے ناپسند ہو، اسے ان کے لیے بھی ناپسند کرو۔ جس طرح تم یہ نہیں چاہتے کہ لوگ تم پر ظلم کریں، اسی طرح تم بھی کسی پر ظلم نہ کرو..... جس حسن سلوک کی توقع دوسروں سے کرتے ہو، اسی حسن سلوک کے ساتھ ان سے پیش آؤ۔ خود پسندی حماقت ہے اور نفس کے لیے ہلاکت، لہٰذا سلامت روی سے اپنا راستہ طے کرو۔

بیٹے، تمہیں ایک لمبا اور کٹھن سفر درپیش ہے۔ اس سفر میں حسن طلب کی بڑی ضرورت ہے۔ اپنی طاقت سے زیادہ بار مت اٹھاؤ، ورنہ وہ تمہارے لیے وہاں جان بن جائے گا..... دولت مندی کے زمانے میں اگر کوئی تم سے قرض مانگے، تو دے دو تا کہ ناداری کے زمانے میں وہ تمہیں واپس مل جائے۔

بیٹے، تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی میں ایک ہلکا پھلکا آدمی بوجھل آدمی سے

بہتر اور سست رفتار تیز رو سے بدتر ہے۔ تمہیں اس گھاٹی سے لازماً گزرنا ہے۔ اس کے بعد جنت ہے یا دوزخ۔ آخری منزل پر پہنچنے سے پہلے اپنا پیش خیمہ آگے بھیج دو اور اپنی جگہ ٹھیک کرلو۔ مرنے کے بعد نہ معذرت ہوگی نہ دنیا کی طرف واپسی۔

بیٹے، جس ذات کے دست تعریف میں زمین و آسمان کے خزانے ہیں، اس نے ان کے مانگنے کی اجازت بھی دی ہے اور قبول کرنے کا وعدہ فرمالیا ہے۔ وہ کہتا ہے: ''مانگ تجھے مل جائے گا، رحم کی التجا کر تجھ پر رحم کیا جائے گا''۔ اس نے اپنے اور تمہارے درمیان دربان کھڑے نہیں کیے جو تمہیں اس کے حضور میں پہنچنے سے روکیں۔ نہ تمہیں سفارشیوں کا محتاج بنایا ہے۔ وہ تمہاری پکار کو سنتا ہے، تمہاری مناجات پر کان دھرتا ہے۔ تم اس سے مرادیں مانگتے ہو، اپنے دل کی کیفیت بیان کرتے ہو۔ اپنی بپتا سناتے ہو، اپنی مشکلات میں مدد مانگتے ہو، اس سے درازی عمر، تندرستی اور رزق کی فراخی چاہتے ہو اور اس کی رحمت کے ایسے خزانے طلب کرتے رہو جو اس کے سوا اور کوئی دے نہیں سکتا۔ غور کرو، اس نے طلب کی اجازت دے کر اپنی رحمت کے خزانوں کی کنجیاں تمہارے حوالے کر دی ہیں، تم جب چاہو دعا کرو، اس کی نعمتوں کا دروازہ کھل جائے گا اور رحمتوں کا مینہ برسنے لگے گا، لیکن اگر اجابت دعا میں دیر ہو جائے، تو مایوس نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ قبول دعا کا مدار نیت کی درستی پر ہے۔ کبھی اجابت دعا میں اس لیے دیر ہوتی ہے کہ سائل کو زیادہ ثواب ملے، امیدوار کو زیادہ بخشش دی جائے اور اگر سائل محروم رہتا ہے، تو یہ اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔ نہیں معلوم کتنی مرادیں ایسی ہیں کہ پوری ہو جائیں، تو انسان کی عاقبت برباد ہو جائے۔ پس تمہاری دعا انہی باتوں کے لیے ہونی چاہیے جو تمہارے لیے سود مند ہوں۔ نقصان دہ باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔

بیٹے، دنیا میں دنیا داروں کی محویت اور اس کی طلب میں مسابقت سے فریب مت کھاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی حقیقت واضح کر دی ہے تمہاری ساری امیدیں پوری نہیں ہوسکتیں۔ زندگی بہرحال محدود ہے اور تم اس راستے پر گامزن ہو جس پر تم سے پہلے لوگ جا

چکے ہیں۔ اپنی طلب میں اعتدال کو مدنظر رکھو۔ رزق کے حصول میں سلامت روی سے تجاوز نہ کرو۔ وہ بھلائی نہیں جو برائی کے راہ سے آئے۔ نہ وہ دولت دولت ہے جو ذلت کے ذریعے حاصل ہو۔ خبردار حرص و ہوس تمہیں ہلاکت کے گھاٹ پر نہ لے جائے۔ اپنے اور اپنے خدا کے درمیان کسی کے احسان کو حائل ہونے نہ دو، تمہارا حصہ بہرحال تمہیں مل کر رہے گا۔ اللہ کا کم عطا کیا ہوا، مخلوق کے زیادہ دیے ہوئے سے بہت زیادہ بھی ہے اور باعث شرف بھی خاموشی سے پیدا ہونے والی خرابی کا تدارک آسان ہے، مگر گفتگو سے جو خرابی پیدا ہوتی ہے، اس کا ازالہ سخت مشکل ہے۔

بیٹے، نیک کار لوگوں کی صحبت اختیار کرو گے، تو نیک ہو جاؤ گے، بروں کی صحبت سے احتراز کرو گے، تو برائی سے محفوظ رہو گے۔ حرام رزق بدترین کھانا ہے۔ کمزوروں پر ظلم سب سے بڑا ظلم ہے۔ لمبی امیدوں پر تکیہ نہ کرو..... بہترین تجربہ وہ ہے جو نصیحت آموز ہو بیٹے، خیال رکھو حرص تمہیں اندھا نہ کرنے پائے اور عداوت عقل سے محروم نہ کر دے۔ دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ، ورنہ دوست بھی دشمن ہو جائے گا، دوست کو بے لاگ نصیحت کرو، خواہ اسے اچھی لگے یا بری۔ غصہ پی جایا کرو۔ غصے کے جام سے بڑھ کر شیریں جام میں نے کوئی نہیں دیکھا۔ رزق دو قسم کا ہوتا ہے، ایک وہ جس کی تم جستجو کرتے ہو، دوسرا وہ جو تمہاری تلاش میں رہتا ہے۔ پس اگر تم جستجو چھوڑ دو، تو رزق خود ہی تمہارے پاس آئے گا۔ پردیسی وہ ہے جس کا کوئی دوست نہیں۔ جو دنیا پر بھروسا کرتا ہے، دنیا اس سے بے وفائی کرتی ہے۔ جب حکمران بدلتے ہیں، تو زمانہ بھی بدل جاتا ہے۔ سفر سے پہلے سفر کے ساتھیوں اور قیام سے پہلے اپنے پڑوسیوں کو جانچ لو۔ جو راہ حق چھوڑ دیتا ہے اس کا راستہ تنگ ہو جاتا ہے۔ جو اپنی حیثیت برقرار رکھتا ہے، اس کی عزت برقرار رہتی ہے۔ سب سے زیادہ مضبوط تعلق وہ ہے جو بندے اور خدا کے درمیان ہے۔

بیٹے، میں تمہاری دنیا اور آخرت اللہ کے حوالے کرتا ہوں اور دونوں جہان میں اسی ذات برتر سے تمہارے لیے فلاح و بہبود کی دعا کرتا ہوں۔ (نہج البلاغہ)

# یہ مضبوط قلعے اور اونچے محل

حجاج بن یوسف کوفے اور عراق کا گورنر تھا۔ ایک روز اپنے محل کے دریچے میں بیٹھا اپنے مصاحبوں سے باتیں کرر ہا تھا۔ ایک نوعمر لڑکا آیا، اس فلک نما عمارت کو دیکھا، دائیں بائیں نظر ڈالی اور بلند آواز سے بولا: یہ مضبوط قلعے اور اونچے محل شاید اس لیے بنائے گئے ہیں کہ عمارت کے باسی سمجھتے ہیں کہ وہ کبھی نہیں مریں گے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے۔

حجاج تکیہ لگائے بیٹھا تھا، یہ سن کر سیدھا ہو گیا اور کہنے لگا: لڑکے، تو مجھے عقل منداور ذہین معلوم ہوتا ہے، مجھے کچھ پڑھ کر سناؤ۔ لڑکے نے پڑھنا شروع کیا: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یخرجون من دین اللہ افواجاً ..... یعنی شیطان رجیم سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ جب خدا کی فتح اور مدد آئی اور آپ دیکھیں کہ لوگ خدا کے دین سے فوج در فوج نکلے جا رہے ہیں۔

حجاج...... یدخلون پڑھو، یعنی دین میں داخل ہوتے ہیں۔

لڑکا...... بیشک، لوگ دین میں داخل ہوتے ہیں، لیکن آپ کے عہد حکومت میں، چونکہ لوگ دین سے نکل رہے ہیں اس لیے یخرجون پڑھوں گا۔

حجاج...... تم جانتے ہو کس سے مخاطب ہو؟

لڑکا...... ہاں، میں جانتا ہوں کہ ثقیف کے شیطان سے مخاطب ہوں۔

حجاج...... تم پاگل ہو۔ تم امیر المومنین کے بارے میں کیا جانتے ہو۔

لڑکا...... اس نے تو اتنے گناہ کیے ہیں کہ زمین و آسمان میں بھی نہیں سما سکتے۔

حجاج...... وہ گناہ کیا ہیں؟

لڑکا...... ان گناہوں کا ایک نمونہ تو یہ ہے کہ تجھ جیسے ظالم کو حاکم بنا دیا اور تو وہ ہے جو غریب رعایا کا مال مباح اور خون حلال سمجھتا ہے۔

حجاج نے مصاحبوں کی طرف دیکھا، انہوں نے متفقہ طور پر قتل کا مشورہ دیا۔ لڑکے

نے یہ مشورہ سن کر حجاج سے کہا:

ان مصاحبوں سے تو تمہارے بھائی فرعون کے مصاحب اچھے تھے جنہوں نے حضرت موسیٰؑ اوران کے بھائی کے متعلق فرعون سے کہا تھا کہ ان کے قتل میں جلدی کرنا درست نہیں، یہ کیسے مصاحب ہیں کہ محض خوشامد کی وجہ سے میرے قتل کا مشورہ دے رہے ہیں۔

حجاج نے یہ سوچ کر کہ ایک معصوم لڑکے کے قتل سے ممکن ہے شورش برپا ہو جائے اسے چار ہزار درہم دے کر رام کرنے کی کوشش کی، لیکن لڑکے نے انہیں قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

لڑکے کے چلے جانے کے بعد حجاج جیسے جابر حکمران نے مصاحبین سے کہا: خدا کی قسم میں نے اس سے زیادہ نڈر اور سر بکف کسی کو نہیں دیکھا۔

## مصلّیٰ اور قرآن کی چوری

حضرت مَعروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اپنا مصلّیٰ اور قرآن مسجد میں چھوڑ کر طہارت کے لئے دجلہ پر گئے، جو بالکل نزدیک تھا۔ اتنے میں ایک عورت آئی جسے چوری کی عادت تھی، مُصلّیٰ اور قرآن لے کر چلتی بنی۔ آپ دجلہ سے طہارت کر کے سیدھے اس عورت کے پیچھے گئے، جب قریب پہنچے تو آپ نے شرم سے آنکھیں نیچی کرلیں اور کہا، اے مادرِ شفیق! آپ کا کوئی لڑکا قرآن مجید بھی پڑھتا ہے؟ بڑھیا نے کہا نہیں، آپ نے کہا، تو پھر قرآن مجید لے کر کیا کرو گی؟ یہ مجھے دے جاؤ، میں پڑھا کروں گا۔ اور مصلّیٰ تم لے جاؤ تمہارے کسی کام آجائیگا، وہ عورت بہت شرمندہ ہوئی اور آئندہ کے لئے تائب ہوگئی۔

(بحوالہ مخزنِ اخلاق)

## مردِ مسلم کا پہلا فرض

آیت نمبر (۱۳۲) میں نماز پڑھتے رہنے اور گھر والوں کو اس کی تلقین کرنے کا

حکم دیا گیا ہے، مرد مسلم کا پہلا فرض یہ ہے کہ اپنے گھر کو ایک مسلم گھر بنائے، خود اللہ سے صلہ قائم کرے اور اس فریضے کی ادائیگی پر اپنے گھر والوں کو متوجہ کرتا رہے، جو انہیں بھی اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے ملا دے، اس طرح ان سب کا رخ ایک ہو جائے گا اور سوچئے کہ جس گھر کے سارے باسی اللہ کی طرف متوجہ ہوں، اس گھر میں زندگی کس قدر سکون واطمینان کا گہوارہ بن جائے گی، دوسروں کو نماز کی تلقین سے قبل ضروری ہے کہ تلقین کرنے والا خود اس کی کامل ادائیگی کا پابند ہو، اس طرح اس کے آثار اسکے جسم و جان پر ظاہر ہوں گے، نماز کا صحیح اثر کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ:

"بلاشبہ نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔"

جس شخص میں یہ اثر نظر آئے گا، سمجھ لو کہ اس نے نماز کو قائم کرلیا ہے اور اس پر ڈٹ گیا ہے اس کے شعور اور عمل میں نماز رچ گئی ہے، اس کے بغیر نماز کی حیثیت چند کلمات اور حرکات وسکنات کے سوا کچھ نہیں۔ (تفسیر فی ظلال القرآن جلد ۶، ص ۱۶۱)

## سعیدؒ بن جبیر اور حجاج بن یوسف

حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کی شہادت کے بعد بنی امیہ کی قوت بہت بڑھ گئی تھی۔ انکی بے پناہ عسکری طاقت نے ابنِ اشعث کو شکست دی اور وہ سیستان کی طرف نکل گیا۔ سعیدؒ بن جبیر مکہ چلے گئے اور وہاں بنی امیہ کی طرف سے خالد بن عبداللہ قسری حاکم تھا۔ اس نے سعیدؒ بن جبیر کو پکڑ کر حجاج کے پاس بھجوا دیا۔

حجاج انہیں دیکھتے ہی شعلہ جوالہ بن گیا۔ اسکی جفا جو اور خون آشام طبیعت کو ایک ضیافت ہاتھ آ گئی۔ سعیدؒ بن جبیر اور اس کے درمیان اس موقع پر جو گفتگو ہوئی تاریخ نے اسے اپنے صفحات میں محفوظ کرلیا جس سے حضرت سعید بن جُبیر کی ہمت واستقامت اور جرأت ومردانگی کا پتہ چلتا ہے چنانچہ اس کی تفصیل یہ ہے:

حجاج: (طنزاً) تمہارا نام کیا ہے؟

سعیدؒ: سعیدؒ بن جبیر (سعید کے معنی نیک بخت کے ہیں اور جبیر کے معنی اصلاح یافتہ چیز کے ہیں)

حجاج: (چیں بجبیں ہوکر) انت لشقی بن کسیر (تم شقی بن کسیر ہو) (شقی کے معنی بد بخت اور کسیر کے معنی ٹوٹی پھوٹی چیز کے ہیں۔)

سعیدؒ: میری ماں میرا نام تجھ سے بہتر جانتی تھیں۔

حجاج: شَقِیتُ اُمُّکَ وَشَقِی أنت تم بھی بد بخت ہو اور تمہاری والدہ بھی بد بخت

سعیدؒ: غیب کا علم تیرے پاس نہیں، یہ کسی دوسری ذات کے پاس ہے۔

حجاج: میں تم کو دنیا کے بدلے بھڑکتی ہوئی آگ کے سپرد کر دوں گا۔

سعیدؒ: اگر میں یہ جانتا کہ ایسا کرنا تیرے اختیار میں ہے تو تجھے عبادت کے لائق سمجھتا۔

حجاج: رسول کریم ﷺ کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟

سعید: آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول تھے، ہمارے ہادی ورہبر تھے ۔۔۔ اور رحمتہ للعلمین تھے۔

حجاج: علیؓ اور عثمانؓ کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے۔

سعیدؒ: علیؓ نوجوانوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔ رسول کریم ﷺ کے چچا زاد بھائی، سیدۃ النساء کے سرتاج اور حسنینؓ کے باپ تھے۔ عثمانؓ دامادِ رسول ﷺ تھے، ذوالنورین تھے۔ انہوں نے اپنا گھر بار راہ خدا میں لٹایا۔ ان کو ناحق قتل کیا گیا۔

حجاج: خلفاء کی نسبت تمہارا کیا قول ہے؟

سعیدؒ: لَستُ عَلَیھِم بِوَکیل (میں ان کا وکیل نہیں ہوں)

حجاج: ان میں سے کون سب سے بہتر تھا؟

سعیدؒ: أرضا ھُم لِخَالقِي، جو میرے خالق کی رضا کا سب سے زیادہ پابند تھا۔

حجاج: خالق کی رضا کا کون سب سے زیادہ پابند تھا؟

سعیدؒ: **عِلمُ ذالک عندَ الذِی یَعلَمُ سِرَّھُم ونجوَاھُم** ۔اس کا علم اس ذات کو ہے جو بھیدوں اور پوشیدہ باتوں سے واقف ہے۔

حجاج: امیر المومنین عبدالملک کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

سعیدؒ: اس کے عظیم گناہوں میں سے ایک گناہ تمہارا وجود ہے۔

حجاج: میرے متعلق کیا کہتے ہو؟

سعیدؒ: تمہارا قول وفعل کتاب الٰہی کے خلاف ہے۔تم اپنا رعب اور دبدبہ قائم کرنے کے لئے سفاکیاں کرتے ہو۔ یہ کام تمہیں برباد کررہے ہیں۔کل داورِ محشر کے سامنے حاضر ہوگے تو قدرِ عافیت معلوم ہو جائے گی۔

حجاج: تم پر ہلاکت ہو۔

سعیدؒ: ہلاکت اس شخص پر ہے جس کو جنت سے الگ کر کے دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

حجاج: تم ہنستے کیوں نہیں؟

سعیدؒ: وہ کس طرح ہنس سکتا ہے جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور مٹی کو آگ کھا جاتی ہے۔

حجاج: پھر ہم لوگ تفریحی مشاغل سے کیوں ہنستے ہیں؟

سعیدؒ: سب کے دل یکساں نہیں ہوتے۔

حجاج: تم نے تفریح کا سامان کبھی دیکھا ہے؟

اب حجاج نے عود اور بانسری بجانے کا حکم دیا۔سعیدؒ ان کی آواز کو سن کر رونے لگے۔حجاج نے کہا، یہ رونے کا کیا موقع ہے؟ عود اور بانسری کے نغمے تو تفریح بخش ہیں۔

سعیدؒ نے جواب دیا۔نہیں بانسری کی آواز نے مجھے وہ دن یاد دلایا جب صور پھو

نکا جائے گا اور عود ایک کانٹے ہوئے درخت کی لکڑی ہے جو ممکن ہے ناحق کاٹی گئی ہو اور اس کے تار بکریوں کے پھٹوں کے ہیں جو انکے ساتھ قیامت کے دن اٹھائی جائیں گی۔

اس گفتگو کے بعد حجاج بولا، سعید تمہاری حالت قابل افسوس ہے۔

حضرت سعیدؒ نے فرمایا: وہ شخص افسوس کے قابل نہیں ہے جو آگ سے نجات پا گیا ہو اور جنت میں داخل کر دیا گیا ہو۔

بعض روایتوں میں ہے کہ اس موقع پر حجاج نے بہت موتی زبرجد اور یاقوت منگوا کر اپنے سامنے رکھے۔ حضرت سعیدؒ نے انہیں دیکھ کر فرمایا:

''اگر تم نے انہیں اس لئے جمع کیا ہے کہ ان کے ذریعے یوم قیامت کے خوف سے بچ جاؤ تو ٹھیک ہے ورنہ یاد رکھو کہ قیامت کا ایک جھٹکا دودھ پلانے والی عورتوں کو ان کے شیر خوار بچوں سے غافل کر دے گا اور جو چیزیں دنیا کے لئے جمع کی جائیں گی ان میں صرف پاکیزہ اور طیب ہی عمدہ اور پسندیدہ ہیں۔''

حجاج: کیا میں نے تمہیں کوفہ کا امام اور قاضی نہیں بنایا تھا؟

سعیدؒ: بیشک بنایا تھا۔

حجاج: کیا میں نے تمہیں ایک لاکھ کی رقم خیرات کرنے کے لئے نہیں دی تھی؟

سعیدؒ: بیشک دی تھی۔

حجاج: تو پھر تم میری مخالفت پر کیوں کمربستہ ہوئے۔

سعیدؒ: تمہارے مظالم اور بداعمالیوں نے مجھے اس پر مجبور کیا اور پھر مجھے ابن اشعث کی بیعت کا بھی پاس تھا۔

حجاج: خدا کی قسم میں تجھے قتل کئے بغیر یہاں سے نہ ہٹوں گا۔

سعیدؒ: کوئی بات نہیں تم میری دنیا خراب کرو گے میں تمہاری آخرت برباد کر دوں گا۔

حجاج: بتاؤ تم کس طریقے سے قتل ہونا پسند کرو گے؟

سعیدؒ: تو خود ہی پسند کر۔ رب اکبر کی قسم جس طرح تو مجھ کو قتل کرے گا اسی طرح خدا تجھ کو آخرت میں قتل کرے گا۔

حجاج: کیا تمہارا جی چاہتا ہے کہ تمہیں معافی مل جائے؟

سعیدؒ: معافی دینا اللہ کے اختیار میں ہے، رہا تو۔۔۔ تو یہ تیری قدرت سے باہر ہے کہ کسی کو بری کرے یا کسی کا عذر قبول کرے۔

حجاج: تو میں تم کو ضرور قتل کروں گا۔

سعیدؒ: ہر شخص کی موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ اگر میرا آخری وقت آ گیا ہے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا، اگر ابھی وقت نہیں آیا تو تو کوئی مجھے مار نہیں سکتا۔

اب حجاج فرطِ غضب سے بیتاب ہو گیا۔ جلاّد کو حکم دیا کہ اسے لے جاؤ اور قتل کر دو۔۔۔ اس وقت حاضرین میں سے ایک شخص بے قابو ہو کر اس معدن علم و فضل کی مصیبت پر رونے لگا۔ حضرت سعید بن جبیر نے فرمایا: ''بھائی روتے کیوں ہو، ہر بات اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، پھر یہ آیت پڑھی:

﴿مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا﴾ (الحدید آیۃ ۲۲)

''زمین میں جو مصیبتیں بھی پہنچتی ہیں، یا تمہارے نفسوں پر وارد ہوتی ہیں ان کے پیدا ہونے سے قبل کتاب میں لکھی ہیں۔''

اس کے بعد لڑکے کو آخری بار دیکھنے کے لئے بلا بھیجا۔ وہ آئے تو بے اختیار رونے لگے۔ سعیدؒ نے انہیں صبر کی تلقین کی اور کہا: ''بیٹے اس سے زیادہ تیرے باپ کی زندگی تھی ہی نہیں، رونے سے کیا ہوگا۔'' اب جلاد نے انہیں قتل کی طرف کھینچا۔ حضرت سعید بن جبیر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ حجاج نے کہا اسے واپس لاؤ۔ جب پھر حجاج کے سامنے آئے تو اس نے پوچھا: ''تم کس بات پر ہنسے؟''

سعیدؒ نے جواب دیا: ''عجبت من جراتک علی اللہ وحلم

اللہ علیک"

(خدا کے مقابلے میں تیری جرأت اور تیری نسبت خدا کا عفو وحلم دیکھ کر مجھے تعجب ہوا)

حجاج اس فقرے کو سن کر اور بھڑک اٹھا اور جلاد کو حکم دیا اسے میرے سامنے قتل کرو۔

جلاد نے چمڑا بچھا دیا۔ حضرت سعیدؒ بھی سر کٹانے کے لئے مستعد ہو گئے اور قبلہ رو ہو کر یہ آیت پڑھی:

﴿اِنِّی وَجَّھتُ وَجھِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضَ حَنِیفاً وَّمَآ اَنَا مِنَ المُشرِکِینَ﴾ (الانعام آیہ ۸۰)

"میں نے سب سے یکسو ہو کر اپنے تئیں اسی ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمان و زمین بنائے، ایک طرف کا ہو کر اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔"

حجاج نے حکم دیا اس کا منہ قبلے کی طرف سے پھیر دو۔

حضرت سعیدؒ کی زبان پر قرآن حکیم کے یہ الفاظ جاری ہو گئے:

﴿فَاَینَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجهُ اللّٰہِ﴾ (سورہ بقرہ)

(جدھر رخ کرو ادھر اللہ کی ذات ہے)

اب حجاج نے حکم دیا اسے منہ کے بل لٹا دو۔ سعیدؒ خود ہی اوندھے لیٹ گئے اور اس آیت کی تلاوت کی:

﴿مِنھَا خَلَقنٰکُم وَ فِیھَا نُعِیدُکُم وَمِنھَا نُخرِجُکُم تَارَۃً اُخریٰ﴾

(طٰہٰ آیت ۵۵)

"ہم نے اسی (زمین) سے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اور اسی سے ایک دفعہ پھر نکالیں گے"

حجاج اب سخت مشتعل ہو گیا۔ اس نے چلا کر جلاد کو حکم دیا۔ "اس کا سر فوراً قلم

کر دو۔"

سعیدؒ نے اس وقت بارگاہ رب العزت میں دعا مانگی، بارالٰہی میرے قتل کے بعد اس ظالم کو کسی اور کے قتل پر قادر نہ کرنا۔۔۔۔۔۔" پھر کلمہ شہادت پڑھا: اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ ....

ابھی کلمہ شہادت زبان پر جاری تھا کہ جلاد کی تلوار گردن پر پڑی اور سر تن مبارک سے جدا ہو گیا۔

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

شہادت کے بعد جسم مبارک سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے۔ حجاج کو اتنا خون نکلنے سے بہت تعجب ہوا، اپنے طبیب خاص سے اس کی وجہ دریافت کی، اس نے کہا:

دوسرے لوگوں کا خون قتل کا حکم سنتے ہی خشک ہو جاتا ہے لیکن سعیدؒ کی طبیعت بالکل مطمئن تھی اور قتل کا خوف مطلقاً ان کے دل میں نہ تھا۔ اسی لئے ان کے جسم سے خلاف معمول زیادہ خون نکلا۔"

یہ المناک واقعہ شعبان ۹۴ھ میں پیش آیا، اس وقت حضرت سعیدؒ کی عمر با ختلاف روایت ۴۹ یا ۵۷ سال کی تھی، ان کی شہادت سے لوگوں میں کہرام مچ گیا۔

خواجہ حسن بصریؒ نے فرمایا: خدایا ثقیف ظالم سے سعیدؒ کے قتل کا انتقام لے۔ خدا کی قسم دنیا کے تمام باشندے بھی سعیدؒ کے قتل میں شریک ہوتے تو خدا ان سب کو منہ کے بل نار جہنم میں جھونک دیتا۔"

اس واقعہ کے بعد حجاج تھوڑا ہی عرصہ زندہ رہا۔ اس کے معدے میں کیڑے پڑ گئے جسم میں سردی سما گئی اور عجیب وغریب دماغی عارضہ ہو گیا، اکثر بے ہوشی کے دورے پڑتے تھے، بے ہوشی کی حالت میں یا رات کو خواب میں سعیدؒ بن جبیر اسے نظر آتے جو پوچھتے "فاسق تو نے مجھے کس جرم کی پاداش میں قتل کیا؟" چونک کر کہتا "میرا

سعید سے کیا تعلق۔"

غرض اسی طرح نہایت کرب والم کے عالم میں ۹۵ھ میں راہی ملک عدم ہوا۔ اللہ تعالٰی نے مرد صالح سعیدؒ بن جبیر کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور انکی شہادت کے بعد حجاج کسی شخص کے قتل پر قادر نہ ہو سکا۔

علامہ دمیریؒ نے حیوۃ الحیوان میں لکھا: "حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے حجاج کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ بد بو دار مردار کی صورت میں ہے۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ اللہ تعالٰی نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالٰی نے مجھ کو ہر مقتول کے عوض میں جس کو میں نے قتل کیا تھا، ایک ایک دفعہ قتل کیا، لیکن سعید بن جبیرؒ کے بدلے میں مجھ کو ستر مرتبہ قتل کیا گیا۔"

اس کے بعد علامہ دمیریؒ لکھتے ہیں: "اگر کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ اللہ تعالٰی نے حجاج کو ہر اس شخص کے بدلے میں جس کو اس نے ایک مرتبہ قتل کیا اور سعید بن جبیرؒ کے بدلے میں ستر مرتبہ قتل کیا، حالانکہ حجاج نے عبداللہ بن زبیرؓ کو بھی قتل کیا ہے تو عالم میں ان کے مثل بہت سے صحابہ موجود تھے جیسے عبداللہ بن عمرؓ اور انسؓ بن مالک وغیرہ ہم، لیکن جب سعید بن جبیرؒ کو قتل کیا ہے تو کوئی نظیر ان کا موجود نہ تھا اور اکثر مصنفین نے ذکر کیا ہے کہ جب حضرت حسن بصریؒ کو سعید بن جبیر کی خبر ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم سعید بن جبیر دنیا سے ایسے وقت میں اٹھے کہ جب تمام دنیا مشرق سے لیکر مغرب تک ان کے علم کی محتاج تھی ۔ یہ وجہ تھی کی ان کے قتل کی وجہ سے حجاج پر زیادہ عذاب ہوا۔" (حیاۃ الحیوان)

## عشق بلا خیز کا قافلہ سخت جان

حافظ ابن حجرؒ نے "الاصابۃ" میں حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کے مناقب میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظمؓ کے دور خلافت میں رومیوں سے جنگ کے دوران آپ

چند مسلمانوں کے ساتھ گرفتار ہوئے، شام روم نے ان سے کہا کہ آپ نصرانی بن جائیں تو میں آپ کو اپنی حکومت میں شامل کرلوں گا لیکن حضرت عبداللہ بن حذافہؓ نے نصرانیت قبول کرنے سے انکار کردیا، جس کی وجہ سے شاہ روم نے انہیں تختہ دار پر باندھ کر حکم دیا کہ ان پر تیر برسائے جائیں لیکن جب دیکھا کہ آپ کے چہرے پر کسی قسم کے خوف کے آثار نہیں ہیں تو وہاں سے اسے اتار اور حکم دیا کہ دیگ میں پانی گرم کرکے ابلتے ہوئے پانی میں انہیں ڈال دیا جائے، اس میں ڈالنے کے لیے جب ان کو دیگ کے قریب لایا گیا تو رونے لگے، شاہ روم نے رونے کی وجہ پوچھی تو فرمانے لگے "رو اس لیے رہا ہوں کہ میری تمنا ہے کہ میرے لیے سو جانیں ہوں اور ہر جان قربانی کا اس طرح نذرانہ پیش کرکے اپنے رب کے حضور حاضر ہو جاؤں" شاہ روم کو بڑی حیرت ہوئی، کہنے لگا تم میرے سر کو بوسہ دیدو، میں تمہیں چھوڑ دونگا" فرمانے لگے "صرف مجھے نہیں، میرے ساتھیوں کو بھی شاہ روم نے کہا ٹھیک ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ نے اس کے سر کو بوسہ دیا اور شاہ روم نے حسب وعدہ تمام مسلمان قیدیوں کو آزاد کردیا۔ حضرت فاروق اعظمؓ کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آ کر حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کے سر کو بوسہ دیا۔ (الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ: ج۲)

## فقیہ ابواللیث سمرقندیؒ کا فقیہانہ انداز تفسیر

﴿یاأیھا الناس اعبدوا ربکم﴾ میں "اعبدوا" کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ مخاطبین اگر کفار ہیں تو اس کے معنی ہیں "وحدوا ربکم" یعنی کافرو! اپنے رب کو ایک مان لو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اگر مخاطبین نافرمان مسلمان ہوں تو اس کے معنی ہیں "اخلصوا بالتوحید معرفۃ ربکم" یعنی منافقو! توحید کے ذریعے اپنے رب کی معرفت کو کھوٹ اور آمیزش سے پاک اور خالص کرلو۔ اور اگر مخاطبین نیک اور فرمانبردار مسلمان ہوں تو اس کے معنی ہیں "اثبتوا علیٰ طاعۃ ربکم" یعنی نیکوکارو! اپنے رب کی اطاعت پر ثابت قدم اور ڈٹے رہو۔ (تفسیر سمرقندی)

## تین چیزوں کی تلاش نہ کرو

تین چیزوں کی تلاش نہ کرو، کیونکہ نہ پاؤ گے۔

۱......ایسا عالم کہ جس کا علم میزان عمل میں پورا ہو، نہ پاؤ گے اور بلا علم کے رہو گے۔

۲......ایسا عامل جس کا اخلاص عمل کے موافق ہو، نہ پاؤ گے اور بلا عمل رہو گے۔

۳......تیسرے ایسا بھائی مت ڈھونڈو جو بے عیب ہو، کیونکہ یہ بھی نہ پاسکو گے اور بغیر بھائی کے رہو گے۔ (بحوالہ مخزنِ اخلاق)

## تین چیزیں خباثت قلب کو ظاہر کرتی ہیں

تین چیزیں خباثتِ قلب کو ظاہر کرتی ہیں۔

۱...... حسد ۲......ریا ۳...... عُجب

عقلمند کو ان سے بچنا چاہیے۔ جو شخص ان سے محفوظ رہے گا، وہ دوسری مصیبتوں سے محفوظ رہے گا۔ (بحوالہ مخزنِ اخلاق)

## جرمنی کے ایک باشندے کا عبرتناک واقعہ

جرمنی میں دو بچوں کی ماں پر تشدد کرنے والا جنسی جنونی اپنے اندر کی آگ میں پر اسرار طور پر جل کر ہلاک ہو گیا۔ کینیڈا کے میگزین ویکلی ورلڈ نیوز کی رپورٹ کے مطابق ماہرین نے اس واقعے کو از خود احتراق یا خارجی ذریعے کی مدد کے بغیر جل جانے کا انتہائی پراسرار واقعہ قرار دیا ہے۔

تفصیلات کے مطابق جرمنی کے قصبے آخین کے ایک باشندے ہرمان بین ہولٹ نے گزشتہ ہفتے ۲۸ سالہ پڑوسن حنا نامان کے گھر گھس کر اس پر جنسی حملہ کرنا چاہا۔ حنا اس وقت اپنے دو سالہ پیٹر اور ۳ سالہ ہیدی کے ساتھ ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ اس نے ہرمان کو ڈارنے، دھمکانے اور چیخ پکار مچا کر پڑوسیوں کو بلانے کی دھمکی دی، لیکن وہ باز نہ آیا اس نے حنا پر حملہ کر کے اسے فرش پر گرا دیا۔

حنا نے خود کو بچانے کے لیے ابھی پہلی چیخ ہی ماری تھی کہ حملہ آور ہرمان خود ہی درد سے کراہ کر اس کے اوپر سے ہٹ گیا اور اپنا سینہ ملنے لگا۔ حنا نے بتایا کہ اس نے زندگی میں اس سے حیرت انگیز اور خوفناک واقعہ نہیں دیکھا اور نہ ہی آئندہ دیکھنے کی توقع رکھتی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ اچانک ہرمان کے سینے سے آگ کی لپیٹیں نکلنے لگیں اور وہ چیخ چیخ کر خود کو آگ سے بچانے کے لیے قالین پر تیزی سے کروٹیں بدلنے لگا۔ لیکن اس رگڑ سے آگ اور بھڑک اٹھی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کا پورا جسم ''اندر کی آگ'' کی لپیٹ میں آ گیا۔

حنا اپنے دونوں بچوں کو تھامے کونے میں کھڑی یہ خوفناک منظر دیکھتی رہی۔ جیسے ہی اس کے حواس بحال ہوئے، اس نے دوڑ کر فائر بریگیڈ کو فون کیا۔ جس کے ساتھ ساتھ پولیس بھی آ گئی۔ لیکن تب تک ہرمان مکمل طور پر جل چکا تھا اور اس کا جلا ہوا ڈھانچہ عبرتناک انداز میں کمرے میں پڑا ہوا تھا۔

پولیس اور فائر بریگیڈ کے سراغ رساں اب تک ہرمان کو لگنے والی اس آگ کی وجوہات معلوم کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے ہیں۔ واقعے کے تھوڑی دیر بعد ایک مقامی اخبار کے رپوٹر جرگسن شلٹ بھی پہنچ گئے۔ جنہوں نے ہرمان کے سوختہ ڈھانچے کی کئی تصاریر بنائیں۔

جرگسن شلٹ کا کہنا ہے کہ اس حیرت انگیز واقعے کی کوئی توجیہہ نہیں دی جاسکتی۔ ہوسکتا ہے کہ یہ خدا کی جانب سے ہرمان بین ہولٹ کو ایک برے کام کی سزا دی گئی ہو۔ ایک پولیس سراغرساں نے بتایا کہ ہرمان اس واقعے سے قبل ۷ مرتبہ مختلف خواتین ہر جنسی حملوں کے الزام کے تحت گرفتار ہو چکا تھا۔ لیکن اس پر کبھی الزام ثابت نہیں ہوسکا تھا، لہٰذا وہ سزا سے بچتا آ رہا تھا۔ حنا کے واقعے نے اسے خود سزا دی اور دو بچوں کی مطلقہ ماں کو بچالیا۔

حنا کا کہنا ہے کہ جب حملہ آور گھر میں گھسا تو اس کے ہاتھ میں چھوٹا سا پسٹل تھا جو کہ اس کے ساتھ جل کر بدنما ہو چکا ہے۔ حنا نے واقعے کی یاد تازہ کرتے ہوئے بتایا کہ

ہرمان نے ٹی وی لاؤنج میں گھستے ہی اسے حکم دیا تھا کہ وہ چیخنے کی کوشش نہ کرے۔ لیکن خاتون نے اسے دھمکی دی کہ اگر اس نے کوئی حرکت کی تو وہ شور مچا کر لوگوں کو جمع کر لے گی۔ لیکن ڈھیٹ حملہ آور نے اس کے بچوں کی جانب پسٹل تان کر اسے قریب آنے پر مجبور کیا اور اس کے قریب آتے ہی اسے دبوچ کر نیچے گرالیا۔

حنا کا کہنا ہے کہ اس کے معصوم بچوں نے ماں کو بچانے کے لیے اپنی عمر سے بڑھ کر جرأت کا مظاہرہ کیا۔ ہیدی کھڑکی سے چہرہ نکال کر چیخنے لگا۔ جبکہ ۵ سالہ پیٹر ماں کو چھڑانے کے لیے حملہ آور کی پشت پر سوار ہو کر اس پر مکے برسانے لگا۔ جب ہرمان خود جلنے لگا تو اس نے پیٹر کو دور پٹخ دیا، جس کے باعث بچے کی ٹانگ مضروب ہوگئی۔

حنا کا کہنا ہے کہ "ہرمان آخر تک یہ سمجھتا رہا کہ اسے میں نے آگ لگائی ہے، اس لیے جب وہ پوری طرح شعلوں میں گھر گیا تو اس نے میری منت سماجت کرنا شروع کر دی کہ میں نے جس طرح اسے نذر آتش کیا ہے، اسی طرح جادو سے آگ بجھادوں۔ لیکن میں خود حیرت سے سن کھڑی تھی، مجھے اتنا ہوش بھی نہیں تھا کہ اس کی حالت پر غور کرتی، کجا یہ کہ اسے بچانے کے لیے کچھ کرتی۔"

پولیس سراغ رساں کروگر نے اس بات پر حیرانی ظاہر کی کہ جس قالین پر پورا ایک شخص زندہ جل گیا، وہ جھلسنے سے محفوظ رہا۔ سراغ رسانوں نے اس واقعے کی تفتیش ابھی داخل دفتر نہیں کی، لیکن انہیں اس سلسلے میں کسی بھی جانب سے کوئی تعاون حاصل نہیں ہو رہا ہے۔ حنا نے اس واقعے کی یادوں اور اثرات سے نجات حاصل کرنے کے لیے اپنا گھر تبدیل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ (بحوالہ عبرتناک واقعات)

## حضرت ابن المبارکؒ کے مثالی اخلاق

### ا۔ مہمان نوازی

دستر خوان بہت وسیع تھا' سفر میں ہوں یا حضر میں مہمان نوازی کا خاص التزام تھا' دوست احباب ہوں یا اعزہ واقارب' فقراء ہوں یا امراء' پڑوسی ہوں یا اجنبی' مسافر ہوں

یا مقامی، ان کے دستر خوان پر سب کو دعوت عام تھی۔ کم از کم دو بچھڑوں کا گوشت روزانہ مہمان نوازی میں خرچ ہوتا تھا۔ مرغیوں اور بکریوں کا گوشت بھی پکتا تھا۔ ابو اسحٰق طالقانی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سفر کر رہے تھے تو ان کے ساتھ دو اونٹنیوں پر بھنی ہوئی مرغیاں لدی ہوئی تھیں۔ یہ ان مسافروں کے لیے تھی جو ان کے ہم سفر تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ سفر میں ان کے دستر خوان کا سامان ایک یا دو گاڑیوں پر لادا جاتا تھا۔ اگر کوئی چیز کھانے کو دل کرتا تو کبھی تنہا نہ کھاتے۔ کسی نہ کسی مہمان یا مہمانوں کے ساتھ بیٹھ کر تناول کرتے اور فرماتے کہ مہمانوں کے ساتھ جو کھانا کھایا جاتا ہے آخرت میں اس کا محاسبہ نہیں ہوگا۔ خود روزے کثرت سے رکھتے تھے لیکن اپنے ساتھیوں کو فالودہ اور حلوہ بنوا بنوا کر کھلایا کرتے تھے۔

## ۲۔ علماء اور طلبہ کی اعانت

علماء اور طلبہ کی اعانت کے لیے ابن المبارکؒ اپنا مال بے دریغ لٹاتے رہتے تھے۔ اس معاملے میں ان کا نقطۂ نظر یہ تھا کی علماء اور طلبہ کو فکر معاش سے آزاد کر دیا جائے تا کہ یکسوئی سے اشاعت علم اور تحصیل علم کر سکیں۔ وہ ایسے علماء اور طلبہ کی ڈھونڈ ڈھونڈ کر مدد کرتے تھے جو معاشی لحاظ سے پریشان حال ہوتے۔ اس مقصد کے لیے وہ جتنا روپیہ اپنے شہر کے علماء و طلبہ پر خرچ کرتے تھے اس کے کہیں زیادہ مال دوسرے شہروں کے علماء و طلبہ میں تقسیم کرتے تھے۔ خطیب بغدادیؒ نے حبان بن موسیٰؒ سے روایت کی ہے کہ بعض لوگوں نے ان سے شکایت کی کہ آپ اپنے شہر پر اتنا مال تقسیم نہیں کرتے جتنا دوسروں شہروں میں تقسیم کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں انہوں نے فرمایا:

''جن علماء و طلبہ پر اپنا مال خرچ کرتا ہوں، میں ان کے علم و فضل اور صدق و دیانت سے بخوبی واقف ہوں۔ یہ لوگ علم دین کی اشاعت و طلب میں لگے ہوئے ہیں۔ آخر ان کی ذاتی (خانگی) ضرورتیں بھی تو وہی ہیں جو دوسروں لوگوں کی ہیں۔ اگر

یہ لوگ بھی اپنی ضروریات زندگی میں پوری کرنے لگ جائیں تو علم ضائع ہو جائیگا۔ اگر ہم نے انہیں فکر معاش سے بے نیاز کر دیا تو یہ یکسوئی کے ساتھ علم کی اشاعت کریں گے اور میرے نزدیک نبوت کے ختم ہونے کے بعد علم کی اشاعت سے افضل دوسرا کوئی کام نہیں ہے۔"

ایک مرتبہ ان سے کہا گیا کہ اہل علم (یعنی طالبین علم) کی ایک جماعت لوگوں سے اموال زکواۃ لیتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ پھر ہم کیا کریں' اگر ہم ان کو اس سے منع کر دیں تو وہ طلب علم سے رک جائیں گے جب کہ معاش کا کوئی ذریعہ انکے پاس نہیں ہے اور اگر ہم ان کو اس کے لئے اجازت دے دیں تو وہ یکسوئی کے ساتھ حصول علم میں لگے رہیں گے اور یہ کام دوسرے سب کاموں سے افضل ہے۔

## ۳۔ حجاج کی امداد

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کا معمول تھا کہ جب حج کے لیے روانہ ہونے لگتے تو اپنے تمام رفقائے سفر سے فرماتے کہ تم لوگ اپنا اپنا سفر خرچ میرے پاس جمع کرادو۔ جب وہ اپنی رقمیں ان کے حوالے کر دیتے تو وہ ہر ایک کی رقم کو الگ الگ تھیلیوں میں بند کر کے ہر تھیلی پر اس کے مالک کا نام لکھ دیتے پھر ان سب تھیلیوں کو ایک صندوق میں رکھ کر مقفل کر دیتے۔ پورے سفر میں جو خرچ ہوتا اس کو خود برداشت کرتے۔ ان لوگوں کو عمدہ عمدہ کھانے کھلاتے اور ہر طرح کی آسائشیں مہیا کرتے۔ فریضۂ حج سے فارغ ہونے کے بعد مدینہ منورہ پہنچتے تو ان سے پوچھ پوچھ کر سب کے اہل وعیال کے لیے حسب منشا تحفے خرید کر دیتے۔ سفر حج ختم کر کے گھر واپس آتے تو اس زمانے کے حجاج کے دستور کے مطابق ان کے مکانات پر سفیدی وغیرہ کرا دیتے۔ تین دن کے بعد تمام رفقائے سفر اور ان کے اعزہ واقارب کی پر تکلف دعوت کرتے، اس سے فارغ ہو کر صندوق کھول کر ہر ایک تھیلی جس پر ان کا نام لکھا ہوتا تھا' اس کے حوالے کر دیتے تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ زندگی بھران کا یہی شعار رہا۔

## ۴۔ جود وسخا اور اہل حاجت کی امداد

خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' میں علی بن حسن بن شفیقؒ سے روایت کی ہے کہ ابن المبارکؒ ہر سال فقراء پر ایک لاکھ درہم خرچ کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ کی کتاب سیرت میں متعدد ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے حد فیاض اور سیر چشم تھے اور اہل حاجت کی امداد کے لیے ہر وقت کمر بستہ رہتے تھے۔

ایک مرتبہ (غالباً) جہاد میں شریک ہونے کے لیے بغداد سے مصیصہ کی جانب روانہ ہوئے تو کچھ صوفیہ بھی شریک ہو گئے۔ انہوں نے ان حضرات سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ حضرات کے نفوس قانع اس بات پر انقباض تو محسوس کریں گے کہ آپ کی خدمت میں کوئی سفر خرچ پیش کیا جائے پھر بھی زادراہ کی ضرورت سے بے نیاز رہنا ممکن نہیں۔ یہ کہہ کر ایک ملازم کو حکم دیا کہ ایک طشت لائے۔ وہ طشت لایا تو انہوں نے اس میں ایک معقول رقم رکھ دی اور اس کو ایک رومال سے ڈھانپ دیا۔ پھر ان حضرات سے فرمایا کہ ہر صاحب باری باری اس رومال کے نیچے ہاتھ ڈال کر جو کچھ مٹھی میں آئے لے لیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا' کسی کو دس درہم مل گئے کسی کو بیس درہم یا اس سے کم بیش ۔مصیصہ پہنچ کر فرمایا کہ یہ پردیس ہے اور ضروریات باقی ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ باقی رہ گیا ہے اسے بھی تقسیم کر لیا جائے یہ کہہ کر ہر ایک کو بیس بیس دینار عطا کئے۔

ایک مرتبہ ایک شخص حضرت ابن المبارکؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ سات سو درہم کا مقروض ہوں' مجھے اس قرض سے نجات دلا دیئے۔ انہوں نے اسی وقت اپنے منشی کو لکھا کہ اس شخص کو سات ہزار درہم دے دیے جائیں۔ وہ آدمی خط لے کر منشی کے پاس پہنچا، اس نے پوچھا' تم پر کتنا قرض ہے اور تم نے کتنی رقم ابن المبارکؒ

سے طلب کی تھی۔اس نے کہا ''سات سو درہم'' منشی نے سمجھا کہ ابن المبارکؒ سے سہو قلم ہو گیا ہے اور وہ سات سو کے بجائے سات ہزار لکھ گئے ہیں چنانچہ اس نے ابن المبارکؒ کو لکھ بھیجا کہ یہ شخص صرف سات سو درہم کا مقروض ہے اور آپ نے سات ہزار دینے کا حکم دیا ہے کہیں سہو قلم تو نہیں ہو گیا؟ ابن المبارکؒ نے جواب میں لکھا کہ جس وقت میرا خط تم کو ملے اسی وقت اس شخص کو چودہ ہزار درہم دے دو۔منشی اور بھی حیران ہوا اور اس نے ازراہِ ہمدردی ان کو دوبارہ لکھا کہ آپ اس طرح اپنا سرمایا بے دریغ لٹاتے رہے تو یہ بہت جلد ختم ہو جائے گا۔منشی کا خط پڑھ کر ابن المبارکؒ سخت برہم ہوئے اور کو سخت الفاظ میں لکھا کہ میں نے جو حکم دیا ہے اس پر عمل کرو ورنہ میری جگہ پر آ بیٹھو تم جو حکم دو گے میں اس پر عمل کروں گا۔میرے نزدیک دولت دنیوی سے قیمتی سرمایہ ثواب آخرت اور رسول کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کو غیر متوقع طور پر خوش کر دے گا اللہ اس کی مغفرت فرمائے گا۔میں نے دانستہ سات سو کے بجائے سات ہزار درہم لکھے تھے تا کہ یہ شخص اتنی خطیر رقم اچانک پا کر خوش ہو جائے۔دوسری مرتبہ میں نے اپنے خط میں چودہ ہزار درہم بھی سوچ سمجھ کر لکھے وہ اس لئے کہ سات ہزار کی بھنک اس شخص کے کان میں پڑ چکی تھی چودہ ہزار اس کے لیے یقیناً غیر متوقع ہوں گے اور یوں میں حضور ﷺ کے ارشاد کے مطابق اجرِ آخرت کا حقدار ٹھہروں گا۔

حضرت ابن المبارکؒ اکثر طرطوس جاتے رہتے تھے۔راستہ میں رقہ پڑتا تھا وہاں کی ایک سرائے میں قیام کیا کرتے تھے۔سرائے میں مقیم ایک نوجوان نہایت اخلاص سے ان کی خدمت کیا کرتا تھا اور ان سے حدیث کا درس بھی لیتا تھا۔ایک مرتبہ حسب معمول رقہ کی اس سرائے میں ٹھہرے تو اس نوجوان کو نہ دیکھا۔لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس پر فلاں شخص کا دس ہزار کا قرضہ تھا اسے ادا نہ کر سکا تو قرض خواہ نے دعویٰ کر دیا اور اس نوجوان کو قرض کی عدم ادائیگی کی پاداش میں قید خانے بھیج دیا گیا۔حضرت عبداللہ ابن المبارکؒ نے قرض خواہ کو رات کی تنہائی

میں بلایا اور اسے دس ہزار درہم دے کر کہا کہ بھائی اس نوجوان کو رہا کرادو۔ ساتھ ہی اس سے قسم لے لی کہ وہ اس بات کا تذکرہ کسی سے نہ کرے گا۔ نوجوان کی رہائی کا انتظام کر کے ابن المبارکؒ اسی رات سرائے سے روانہ ہو گئے۔ نوجوان رہا ہو کر سرائے میں آیا تو اسے ابن المبارکؒ کی آمد اور روانگی کی اطلاع ملی۔ اس کو حضرت سے شرفِ نیاز حاصل نہ کرنے کا اتنا قلق ہوا کہ اسی وقت طرطوس کی طرف روانہ ہو گیا۔ تین چار منزل کے بعد ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے حال احوال پوچھا۔ اس نے عرض کیا" جناب میں قید تھا۔ ایک نامعلوم شخص نے میرا قرض اپنی طرف سے ادا کر کے مجھے رہا کرا دیا معلوم نہیں وہ فرشتہ رحمت کون تھا۔" حضرت عبداللہ ابن المبارکؒ نے فرمایا "بھائی اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے اس نامعلوم شخص کو تمہیں اس مصیبت سے نجات دلانے کی توفیق بخشی۔"

راوی (محمد بن عیسیٰ) کا بیان ہے کہ ابن المبارکؒ کی وفات کے بعد قرض خواہ نے یہ واقعہ لوگوں کو بتایا۔ حضرت عبداللہ ابن المبارکؒ عبات و ریاضت' زہد و ورع' امانت و دیانت اور حسن معاشرت کے اعتبار سے بھی اپنی مثال آپ تھے۔ حافظ ذہبیؒ نے "تذکرۃ الحفاظ" میں اسماعیل بن عیاشؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ روئے زمین پر عبداللہ بن مبارکؒ جیسی کوئی شخصیت نہیں ہے اور میری دانست میں کوئی اچھی خصلت ایسی نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان کی ذات میں ودیعت نہ کر دیا ہو۔

حضرت فضیل بن عیاضؒ فرمایا کرتے تھے "رب کعبہ کی قسم میری آنکھوں نے عبد اللہ ابن المبارکؒ جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔" عبادت و ریاضت سے بہت شغف تھا، پنجگانہ نماز با جماعت فرض نمازوں کے علاوہ سنن و نوافل کا بھی خاص اہتمام تھا، بعض اوقات ساری ساری رات عبادت میں گزر جاتی۔ کثرت سے روزے رکھتے تھے۔ حج بیت اللہ کے لیے بھی اکثر تشریف لے جاتے تھے۔ دیانت و امانت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ قیام شام کے دوران میں کس شخص سے قلم عاریتاً لیا۔ واپسی پر اسے قلم لوٹانا بھول

گئے اور اسے اپنے ساتھ مرو لے آئے۔ گھر آ کر دیکھا تو یاد آیا۔ افسوس کیا اور مرو سے شام تک طویل سفر دوبارہ صرف اس لیے کیا کہ وہ قلم اس کے مالک کے حوالے کر سکیں۔

حسن ادب کی یہ کیفیت تھی کہ ان کے سامنے کوئی شاگرد قراتِ حدیث کرتا تو وہ اس سے کسی عبارت کو دوبارہ نہیں پڑھواتے تھے بلکہ توجہ اور خاموشی کے ساتھ سنتے رہتے تھے۔ ایک بار مجلس میں ایک شخص کو چھینک آ گئی۔ اس نے الحمدللہ نہیں کہا۔ حضرت عبد اللہ ابن المبارکؒ نے کچھ دیر انتظار کیا۔ پھر اس سے پوچھا' جب چھینک آئے تو اس کو کیا کہنا چاہیے۔ اس نے کہا الحمدللہ اس پر انہوں نے کہا فوراً کہا ''یرحمک اللہ'' زندگی نہایت محتاط اور زاہدانہ تھی ابو اسامہ اور شعب ابن حربؒ کہا کرتے تھے کہ ہم سال میں تین دن بھی ابن المبارک کی طرح نہیں گزار سکتے۔

ان کے زہد و رع کی بنا پر اہل سیر نے انہیں زہاد تبع تابعین میں شمار کیا ہے۔

اسی طرح بعض ارباب سیر نے انہیں اولیا اللہ میں شامل کیا ہے اور انکی بہت سی کرامات بیان کی ہیں۔ علامہ خطیب بغدادی نے ''تاریخ بغداد'' میں ابو وہبؒ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ابن المبارکؒ کا گزر ایک نابینا پر ہوا تو اس نے بڑی لجاجت سے عرض کیا کہ میرے لیے بینائی کی دعا کیجئے۔ چنانچہ انہوں نے نہایت خشوع و خضوع سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی بحال کر دی۔

وعظ و نصیحت اور ارشاد و اصلاح کا طریقہ نہایت بلیغ اور حکیمانہ ہوتا تھا۔ تذکروں میں ان کے سینکڑوں پر مُعارف اقوال ملتے ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں:

☆ بہت سے چھوٹے عمل ایسے ہوتے ہیں جن کو نیت بڑا بنا دیتی ہے اور بہت سے بڑے عمل ایسے ہوتے ہیں جن کو نیت چھوٹا بنا دیتی ہے۔

☆ سب سے سفلہ اور کمینہ وہ شخص ہے جو دین کو عیاشی کا ذریعہ بنائے۔

☆ عالم ہونے کے لیے یہ شرط ہے کہ دنیا کی محبت سے اس کا دل ہمیشہ خالی رہے۔

☆ دنیا کے مال پر بھی غرور نہ کرو۔

☆ حق پر جمے رہنا سب سے بڑا جہاد ہے۔

☆ ہر کام میں ادب اور تہذیب کا خیال رکھو۔ دین کے دو حصے ادب اور تہذیب ہیں۔

☆ ایسا دوست ملنا بہت مشکل ہے جو صرف اللہ کے لے محبت کرے لیکن دوست فی الحقیقت یہی ہے۔

☆ آدمی اس وقت تک عالم رہتا ہے جب تک یہ سمجھتا رہے کہ شہر میں اس سے زیادہ علم رکھنے والے موجود ہیں مگر جب وہ یہ سمجھنے لگ جائے کہ میں ہی سب سے بڑا عالم ہوں تو یوں سمجھ لو کہ اب وہ جاہلوں کی صف میں جا کھڑا ہوا۔

☆ گمنامی کو پسند کرو اور شہرت سے دور رہو مگر یہ ظاہر نہ کرو کہ تم گمنامی کو پسند کرتے ہو اس لیے کہ اس سے بھی غرور پیدا ہوگا۔

☆ سب سے گرے ہوئے لوگ وہ ہیں جو قرض پر زندگی بسر کرتے ہیں اور ہاتھ پیر نہیں ہلاتے۔

☆ تواضع یہ ہے کہ اغنیا کے مقابلے میں خودداری کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔

☆ حسن خلق یہ ہے کہ غصہ نہ کیا جائے۔

☆ شریف وہ ہے جسے اطاعت الٰہی کی توفیق ہوئی اور رذیل وہ ہے جس نے بے مقصد زندگی گزار دی۔

## ثواب کی بارش

ابوداؤد نے حضرت ابوامامہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے گھر سے وضو کر کے فرض نماز کے لئے مسجد کی طرف نکلا اس کا ثواب اس شخص

جیسا ہے جو احرام باندھ کر گھر سے حج کے لئے نکلا ہو اور جو شخص نماز اشراق کے لئے اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد کی طرف چلا تو اس کا ثواب عمرہ کرنے والے جیسا ہے، اور ایک نماز کے بعد دوسری بشرطیکہ ان دونوں کے درمیان کوئی کام یا کلام نہ کرے، علیین میں لکھی جاتی ہے، اور حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو لوگ اندھیرے میں مساجد میں جاتے ہیں ان کو قیامت کے روز مکمل نور کی بشارت سنا دیجئے۔

(معارف القرآن جلد ۶ ص ۴۲۷)

## اسلام اچھا دین ہے

یعقوب بن محمد خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ میں اپنے شہر سے سیاحت اور توکل کے ارادہ سے چلا اور اسی حالت میں بیت المقدس تک پہنچا اور بنی اسرائیل کی ایک غار میں بہت دنوں تک رہا اور اتنے دن کچھ بھی کھایا اور نہ پیا۔ یہاں تک کہ مرنے کے قریب پہنچ گیا اسی حالت میں میں نے دو راہبوں کو سیر کرتے ہوئے دیکھا۔ وہ پراگندہ بال اور گرد آلود تھے۔ میں ان کے پاس گیا اور انہیں سلام کیا اور ان سے پوچھا کہ تم کہاں جا رہے ہو؟

انہوں نے کہا ''ہمیں معلوم نہیں۔''

میں نے پوچھا ''کیا جانتے ہو تم کہاں ہو؟''

انہوں نے کہا ''ہاں۔''

ہم اللہ تعالیٰ کے ملک میں اس کے سامنے ہیں۔ چنانچہ ان کی یہ بات سن کر میں اپنے نفس کی طرف متوجہ ہوا اور اسے ملامت کرنے لگا اور کہا کہ یہ دونوں راہب باوجود کافر ہونے کے توکل پر قائم ہیں اور تو قائم نہیں ہوتا۔

پھر میں نے ان سے کہا تم مجھے اپنے ساتھ رہنے کی اجازت دے سکتے ہو؟

انہوں نے کہا بہتر ہوگا (انشاء اللہ)۔

چنانچہ پھر ہم تینوں چلے جب شام ہوئی تو وہ دونوں اپنے معبود کی عبادت کرنے لگ گئے اور میں اپنے معبود کی طرف متوجہ ہو کر کھڑا ہوا اور مغرب کی نماز میں نے تیمم سے ادا کی۔

وہ مجھے مٹی سے تیمم کرتے ہوئے دیکھ کر مسکرانے لگے۔

پھر جب وہ اپنی نماز پڑھ چکے تو ان میں سے ایک نے اپنے ہاتھ سے زمین کھودی تو موتی کی طرح چمکتا ہوا صاف پانی وہاں سے نکلا۔

میں یہ سب کچھ دیکھ کر متحیر (حیران) رہ گیا اور پھر دیکھا کہ اس کے دائیں طرف کھانا رکھا ہوا تھا۔ اس سے مجھے اور زیادہ تعجب ہوا۔

انہوں نے میری حالت دیکھ کر کہا تجھے کیا ہوا جو حیران ہے۔ آگے بڑھ اور اسے کھا جو حلال روزی ہے اور یہ ٹھنڈا پانی پی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔

چنانچہ میں آگے بڑھا اور سب نے مل کر کھانا کھایا اور پانی پیا۔ پھر نماز کے واسطے میں نے وضو کیا اور نماز ادا کی اور وہ پانی زمین میں چلا گیا۔ گویا کہ وہاں تھا ہی نہیں۔

پھر وہ اپنی نماز میں مشغول ہو گئے اور میں اپنی نماز ادا کرنے میں لگ گیا، حتیٰ کہ صبح کی روشنی پھیل گئی اور وہ دونوں سفر کے واسطے کھڑے ہوئے میں بھی ان کے ساتھ چل پڑا یہاں تک کہ شام ہو گئی۔

پھر دوسرا راہب آگے بڑھا اور نماز ادا کرنے کے بعد اس نے چپکے سے دعا کی اور پھر اپنے ہاتھ سے زمین کھودی تو پانی کا چشمہ نکل آیا اور ویسا ہی جیسا کل اس کے ساتھی کے کھودنے سے نکلا تھا اور اس کے پہلو میں کھانا بھی رکھا تھا۔ انہوں نے پھر مجھے کہا کہ آگے بڑھو کھانا کھاؤ اور پانی پیو اور اپنے رب کی بندگی کرو۔ چنانچہ ہم کھانے میں مشغول ہو گئے، پھر کھانا کھانے کے بعد نماز کے لئے وضو کیا اور پانی زمین میں پھر غائب ہو گیا، جیسا کہ کبھی یہاں تھا ہی نہیں۔

پھر جب تیسری رات آئی تو انہوں نے مجھے کہا اے محمدی! یہ رات تیری ہے اور آج

باری بھی تیری ہے۔

یعقوب بن محمد خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ان کے اس قول سے شرم آئی اور دل میں ایک سخت حالت طاری ہوگئی، میں نے کہا انشاء اللہ اچھا ہی ہوگا۔ پھر میں ان سے ہٹ کر ایک طرف گیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور کہا:

''اے میرے مولا! اے میرے مالک تو جانتا ہے میرے گناہ بہت زیادہ ہیں، جس کی وجہ سے تیرے نزدیک میرا مرتبہ اور جاہ نہیں ہے اور نہ میرا منہ اس قابل ہے لیکن میں اس بڑے مرتبے والے نبی اکرم ﷺ کے صدقے سے مانگتا ہوں کہ مجھے ان لوگوں کے سامنے شرمندہ نہ کیا جائے۔''

جب میں دعا سے فارغ ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک چشمہ جاری ہے اور میرے پہلو میں کھانا رکھا ہوا ہے۔

میں نے ان سے کہا کہ آگے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھاؤ۔ چنانچہ وہ آگے بڑھے اور ہم تینوں نے کھایا پیا اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اسی حالت میں رہے کہ میری دوسری باری آئی، پھر میں نے پہلے ہی طرح اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور پانی کا چشمہ نکل آیا اور کھانا بھی حاضر ہوگیا۔

پھر اسی طرح دن گزرے اور جب میری تیسری باری آئی اور میں نے اسی طرح دعا کی تو دو آدمیوں کا کھانا اور انہی کا پانی لوٹ آیا اور میرا دل ٹوٹ گیا۔

انہوں نے کہا اے محمدی! یہ حادثہ تم پر کیوں آگیا؟ کیا تم اپنے کھانے پینے میں نقصان نہیں دیکھتے ہو۔

ان کی بات سن کر میں نے کہا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ یہ امر اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے اور ہم اس کے حکم اور ارادہ کے نیچے ہیں اور ہمارا دین یہ چاہتا ہے کہ کبھی تکلیف ہو کبھی راحت ہو کبھی سختی ہو کبھی آرام اور کبھی عطا ہو اور کبھی منع تا کہ ہمارے صبر کی بھی آزمائش ہو جائے۔

انہوں نے میری بات سن کر کہا اے محمدی! تو نے سچ بات کہی وہ بڑا رب ہے اور اسلام اچھا دین ہے۔ اپنا ہاتھ بڑھاؤ تا کہ ہم کلمہ شہادت پڑھیں۔

**اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا رسول الله**

اور دین اسلام حق اور اس کے سوا سب باطل ہیں، پھر میں نے ان سے کہا:

اے بھائیو! کیا تم کسی شہر میں چلو گے تا کہ جمعہ اور جماعت میں شامل ہو سکیں، کیونکہ جمعۃ المبارک مساکین کا حج ہے۔

انہوں نے مجھ سے کہا یہ اچھی رائے معلوم ہوتی ہے اور بہت اچھا فعل (کام) ہے۔

پھر جب ہم اس ارادے سے چلے تو سامنے ایک عمارت نظر آئی، اندھیری رات تھی جب پھر غور سے دیکھا تو ہم بیت المقدس میں تھے پھر ہم اس میں داخل ہو گئے اور ایک طویل مدت تک وہاں قیام پذیر رہے۔ ہم وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور ہمارا رزق ایسی جگہ سے پہنچتا تھا جہاں کسی کا گمان بھی نہ ہو۔ حتیٰ کہ وہ دونوں ساتھی وہیں اللہ تعالیٰ کے قرب کو پہنچے اور وفات پا گئے۔ اللہ ان سے راضی ہوا۔

(روض الصالحین من حکایات الصالحین)

## نفس انسانی کی حالت

| | |
|---|---|
| شہوت کے وقت | بالکل جانوروں کی طرح بے عقل ہو جاتا ہے |
| غصے کے وقت | اندھا بے صبرا |
| بھوک کے وقت | بے اختیار درندہ |
| عیش کے وقت | فرعون بے سامان |
| سخاوت کے وقت | قارون کی طرح بخیل |
| شجاعت کے وقت | بزدل |
| ضرورت کے وقت | خود غرض |

مصیبت کے وقت بے صبرا، شاکی

نعمت کے وقت ناسپاس، ناشکرا

اس کا علاج یہ ہے کہ یا تو اس کو قتل کر دیا جائے۔ یا اپنا تابع اور فرمانبردار بنایا جائے اور یا عبادت و ریاضت سے مطمئنہ بنا دیا جائے۔ (بحوالہ: طشت جواہر)

## اکیس ہمسایوں کے حقوق

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے "احیاء العلوم والدین" میں ہمسایوں کے حقوق بالاختصار کچھ اس طرح گنوائے ہیں۔

(۱) ہمسائے کو سلام میں پہل کرنا۔

(۲) اس سے اکتا دینے والی لمبی گفتگو نہ کرنا۔

(۳) اس کی بار بار مزاج پرسی کرنا۔

(۴) اگر وہ بیمار ہو تو اس کی تیمارداری کرنا۔

(۵) اگر وہ مصیبت میں مبتلا ہو تو اس سے اظہار ہمدردی کرنا۔

(۶) تکلیف دے حالات یا موت فوت میں اس کا پورا پورا ساتھ دے۔

(۷) اگر اسے کوئی خوشی حاصل ہو تو اسے مبارک باد دینا اور اس کی خوشی میں شریک ہونا۔

(۸) اس کی لغزشوں اور غلطیوں سے درگزر کرنا۔

(۹) اپنی چھت سے اس کے مکان پر نہ جھانکنا۔

(۱۰) اپنا پرنالہ اس کے مکان یا صحن کی طرف رکھنے سے پرہیز کرنا۔

(۱۱) کوڑا کرکٹ اس کے مکان کے سامنے نہ ڈالنا۔

(۱۲) اس کے مکان کا راستہ تنگ نہ کرنا۔

(۱۳) وہ جو کچھ اپنے گھر میں لے جا رہا ہو اسے غور سے نہ دیکھنا۔

(۱۴)اس کی کمزوریوں کو چھپانا اور اس کی پردہ پوشی کرنا۔

(۱۵)بوقت ضرورت اس کا پورا پورا ساتھ دینا۔

(۱۶)اس کی عدم موجودگی میں اس کے گھر کا پورا پورا خیال رکھنا۔

(۱۷)اس کے خلاف کسی قسم کی غیبت یا چغلی نہ سننا۔

(۱۸)اس کی عزت وحرمت سے نگاہ جھکا لینا۔

(۱۹)اس کے ملازموں اور نوکرانیوں کی طرف نگاہ نہ اٹھانا۔

(۲۰)اس کے بچوں سے لاڈ پیار کرنا۔

(۲۱)جن دینی یا عام باتوں سے وہ بے خبر ہو اس کی عام رہنمائی کرنا۔

## بیس باتوں کا خیال رکھیے مخلوق کے حقوق قائم رکھنے میں

۱......جو کچھ آپ اپنے لئے بہتر سمجھتے ہیں وہی دوسروں کے لئے بھی بہتر سمجھیے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ایسے شخص کے لئے بشرطیکہ اس کا خاتمہ بالخیر ہو جائے جہنم سے محفوظ رہنے کی بشارت آئی ہے۔

۲......ہر کسی کے ساتھ تواضع سے پیش آیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ مغرور اور متکبر کو پسند نہیں فرماتے، پس اگر کوئی دوسرا آپ کے ساتھ تکبر سے پیش آئے تو اسے برداشت کرلیجیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ عفو کی خصلت اختیار کرو۔ بھلائی کی ترغیب دو، اور جاہلوں سے پہلوتہی کرو۔

۳......بڑوں کی تعظیم کیجیے اور چھوٹوں پر شفقت کی نظر رکھیے۔ رسول اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ جو جوان کسی بوڑھے کی تعظیم کرے گا تو اس جوان کے بڑھاپے کی حالت میں اللہ تعالیٰ اس کی تعظیم کرنے والا شخص پیدا فرمائے گا۔ اس حدیث میں اشارۃً درازیٔ عمر کی بھی بشارت آ گئی ہے۔

۴......ہر شخص کے ساتھ خندہ روئی سے پیش آیئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے

شخص کو دوزخ سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہونے کی بشارت دی ہے۔

۵......دو مسلمانوں میں رنجش ہو جائے تو صلح کرانے کی کوشش کیجئے۔ شریعت مطہرہ میں ایسے موقع پر تالیف قلوب (یعنی باہمی الفت کرانا) کی وجہ سے بضرورت جھوٹ بولنے تک کی اجازت آئی ہے اور شرعاً اس کا درجہ نفل نماز اور روزہ سے بھی افضل ہے۔

۶......جو لوگ ایک کی دوسرے سے چغلی کھاتے ہیں یا ادھر کی ادھر لگا کر مسلمانوں میں باہم رنجش پیدا کرتے ہیں، ان کی بات ہرگز نہ سنیئے کیونکہ وہ اپنا دین برباد اور جہنم میں جانے کا سامان کر رہے ہیں۔

۷......آپ کی کسی سے اگر رنجش ہو تو تین دن سے زیادہ علیحدگی مت رکھیئے، کیونکہ اگر آپ مسلمان کی طرف سے درگزر کریں گے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آپ کی خطاؤں سے درگزر فرمائیں گے۔

۸......سلوک اور احسان کرتے وقت اہل اور نا اہل مت دیکھا کیجئے، کیونکہ اگر کوئی نا اہل بھی ہو تو اس کے ساتھ کیوں نا اہل بنا جائے۔ حسن سلوک کے لئے تو آپ کا اہل ہونا کافی ہے۔

۹......لوگوں سے ان کی حالت کے مطابق برتاؤ کیا کیجئے۔ یعنی جاہل میں وہ کمال اور تقویٰ مت ڈھونڈیں جو علماء میں ہوا کرتا ہے۔ اور عوام کی طبیعتوں میں خواص کی سی سمجھ اور سلیقہ کی توقع مت رکھیئے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا مانگی تھی کہ الٰہی وہ طریقہ بتلا دے جس سے مخلوق بھی مجھ سے محبت کرے اور آپ بھی راضی رہیں، تو حکم ہوا کہ اے داؤد دنیا داروں سے ان کی حالت کے مطابق برتاؤ کرو اور دینداروں سے ان کے حال کے مطابق۔

۱۰......برتاؤ کے وقت لوگوں کے مرتبوں کا بھی لحاظ رکھیئے۔ یعنی اگر کوئی باعزت دنیا دار بھی آپ کے پاس آ جائے تو اس کی عظمت کیجئے۔ چونکہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دنیا دار ذی عزت شخص (جریر بن عبداللہ) کے لئے چادر مبارک بچھا دی تھی،

اور یوں فرمایا کہ جس کسی قوم کا بڑا شخص تمہارے پاس آیا کرے تو اس کی عزت کیا کرو۔

(طبرانی)

۱۱...... مسلمانوں کے عیب ہرگز ظاہر نہ کیجیئے کیونکہ پردہ پوشی کرنے والے جنت میں جائیں۔ غیبت بھی نہ کریں اور کسی کے عیب کی ٹوہ میں بھی نہ رہیئے۔ یاد رکھئے کہ اگر آج آپ کسی مسلمان کی عیب جوئی کریں گے تو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آپ کے عیب ظاہر فرما کر رسوا کر دیں گے اور جسے اللہ تعالیٰ رسوا کر دیں پھر اس کو امان کہاں؟

۱۲...... تہمت کی جگہ سے بھی بچیئے، ورنہ لوگ بدگمان ہوں گے اور آپ کی غیبت میں مبتلا ہو جائیں گے اور چونکہ ان کی میں مبتلا ہونے کا سبب آپ بنیں ہیں کہ نہ تہمت کے موقع پر جاتے اور نہ ان کو غیبت کا موقع ملتا لہٰذا گناہ آپ پر بھی ہوگا، اس لئے کہ گناہ کا سبب بننا بھی گناہ ہے رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ ازواج مطہرات میں سے کسی کے ساتھ مکان کے دروازہ پر کھڑے ہوئے کچھ باتیں فرما رہے تھے کسی شخص کا اس جانب سے گزر ہوا چونکہ موقع تہمت کا تھا اس لئے آپ ﷺ نے فوراً آواز دے کر اس شخص سے فرمایا۔ اے شخص! جس عورت سے میں باتیں کر رہا ہوں یہ میری بیوی صفیہ ہے۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ توبہ ہے، کہیں آپ کی جانب بھی بدگمانی ہو سکتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تعجب ہی کیا ہے، شیطان تو بنی آدم کی رگ رگ میں سرایت کیئے ہوئے ہے۔ یعنی شاید تمہارے دل میں یہ وسوسہ پیدا کرتا اور وہ تمہاری بربادی کا سبب بنتا اس لئے مجھے اطلاع دینی ضروری ہوئی۔

۱۳...... مسلمانوں کی حاجت روائی میں کوشش کرتے رہیے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر کسی کو کچھ دینے دلانے میں تاخیر کرتے اور یوں ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں صرف اس وجہ سے جلدی حکم نہیں دیتا کہ تم کو سفارش کرنے کا موقع مل جائے اور تم زبان سے کلمہ خیر نکال کر ثواب حاصل کر لو۔ (ابوداؤد شریف)

مسلمانوں کی حاجت روائی میں سعی کرنا بہرحال نافع ہے خواہ آپ کی کوشش سے

اس کی حاجت پوری ہو یا نہ ہو۔ حدیث مبارک میں اس سعی کا اجر وثواب سال بھر کے اعتکاف سے زیادہ آیا ہے۔

۱۴...... ہر مسلمان سے السلام علیکم اور مصافحہ میں پیش قدمی کیجیئے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو رحمت خداوندی کے ستر حصوں میں سے انہتر حصے تو اس کو ملتے ہیں جس نے مصافحہ میں ابتداء کی ہے اور ایک حصہ دوسرے کو۔

۱۵...... مسلمان بھائی کی عدم موجودگی میں بھی اس کی مدد کرتے رہیئے یعنی اس کی آبرو یا مال پر اگر دھبہ یا نقصان آئے تو اس کو مٹانے کی کوشش کریں کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے جہاں کسی مسلمان کی آبروریزی ہو رہی ہو تو جو مسلمان ایسے وقت میں اس کی مدد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت کے وقت اس کی مدد فرمائیں گے اور جو مسلمان اس کی پرواہ نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی اعانت کے وقت اس کی کچھ پرواہ نہ فرمائیں گے۔

۱۶...... شریر لوگوں سے بھی اس نیت سے مدارت کر لیا کیجیئے کہ اس طریقے سے آپ ان کے شر سے محفوظ رہ سکیں گے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا آنے دو، بُرا شخص ہے اور جب وہ اندر آ گیا تو آپ ﷺ نے ایسی نرمی اور ملاطفت کے ساتھ اس سے باتیں کیں جس سے معلوم ہوتا تھا کہ حضرت محمد ﷺ اس کی بڑی قدر کرتے ہیں جب وہ چلا گیا تو میں نے آپ ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ بدتر شخص قیامت کے دن وہ ہے جس کی بدی سے بچنے کے لئے لوگ اس کو چھوڑ دیں۔ نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس طریقہ سے بھی آدمی اپنی آبرو بچائے وہ صدقہ میں شمار ہے۔ آپ ﷺ کی نصیحت ہے کہ لوگوں سے ان کے اعمال کے موافق میل جول رکھو البتہ بدکاروں کو دل میں جگہ نہ دو۔

۱۷......زیادہ تر مسکینوں کے پاس اٹھنا بیٹھنا رکھیئے اور امراء کی صحبت سے پرہیز کیجیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی ہے کہ یا اللہ! میری موت وحیات مسکنت ہی کی حالت میں رکھیو اور مسکینوں ہی کی جماعت میں میرا حشر فرمائیو۔ حضرت سلیمان علیہ السلام باوجود اس جاہ واقتدار کے جب کبھی مسجد میں کسی مسکین کو بیٹھا دیکھتے تو اس کے پاس بیٹھ جاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ مسکین اپنے ہم جنس مسکین کے پاس بیٹھ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے ایک مرتبہ دریافت کیا کہ یا اللہ میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ تو حکم ہوا کہ شکستہ دل لوگوں کے پاس۔

۱۸......حتی الامکان انہی کے پاس بیٹھنے کی کوشش کیجیئے جن کو آپ کچھ دینی فائدہ پہنچا سکیں یا جن سے دین کا کچھ نفع حاصل کر سکیں اور غفلت والوں سے علیحدہ رہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بُرے ہم نشین سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے نیک بخش ہم نشین بہتر ہے۔

۱۹......مسلمان بھائی اگر بیمار ہو تو اس کی عیادت کیجیئے اور انتقال کر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جایئے اور اس کے بعد بھی کبھی کبھی قبرستان میں ان کی قبر پر جاتے رہیئے اور ان کے لئے ایصال ثواب اور استغفار وطلب رحمت کرتے رہیئے۔

۲۰......اگر کسی مسلمان بھائی کو چھینک آئے تو "یرحمک اللہ" کہیں اور اگر وہ تم سے کسی بات میں مشورہ کریں تو نیک صلاح دیا کیجیئے۔

المختصر! جو اہتمام آپ اپنے نفس کو نفع پہنچانے اور ضرر سے بچانے کا کر سکتے ہیں وہی عام مسلمانوں کے لئے ملحوظ رکھیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تمام حقوق کا لحاظ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (تلخیص وترمیم تبلیغ دین از امام غزالی رحمہ اللہ)

## جو شخص

جو شخص اللہ تعالیٰ کو بھول جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی جان بھی بھلا دیتا ہے۔

جو شخص کسی کے عیب کی تلاش میں رہتا ہے، اسے کوئی نہ کوئی عیب مل ہی جاتا ہے۔

جو شخص خواہ مخواہ اپنے آپ کو محتاج بناتا ہے وہ محتاج ہی رہتا ہے۔

جو شخص بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرے گا۔

جو شخص اپنے آپ کو گمراہ کرے، اس کو کوئی دوسرا شخص کسی طرح راہ پر لا سکتا ہے۔

جو شخص حق کے خلاف کرتا ہے حق تعالیٰ خود اس کا مقابلہ کرتا ہے۔

جو شخص اپنے دشمن کے قریب رہتا ہے، اس کا جسم غم سے گھل کر لاغر ہو جاتا ہے۔

جو شخص زیادہ ناخوش رہتا ہے، اس کو خوشنودی اور رضامندی معلوم نہیں ہو سکتی۔

جو شخص نیک سلوک کرنے سے درست نہ ہو، وہ بدسلوکی سے درست ہو جاتا ہے۔

جو شخص اپنے ہر ایک کام کو پسند کرتا ہے، اس کی عقل میں نقصان آ جاتا ہے۔

جو شخص جلدی کے ساتھ ہر ایک بات کا جواب دیدیتا ہے وہ ٹھیک جواب بیان نہیں کرتا۔

جو شخص کسی بُرے کام کی بنیاد ڈالتا ہے، وہ اس بنیاد کو اپنی جان پر قائم کرتا ہے۔

جو شخص اپنے اقوال میں حیا ساتھ رکھتا ہے وہ اپنے افعال میں بھی اس سے دور نہیں ہوتا۔

جو شخص چھوٹی مصیبتوں کو بڑا سمجھتا ہے، خدا تعالیٰ اس کو بڑی مصیبتوں میں مبتلا کرتا ہے۔

جو شخص اپنی قدر آپ نہیں کرتا، کوئی دوسرا شخص بھی اس کی قدر نہیں پہچانتا۔

جو شخص خود اپنے نفس کی اصلاح نہیں کرتا، وہ دوسروں کے حق میں کبھی مُصلح نہیں بن سکتا۔

جو شخص اپنی بیداری سے مدد نہیں لیتا، وہ محافظوں کی نگہبانی سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔

جو شخص کسی کے احسان کا شکر گزار نہیں ہے، وہ آئندہ ضرور اس سے محروم ہو جاتا ہے۔

جو شخص برائی کا نقصان نہیں جانتا، وہ اس کے واقع ہونے سے نہیں بچ سکتا۔

جو شخص بھلائی کا فائدہ معلوم نہیں کرتا، وہ اس کے کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔

(بحوالہ مخزنِ اخلاق)

جو شخص تیرے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتا ہے، وہ درحقیقت تیرے حق میں نہایت غلطی کرتا ہے۔

جو شخص تجربوں سے بے پروائی اختیار کرتا ہے وہ انجام کار کے سوچنے سے اندھا ہو جاتا ہے۔

جو شخص اپنا بھید محفوظ رکھنے سے عاجز ہوتا ہے، وہ دوسروں کا راز محفوظ رکھنے سے نہایت عاجز ہوگا۔

جو شخص گناہ سے پاک اور بَری ہو، وہ نہایت دلیر ہوتا ہے اور جس میں کچھ عیب ہو، وہ سخت بُزدل ہو جاتا ہے۔

جو شخص کل کو اپنی موت کا دن سمجھتا ہے، موت کے آنے سے اُسے کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی۔

## سب سے

سب سے اچھا اور عملی شکر یہ ہے کہ خداداد نعمتوں میں سے دوسروں کو بھی دے۔

سب سے زیادہ بلیغ اور مؤثر وعظ یہ ہے کہ انسان قبرستان کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے۔

سب سے زیادہ سخت گناہ وہ ہے جو اس کے کرنے والے کی نظر میں چھوٹا ہو۔

سب سے اچھا کلام وہ ہے، جس کی حسنِ فعل تصدیق کرے۔

سب سے زیادہ مصیبت اس شخص پر ہے جس کی ہمت بلند، مروّت زیادہ اور مقدرت کم ہے۔

سب سے زیادہ احمق وہ شخص ہے جو دوسروں کی رذیل صفات کو تو بُرا سمجھے اور خود اُن پر جما ہوا ہو۔ (بحوالہ مخزن اخلاق)

## بیشک

- بیشک اللہ تعالیٰ کی یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ انسان پر گناہوں کا کرنا دشوار ہو۔
- بیشک زمین کا پیٹ مُردہ اور اس کی پشت بیمار ہے۔ (یعنی پیٹ میں مُردے دفن ہیں اور پشت پر جو زندہ ہیں، وہ گرفتارِ مصیبت ہیں)۔

- بیشک تنگدستی نفس کے لئے ذلت کا باعث، عقل دور کرنے والی اور غم و فکر بڑھانے والی ہے۔
- بیشک دلوں میں بُرے بُرے خیالات گزرتے ہیں، مگر سلیم عقلیں ان سے باز رکھتی ہیں۔
- بیشک دنیا اور آخرت کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کی دو بیویاں ہوں کہ جب ایک کو راضی کرتا ہے، تو دوسری ناخوش ہو جاتی ہے۔
- بیشک دنیا مصیبتوں کا گھر ہے، جو شخص جلدی کے ساتھ اس سے رخصت ہو جاتا ہے، اس کی اپنی جان پر مصیبت آتی ہے، اور جسے کچھ مہلت ملتی ہے وہ فکر معاش، اپنے دوست احباب اور عزیز و اقارب کے فراق کی مصیبت میں مبتلا ہے۔

(بحوالہ مخزنِ اخلاق)

## جس

جس کلام کو تو بہت اچھا سمجھتا ہے، اُسے مختصر کر دے کہ یہ تیرے حق میں نہایت بہتر اور تیرے فضل و کمال کی نشانی ہے۔

جس شخص کے دل میں جتنی زیادہ حرص ہوتی ہے، اس کو اللہ تعالیٰ پر اتنا ہی کم یقین ہوتا ہے۔

جس شخص کی امیدیں چھوٹی ہوتی ہیں، اس کے عمل بھی درست ہوتے ہیں۔

جس شخص کی برائی کرنے پر اس کی شکرگزاری کی جائے، وہ شکرگزاری نہیں بلکہ تمسخر ہے۔

جس شخص کو علم غنی اور بے پروا نہیں کرتا، وہ مال سے بھی کبھی مستغنی نہیں ہو سکتا۔

جس شخص کی زبان اس پر حکمران ہو، تو وہی اس کی ہلاکت اور موت کا فیصلہ کرتی

جس شخص کے اپنے خیالات خراب ہوتے ہیں، اس میں دوسروں کی بہ نسبت بدظنی

زیادہ ہوتی ہے۔

جس شخص کا علم اس کی عقل سے زیادہ ہوجاتا ہے، وہ اس کے لئے وبال ہوجاتا ہے۔

جس بات کا علم نہ ہو اسے بُرا نہ سمجھو، ہوسکتا ہے کہ کئی باتیں ابھی تک تمہارے کان تک نہ پہنچی ہوں۔

جس نے تیری تعریف وتکریم کی، گو تُو درحقیقت اس کے لائق ہو، اس نے تجھے نقصان پہنچایا۔

جس نے تجھے ذلیل سمجھا، اگر تجھے عقل ہے تو بے شک اس نے تجھے فائدہ پہنچایا۔

(بحوالہ مخزن اخلاق)

## جب

جب تک کسی شخص کا پوری طرح حال معلوم نہ ہو، اس کی نسبت بزرگی کا اعتقاد نہ رکھو۔

جب تک نحوست کا مزہ نہ چکھے، تب تک سعادت کی لذت محسوس نہیں ہوسکتی۔

جب تک کسی شخص سے بات چیت نہ ہو، اُسے حقیر نہ سمجھ۔

جب عقل کامل ہوجائے تو کلام کم ہوجاتا ہے۔

جب تم امیدیں باندھتے باندھتے دُور جا پہنچو تو موت کی ناگہانہ آمد کو یاد کرو۔

جب کلام کم ہوجائے تو آدمی اکثر صحیح بات کہتا ہے۔

جب تجھے خالق کا خوف آئے تو بھاگ کر اس کی بارگاہ میں پناہ لے، اور جب مخلوق کا ڈر ہو تو ان سے دور بھاگ جا۔

جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو اسے یہ توفیق بخشتا ہے کہ وہ زمانہ کے عبرت ناک واقعات سے عبرت کا سبق حاصل کرتا ہے۔

جب آدمی کا خلق اچھا ہو تو کلام لطیف ہو جاتا ہے۔

جب کسی احسان کا بدل ادا کرنے سے تیرے ہاتھ قاصر ہوں تو زبان سے اس کا شکریہ ضرور ادا کر۔

جب زاہد لوگوں سے بھاگ جائے تو اس کی تلاش کر، اور جب زاہد لوگوں کو تلاش کرے تو اسے بھاگ جا۔

جب کسی کام میں اللہ تعالیٰ کی حکمت معلوم نہ ہو تو اپنے خیالات کو آگے نہ بڑھا۔

جب تو کمزوروں کو کچھ دے نہیں سکتا تو ان کے ساتھ رحمت و مہربانی ہی سے پیش آ۔

جب تو کسی امر کا خوف رکھتا ہے تو اس میں داخل ہو جا، کیونکہ ہر وقت اس کا خوف رکھنا اس میں داخل ہونے کی نسبت زیادہ سخت اور بُرا ہے۔

جب کسی آدمی میں ٹیڑھی خصلت معلوم ہو تو اس بات کا منتظر رہ کہ اس میں اس قسم کی اور خصلتیں بھی موجود ہوں گی۔ (بحوالہ مخزنِ اخلاق)

## چونتیس سوال و جواب حضرت ابوبکر شبلیؒ کے

(سفر حج سے آنے والے اپنے ایک مرید سے)

اس سلسلہ میں، ہم ایک واقعہ پیش کر رہے ہیں، یہ واقعہ حضرت ابوبکر شبلیؒ کا ہے آپ کے ایک مرید حج کر کے آئے تو آپ نے ان سے سوالات فرمائے۔ وہ مرید فرماتے ہیں کہ

۱......مجھ سے شیخ نے دریافت فرمایا کہ تم نے حج کا ارادہ اور عزم کیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ جی! پختہ قصد حج تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کیساتھ ان تمام ارادوں کو ایک چھوڑنے کا عہد کر لیا تھا جو پیدا ہونے کے بعد آج تک حج کی شان کے خلاف کیے؟ میں نے کہا یہ عہد تو نہیں کیا تھا آپ نے فرمایا کہ پھر حج کا عہد ہی نہیں کیا۔

۲......پھر شیخ نے فرمایا کہ احرام کے وقت بدن کے کپڑے نکال دیے تھے؟ میں نے عرض کیا جی بالکل نکال دیے تھے۔ آپ نے فرمایا اس وقت اللہ کے سوا ہر چیز کو اپنے سے

جدا کیا تھا؟ میں نے عرض کیا ایسا تو نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا تو پھر کپڑے ہی کیا نکالے۔

۳......آپ نے فرمایا وضو اور غسل سے طہارت حاصل کی تھی؟ میں نے عرض کیا جی ہاں میں بالکل پاک صاف ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا اس وقت ہر قسم کی گندی اور لغزش سے پاکی حاصل ہو گئی تھی؟ میں نے عرض کیا یہ تو نہیں ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا پھر پاکی ہی کیا حاصل ہوئی۔

۴......پھر آپ نے فرمایا لبیک پڑھا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں لبیک پڑھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ، کی طرف سے لبیک کا جواب ملا تھا؟ میں نے عرض کیا مجھے تو کوئی جواب نہیں ملا، تو فرمایا کہ پھر لبیک کیا کہا۔

۵......پھر فرمایا حرم میں داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ داخل ہوا تھا۔ فرمایا اس وقت ہر حرام چیز کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ترک کا عزم کر لیا تھا۔ میں نے کہا یہ تو میں نے نہیں کیا۔ فرمایا پھر حرم میں داخل نہیں ہوئے۔

۶......پھر فرمایا کہ مکہ کی زیارت کی تھی۔ میں نے عرض کیا جی زیارت کی تھی، فرمایا اس وقت دوسرے عالم کی زیارت نصیب ہوئی؟ میں نے عرض کے اس عالم کی تو کوئی چیز نظر نہیں آئی، فرمایا پھر مکہ کی بھی زیارت نہیں ہوئی۔

۷......پھر فرمایا کہ مسجد حرام میں داخل ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ داخل ہوا تھا فرمایا کہ اس وقت حق تعالیٰ شانہ کے قرب میں داخلہ محسوس ہوا؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے تو محسوس نہیں ہوا، فرمایا کہ تب تو مسجد میں بھی داخلہ نہیں ہوا۔

۸......پھر فرمایا کہ کعبہ شریف کی زیارت ہوئی؟ میں نے عرض کیا زیارت کی، فرمایا کہ وہ چیز نظر آئی جس کی وجہ سے کعبہ کا سفر اختیار کیا جاتا ہے، میں نے عرض کیا کہ مجھے تو کوئی چیز نہیں نظر آئی۔ فرمایا پھر تو کعبہ شریف کو نہیں دیکھا۔

۹......پھر فرمایا کہ طواف میں رمل کیا تھا۔ (خاص طور سے دوڑنے کا نام ہے) میں نے عرض کیا کہ کیا تھا، فرمایا کہ اس بھاگنے میں دنیا سے ایسے بھاگے تھے جس سے تم نے محسوس کیا ہو کہ دنیا سے بالکل یکسو ہو چکے ہو، میں نے عرض کیا کہ نہیں محسوس ہوا۔ فرمایا

کہ پھر تم نے رمل بھی نہیں کیا۔

۱۰......پھر فرمایا کہ حجراسود پر ہاتھ رکھ کر اس کو بوسہ دیا تھا۔ میں نے عرض کیا جی ایسا کیا تھا تو انہوں نے خوفزدہ ہو کر آہ کھینچی اور فرمایا کہ تیرا ناس ہو خبر بھی ہے جو حجراسود پر ہاتھ رکھے وہ گویا اللہ جل شانہ، سے مصافحہ کرتا ہے اور جس سے حق تعالیٰ وتقدس مصافحہ کریں وہ ہر طرح سے امن میں ہو جاتا ہے تو کیا تجھ پر امن کے آثار ظاہر ہوئے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھ پر تو امن کے کچھ آثار بھی ظاہر نہیں ہوئے، تو فرمایا کہ تو نے حجراسواد پر ہاتھ ہی نہیں رکھا۔

۱۱......پھر فرمایا کہ مقام ابراہیم پر کھڑے ہو کر دو رکعت نفل پڑھی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ پڑھی تھی، فرمایا کہ اس وقت اللہ جل جلالہ کے حضور میں ایک بڑے مرتبہ پر پہنچا تھا کیا اس مرتبہ حق ادا کیا جس مقصد سے وہاں کھڑا ہوا تھا وہ پورا کر دیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو کچھ نہیں کیا، فرمایا کہ تو نے پھر مقام ابراہیم پر نماز ہی نہیں پڑھی۔

۱۲......پھر فرمایا کہ صفا مروہ کے درمیان سعی کیلئے صفا پر چڑھے تھے؟ میں نے عرض کیا چڑھا تھا۔ فرمایا کہ وہاں کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ سات مرتبہ تکبیر کہی اور حج کے مقبول ہونے کی دعا کی، فرمایا کیا تمہاری تکبیر کے ساتھ فرشتوں نے بھی تکبیر کہی تھی اور اپنی تکبیر کی حقیقت کا تمہیں احساس ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا کہ تم نے تکبیر ہی نہیں کہی۔

۱۳......پھر فرمایا کہ صفا سے نیچے اترے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ اترا تھا۔ فرمایا اس وقت ہر قسم کی علت دور ہو کر تم میں صفائی آ گئی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ نہ تم صفا پر چڑھے نہ اترے۔

۱۴......پھر فرمایا کہ صفا مروہ کے درمیان دوڑے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ دوڑا تھا فرمایا کہ اس وقت اللہ کے علاوہ ہر چیز سے بھاگ کر اس کی طرف پہنچ گئے تھے؟ (غالباً ففررت منکم لما خفلتکم کی طرف اشارہ ہے جو سورہ شعراء میں حضرت موسیٰ کے قصہ میں ہے۔ دوسری جگہ اللہ کا ارشاد پاک ہے ففروا الی اللہ) میں نے عرض کیا کہ نہیں،

پھر فرمایا کہ دوڑے ہی نہیں۔

۱۵...... پھر فرمایا کہ مروہ پر چڑھے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ چڑھا تھا، فرمایا کہ تم پر وہاں سکینہ نازل ہوا اور اس سے وافر حصہ حاصل کیا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا کہ مروہ پر چڑھے ہی نہیں۔

۱۶...... پھر فرمایا کہ منیٰ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا، گیا تھا۔ فرمایا کہ وہاں اللہ جل شانہ سے ایسی امیدیں بندھ گئی تھیں جو معاصی کے ساتھ نہ ہوں؟ میں نے عرض کیا کہ نہ ہو سکیں، فرمایا کہ منیٰ ہی نہیں گئے۔

۱۷...... پھر فرمایا کہ مسجد خیف میں (جو منیٰ میں ہے) داخل ہوئے تھے؟ میں نے عرض کیا داخل ہوا تھا، فرمایا کہ اس وقت اللہ جل شانہ، کے خوف کا اس قدر غلبہ ہو گیا تھا جو اس وقت کے علاوہ نہ ہوا ہو؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا کہ مسجد خیف میں داخل ہوئے ہی نہیں۔

۱۸...... پھر فرمایا کہ عرفات کے میدان میں پہنچے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوا تھا، فرمایا کہ وہاں اس چیز کو پہچان تھا کہ دنیا میں کیوں آئے تھے؟ اور کیا کر رہے ہو اور کہاں جانا ہے اور ان حالات پر متنبہ کرنے والی چیز کو پہنچان لیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں فرمایا کہ پھر تو عرفات پر بھی نہیں گئے۔

۱۹...... پھر فرمایا کہ مزدلفہ گئے تھے؟ میں نے عرض کیا کہ گیا تھا فرمایا کہ وہاں اللہ جل شانہ کا ایسا ذکر کیا تھا جو اس کے ماسوا کو دل سے بھلا دے، (جس کی طرف قرآن کی آیت فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام میں اشارہ ہے) میں نے عرض کیا کہ ایسا تو نہیں ہوا فرمایا کہ پھر مزدلفہ پہنچے ہی نہیں۔

۲۰...... فرمایا کہ منیٰ میں جا کر قربانی کی تھی؟ میں نے عرض کیا کہ کی تھی۔ فرمایا کہ اس وقت اپنے نفس کو ذبح کر دیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں. فرمایا کہ پھر تو قربانی ہی نہیں کی۔

۲۱...... پھر فرمایا کہ رمی کی تھی؟ (یعنی شیطانوں کے کنکریاں ماری تھیں) میں نے عرض کیا کہ کی تھی، فرمایا کہ ہر کنکری کے ساتھ اپنے سابقہ جہل کو پھینک کر کچھ علم کی زیادتی

محسوس ہوئی؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا کہ رمی بھی نہیں کی۔

۲۲......پھر فرمایا کہ طواف زیارت کیا تھا؟ میں نے عرض کیا کیا تھا، فرمایا اس وقت کچھ حقائق منکشف ہوئے تھے اور اللہ جل شانہ کی طرف سے تم پر اعزاز و اکرام کی بارش ہوئی تھیں اس لئے کہ حضور ﷺ کا پاک ارشاد ہے کہ حاجی اور عمرہ کرنے والا اللہ کی زیارت کرنے والا ہے۔ اور جس کی زیارت کو کوئی جائے اس پر حق ہے کہ اپنے زائرین کا اکرام کرے میں نے عرض کیا کہ مجھ پر تو کوئی منکشف نہیں ہوا، فرمایا کہ تم نے طواف زیارت بھی نہیں کیا۔

۲۳......پھر فرمایا کہ حلال ہوئے تھے، (احرام کھولنے کو حلال ہونا کہتے ہیں) میں نے عرض کیا ہوا تھا، فرمایا کہ ہمیشہ حلال کمائی کا اس وقت عہد لیا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں، فرمایا کہ تم حلال بھی نہیں ہوئے۔

۲۴......پھر فرمایا کہ الوداعی طواف کیا تھا؟ میں نے عرض کیا، کیا تھا، فرمایا اس وقت اپنے تن من کو کلیۃً الوادع کہہ دیا تھا؟ میں نے عرض کیا نہیں، فرمایا کہ تم نے طواف وداع بھی نہیں کیا۔ پھر فرمایا، دوبارہ حج کو جاؤ اس طرح حج کر کے آؤ جس طرح میں نے تم کو تفصیل بیان کی۔ (بحوالہ فضائل حج)

## طواف کرنے والے دریائے رحمت میں غوطے لگاتے ہیں

تاریخ ازرقی میں آتا ہے، کہ طواف کی نیت سے گھر سے چلنے والا شخص ایسا ہے، جیسے کہ وہ دریائے رحمت میں چلنا شروع کر دیتا ہے، جب مطاف میں پہنچتا ہے، تو گویا رحمت کے دریا میں غوطے لگاتا ہے، اور جب طواف شروع کرتا ہے تو ہر قدم اٹھانے کے عوض اسے پانچسو نیکیاں مل جاتی ہیں، اور جب قدم نیچے رکھتا ہے، تو ہر قدم کے بدلے پانچ سو گناہ مٹ جاتے ہیں، اور جب وہ شخص طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم تک آتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے کہتے ہیں کہ اے بندے تیرے سابقہ گناہ تو دھل گئے، اب آئندہ زندگی میں محتاط رہو، اعمال صالحہ انجام دیتے رہو، اور نئے سرے سے اچھی زندگی کا

آغاز کرو۔ (معالم العرفان ص ۴۴۴ جلد ۲)

## مغفرت کا سبب

ایک عابد کبیر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ بصرہ کے اطراف میں ایک شرابی اور انتہائی گنہگار شخص رہتا تھا، جس کے باعث سارے علاقے کے لوگ اس سے نفرت کرتے تھے۔ اس شخص کا انتقال ہوگیا تو چونکہ پورے علاقے کے لوگ اس کی ان حرکتوں کے باعث اس سے بیزار تھے اور نفرت کرتے تھے جس کی وجہ سے کوئی بھی شخص اس کا جنازہ اٹھا کر قبرستان تک لے جانے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لئے تیار نہ ہوا، مجبور ہو کر اس شخص کی بیوی نے دو مزدوروں کو بلا کر اپنے شوہر کا جنازہ اٹھوایا اور قبرستان تک پہنچایا اور قبرستان میں رکھ دیا۔

اس گاؤں کے قریب ایک پہاڑ تھا جس پر ایک بہت بڑے بزرگ عابد و زاہد اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہا کرتے تھے اور یہ بزرگ اسی علاقے میں بسنے والے تمام افراد کے پیر و مرشد تھے۔

ان بزرگ نے پہاڑ کے اوپر سے دیکھا تو انہیں میت اور اس کے قریب بیٹھی ہوئی عورت نظر آئی اور اس کے علاوہ وہاں کوئی نظر نہ آیا، چنانچہ وہ بزرگ پہاڑ سے نیچے اتر آئے۔

اس واقعہ سے پہلے یہ بزرگ ہمیشہ اس پہاڑ پر ہی رہا کرتے تھے اور کبھی نیچے نہیں آتے تھے لیکن آج جب وہ نیچے تشریف لائے تو اس علاقے کے لوگوں تک یہ خبر پہنچ گئی کہ اس شرابی شخص کا جنازہ پڑھنے کیلئے علاقے کے لوگ قبرستان پہنچ گئے۔

پھر اس بزرگ نے اور اہلیان علاقہ نے مل کر اس شخص کی نماز جنازہ ادا کی اور اسے دفن کر دیا پھر جب ان سب لوازمات سے فارغ ہوئے تو وہ بزرگ اس علاقہ کے باشندوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے:

''میں سو رہا تھا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک عورت میت لئے ہوئے بیٹھی ہوئی ہے اور اس میت کا جنازہ پڑھنے والا کوئی نہیں، تو خواب میں ہی مجھے کسی نے کہا کہ تم پہاڑ سے اُتر کر اس شخص کی نماز جنازہ پڑھاؤ کیونکہ اس میت کی مغفرت ہو چکی ہے۔''

اس خواب کو سن کر تمام لوگوں کی حیرانگی کی انتہا نہ رہی، پھر وہ بزرگ اس شخص کی بیوی کے طرف مڑے اور اس سے اس کے شوہر کا حال پوچھا۔

اس عورت نے بتایا کہ لوگ سچ کہتے ہیں کہ میرا شوہر بہت بدکار اور گناہگار تھا اور وہ ساری ساری رات شراب خانہ میں پڑا رہتا تھا۔

پھر بزرگ فرمانے لگے ''کیا تم نے اپنے شوہر کا کوئی نیک عمل بھی دیکھا ہے؟ جو وہ کرتا رہا ہو۔''

عورت نے کہا ''ہاں وہ گناہوں میں غرق رہنے کے باوجود چند اچھی باتوں کا بھی پابند رہتا تھا، اس نے کہا کہ وہ رات بھر شراب خانے میں شراب پیتا رہتا تھا اور جب صبح کے وقت اس کا نشہ اتر جاتا تھا تو وہ اکیلا زار و قطار روتا تھا اور یہی کہتا تھا ''اے میرے رب! تو جہنم کے کون سے گوشے میں مجھ خبیث کو ڈالے گا۔''

یہ سن کر وہ بزرگ اس کی مغفرت کا راز سمجھ گئے اور پھر اس میت کے لئے دعائیں کرتے ہوئے اس پہاڑ پر چڑھ گئے۔ (احیاء العلوم، ج ۴، ص ۴۱۲)

## کم سنی میں قرآن مجید یاد کرنے والے خوش نصیب

(۱) سفیان بن عینیہؒ نے چار سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔

(۲) قاضی ابو محمد اطفہانیؒ نے پانچ سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔

(۳) امام شافعیؒ نے سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔

(۴) ابن عبداللہ تستریؒ نے چھ سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔

(۵) میر سید اشرف سمنانیؒ نے سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔

(۶) جلال الدین سیوطیؒ نے آٹھ سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔

(۷) مولانا سید محمد امین نصیر آبادیؒ نے نو برس کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔

(۸) حضرت ملا احمد جیونؒ استاد عالمگیر نے سات سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا۔

(۹) ھشام بن کلبیؒ نے تین روز میں قرآن یاد کیا۔

(۱۰) امام محمدؒ نے سات روز میں قرآن یاد کیا۔

(۱۱) مولانا فضل حق خیر آبادیؒ نے چار ماہ میں قرآن یاد کیا۔

(۱۲) لاہور کے مولوی روح اللہ صاحبؒ جب مکہ مکرمہ حاضر ہوئے تو رمضان کے مہینہ میں قرآن یاد کیا۔

(۱۳) بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم صاحبؒ ایک دفعہ حج کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ جہاز میں ماہ رمضان المبارک آگیا اتفاقاً رفقاء سفر میں کوئی حافظ نہ تھا آخر مولانا نے قرآن مجید حفظ کرنا شروع کر دیا روزانہ ایک پارہ یاد کر کے رات کو تراویح میں سنایا کرتے تھے۔

(۱۴) اورنگزیب عالمگیرؒ نے تاج وتخت ملنے کے بعد قرآن خود حفظ کیا اور اپنی بیٹی زیب النساء کو بھی قرآن زبانی یاد کرا دیا۔ سلطان کی قرآن یاد کرنے کی تمنا بیٹے نے پوری کر دی۔

(۱۵) سلطان محمود بیگڑہ جیسا باجبروت بادشاہ جو گجرات کاٹھیاواڑ کا مطلق العنان بادشاہ تھا۔ تاریخ گجرات میں اسی بادشاہ کے متعلق یہ واقعہ درج ہے کہ ایک روز رمضان میں حافظ قرآن کی بہت تعریف ہو رہی تھی۔ خود بادشاہ کہنے لگا افسوس ہماری اولاد میں کوئی حافظ قرآن ہوتا تو ہمیں بھی جنت میں لے جاتا شہزادہ خلیل نے سنا، یہ صاحب علم تھا۔ دل پر چوٹ لگی اسی رات سے خفیہ طور پر حفظ شروع کیا۔ آئندہ سال پہلی رمضان کو باپ سے کہا حکم ہو تو میں تراویح میں قرآن مجید سناؤں۔ سلطان بہت خوش ہوا اور معقول انعام دیا۔ (بحوالہ نظام تعلیم وتربیت وتذکرہ الحفاظ)

## فضول گوئی

ایک شخص حضرت امیر معاویہؓ کی مجلس میں فضول گوئی میں مصروف تھا جب کافی دیر گزر گئی تو کہنے لگا ''اے امیرالمومنین! کیا میں خاموش ہو جاؤں؟'' حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا ''کیا تم نے کوئی بات بھی کی ہے۔ (عیون الاخبار، جلد:۲، ص:۱۷۴)

## تقریر اور تکرار

ابن سماک تقریر کر رہا تھا اس کی باندی گھر بیٹھی سن رہی تھی، وہ تقریر سے فارغ ہو کر گھر آیا اور باندی سے پوچھا ''میری تقریر کیسی رہی؟'' اس نے جواب دیا، ''تقریر تو بہت اچھی تھی مگر ایک بات کو بار بار دھرانا پسند نہیں آیا'' ابن سماک نے کہا ''میں بار بار اس لئے دہرا رہا تھا کہ جو نہیں سمجھ رہا تھا وہ سمجھ جائے'' باندی نے کہا ''جب تک نہ سمجھنے والوں کو آپ سمجھاتے رہے اس وقت تک سمجھنے والے اکتاتے رہے''۔

(عیون الاخبار، جلد:۲، ص:۱۷۸)

## چار باتوں میں اللہ تعالیٰ کی موافقت اور عمل میں مخالفت

لوگ چار باتوں میں اللہ تعالیٰ کی موافقت کرتے ہیں اور عمل میں خلاف۔

۱...... کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور عمل آزادوں جیسے کرتے ہیں۔

۲...... کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے رزق کا کفیل ہے مگر دل ان کے مطمئن نہیں مگر دنیا کی چیز سے۔

۳...... کہتے ہیں کہ آخرت دینا سے بہتر ہے، لیکن دنیا کے لئے مال جمع کرتے ہیں اور آخرت کے لئے گناہوں کو۔

۴...... کہتے ہیں کہ ہم بالضرور مرنے والے ہیں، لیکن عمل ایسے کرتے ہیں کہ گویا کبھی مرنا ہی نہیں۔ (بحوالہ مخزن اخلاق)

## حضرت جعفرؓ نے دربار نجاشی میں جاہلیت کا نقشہ کھینچا

جاہلیت خواہ کوئی بھی ہو وہ عقیدہ اور فکر ونظر کی آلودگیوں میں لتھڑی ہوئی ہوتی ہے، اور عرب کی جاہلیت بھی گندگیوں اور آلودگیوں میں لتھڑی ہوئی تھی، جیسا کہ حضرت جعفرؓ بن ابی طالب نے نجاشی کے دربار میں جاہلی زندگی کا نقشہ کھینچا تھا۔

"اے بادشاہ! جاہلیت میں ہم بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، برے کاموں کا ارتکاب کرتے تھے اور قطع رحمی کیا کرتے تھے، پڑوسی کے حقوق فراموش کیے ہوئے تھے، اور ہمارا طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا، ہم اسی حالت بد میں مبتلا تھے، کہ ہمارے درمیان ایک رسول مبعوث ہوئے جن کے نسب صدق وامانت اور عفت مآب سے ہم بخوبی آشنا تھے، اس نے ہمیں ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جانب بلایا، اور ہمیں تلقین کی کہ ہم اپنے ہاتھوں سے تراشے ہوئے بتوں کی پرستش چھوڑ دیں، سچ بولیں، امانت ادا کریں، صلہ رحمی کریں اور پڑوسیوں سے حسن سلوک کریں اور حرمتوں اور جانوں کا تحفظ کریں، انہوں نے ہمیں برے کاموں کے کرنے، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع کیا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور اس نے ہمیں نماز، زکوٰۃ، اور روزے کا حکم دیا۔ (تفسیر فی ظلال القرآن جلد۲ ص ۱۰۵)

## دور رہے گا

(۱) بدمزاج..... محبت سے

(۲) بدمعاملہ..... عزت سے

(۳) بے ادب..... خوش نصیبی سے

(۴) آرام طلب..... ترقی سے

(۵) لالچی..... اطمینان سے

(۶) حریص.....دل کے چین سے (بحوالہ: خزینۃ الاسرار)

## نہیں چلتی

☆ جاہل کے سامنے عقلمند کی دلیل۔

☆ مالدار کے سامنے غریب کی بات۔

☆ خیالات کی دنیا پر کسی کی حکومت۔

☆ ظالم کے سامنے کسی کی حجت۔

☆ دولت کے سامنے کوئی حکمت۔

☆ رذیل کے سامنے شرافت۔

☆ ضدی کے سامنے منت۔ (بحوالہ: خزینۃ الاسرار)

## ذکرِ الٰہی

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کسی نے تحفے کے طور پر ایک پرندہ بھیجا جسے آپ نے قبول فرمالیا۔ کافی عرصے تک وہ پرندہ آپ کے پاس ایک پنجرے میں بند رہا۔ ایک دن حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے پنجرے کی کھڑکی کھولی اور اس پرندے کو آزاد کر دیا۔

لوگوں نے جب یہ دیکھا تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ جناب اتنے عرصے تک تو آپ نے اس پرندے کو پنجرے کے اندر بند کر کے رکھا اور دیکھ بھال کرتے رہے۔ آج اچانک پنجرا کھول کر اسے آزاد کیوں کر دیا؟

یہ سن کر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ آج اس پرندے نے مجھ سے کہا اے جنید! تم تو اپنے دوست احباب کی باتوں سے یوں لطف اٹھاؤ اور مجھے بے مونس و غمخوار ایک پنجرے میں یوں بند رکھو؟

بس میں نے اس کی یہ درد انگیز گفتگو سن کر اسے آزاد کر دیا۔

مگر جب وہ پرندہ اڑا تو اس نے کہا "اے جنید! پرندے جب تک ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں اس وقت تک کسی بھی جال میں نہیں پھنستے لیکن جونہی وہ ذکر الٰہی سے غافل ہوتے ہیں تو فوراً قید میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

(اس جملے میں آپ سارے جانور چرند پرند، سمندری مخلوق بھی مراد لے سکتے ہیں، کیونکہ ایک مستند کتاب میں مچھلی کے بارے میں بھی ایسے ہی پڑھنے میں آیا ہے کہ جب تک وہ ذکر الٰہی میں مشغول رہتی ہے جال میں نہیں پھنستی اور جونہی وہ ذکر الٰہی سے غافل ہوتی ہے جال میں پھنس جاتی ہے۔)

پھر وہ پرندہ کہنے لگا "میں تو ایک ہی مرتبہ ذکر الٰہی سے غافل ہوا تھا کہ اس کی سزا میں برسوں قید رہا۔ ہائے جنید! ان لوگوں کی قید کا زمانہ کتنا طویل ہوگا جو مدتوں تک ذکر الٰہی سے غافل رہتے ہیں۔ اے جنید! میں آپ کے سامنے وعدہ کرتا ہوں کہ اب کبھی ذکر الٰہی سے غافل نہیں ہوؤں گا۔ یہ کہہ کر وہ پرندہ اُڑ گیا۔ اس کے بعد بھی کبھی کبھی وہ پرندہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتا تھا اور آپ کے دستر خوان پر بیٹھ کر اپنی چونچ سے کچھ کھاتا تھا اور چلا جاتا تھا۔

جب حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو آپ کے ساتھ وہ پرندہ بھی تڑپ کر زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔ لوگوں نے یہ عجیب بات دیکھی تو اس پرندے کو بھی آپ کے ساتھ دفن کر دیا۔

کچھ دنوں کے بعد کسی مرید نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو دریافت کیا کہ آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟

آپ نے فرمایا کہ رب العزت نے مجھے بخش دیا اور مجھ پر رحم فرمایا اور کہا کہ تو نے ایک پرندے پر اس کے ذکر الٰہی کرنے کی وجہ سے رحم کیا ہم تجھ پر رحم فرماتے ہیں۔

اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے عبرت کا سامان موجود ہے جو ہر وقت ذکر الٰہی سے غافل رہ کر اپنی زبانوں سے لہو و لعب کے کلمات کی ادائیگی میں لگے رہتے ہیں اور انہیں یہ

فکر ہی نہیں ہوتی کہ وہ کتنا قیمتی سرمایہ ضائع کر رہے ہیں۔ (بحوالہ بستان اولیاء)

## ظالم شوہر ڈنڈے کے زور سے بیوی پر غالب آتے ہیں

تفسیر روح المعانی (ج ۵ ص ۱۴) میں علامہ آلوسیؒ نے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ کریم وشریف اور لائق شوہروں پر عورتیں غالب آجاتی ہیں کیوں کہ جانتی ہیں کہ یہ ناز اٹھالے گا، اور کمینے شوہر ڈنڈے کے زور سے گالی گلوچ سے ان پر غالب آجاتے ہیں، سرور دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں کریم رہوں چاہے مغلوب رہوں، اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کمینہ اور بداخلاق بن کر ان پر غالب آجاؤں۔

## میں نے یہ چالاکی کی

ایک سکھ کسی کے یہاں مہمان ہوا میزبان نے رات کو مچھر دانی لگادی جب صبح ہوئی تو پوچھا سردار جی مچھر تو نہیں آئے؟ کہا ہاں مچھر تو آئے مگر میں نے یہ چالاکی کی کہ وہ اندر گھس آئے تو میں باہر نکل آیا، اور کہا اب کاٹ کس کو کاٹتا ہے۔

## ادنیٰ جنتی کی بہتر بیویاں

حضرت ابو سعد خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ادنیٰ درجے کے جنتی کے اسی ہزار خادم ہوں گے اور بہتر بیویاں ہوں گی۔ ہر ایک جنتی کے لئے یاقوت اور زبرجد کا ایک قبہ نصب کیا جائے گا۔ (جس کی لمبائی) جابیہ سے صنعا تک ہوگی۔ (بحوالہ: ترمذی شریف)

## معانقہ کی ابتداء کہاں سے ہوئی

بیت المقدس کے قریب حضرت ابراہیم علیہ السلام جانوروں کی چراگاہ کی تلاش میں کسی پہاڑ کے اندر تک چلے گئے، انہوں نے ایک مقام پر نہایت غمناک آواز سنی، کوئی

شخص نہایت خشوع وخضوع سے اللہ تعالیٰ کا ذکر رہا تھا، آپ ادھر متوجہ ہوئے، تو دیکھا کہ ایک ضعیف العمر شخص اپنے حال میں محو ہے، آپ نے اس بوڑھے شخص سے دریافت کیا، کہ تم کس کو یاد کررہے ہو، اس نے کہا اللہ تعالیٰ کو، آپ نے پوچھا تمہارا اللہ کہاں ہے، اس نے جواب دیا آسمان پر ہے، فرمایا زمین پر بھی وہی خدا ہے، پھر آپ نے پوچھا تمہارا قبلہ کدھر ہے، تو بوڑھے نے بیت اللہ شریف کی طرف اشارہ کیا، آپ نے پوچھا تمہارا ٹھکانا کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا نیچے اسی غار میں، حضرت ابراہیمؑ نے بوڑھے کا ٹھکانا دیکھنے کی خواہش ظاہر کی، تو بوڑھے نے کہا کہ وہاں جانا محال ہے، کیونکہ راستے میں گہری ندی پڑتی ہے، جسے عبور نہیں کیا جا سکتا، حضرت ابراہیمؑ نے کہا تم کیسے پہنچ جاتے ہو، تو اس نے جواب دیا خرق عادت کے طور پر چلا جاتا ہوں، یہ ایک کرامت ہے، جس کی وجہ سے میں خشک پاؤں ندی کو عبور کر لیتا ہوں حضرت ابراہیمؑ نے کہا چلو ہم بھی اسی طریقے سے چلتے ہیں، جو خدا تمہارے لیے پانی کو مسخر کرتا ہے، وہ میرے لیے بھی کرے گا، چنانچہ دونوں چل دیے، غار میں اترے تو آگے ندی تھی، اللہ کے حکم سے اسے عبور کر لیا، اور آپ کے پاؤں تک نہیں بھیگے، پانی کے نیچے آپ اس شخص کے عبادت خانے میں پہنچے تو دیکھا کہ اس کی نشاندھی کے عبادت خانے کا رخ واقعی بیت اللہ شریف کی طرف تھا، آپ بہت خوش ہوئے، کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں یہ خدا پرست انسان ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے کہا اے بزرگ یہ بتاؤ کہ سب سے خوفناک دن کون سا ہے، تو اس نے جواب دیا کہ جس دن اللہ تعالیٰ کرسی عدالت پر بیٹھے گا، اور نبی اور اللہ تعالیٰ کے سب مقرب لرز رہے ہوں گے، حضرت ابراہیمؑ نے کہا دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہم دونوں کو اس دن کے خطرات سے محفوظ رکھے، بوڑھا کہنے لگا کہ مجھے دعا کرتے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں مگر میری دعا قبول نہیں ہوئی، حضرت ابراہیمؑ نے پوچھا کہ تمہاری دعا کیا ہے، اس نے کہا میں اس پہاڑ میں گیا، تو مجھے ایک نوجوان ملا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے، میں نے اس سے پوچھا تم یہاں کیا کررہے ہو، اس نے جواب دیا کہ اللہ

تعالیٰ کے دوست ابراہیمؑ کے جانوروں کے لیے چراگاہ تلاش کررہا ہوں، بوڑھا کہتا ہے کہ میں اس دن سے یہ دعا مانگ رہا ہوں کہ اے مولا کریم! اگر دنیا میں تیرا کوئی خلیل ابراہیمؑ بھی ہے، تو مجھے اس کی زیارت نصیب فرما، مگر آج تک میری یہ دعا قبول نہیں ہوئی، حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا بڑے میاں! اللہ تعالیٰ نے تیری دعا قبول فرمالی ہے اٹھو اور میرے ساتھ معانقہ کرو، چنانچہ معانقہ کا طریقہ وہاں سے جاری ہوا۔

(معالم العرفان از تفسیر درمنثور جلد۲ ص۲۴۴)

## ہم نے کیا کھویا کیا پایا

| | |
|---|---|
| فلم آئی | علم گیا |
| کرکٹ آئی | کام گیا |
| کلب آیا | مذہب گیا |
| ایٹم بم آیا | انسان گیا |
| ووٹ آیا | امن گیا |
| رشوت آئی | حلال گیا |
| ہوس آئی | سکون گیا |
| بینک آیا | برکت گئی |
| ٹی وی آیا | نیند گئی |
| ڈش آئی | غیرت گئی |
| جمہوریت آئی | خلافت گئی |
| ہیروئن آئی | جان گئی |
| سود آیا | زکوٰۃ گئی |
| دولت آئی | محبت گئی |

ڈرامہ آیا نماز گئی

فیشن آیا حیا گئی

گانا آیا تلاوت گئی

وڈیو آیا ہدایت گئی

## امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حاضر دماغی

ایک مرتبہ بادشاہِ وقت منصور نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ، امام ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور ایک اور فقیہ کی گرفتاری کا حکم دیا وہ چاہتا تھا کہ ان چاروں میں سے ایک کو قاضی القضاۃ (یعنی چیف جسٹس) مقرر کرے، لیکن یہ چاروں حضرات حکومت کے ظلم وستم کی وجہ سے سرکاری ملازم بننا پسند نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ پولیس والوں نے انہیں گرفتار کرلیا۔ راستے میں جب ایک جگہ یہ سب آرام کے لئے رکے اس وقت چوتھے فقیہ بیٹھے بیٹھے اس طرح اٹھے جیسے قضائے حاجت کی ضرورت ہو۔ پھر اس طرح کا ظاہری انداز اختیار کر کے وہ وہاں سے فرار ہو گئے۔ پولیس والے کافی دیر تک انتظار میں رہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے ''میں وہاں جا کر ایسی بات کہوں گا کہ خلیفہ منصور کے پاس اس کا جواب ہی نہیں ہوگا۔ لہٰذا میں چھوٹ جاؤں گا اور امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ بھی کوئی حیلہ کرلیں گے۔ البتہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ پھنس جائیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا جب تینوں حضرات کو دربار میں پہنچایا گیا تو امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے اور جا کر منصور سے کہنے لگے، خلیفہ آپ کی بیوی اور بچوں کا کیا حال ہے؟ آپ کے محل کا کیا حال ہے؟ آپ کے اصطبل کا کیا حال ہے؟ آپ کے گدھوں کا کیا حال ہے؟ آپ کے گھوڑوں کا کیا حال ہے؟

خلیفہ منصور کو امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ انداز عجیب لگا اور وہ سوچنے لگا کہ جس شخص کو میں چیف جسٹس بنانا چاہتا ہوں وہ سب کے سامنے میرے گھوڑوں اور گدھوں کا حال پوچھ

رہا ہے۔ پھر دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ یہ شخص اس اہم منصب کے قابل نہیں ہے۔ چنانچہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگا میں آپ کو قاضی القضاۃ نہیں بنا سکتا۔ اس طرح امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ بچ گئے۔

اب خلیفہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں نے آج سے آپ کو چیف جسٹس بنا دیا۔

یہ سن کر امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آگے بڑھے اور فرمایا:

''میں چیف جسٹس بننے کے قابل نہیں ہوں۔ خلیفہ منصور نے کہا نہیں نہیں آپ اس قابل ہیں۔''

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ''خلیفہ صاحب! اب دو باتیں ہیں، میں نے جو کچھ کہا وہ سچ ہے یا غلط ہے؟ اگر آپ اسے سچ تسلیم کرتے ہیں تو گویا آپ نے خود فیصلہ کر دیا کہ میں اس عہدے کے قابل نہیں ہوں اور اگر میرا قول غلط ہے تو میں جھوٹا ہوا اور جھوٹ بولنے والا شخص چیف جسٹس نہیں بن سکتا۔

خلیفہ امام صاحب کی یہ بات سن کر حیران رہ گیا۔ اگر کہتا کہ آپ نے ٹھیک کہا تو ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ چھوٹتے تھے اور اگر کہتا کہ آپ نے غلط کہا تو بھی چھوٹتے تھے۔ اس طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی زبردست حاضر دماغی کے باعث اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے۔

## حضرت امام ابوحنیفہؒ کی گستاخی کا انجام

مولانا داؤد غزنویؒ (م ۱۳۸۱ھ-۱۹۶۲ء) فرماتے ہیں۔

''ایک روز والد بزرگوار (مولانا عبدالجبار غزنوی) کے درس بخاری میں ایک طالب علم نے کہہ دیا کہ امام ابوحنیفہ کو پندرہ حدیثیں یاد تھیں مجھے ان سے زیادہ حدیثیں یاد ہیں، والد صاحب کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا، اس کو حلقہ درس سے نکال دیا اور مدرسہ سے بھی خارج کر دیا، اور اتقوا فراسۃ المومن فانہ ینظرون بنور

اللہ (مومن کی فراست سے بچو کیونکہ وہ نور سے دیکھتا ہے) فرمایا کہ اس شخص کا خاتمہ دین حق پر نہیں ہوگا۔ ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ معلوم ہوا کہ وہ طالب مرتد ہوگیا ہے۔ (اعاذنا اللہ سوء الخاتمہ)

میر ابراہیم سیالکوٹی مرحوم لکھتے ہیں:

''جب میں نے اس مسئلے کے لئے (یعنی امام صاحب کے خلاف لکھنے والے ناقل) کتب متعلقہ الماری سے نکالیں اور حضرت امام صاحبؒ کے متعلق تحقیقات شروع کی تو مختلف کتب میں ورق گردانی سے میرے دل پر کچھ غبار آ گیا جس کا اثر بیرونی طور پر یہ ہوا کہ دن کے دو پہر کے وقت جب سورج پوری طرح روشن تھا یک میرے سامنے گھپ اندھیرا چھا گیا۔ گویا ظلمت بعضھا فوق بعض کا نظارہ ہوگیا۔ معاً خدا نے میرے دل میں ڈالا کہ یہ حضرت امام صاحب سے بدظنی کا نتیجہ ہے اس سے استغفار کرو۔ میں نے کلمات استغفار دوہرانے شروع کیے، وہ اندھیرے فوراً کافور ہوگئے اور ان کے بجائے ایسا نور چمکا کہ اس نے دو دو پہر کی روشنی کو مات کر دیا۔ اس وقت سے میری حضرت امام سے حسن عقیدت اور بڑھ گئی اور میں ان شخصوں میں سے جن کو حضرت امام صاحب سے حسن عقیدت نہیں ہے کہا کرتا ہوں کہ میری اور تمہاری مثال اس آیت کی مثال ہے کہ حق تعالیٰ منکرین معارج قدسیہ آنحضرت ﷺ سے خطاب کر کے۔۔۔فرماتے ہیں۔

افتمارونه علی مایریٰ

میں نے جو کچھ عالم بیداری اور ہشیاری میں دیکھ لیا اس میں مجھ سے جھگڑا کرنا بے سود ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہیؒ فرماتے ہیں کہ

''امام صاحب کو لوگوں نے بہت تنگ کیا، ایک مرتبہ ان کے مکان پر ایک شخص آیا اور آپ سے کہا کہ میں آپ کی والدہ سے نکاح کرنا چاہتا ہوں امام صاحبؒ نے فرمایا کہ دیکھو میرے بھائی میری والدہ عاقلہ بالغہ ہیں، ان پر کسی کو ولایت اجبار حاصل نہیں میں ان

سے معلوم کرآؤں اگر وہ اجازت دیں گی تو میں کردوں گا ورنہ نہیں اس کے بعد آپ اندر تشریف لے گئے پھر جو باہر تشریف لائے تو وہ شخص مقتول ملا معلوم ہوا کہ غیب سے ایک تلوار نمودار ہوئی اس نے اس کو قتل کر دیا اس پر امام صاحب نے فرمایا قتلہ صبری یعنی میرے صبر نے اس کو قتل کر دیا۔ (بحوالہ جواہرات علمیہ)

## اسلام کا نظام شورائیت نہ کہ جمہوریت

اسلامی حکومت ایک شورائی حکومت ہے، جس میں امیر کا انتخاب مشورہ سے ہوتا ہے خاندانی وراثت سے نہیں، آج تو اسلامی تعلیمات کی برکت سے پوری دنیا میں اس اصول کا لوہا مانا جاچکا ہے، شخصی بادشاہتیں بھی طوعاً وکرہاً اسی طرف آرہی ہیں، لیکن اب سے چودہ سو برس پہلے زمانہ کی طرف مڑ کر دیکھئے جبکہ پوری دنیا پر آج کے تین بڑوں کی جگہ دو بڑوں نے حکومت کی تھی، ایک کسریٰ، دوسرا قیصر، اور ان دونوں کے آئین حکومت شخصی اور وراثتی بادشاہت ہونے میں مشترک تھے، جس میں ایک شخص واحد لاکھوں کروڑوں انسانوں پر اپنی قابلیت وصلاحیت سے نہیں بلکہ وراثت کے ظالمانہ اصولوں کی بناء پر حکومت دنیا کے بیشتر حصہ پر مسلط تھا، صرف یونان میں جمہوریت کے چند دھندلے اور نا تمام نقوش پائے جاتے تھے، لیکن وہ بھی اتنے ناقص اور مدھم تھے کہ ان پر کسی مملکیت کی بنیاد رکھنا مشکل تھا، اسی وجہ سے جمہوریت کے ان یونانی اصولوں پر کبھی کوئی مستحکم حکومت نہیں بن سکی، بلکہ وہ اصول ارسطو کے فلسفہ کی ایک شاخ بن کر رہ گئے، اس کے برخلاف اسلام نے حکومت میں وراثت کا غیر فطری اصول باطل کر کے امیر مملکت کا عزل ونصب جمہور کے اختیار میں دیدیا، جس کو وہ اپنے نمائندوں اہل حل وعقد کے ذریعہ استعمال کرسکیں، بادشاہ پرستی کی دلدل میں پھنسی ہوئی دنیا اسلامی تعلیمات ہی کے ذریعہ اس عادلانہ اور فطری نظام سے آشنا ہوئی، اور یہی روح ہے اسی طرز حکومت کی جس کو آج جمہوریت کا نام دیا جاتا ہے۔

لیکن موجودہ طرز کی جمہوریتیں چونکہ بادشاہی ظلم وستم کے ردعمل کے طور پر وجود میں آئیں تو وہ بھی اس بے اعتدالی کے ساتھ آئیں کہ عوام کو مطلق العنان بنا کر پورے آئین حکومت اور قانون مملکت کا ایسا آزاد مالک بنایا کہ ان کے قلب ودماغ زمین وآسمان اور تمام انسانوں کے پیدا کرنے والے خدا اور اس کی اصلی مالکیت وحکومت کے تصور سے بھی بیگانہ ہوگئے، اب ان کی جمہوریت خدا تعالیٰ ہی کے بخشے ہوئے عوامی اختیار پر خدا تعالیٰ کی عائد کردہ پابندیوں کو بھی بار خاطر خلاف انصاف تصور کرنے لگیں۔

اسلامی آئین نے جس طرح خلق خدا کو کسریٰ وقیصر اور دوسری شخصی بادشاہتوں کے جبر واستبداد کے پنجہ سے نجات دلائی، اسی طرح ناخدا آشنا مغربی جمہوریتوں کو بھی خدا شناسی، اور خدا پرستی کا راستہ دکھلایا، اور بتلایا کہ ملک کے حکام ہوں یا عوام خدا تعالیٰ کے دیئے ہوئے قانون کے سب پابند ہیں، ان کے عوام اور عوامی اسمبلی کے اختیارات، قانون سازی، عزل ونصب خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ حدود کے اندر ہیں ان پر لازم ہے کہ امیر کے انتخاب میں اور پھر عہدوں اور منصوبوں کی تقسیم میں ایک طرف قابلیت اور صلاحیت کی پوری رعایت کریں تو دوسری طرف ان کی دیانت وامانت کو پرکھیں اپنا امیر ایسے شخص کو منتخب کریں جو علم، تقویٰ، دیانت، امانت، صلاحیت اور سیاسی تجربہ میں سب سے بہتر ہو، پھر یہ امیر منتخب بھی آزاد اور مطلق العنان نہیں، بلکہ اہل الرائے سے مشورہ لینے کا پابند رہے، قرآن کریم کی آیت مذکورہ اور رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کا تعامل اس پر شاہد عدل ہیں حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے:

﴿لاخلافة الا عن مشورة﴾

''یعنی شورائیت کے بغیر خلافت نہیں ہے۔''

(کنز العمال بحوالہ ابن ابی شیبہ)

شورائیت اور مشورہ کو اسلامی حکومت کے لئے اساسی اور بنیادی حیثیت حاصل ہے، حتیٰ کہ اگر امیر مملکت مشورہ سے آزاد ہو جائے، یا ایسے لوگوں سے مشورہ لے جو شرعی

نقطہ نظر سے مشورہ کے اہل نہ ہوں تو اس کا عزل کرنا ضروری ہے۔

(معارف القرآن جلد ۲، ص ۲۳۳)

## آٹھ نصیحتیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی

تعجب ہے اس پر جو موت کو حق جانتا ہے اور پھر ہنستا ہے۔

تعجب ہے اس پر جو دنیا کو فانی جانتا ہے اور پھر اس کی رغبت رکھتا ہے۔

تعجب ہے اس پر جو تقدیر کو پہچانتا ہے اور پھر جانے والی چیز کا غم ہوتا ہے۔

تعجب ہے اس پر جو حساب کو حق جانتا ہے اور پھر مال جمع کرتا ہے۔

تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو حق جانتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے۔

تعجب ہے اس پر جو اللہ تعالیٰ کو حق جانتا ہے اور پھر غیروں کا ذکر کرتا ہے اور ان پر بھروسہ رکھتا ہے۔

تعجب ہے اس پر جنت پر ایمان رکھتا ہے اور پھر دنیا کے ساتھ آرام پکڑتا ہے۔

تعجب ہے اس پر جو شیطان کو دشمن جانتا ہے اور پھر اس کی اطاعت کرتا ہے۔

## تین شخص اور ایک سونے کی اینٹ

ایک دفعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہمراہ تین شخص جا رہے تھے کہ راستے میں ایک سونے کی اینٹ نظر آئی، آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا کہ دیکھو یہی دنیا ہے جو موجب فسادات ہے۔ اس کے نزدیک ہرگز نہ جانا آخر کار ان لوگوں نے آگے جا کر آپ سے رخصت طلب کی کیونکہ اینٹ کا خیال تینوں کے دلوں کو بیتاب کر رہا تھا۔ وہاں پہنچ کر اینٹ کو تین حصوں میں تقسیم کرنے کا انتظام کرنے لگے۔ ان میں سے دو تو اینٹ کے توڑنے میں مصروف ہو گئے، اور تیسرے شخص کو شہر سے روٹی لانے کے لئے بھیج دیا۔ اس شخص کی نیت میں خلل آیا کہ کیوں نہ میں اکیلا ہی اینٹ کا مالک بن جاؤں، چنانچہ اس نے اس دونوں کو ہلاک کرنے کے لئے کھانے میں زہر ملا دیا۔ اُدھر ان دونوں شخصوں نے اس کی غیر حاضری میں

صلاح کی کہ کیوں نہ اینٹ کے تین ٹکڑوں کی بجائے دو ہی کئے جائیں اور ہم تم آپس میں بانٹ لیں۔ اور جب وہ شہر سے کھانا لائے تو اسے مار ڈالیں۔ وہ شخص زہریلا کھانا لے کر شہر سے آیا تو ان دونوں نے مل کر اس کو جان سے مار ڈالا۔ اس کو مار ڈالنے اور اینٹ تقسیم کرنے سے فراغت حاصل کر کے وہ کمال اطمینان سے کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے، چنانچہ ان دونوں نے بھی زہر کے اثر سے فوراً وہیں جان دے دی۔ آپ جب واپس ہوئے تو تینوں لاشوں کو دیکھ کر تاسف کیا اور کہا کہ اے کم بختو! آخر تم نے اسی دنیا کی طرف توجہ کی جس سے تمہیں اس قدر تاکید سے منع کیا گیا تھا، اور نتیجہ کو پہنچے۔ (بحوالہ مخزن اخلاق)

## ضرور کرو

(۱)..... جوانی میں عبادت

(۲)..... ماں باپ کی خدمت

(۳)..... صدقہ و خیرات

(۴)..... بڑوں کا ادب

(۵)..... چھوٹوں پر شفقت

(۶)..... سچی دوستی

(۷)..... دستر خوان کو وسیع۔ (بحوالہ: خزینۃ الاسرار)

## علماء کرام کے لئے نصیحت

علما کو چار گناہوں سے بچنا ضروری ہے۔

(۱)..... بدگمانی (۲)..... بدنظری (۳)..... حسد و بغض

(۴)..... کبر و عجب۔ (بحوالہ: اصلاح افروز باتیں صفحہ نمبر ۱۲)

## میرے لیے دین عزیز تر ہے

مولانا نور احمد صاحب ؒ دار العلوم دیو بند کے فاضل اور دار العلوم کراچی کے ناظم اول

اور بانیوں میں سے تھے، ان کی سوانح حیات ان کے صاحب زادے مولانا رشید اشرف صاحب نے لکھی ہے، وہ ایک رشتے کے سلسلے میں ان کی دینی حساسیت کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''راقم الحروف کی ہمشیرہ کا ایک اچھا رشتہ آیا' لڑکا کینیڈا میں تھا، تعلیم یافتہ خوب رو ،حسب نسب اور وجاہت والا اس کے والدین جو ہمارے بعض واقف کاروں کے رشتہ دار تھے پاکستان میں بہتر سے بہتر رشتہ کے لیے کوشاں تھے، تلاش وجستجو کے بعد نظر انتخاب ہمارے گھرانے پر پڑی، بڑے چاؤ سے رشتہ منظور کیا گیا، کینیڈا میں ہونے کی بنا پر لڑکا اپنے کاموں کی نوعیت کے لحاظ سے محدود وقت ہی کے لیے پاکستان آسکتا تھا، اس لئے اس کے بارے میں یہ طے تھا کہ وہ نکاح سے ایک دو روز قبل پاکستان آئے گا اور چند ہی روز بعد اہل خانہ کے ساتھ واپس کینیڈا چلا جائے گا، ان حالات کی بنا پر راقم کے والد ماجدؒ نے احتیاطاً شرط عائد کی تھی کہ لڑکے سے ملاقات ہونے پر کوئی بے اطمینانی کی بات سامنے آئی تو عین موقع پر بھی عذر کیا جا سکتا ہے چونکہ ظاہری اسباب میں بے اطمینانی کی کوئی وجہ نہ تھی اس لیے فریق آخر نے یہ شرط منظور کر لی، اگر چہ مجموعی حالات کے لحاظ سے کسی بھی فریق کے حاشیہ خیال میں یہ بات نہ تھی کہ یہ رشتہ نہ ہو سکے گا، اس لیے دونوں طرف سے تیاریاں مکمل تھیں دو دن قبل لڑکا کینیڈا سے آیا، حضرت والد صاحب سے ملاقات ہوئی، حسن صورت، ظاہری وجاہت، طرز تکلم اور آداب معاشرت کے لحاظ سے ہمارے تصور سے بہتر نکلا، دل کو اطمینان ہوا، لیکن اس سے بات چیت کے بعد پردہ کے بارے میں آزاد خیالی محسوس ہوئی جس سے فکر ہوئی دینی تعلق کی بنا پر اس سلسلے میں حضرت والد صاحبؒ کی تشویش دو چند تھی بعض اعزہ نے اطمینان دلایا کہ خاندان سے جڑنے کے بعد یہ کمی بھی دور ہو جائے گی اس لئے اتنے اچھے رشتے کو رد کرنا مناسب نہیں لیکن دینی معاملات میں حساس ہونے کی بنا پر حضرت والد صاحب کی تشویش رفع نہ ہوئی، فرمانے لگے کینیڈا کے ماحول میں اس آزاد خیالی کے کم ہونے کے مقابلے میں بڑھنے کا اندیشہ زیادہ ہے، بالآخر

اپنی حمیت دینی کی بناپر نکاح سے ایک دن قبل حضرت والد صاحب نے یہ رشتہ رد فرمادیا، اس تقریب نکاح کی تمام تیاریاں مکمل تھیں، شادی کارڈ تقسیم کیے جاچکے تھے، فریقین کی تقریبات کے لیے حال بک تھے، طعام وغیرہ کے انتظامات مکمل ہو چکے تھے، فیصلے کی بناپر ہر طرح کی قربانی دینی پڑی لیکن حضرت والد صاحب کی غیرت ایمانی نے سب کو برداشت کیا۔ شاید اسی کی برکت تھی کہ انہی ہمشیرہ کا بعد میں مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے دہلوی خاندان کے ایک حافظ، عالم کا رشتہ آیا جو منظور کیا گیا''۔

رشتوں کے متعلق یہی شریعت کا معیار ہے کہ دین اور تقویٰ کو پیش نظر رکھا جائے، حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں ایک شخص نے آکر کہا ''میری ایک بیٹی ہے، مجھے اس سے بہت محبت ہے، مختلف لوگوں نے پیغام نکاح بھیجا ہے، آپ بتائیں میں اس کے لئے کیسے آدمی کا انتخاب کروں؟'' حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا ''اس کی شادی ایسے آدمی سے کرائیں جو اللہ سے ڈرتا ہو، متقی ہو، کیونکہ اس طرح کے آدمی کو اگر آپ کی بیٹی سے محبت ہوگی تو اس کی عزت کرے گا، نفرت ہوگی تو اس پر ظلم نہیں کرے گا''

## بُرے حکمران اعمالِ بد کا نتیجہ

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں ایک شخص حجاج بن یوسف کے لئے بددعا کرنے لگا۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے ایسا نہ کرو وہ (حجاج) تمہارے کرتوتوں کی وجہ سے تم پر مسلط کیا گیا ہے۔ میں تو ڈرتا ہوں کہ اگر وہ معزول ہوا یا مر گیا تو بندر اور سور اس کے بعد تمہارے حکمران بنا دیئے جائیں گے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حکام تمہارے اعمال کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ جیسے تمہارے اعمال ہوں گے ویسے تمہارے حکمران ہوں گے۔

پھر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص نے ایک بزرگ کے پاس خط لکھا اور حکام کے مظالم

کی شکایت کی ان بزرگوں نے اس شخص کے خط کے جواب میں لکھا:

میرے بھائی تمہارا خط مل گیا ہے جس میں تم نے حکام کے مظالم کی شکایت کی ہے لیکن جو شخص گناہوں کا مرتکب ہوا اسے سزا کی شکایت نہ کرنی چاہیئے ۔ میرا خیال ہے کہ آپ لوگ جن مظالم کا شکار ہوئے ہیں وہ درحقیقت آپ لوگوں کے گناہوں کی سزا ہے۔

پھر فرمایا مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منبرِ نبوی ﷺ پر خطبہ دیا اور فرمایا:

"اے لوگو! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں سارے بادشاہوں اور حاکموں کا دل میری مٹھی میں ہے۔ جب لوگ میری اطاعت کرتے ہیں تو بادشاہوں اور حاکموں کو میں ان کے لئے رحمت بنا دیتا ہوں۔ لہٰذا تم حکام کو گالی مت دو بلکہ اپنے گناہوں سے توبہ کرو میں انہیں تم پر مہربان بنا دوں گا۔

## اس فعل سے میرے دل میں ایک نُور پیدا ہو گیا

حضرت سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عید کے دن حضرت مَعروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو کھجوریں چنتے ہوئے پایا، میں نے پوچھا کہ آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس لڑکے کو روتے ہوئے دیکھا، پوچھا کہ کیوں روتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں یتیم ہوں، آج سب لڑکوں نے کپڑے پہنے ہیں اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ۔ میں اس لئے کھجوریں چُن رہا ہوں کہ ان کو فروخت کر کے اُسے اخروٹ لے دوں تا کہ ان سے کھیلے اور نہ روئے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے عرض کیا کہ میں اس کام کو سرانجام دے لوں گا، آپ بے فکر رہیں، پھر میں اس لڑکے کو اپنے ہمراہ لے گیا، اُسے نئے کپڑے خرید کر پہنا دیئے اور کچھ اخروٹ بھی کھیلنے کے لئے خرید دیئے اور اس لڑکے کے پژمُردہ دل کو خوش کر دیا۔ اس فعل سے میرے دل میں ایک نُور پیدا ہو گیا اور

میری حالت ہی کچھ اور ہو گئی۔ (بحوالہ مخزنِ اخلاق)

## حضرت شاہ ولی اللہؒ کی بعض وصیتیں اور نصیحتیں

حضرت شاہ ولی اللہؒ بہت سے دینی مسائل و معاملات میں عامۃ المسلمین کے لیے جو وصیتیں اور نصیحتیں معرض تحریر میں لائے ان میں کچھ یہ ہیں۔

۱.....عقائد میں قدما اہل سنت کی راہ اختیار کی جائے۔

۲.....کتاب و سنت پر پختہ اعتقاد رکھا جائے اور اس کے مطابق عمل کیا جائے۔

۳۔.....سلف نے جس بات کی کرید نہیں کی اس کے پیچھے نہ پڑا جائے (اس کے بارے میں خواہ مخواہ قیاس آرائی نہ کی جائے)

۴.....فروع میں ان علماء محدثین کی پیروی کی جائے جو فقہ و حدیث کے جامع ہوں۔

۵.....خام معقولی جو شبہات پیدا کرتے ہیں، ان سے صرف نظر کیا جائے۔

۶.....اجتہادات فقہاء کو کتاب و سنت کی روشنی میں جانچا جائے۔

۷.....اسلامی معاشرے کی بنیادیں اوامر کی پابندی اور نواہی سے اجتناب پر قائم ہیں۔اس سے بے اعتنائی برتنا ملت دشمنی کے مترادف ہے۔

۸.....قوم کے انحطاط اور زوال کے زمانے میں ہر شخص (اہل اور نہ اہل) اجتہاد کرنے کے لیے آمادہ نظر آتا ہے۔کسی ایک مسئلہ میں مختلف اجتہادات، ملت میں انتشار کا سبب بن جاتے ہیں۔ان حالات میں تقلید ہی ملت میں اتحاد اور نظم و ربط قائم کر سکتی ہے۔بالخصوص یہ دیکھتے ہوئے کہ لوگ کم ہمت بھی ہیں اور خواہش پرست بھی اور ہر شخص اپنی اپنی رائے پر مغرور ہو رہا ہے۔(مطلب یہ کہ بھانت بھانت کی بولیاں بولنے کے بجائے دینی معاملات میں سلف صالحین کی تحقیق اور طریقے پر اعتماد اور عمل کیا جائے۔

## قرآن کریم کی آیتیں درحقیقت سیرت کے تعارفی ابواب ہیں

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کی سیرت کو سب سے زیادہ مستند انداز میں جس کتاب میں بیان کیا گیا ہے وہ قرآن حکیم ہے۔ ''قرآن کریم کی یہ ہزاروں آیتیں درحقیقت سیرتِ مقدسہ کے عملی اور تعارفی ابواب ہیں اور سیرت کے یہ ہزاروں گوشے آپ ﷺ کے علمی پہلو ہیں۔ پس قرآن مجید میں جو چیز قال ہے وہی ذاتِ نبوی میں حال ہے اور جو قرآن کریم میں نقوش ودوال ہیں وہی ذاتِ اقدس میں سیرت واعمال ہیں۔ اس لئے سیرت سے تو قرآن کی عملی صورتیں متشخص ہوتی ہیں، اور قرآن سے سیرت کی علمی جہتیں کھلتی ہیں۔ اس قرآن حکیم کے مختلف مضامین سے اپنی اپنی نوعیت اور مناسبت کے مطابق سیرت کے مختلف الانواع پہلو ثابت ہوتے ہیں۔ قرآن میں ذات وصفات کی آیتیں رسولِ اکرم ﷺ کے اعمال، تکوین کی آیتیں آپ کا استدلال اور تشریع کی آیتیں آپ ﷺ کا حال ہیں، قصص وامثال کی آیتیں آپ ﷺ کی عبرت، تذکیر کی آیتیں آپ ﷺ کی موعظت، خدمتِ خلق کی آیتیں آپ ﷺ کی عبرت، حق کی کبریائی کی آیتیں آپ ﷺ کی نیابت اور اخلاق کی آیتیں آپ ﷺ کا حسن معیشت ہیں، معاملات کی آیتیں آپ ﷺ کا حسن معاشرت، توجہ الی اللہ کی آیتیں آپ ﷺ کی خلوت اور تربیتِ خلق اللہ کی آیتیں آپ ﷺ کی معلومات ہیں، قہر وغلبہ کی آیتیں آپ ﷺ کا جلال ہیں اور مہر رحمت کی آیتیں آپ ﷺ کا جمال ہیں، تجلیاتِ حق کی آیتیں آپ ﷺ کا مشاہدہ ہیں، ابتغاء وجہ اللہ کی آیتیں آپ ﷺ کا مراقبہ، ترکِ دنیا کی آیتیں آپ ﷺ کا مجاہدہ اور احوالِ محشر کی آیتیں آپ ﷺ کا محاسبہ ہیں، نفی غیر کی آیتیں آپ ﷺ کی فنائیت ہیں اور اثباتِ حق کی آیتیں آپ ﷺ کی بقائیت ہیں، اَنَا اور اَنتَ کی آیتیں آپ ﷺ کا شہود ہیں، اور ھُــوَ کی آیتیں آپ ﷺ کی غیبت ہیں، نعیم جنت کی آیتیں آپ ﷺ کا شوق ہیں اور جہنم کی آیتیں آپ ﷺ کا ہم وغم ہیں، رحمت کی آیتیں

آپ ﷺ کا رجاء ہیں، عذاب کی آیتیں آپ ﷺ کا خوف، انعام کی آیتیں آپ ﷺ کا سکون وانس ہیں اور انتقام کی آیتیں آپ ﷺ کا حزن، حدود و جہاد کی آیتیں آپ ﷺ کا بغض فی اللہ ہیں اور امن و ترحم کی آیتیں آپ ﷺ کا حُب فی اللہ ہیں، نزولِ وحی کی آیتیں آپ ﷺ کا عروج ہیں اور تعلیم و تربیت کی آیتیں آپ ﷺ کا نزول، تنفیذِ اوامر کی آیتیں آپ ﷺ کی خلافت ہیں اور خطابت کی آیتیں آپ ﷺ کی عبادت وغیرہ وغیرہ۔

غرض کسی بھی نوع کی آیت ہو وہ آپ کی کسی نہ کسی پیغمبرانہ سیرت اور کسی نہ کسی مقام کی تعبیر ہے اور آپ ﷺ کی سیرت اس کی تفسیر، جس سے سیّدہ عائشہ صدیقہؓ کے اس زرّیں قول کی معنویت اور صداقت سمجھ میں آتی ہے "وَ کَانَ خُلُقُہُ القرآن۔"

## متقین اور سرکشوں کا منظر

اس منظر میں دو مد مقابل فریقوں کا ذکر ہے، ان کا تقابل افراد و اجتماع میں بھی ہے، اور علامتوں او ہیئتوں میں بھی ہے پہلا منظر متقین کا ہے جس کے متعلق آیات ۴۹ تا ۵۴ میں فرمایا ہے کہ

یہ ذکر ہے اور بے شک متقین کے لیے اچھا انجام ہے، وہ انجام ہمیشہ رہنے کی جنتوں کا ہے، جن کے دروازے ان کے لیے کھلے ہوئے ہوں گے وہ اس میں تکیے لگائے ہوں گے، بہت سے پھل اور مشروب منگوائیں گے، اور ان کے پاس جھکی آنکھوں والیاں ہوں گی جو ہم عمر ہوں گی، یہی ہے وہ جس کا تم سے یوم الحساب کے سلسلے میں وعدہ کیا جاتا تھا، بلاشبہ یہ ہمارا رزق ہے جو اختتام پذیر نہ ہوگا۔

یعنی ان متقین کے لئے جنت کا اتکاء (تکیہ لگانا، ٹیک لگانا، سہارا لینا) کی راحت ہوگی، اور ان کے لیے کھانے پینے کا سامان ہوگا، جو پاکباز، ہم عمر نیکوکار ازواج ہوں گی جو جوان ہونے کے باوجود جھکی آنکھوں والی ہوں گی، جھانک کر نہیں دیکھتیں، اپنی نگاہیں

ادھر ادھر نہیں پھیلاتیں، یہ سب اس متاع دائم کا حصہ ہوگا جو اللہ کے نزدیک ان خوف خداوالوں کے لیے ہے۔

آیات ۵۵ تا ۵۸ یہ تو ہوا اور بے شک سرکشوں کے لیے برا انجام ہے، یعنی جہنم جس میں وہ پڑیں گے اور وہ برا بچھونا ہوگا، اس کو تو تم چکھو جو کھولتا پانی ہے اور جہنم والوں کے لئے پیپ اور خون ہے اور اسی عذاب کی جنس سے اور عذاب بھی ہوگا۔

یعنی جہنم والوں کا بچھونا تو ضرور ہوگا مگر راحت و آرام کے بغیر ہوگا اور برا بچھونا ہوگا۔ ان کا مشروب شدید گرم ہوگا اور نہایت بدبودار، بدمزہ، تے آور طعام ہوگا، یعنی اہل جہنم کا خون اور پیپ اور اسی عذاب کی جنس سے ان کے لیے اور عذاب بھی ہوں گے۔ (تفسیر فی ظلال القرآن جلد ۸ ص ۳۱۷)

# دار فانی سے کوچ کے وقت کا کلام

## حضرت ابوذر غفاریؓ

رسول پاک ﷺ کے عاشق زار اور معاشی مساوات کے علمبردار تھے۔ دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے ٹوٹی آواز میں دنیا والوں سے اس آخری فقرے سے خطاب فرمایا:

"قبلہ کی طرف میرا رخ کر دیجیے (تاکہ مرتے وقت بھی میرا منہ محبوب خدا کی طرف ہو۔)

## حضرت خالد بن ولیدؓ

حضور اکرم ﷺ نے "سیف اللہ" کے خطاب سے یاد فرمایا۔ آپ نے ایک سو جنگوں میں شرکت فرمائی اور تقریباً ہر جنگ میں سرخرو لوٹے۔ آپ نے اٹھاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ سپہ سالار اعظمؓ جب آخری وقت اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے اور بچنے کی کوئی امید نہ رہی تو فرمایا:

میری ساری زندگی میدان جنگ میں گذری۔

## حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

انہوں نے خلافت سنبھالتے ہی خلفائے راشدہ کی یاد تازہ کر دی۔ وفات سے پہلے مسلمہ بن عبدالملک۔ کے اصرار پر اپنے بیٹوں کو بلایا اور وصیت فرمائی:

''بیٹوں میں نے تمہیں اللہ کے حوالے کیا۔ تم جب بھی کسی مسلم یا ذمی کے پاس سے گزرو گے اس پر انشاء اللہ تمہارا ہی حق ہوگا۔ بیٹوں میں نے اپنی رائے بدل دی ہے کہ میں تمہیں مالدار چھوڑ کر مروں اور جہنم میں چلا جاؤں اس سے بہتر یہ ہے کہ تمہیں فقیر چھوڑ کر جاؤں اور جنت میں داخل ہو جاؤں۔ تمہارے باپ کو یہ بات اچھی لگی کہ وہ جنت میں چلا جائے اور تم فقیر رہو اس امر سے کہ تم مالدار ہو جاؤ اور وہ جہنم رسید ہو جائے۔ بیٹو جاؤ اللہ تمہاری حفاظت کرے گا اور تمہیں رزق دے گا۔''

## خلیفہ ہارون الرشید

جب آپ نے دیکھا کہ آخری وقت آ گیا ہے' تو تمام بنی ہاشم کے موجود لوگوں کو بلایا اور انہیں وصیت فرمائی:

ہر مخلوق کو بالآخر موت کا شکار ہونا ہے۔ اس وقت جو کچھ میری حالت ہے' تم سب پر عیاں ہے۔ میں تمہیں تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں: پہلی یہ کہ اپنی امانتوں کی حفاظت کرنا۔ دوسری یہ کہ اپنے حاکموں کی بر وقت خیر خواہی کرنا تیسری یہ کہ ہمیشہ متحد رہنا۔ تم لوگ محمد (امین) اور عبداللہ (مامون) پر ہمیشہ نظر رکھنا' اگر ان میں سے کوئی اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کرنا چاہے' تو اسے اس بغاوت سے باز رکھنا۔''

## حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ

آپ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

''میری نماز جنازہ وہ شخص پڑھائے جس نے کبھی حرام کاری نہ کی ہو۔ عصر کی سنتیں قضا نہ کی ہوں' ہمیشہ باجماعت نماز میں پہلی تکبیر سے شریک رہا ہو''۔ یہ خوبیاں سلطان شمس

الدین میں بدرجہ اتم موجود تھیں' چنانچہ انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔

## حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ

زندگی کے آخری لمحوں میں جب آپ پر مرض کا غلبہ ہوا تو طبیعت کی بے چینی ہونے کے باوجود آپ نے نماز باجماعت پڑھی' مگر بے ہوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب ہوش آیا' تو پوچھا: کیا میں نماز عشاء ادا کر چکا ہوں؟''لوگوں نے کہا:'' آپ نماز پڑھ چکے ہیں''۔ فرمایا: ایک دفعہ اور پڑھ لوں نہ معلوم پھر کیا ہو''۔ نہایت اطمینان کے ساتھ نماز ادا کی پھر بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آنے پر استغفار کیا فرمایا' تو لوگوں نے کہا: آپ دوبارہ نماز پڑھ چکے ہیں: فرمایا: ایک دفعہ اور پڑھ لوں نہ معلوم پھر کیا ہوگا''۔ چنانچہ تیسری بار نماز پڑھی اور یا حی یا قیوم کہہ کر جان اپنے خالق کے حوالے کر دی۔

## حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ

آپ نے وصال کے روز لنگر خانہ اور اس کے ساتھ جتنی چیزیں تھیں سب غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیں۔ آپ کے خادم خاص اقبال نے کچھ غلہ درویشوں کے لیے رکھ لیا۔ آپ کو معلوم ہوا، تو خفا ہوئے اور فرمایا:'' اس غلے کو کیوں باقی رکھا، فوراً لٹا دو اور ہر کوٹھڑی میں جھاڑو پھیر دو تا کہ خداوند تعالیٰ کے ہاں کسی چیز کا مواخذہ نہ ہو۔''

## حضرت قطب الاقطاب شاہ رکن عالم ملتانی سہروردیؒ

آپ نے آخری وعظ میں فرمایا:

''دوستو، دنیا ایک سرائے ہے۔ جو لوگ اس میں مسافرانہ وار رہتے ہیں اور اس کی کسی چیز سے دل نہیں لگاتے، جب پیک اجل کا بلاوا آتا ہے، تو وہ فرحاں و شاداں اپنے اصلی وطن کو سدھار جاتے ہیں اور انہیں اس دنیا کے چھوڑنے کا ذرہ بھر بھی ملال نہیں ہوتا، لیکن جو لوگ اس دار فانی کو اپنا وطن بنا لیتے ہیں، انہیں اس دنیا کو چھوڑتے ہوئے ضرور تکلیف ہوتی ہے۔ اے لوگو، سنو، میں تم ہی میں پیدا ہوا تم ہی میں پلا بڑھا، جوان ہوا اور پھر

بڑھاپے کی منزلیں طے کرتا ہوا آج اس مقام پر پہنچ چکا ہوں جہاں سے انسان ایسے ملک کی طرف بڑھ جاتا ہے جس میں اسے ابدی سکون نصیب ہوتا ہے۔ ممکن ہے آج کے بعد پھر ہمیں ایک دوسرے سے مل بیٹھنے کا موقعہ نہ ملے، اس لیے اگر کسی نے مجھ سے کچھ لینا ہو، تو مانگ لے۔ اگر کسی کو مجھ سے تکلیف پہنچی ہو، تو وہ اسی دنیا میں ہی اپنا بدلہ چکا لے''۔

## مصلح الدین شیخ سعدی شیرازیؒ

آپ بارہویں صدی کے قریب پیدا ہوئے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ آپ نے ایک سو دو سال عمر پائی۔ آپ مشرق کے جلیل القدر معلم اخلاق تھے۔ مرتے وقت آپ نے کہا ''اس درویش سے جو دکھاوے کی عبادت کرتا ہے، وہ گنہگار بہتر ہے جو گناہ کے ارتکاب کے بعد خدا کو یاد کر لیتا ہے۔''

## صلاح الدین ایوبیؒ

آپ اسلام کے اولوالعزم مجاہد تھے، آپ نے مرتے وقت فرمایا:

''اس گھماؤ دار بیڑے کو شہر کی گلیوں میں پھرایا جائے اور منادی کرائی جائے۔ فاتح مشرق..... طاقت ور صلاح الدین کا انجام دیکھو (عبرت حاصل کرو)۔'' پھر وصیت کی:

''تمام مذاہب کے غرباء خواہ وہ یہودی ہوں، عیسائی ہوں یا مسلمان، ان میں خیرات برابر تقسیم کی جائے۔'' (بحوالہ: اُردو ڈائجسٹ)

## حسن خاتمہ

امام ابوزرعہؒ مشہور محدث اور فقیہ گزرے ہیں، ان کے انتقال کا بھی عجیب واقعہ ہے، ابوجعفر تستری کہتے ہیں کہ ہم جان کنی کے وقت ان کے پاس حاضر ہوئے اس وقت ابو حاتم محمد بن مسلم، منذر بن شاذان اور علماء کی ایک جماعت یہاں موجود تھی، ان لوگوں کو تلقین میت کی حدیث کا خیال آیا کہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ: لقنوا موتاکم

لاالہ الااللہ (اپنے مردوں کولا الا اللہ کی تلقین کیا کرو مگر ابوزرعہ سے شرمارہے تھے، اور ان سے تلقین کی ہمت نہیں ہورہی تھی، آخرسب نے سوچ کر یہ راہ نکالی کہ تلقین کی حدیث کا مذاکرہ کرنا چاہیے، چنانچہ محمد بن مسلم نے ابتداء کی: حدثنا الضحاک بن مخلد عن عبدالحمید بن جعفر اور اتنا کہہ کر رک گئے، باقی حضرات نے بھی خاموشی اختیار کی، اس پر ابوزرعہؒ نے اسی جان کنی کے عالم میں روایت کرنا شروع کیا حدثنا بندار حدثنا ابوعاصم حدثنا عبدالحمید بن جعفر عن صالح بن ابی عریب عن کثیر بن مرۃ الحضرمی عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من کان آخر کلامہ لاالہ الااللہ اتنا ہی کہہ پائے تھے طائر روح قفس عنصری سے عالم قدسی کی طرف پرواز کر گیا، پوری حدیث یوں ہے "من کان آخر کلامہ لاالہ الااللہ دخل الجنۃ (یعنی جس کی زبان سے آخری الفاظ لاالہ الااللہ نکلے وہ جنت میں داخل ہوگا۔) (ابن ماجہ اور علم حدیث ص:۸۹)

## تم سب نے ہی اس کی تعریف کی

قاضی محمد بن یوسف الازدی اپنے کچھ نائبوں اور دوستوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ جن سے وہ کافی انس ومحبت رکھتے تھے کہ ان کی خدمت میں یمن کا بنا ہوا ایک بیش قیمت کپڑا پیش کیا گیا، جس کی قیمت انہیں پچاس دینار بتائی گئی۔ مجلس میں شام سب ہی لوگوں نے اس کپڑے کو پسند کیا اور اس کی تعریف کی۔

قاضی محمد بن یوسف نے اپنے خادم سے کہا۔

اے لڑکے۔۔۔ ذرا ٹوپیاں بنانے والے کو تو لاؤ۔

وہ حاضر خدمت ہوگیا۔۔۔ تو قاضی نے اس سے کہا

اس کپڑے کو کاٹ کاٹ کر اس کی ٹوپیاں بناڈالو۔ اور یہاں بیٹھے ہوئے ہمارے سب ہی دوستوں میں ایک ایک ٹوپی بانٹ دو۔

پھر اپنے احباب کی طرف متوجہ ہو کر بولے۔

بھئی تم سب نے ہی اس کپڑے کو پسند کیا اور اس کی تعریف کی، اگر کوئی ایک ایسا کرتا تو میں یہ کپڑا اسے بطور ہدیہ کے طور پر دے دیتا، مگر جب تم سب کی مشترکہ پسند دیکھی تو میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں تھا کہ تم سب کو اس میں سے کچھ نہ کچھ ملتا۔

(نشوار المحاضرة ۳۔۱۲۹)

## یہ مسلمانوں کی شان ہے

جب کچھ مسلمان خلفاء کا انتقال ہو گیا، تو روم میں اختلاف پھیل گیا اور روم کے سارے بادشاہ یکجا ہوئے اور کہنے لگے۔

اب مسلمانوں میں آپس میں اختلافات اور جھگڑے شروع ہو جائیں گے، اور ہم اس فتنہ کا فائدہ اٹھا کر ان پر حملہ کر دیں گے، اسی بات پر ان میں آپس میں مشورے اور بحث مباحثے ہونے لگے، پھر سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ یہ سنہری موقع ہے، اسے ضائع نہیں کرنا چاہیے، ان کا ایک دانا اور زیرک شخص ان میں اس وقت موجود نہیں تھا، سب نے کہا، کچھ کرنے سے پہلے ان سے مشورہ کر لینا ضروری ہے، پھر ان سب نے اس شخص کے سامنے اپنا فیصلہ رکھ دیا کہ ہم لوگ اس نتیجے پر پہنچے ہیں، تو اس نے کہا:

میں اسے مناسب نہیں سمجھتا، تو ان لوگوں نے وجہ جاننا چاہی، تو اس نے کہا: میں کل بتاؤں گا۔

اگلے دن سب لوگ اس کے پاس آئے اور کہا: آپ نے آج اپنی رائے دینے کا وعدہ کیا تھا تو اس نے کہا:

سر آنکھوں پر: اور یہ کہہ کر دو ضخیم کتے منگوائے جو اس نے پہلے سے تیار کر رکھے تھے اور انہیں آپس میں لڑائی کے لئے اکسایا، دونوں کتے آپس میں گتھم گتھا ہو گئے، یہاں تک کہ دونوں آپس میں لہولہان ہو گئے، جب دونوں کی حالت نازک ہو گئی تو اس نے ایک

دروازہ کھولا اور وہاں سے ایک بھیڑیئے کو نکال لایا اور ان کتوں پر چھوڑ دیا، جیسے ہی کتوں نے بھیڑیئے کو دیکھا تو آپس میں لڑائی بھول کر دونوں نے مل کر اس پر حملہ کر دیا اور اسے مار ڈالا۔

وہ آدمی ان لوگوں کے پاس آیا اور کہا:

مسلمانوں کے ساتھ تمہاری مثال ایسی ہی ہے جیسی اس بھیڑیئے کی ان کتوں کیساتھ ،مسلمان آپس میں اس وقت تک دست وگریبان رہتے ہیں، جب تک کہ کوئی باہر سے دشمن ان کے سامنے نہیں آتا، جیسے ہی کوئی اور دشمن آتا ہے وہ آپس کی دشمنی بھلا کر دشمن پر ٹوٹ پڑتے ہیں، لوگوں کو اس کی یہ بات پسند آئی اور انہوں نے اس کے مشورے پر عمل کیا۔

(قصص العراب ۴۔۳۶۱)

## پہلے بڑے کو موقع دو

عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدمت میں عراق سے کچھ لوگ آئے، تو انہوں نے دیکھا کہ ان میں سے ایک نوجوان، گفتگو شروع کرنے کے لئے پر تول رہا ہے، انہوں نے فرمایا: پہلے بڑے کو موقع دو، تو نوجوان بولا:

یاامیرالمومنین، اس کا عمر سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ اگر بات عمر کی ہوتی، تو مسلمانوں میں آپ سے زیادہ عمر کے لوگ بھی موجود ہیں، تو حضرت عمرؒ نے فرمایا: تم نے سچ کہا اللہ تم پر رحم کرے، بولو، کہو جو کہنا ہے۔

تو وہ نوجوان بولا: یا امیرالمومنین، ہم آپ کے پاس، کسی لالچ، یا ڈر کی وجہ سے نہیں آئے۔ کیونکہ ہمارے گھر اور ہمارا ملک ساری خیرات وبرکات سے بھرپور ہے، اور جہاں تک ڈر کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ کے عدل وانصاف کی بدولت آپ کے ظلم سے محفوظ رکھا ہے، تو حضرت عمرؒ نے فرمایا:

تو پھر کون ہو تم لوگ: اس نے کہا: ہم شکر گزاری کا وفد ہیں۔

محمد بن کعب القرظی، نے دیکھا کہ یہ سن کر حضرت عمرؓ کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا، تو انہوں نے فرمایا:

''یا امیر المومنین! لوگوں کی آپ سے ناآشنائی، آپ کی خود آشنائی کو مغلوب نہ کردے، کیونکہ بہت سارے لوگ تعریفوں کی اور لوگوں کی شکر گذاری کے دھوکے میں آکر ہلاک و برباد ہوگئے، اور میں آپ کو ایسا ہونے سے، اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں، یہ سن کر حضرت عمرؓ نے اپنا سر اپنے سینے سے لگالیا۔ (قصص العرب ۲۔۲۷۸)

## مہربان کیسے کیسے؟

مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حضرت مدنیؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

''میں نہ مولانا کا شاگرد ہوں، نہ مرید نہ پیر بھائی، ان کے مجاہدانہ کارناموں کی وجہ سے مجھے ان سے محبت و عقیدت ہوگئی تھی، میں ایک مرتبہ لکھنؤ سے گاڑی پر سوار ہوا، میری طبیعت خراب تھی، چادر اوڑھ کر سیٹ پر لیٹ گیا، بخار تھا، اعضاء شکنی تھی، اس لیے کراہتا بھی تھا، مجھے نہیں معلوم کون سا اسٹیشن آیا اور کونسا مسافر سوار ہوا بریلی کے اسٹیشن کے بعد ایک شخص نے میرے پاؤں اور کمر دبانا شروع کی، مجھے بہت راحت ہوئی، چپکا لیٹا رہا اور وہ دباتا رہا، مجھے پیاس لگی پانی مانگا تو مجھے اس نے اپنی صراحی سے گلاس پانی کا دیا اور کہا ''لیجیے'' میں نے اٹھ کر دیکھا تو مولانا مدنیؒ تھے، مجھے ندامت ہوئی اور معذرت کی لیکن انہوں نے اس درجہ مجبور کیا کہ پھر لیٹ گیا اور وہ رامپور تک برابر مجھ کو دباتے رہے، پھر میں اٹھ کر بیٹھ گیا''۔ (ماہنامہ الرشید مدنی و اقبال نمبر، ص ۱۷۲)

## اللہ اور فرشتوں میں سوال جواب

بہر صورت زمین کا ڈاواں ڈول ہونا جب بند ہوا تو فرشتوں نے کہا کہ یا اللہ آپ نے اتنی بڑی مخلوق بناڈالی، جس نے زمین کے ڈاواں ڈول ہونے کو بند کردیا تو اللہ نے فرمایا کہ اس سے بھی طاقتور مخلوق میرے خزانے میں ہے، فرشتوں نے پوچھا وہ کیا

ہے، اللہ نے فرمایا وہ لوہا ہے، لوہا پتھر پر مارو تو پہاڑ بھی ریزہ ریزہ ہو جائے گا، فرشتوں نے کہا یا اللہ لوہا تو بڑا طاقت والا ثابت ہوا اس سے بھی زیادہ کوئی طاقتور مخلوق ہے، اللہ نے فرمایا ہاں آگ میں نے لوہے سے بھی زیادہ طاقتور بنائی ہے کہ آگ لوہے کو پگھلا دیتی ہے، فرشتوں نے پوچھا یا اللہ اس سے بڑی کوئی طاقت ہے، اللہ نے فرمایا اس سے بھی بڑی طاقت ہے، فرشتوں نے پوچھا کیا ہے رب کائنات نے جواب میں فرمایا، پانی میں نے آگ سے بھی زیادہ طاقتور بنایا کہ پانی کا ایک چھینٹا دیا تو آگ بجھ جایا کرتی ہے، فرشتوں نے پوچھا کہ یا اللہ اس سے بھی بڑی کوئی طاقت والی چیز ہے، رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا کہ اس پانی سے بھی زیادہ طاقتور ہوا ہے، سمندر سے پانی کو اڑاتی ہے آسمانوں پر لے جاتی ہے پھر آسمانوں سے برستی ہے تو ہوا پانی سے بھی زیادہ طاقت والی ثابت ہوئی، فرشتوں نے پھر سوال کیا یا اللہ اس ہوا سے بھی زیادہ کوئی چیز تیرے خزانے میں ہے، رب کائنات نے فرمایا ہاں میرا نیک بندہ، ایمان والا بندہ جب دائیں ہاتھ سے خرچ کرے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہو کہ میں نے کیا خرچ کر دیا، اللہ کے لئے اخلاص کے ساتھ جب لگا دیتا ہے تو اس عمل کی طاقت وقوت اس ہوا سے بھی زیادہ ہوا کرتی ہے، معلوم ہوا کہ دنیا میں جتنی طاقتیں اللہ نے پیدا فرمائی ہیں ان میں سب سے زیادہ طاقت ور انسانی اخلاص والا عمل ہے، اخلاص والے عمل کے اندر دنیا کی ہر چیز سے بڑی طاقت موجود ہے۔ (دروس القرآن فی شہر رمضان)

## ذکر و تسبیح ہی میرے لئے کافی ہے

ولید بن عبدالملک نے اپنے دور حکومت میں حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ کو دمشق آنے کی دعوت دی تا کہ ملاقات اور زیارت ہو سکے۔ چنانچہ انہوں نے دعوت قبول کر لی اور اپنے ساتھ اپنے بڑے صاحبزادے (بیٹے) کو لے کر دمشق پہنچ گئے۔ جب آپ امیر المومنین (ولید بن عبدالملک) کے پاس پہنچے تو انہوں نے بڑا شاندار استقبال کیا اور

شاہی مہمان کی طرح ان کی عزت و اکرام کیا گیا پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی مشیت اور مرضی سے ایک ایسا حادثہ پیش آیا جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔

ہوا یوں کہ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا ولید کے اصطبل کی طرف گیا (جہاں گھوڑے اور دوسرے قیمتی جانور رکھے گئے تھے) تا کہ کسی عمدہ گھوڑے کو سواری کے لئے منتخب کر لے لیکن گھوڑے دیکھنے کے دوران اصطبل میں موجود ایک گھوڑے نے انہیں لات ماری جو ان کے لئے جان لیوا ثابت ہوئی (یعنی ان کا انتقال ہو گیا) جوان بیٹے کی اچانک موت ظاہر ہے ایک باپ کیلئے کیسے دُکھ کی بات ہوگی پھر بیٹے کے کفن دفن کا معاملہ آیا اور اسے بھی نمٹا دیا گیا۔ اس وقت یہ امیر المومنین کے مہمان تھے ابھی ان کے بیٹے کی موت کا واقعہ تازہ ہی تھا کہ ان کے پاؤں پر ایک پھوڑا نکل آیا جس نے ان کے پاؤں کو اندر سے کھوکھلا کرنا شروع کر دیا اور اس تکلیف کے باعث ان کی پنڈلی سوج گئی اور بہت تیزی سے یہ ورم بڑھتا گیا اور تکلیف میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

امیر المومنین نے ہر طرح سے اپنے مہمان کے علاج کے لئے حکیموں اور طبیبوں کو بلایا اور انہیں تاکید کی کہ جس طرح بھی ممکن ہو ان کا علاج کیا جائے۔

چنانچہ ان کے علاج کے لئے ہر طرح سے کوشش شروع کر دی گئی لیکن کافی علاج معالجے اور سوچ بچار کے بعد تمام حکیم اور طبیب اس نتیجے پر پہنچ کر متفق ہو گئے کہ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ٹانگ کاٹنے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ قبل اس کے کہ یہ ورم پورے بدن میں پھیل جائے اور ان کی موت کا سبب بن جائے ان کی مفلوج ٹانگ کا ٹنا ہی اس مسئلے کا حل ہے۔

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حکماء حضرات کی اس تجویز سے اتفاق کر لیا کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نظر نہیں آتا تھا۔ چنانچہ ان کی ٹانگ کاٹنے کیلئے جراح بلوا لئے گئے۔ جب جراح ان کی ٹانگ کاٹنے کیلئے اپنے تمام آلات لے آئے اور گوشت کاٹنے کے لئے قینچی اور ہڈی کاٹنے کے لئے آری بھی لائی گئی پھر جب ان کی ٹانگ کاٹنے کا وقت

آیا تو جراح کہنے لگے حضرت! ہمارا ارادہ ہے کہ آپ کو ایک گھونٹ شراب پلادی جائے تاکہ پاؤں کے کاٹنے کی تکلیف آپ کو محسوس نہ ہو۔ یہ سن کر حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے میں یہ نہیں چاہتا کہ میرے جسم کا کوئی حصہ کاٹ کر الگ کرلیا جائے اور مجھے اس کی تکلیف نہ ہو بلکہ آپ بغیر نشہ کے میری ٹانگ کاٹیں تاکہ مجھے درد ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے اس پر اجر وثواب ملے۔

چنانچہ جب جراح حضرات نے ان کی ٹانگ کاٹنے کا ارادہ کیا تو مضبوط اور طاقتور مردوں کی ایک جماعت آگے بڑھی، انہیں آگے بڑھتا دیکھ کر حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کیا بات ہے یہ کون لوگ ہیں اور یہ کس لئے آرہے ہیں؟

یہ بات سن کر طبیب کہنے لگے، ان لوگوں کو اس لئے بلایا ہے کہ یہ آپ کو پکڑ کر رکھیں تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ زیادہ درد اور تکلیف کی وجہ سے آپ اپنی ٹانگ کھینچ لیں اور اس کی وجہ سے آپ کو مزید کوئی نقصان اٹھانا پڑے۔

یہ سن کر حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے سب کو مخاطب کر کے ایک جملہ ارشاد فرمایا جو ان کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچے عشق کی واضح ترجمانی کرتا ہے اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ان لوگوں کو واپس کردو، مجھے ان کی ضرورت نہیں مجھے امید ہے کہ ذکر اور تسبیح ہی میرے لئے کافی ہے۔ اور جب تک میں ذکر و تسبیح میں مشغول رہوں گا ایسی کوئی نوبت نہیں آئے گی کہ مجھے پکڑنے کی ضرورت پڑے۔ پھر جراح نے قینچی کے ساتھ آپ کا گوشت کاٹنا شروع کیا اور کاٹتے کاٹتے ہڈی تک پہنچ گیا، پھر جراح ہڈی پر آری رکھ کر چلانے لگا اور ہڈی کو کاٹتے رہے اس دوران حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ مسلسل لا الٰہ الا اللہ و اللہ اکبر کہتے رہے۔ ذکر و تسبیح کا یہ سلسلہ مسلسل جاری رہا اور حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کی ہڈی کٹ گئی۔ پھر لوہے کی ایک کڑاہی میں تیل اُبالا گیا اور حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کی زخمی ٹانگ کو اس میں ڈبو دیا گیا تاکہ وہ اُبلتا ہوا خون رُک

جائے اور زخم کو داغ لگے۔ پھر اس علاج کے بعد حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ بہت دیر تک بے ہوش رہے اور اس دن بے ہوشی کی وجہ سے وہ قرآن کا اتنا حصہ تلاوت نہ کر سکے جو ان کی روزانہ کی ترتیب (ایک منزل) تھی۔ مورخین لکھتے ہیں کہ ان کی جوانی سے لے کر وفات تک کے درمیان صرف یہی ایک دن ایسا گزرا کہ جس میں وہ تلاوتِ قرآن مجید معمول کے مطابق نہیں کر سکے۔

اس کے بعد حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ اس زخم سے صحت یاب ہوئے تو انہوں نے اپنی کٹی ہوئی ٹانگ منگوائی، جب وہ ان کے سامنے آئی تو اس کو اپنے ہاتھوں سے اُلٹتے پلٹتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے: **أما والذی حملنی علتک فی عتمات اللیل الی المساجد**

ترجمہ: قسم ہے اس ذات کی جو مجھے تجھ پر لاد کر رات کی تاریکیوں میں مسجد کی طرف لے جاتی تھی، وہ ذات جانتی ہے کہ میں تجھ پر چل کر کبھی کسی حرام کام کی طرف نہیں گیا۔

پھر انہوں نے معن بن اوس رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار پڑھے جن میں وہ فرماتے ہیں:

**لعمرک ما أهویت کفی لریبة**

(اے اللہ! میں حلفیہ کہتا ہوں) کہ میں نے اپنا ہاتھ کبھی کسی مشکوک چیز کی طرف نہیں بڑھایا۔

**ولا حملتی نحو فاحشة رجلی**

اور نہ میری ٹانگ مجھے کسی گناہ کی طرف اُٹھا کر لے گئی ہے۔

**ولا قادنی سمعی ولا بصری لها**

اور نہ ہی میرے کان اور میری آنکھوں نے مجھے کسی برائی کی طرف ہنکایا۔

**ولا دلنی رابی علیها ولا عقلی**

اور نہ ہی میری عقل اور میری ضرورت و حاجت نے کسی برائی پر میری راہنمائی کی۔

**واعلم انی لم نصبنی مصیبة**

اور آپ یقین کیجئے مجھے زمانے میں کوئی مصیبت ایسی نہیں پہنچی۔

**من الدھر الا قد أصابت فتی قبلی**

جو مجھ سے پہلے کسی جوان کو نہ پہنچی ہو (بلکہ مجھ سے پہلے یہ مصیبت کسی نہ کسی کو ضرور پہنچی ہوگی)۔ (از تابعین کے واقعات)

## نزول قرآن کی تین حیثیتیں

محققین علماء نے لکھا ہے کہ نزول قرآن کی تین منزلیں ہیں، نزول قرآن کے تین درجے ہیں۔ نزول قرآن کا ایک درجہ ہے منظوری، یعنی آج کی رات منظوری کی رات ہے، کس کی عمر کتنی؟ کس کا رزق کتنا؟ کس کی عزت کتنی؟ کس کی اولاد کتنی؟ یہ شعبان کی ۱۵ ویں رات کو اللہ تعالیٰ کے یہاں "**فیھا یفرق کل امر حکیم**" بڑی بڑی حکمت والی باتوں کا فیصلہ دیا جاتا ہے۔ منظوری دی جاتی ہے۔ پورے سال میں جو رزق مقرر کیا گیا ہے، وہ ملے گا، جو عمر مقرر کی گئی ہے وہ دی جائے گی، جو امور طے کیے گئے ہیں وہ کیے جائیں گے، معلوم ہوا نزول قرآن کی ایک منزل ہے اللہ کی طرف سے نزول کا فیصلہ، فیصلہ نزول کا ہوا ہے شعبان کی ۱۵ ویں رات میں۔ تو یہ فرمانا تو صحیح ہے کہ "**انا انزلنٰہ فی لیلة مبارکة**" ہم نے برکت والی رات میں نازل کیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ منظوری اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کی دی ہے، صادر فرمائی ہے شعبان کی ۱۵ ویں شب میں، اور جہاں فرمایا کہ "**انا انزلنٰہ فی لیلة القدر**" حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں اتارا ہے۔ نزول قرآن کی ایک منزل یہ ہے کہ عرش الٰہی سے بلکہ لوح محفوظ سے "لوح" کے معنی آتے ہیں تختی، محفوظ کے معنی ہیں مضبوط اور جس میں کوئی تبدیلی اور تصرف نہیں کر سکتا، محفوظ ہے۔ یہ قرآن کریم جو ہمارے پاس ہے آپ کے پاس ہے،

یہ قرآن کریم نقل ہے اُس قرآن کریم کی جو لوح محفوظ میں ہے۔

جس کا مطلب یہ ہے کہ لوح محفوظ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو نازل فرمایا ہے آسمان دنیا پر، اور یہ ایک رات میں نازل فرمایا ہے۔ اس رات کا نام "لیلۃ القدر" وہ رمضان المبارک کی ۲۷ویں رات ہے۔ وہ رمضان المبارک کی طاق راتوں میں سے ایک رات ہے۔ معلوم ہوا نزول قرآن کا فیصلہ ۱۵ویں رات میں لوح محفوظ سے آسمان دنیا تک "لیلۃ القدر" میں اور آسمان دنیا سے سرکارِ دو عالم حضور ﷺ کے قلبِ مبارک تک ۲۳ سال میں، وہ ایک رات میں نہیں اترا، دو رات میں نہیں اترا، ۲۳ سال کی مدت میں نازل ہوا۔

## حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

ایک سال آپ جب حج سے فارغ ہوئے تو حرم شریف میں ایک ساعت کے لئے سو گئے۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے نازل ہوئے اور ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ اس سال کس قدر لوگ حج کو آئے ہیں، دوسرے نے جواب دیا، چھ لاکھ، پھر اس نے کہا "کس قدر لوگوں کا حج قبول ہوا ہے؟" اس نے کہا "کسی کا بھی حج قبول نہیں ہوا ہے۔" آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے یہ سنا تو میرے دل میں ایک اضطراب پیدا ہو گیا اور میں نے کہا اس قدر لوگ جو اطراف و اکناف سے اُٹھ کر صحراؤں اور بیابانوں کو طے کر کے آئے ہیں، ان کی تمام تکالیف و مصائب رائیگاں گئیں۔ پھر اس فرشتے نے کہا کہ دمشق میں ایک موچی ہے اس کا نام علی ابن الموفق ہے وہ حج کو نہیں آیا، لیکن اس کا حج قبول ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان سب لوگوں کو اس کے طفیل بخش دیا، جب میں نے یہ سنا تو خواب سے بیدار ہو گیا اور خیال کیا کہ مجھے دمشق جا کر اس شخص کی زیارت کرنی چاہیئے۔ جب میں دمشق پہنچا تو اس کا گھر تلاش کیا اور مکان کے دروازے پر آواز دی۔ اندر سے ایک شخص نکلا، میں نے اس سے اس کا نام دریافت کیا، اس نے کہا علی ابن الموفق، میں نے

کہا کہ مجھے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں، اس نے کہا،"ہاں کہو۔" میں نے کہا" آپ کیا کام کرتے ہیں؟" اس نے جواب دیا میں پارہ دوزی کرتا ہوں۔ پھر میں نے خواب کا تمام واقعہ اس سے بیان کیا۔ اس نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے کہا عبداللہ بن مبارک (رحمۃ اللہ علیہ)۔ اس نے ایک نعرہ لگایا اور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو میں نے کہا مجھے اپنی حالت سے آگاہ فرمایئے۔ انہوں نے کہا مجھے تیس سال سے حج کی آرزو تھی۔ میں نے اس مدت دراز میں تین ہزار درہم جمع کیے اور اس سال حج کا ارادہ کیا۔ ایک دن میری بیوی نے جو حاملہ تھی مجھ سے کہا کہ ہمسایہ کے گھر سے آج طعام کی بو آ رہی ہے، جاؤ اور میرے لئے کچھ طعام ان سے مانگ لاؤ۔ میں گیا تو ہمسایہ نے مجھ سے یہ ذکر کیا کہ تین دن رات سے میرے بچوں نے کچھ نہ کھایا تھا، آج اتفاقاً میں نے ایک مردار گدھا دیکھا تو اس سے ایک ٹکڑا گوشت کا کاٹ لیا، اور طعام بنایا وہ تمہارے لئے حلال نہیں۔ جب میں نے یہ سنا تو میری جان کو ایک آگ سی لگ گئی، میں تین ہزار درہم گھر سے اٹھا لایا اور اس کو دے دیئے کہ اس سے اپنے بال بچوں کا گزارہ کرو کہ میرا حج یہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی خاص عنایت ہے کہ میرے خلوصِ نیت کو دیکھ کر بغیر ادائیگی مراسمِ حج اس نے میرے اس فعل کو قبولیت حج کا درجہ عطا فرمایا۔

## عقلمند، دولتمند، دانا، درویش اور بخیل کی پہچان

مکہ شریف میں ایک دن حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ آپ (شقیق رحمۃ اللہ علیہ) کے پاس تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے فرمایا اے ابراہیم! معاش کے بارے میں تم کیا کرتے ہو؟ فرمایا اگر کوئی چیز جاتی ہے تو شکر کرتا ہوں، اگر نہیں ملتی تو صبر کرتا ہوں، آپ کہنے لگے، ہماری گلی کے کتے بھی یہی کرتے ہیں۔ اگر کوئی چیز انہیں مل جاتی ہے تو اظہار شکر میں دم ہلاتے ہیں اور اگر نہیں ملتی تو صبر کرتے ہیں۔ حضرت ابرہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، بھلا پھر تم کیا کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا، اگر ہمیں کوئی چیز مل جاتی ہے تو ایثار کرتے

ہیں اور اگر نہیں ملتی تو صبر کرتے ہیں۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ اُٹھے اور آپ کا سر چوم لیا۔

فرمایا میں نے سات سو علماء سے دریافت کیا کہ عقلمند کون ہے، دولتمند کون ہے، دانا کون ہے، درویش کس کو کہتے ہیں اور بخیل کون ہوتا ہے؟ اُن سب یعنی سات سو علماء نے ایک ہی جواب دیا کہ عقلمند وہ ہے جو دنیا کو دوست نہ رکھے اور دانا وہ ہے کہ دنیا اس کو فریب نہ دے سکے اور وہ دولتمند ہے جو اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی ہو اور درویش وہ ہے جس کے دل میں زیادتی کی طلب نہ ہو اور بخیل وہ ہے جو حق تعالیٰ کے مال کا حق ادا نہ کرے۔

## بادشاہ لوگ

ایک دفعہ رفیع گنج کے تھانیدار کو ہمراہ لے کر میں ایک نہایت دور افتادہ علاقے کے دورے پر گیا، یہ مقام مکھیوں اور مچھروں کے لیے مشہور تھا، اس لئے ہم دونوں اپنی اپنی مچھر دانی ساتھ لے کر گئے تھے۔ رات کو ہم دونوں نے جس چھوٹے سے ریسٹ ہاؤس میں قیام کیا۔ وہاں چارپائیاں تو تھیں لیکن مچھر دانیاں لگانے کے لئے کسی قسم کے ڈنڈے موجود نہ تھے، مجبوراً مچھر دانی لگائے بغیر میں سامنے والے برآمدے میں لیٹ گیا۔ اور تھانیدار نے اپنی چارپائی پچھلے برآمدے بچھالی، لیٹتے ہی مٹر کے دانوں کی طرح موٹے موٹے مچھروں نے چاروں طرف سے زبردست یورش کردی۔ وہ قطار در قطار پیں پیں کرتے ہوئے آتے تھے اور اس قدر بے رحمی سے کاٹتے تھے جیسے کوئی دہکتے ہوئے انگارے چمٹے سے اٹھا اٹھا کر مل رہا ہو، مچھروں کے حملوں سے میرا تو برا حال ہو رہا تھا۔ لیکن عقبی برآمدے سے برابر تھانیدار کے کھراٹوں کی آواز آرہی تھی۔ آدھی رات کے قریب میں نے دبے پاؤں اٹھ کر اس کی طرف جھانکا تو دیکھا کہ تھانیدار صاحب کی چارپائی پر ان کی مچھر دانی بڑی آن بان سے تنی ہوئی ہے اور چار مقامی چوکیدار اسے چاروں کونوں سے تھامے بالکل بے حس و حرکت پتھر کے ستونوں کی طرح ایستادہ ہیں۔ (شہاب نامہ، ص:۱۹۸)

# اکتیس باہمی حقوقِ مسلمانی

۱......معاشرے کاایک شہری ہے اور اسے دوسرے شہریوں کے برابر اتنے ہی حقوق حاصل ہیں جتنے کسی دوسرے کو۔

۲......حق روزگار کابرابر حق حاصل ہے اسی کوکسی پیشہ کے اختیار کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے۔ البتہ کوئی ایسا پیشہ اختیار کرنے سے اسے حق نہ ہوگا جومعاشرہ کے مفادات کے منافی ہو۔ کیونکہ اجتماعی مفاد بہر حال معاشرہ کے فرد کی حیثیت سے ایک عام انسان کا اتنا ہی مطلوب ومقصود ہے جتنا دوسرے معاشرے کا۔

۳......حاکم وقت یاحکمرانوں یاکسی بھی طبقے سے پہنچنے والی تکلیف پردادرسی کاطالب ہوسکتا ہے۔

۴......وسائل رزق سے اپنا حصہ محنت سے حاصل کرسکتا ہے۔کوئی اس کی آمدنی پررکاوٹ یاپابندی نہیں لگاسکتا۔

۵......معاشرہ کےاندراور باہر ہونے والےواقعات اوراس کی کارگزاری پرتبصرہ کرنے کااتنا ہی مجاز ہے جتنا کوئی دوسرا شہری ہوسکتا ہے۔

۶......محنت یااجرت کواپنی محنت کے بدلہ میں لینے کاحق رکھتا ہے۔کوئی اس کی محنت کوکسی نامنصفانہ بنیاد پرکم کرنے کاحق نہیں رکھتا۔

۷......حق ملکیت کادارومدار ہے۔

۸......حق آزادی کواستعمال کرکے معاشرہ میں جہاں چاہے چلے پھرے اور جہاں چاہے بودوباش اختیار کرے مگر یہ اس کے اپنے وسائل اوراپنی معاشرتی ذمہ داریوں کے حوالہ سے ہی ممکن ہے۔

۹......ہرپیشہ زندگی اختیار کرسکتا ہے جس کا معاشرہ میں کوئی قابل قدر مقام ومرتبہ ہے۔

۱۰......اپنے خاندان اوراولاد کی پرورش، تعلیم اوران کی رہائش کیلئے اپنی خواہشات اور سہولیات کے مطابق جس درجہ میں رکھنا چاہے اسے رکھنے کا حق ہے۔

۱۱......قانون کی رو سے سب شہریوں کے برابر مساوی درجہ اورحق رکھتا ہے اوراسی کی بنیاد پراپنا حق مانگ سکتا ہے۔

۱۲......رنگ، نسل، خاندان، زر و مال، جسمانی خدوخال، مذہب، پیشہ و مرتبہ اور علاقے کے حوالے سے کسی امتیاز یا تفریق کا روادار نہیں ہے۔

۱۳......آسائشات زندگی کو اختیار کرنے کا مساوی حق رکھتا ہے۔

۱۴......روٹی، کپڑا اور مکان کسی فرد کا بنیادی حق ہے اور سلطنت اس کی کفیل ہے اگر کوئی شہری اپنی کسی معذوری یا مجبوری کی وجہ سے ان حقوق کے حاصل کرنے سے معذور ہے تو اس حق حاصل ہے کہ وہ اپنے حکمرانوں سے ان حقوق کی کفالت کا دعویٰ کرے۔

۱۵......صحت، تعلیم، تفریح اور ترقی کے لئے اپنے ارادوں کی تکمیل کیلئے کسی امتیاز کی بنیاد پر اسے روکا نہیں جا سکتا۔

۱۶......بنیادی ضروریات زندگی سے تعلق رکھنے والی چیز اشیاء سے تمام مسلمانوں کی طرح ہر فرد برابر مستفید ہو سکتا ہے۔ آگ، نباتات، درخت، سبزہ، پانی اور ہوا زمین تمام بنی نوع انسان کا مشترکہ سرمایہ ہے اور برابر کے مالک ہیں لیکن جس قدر کوئی فرد اپنی محنت سے اپنی ملکیت لے چکا ہوتا ہے اس پر کوئی دوسرا فرد قبضہ نہیں کر سکتا۔

۱۷......کسی فرد کو جب کوئی عہد کر لے تو اسے توڑنے کا حق نہیں۔ اس لئے اس کو توڑنے پر دوسرے کا احتساب کرنے کا حق حاصل ہے۔

۱۸......جان، مال، اولاد اور آسائشات کسی انسان کی بنیادی ملکیت ہیں اور سب انسانوں کو یہ حق رکھنے میں برابری حاصل ہے لیکن کسی شہری کو دوسرے کی جان، مال، اولاد اور آسائشات کو تر تیج کرنے، ختم کرنے یا ممکن بنانے کا حق نہیں۔ معاشرہ ہر فرد

کے جان، مال، اولاد اور اس کی بنیادی آسائشات کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اور ہر شخص کو اس حفاظت کے لئے کسی خاص امتیاز کا روا نہیں رکھا جا سکتا۔

۱۹...... تحریر، تقریر، تنقید اور توضیح ہر فرد کے بنیادی حق ہیں۔ ہر فرد کو معاشرے میں ان حقوق کے اظہار کا حق حاصل ہے اور سب فرد اس میں برابر ہیں۔ کسی کو ان حقوق کے استعمال پر کسی بنیاد پر ترجیح یا تفوق نہیں دیا سکتا۔

۲۰...... مرتبہ، منصب اور مقام میں شہری اور افراد برابری رکھتے ہیں۔ ذمہ داری کی بنیاد پر امتیاز تو ہو سکتا ہے لیکن ذات کے حوالے سے کسی فرد کو ان بنیادوں کی وجہ سے دوسرے فرد کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے، نادار امتیاز برتنے اور کوئی ترجیحی مفاد حاصل کرنے کا حق نہیں ملتا۔

۲۱...... عزت نفس، خودداری اور ذاتی حیثیت میں تمام افراد برابر ہیں۔ کسی کو اپنے بلند منصب، زر و مال، میں تفوق یا خاندانی نسب و شرف کی بنیاد پر دوسرے فرد کی عزت نفس، خودداری یا ذاتی حیثیت پر حملہ کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی اور اگر کوئی کسی غلطی کا ارتکاب کرتا ہے تو اسے معاملہ میں ایک جیسی سزا کا مستحق قرار دیا جائے گا۔

۲۲...... قانون کی نگاہ میں امیر و غریب، حاکم و محکوم، جاہل و عالم اور چھوٹے یا بڑے کو برابری ک درجہ حاصل ہے۔ کسی کو انعام میں عقوبت میں امتیازی سلوک کا روادار قرار نہیں دیا جا سکتا۔

۲۳...... جنسی تفریق کی وجہ سے کسی عورت کو مرد سے اور مرد کو اس عورت سے اس کے بنیادی حقوق میں امتیاز برتا نہیں جا سکتا اور ہر ایک کو ایک جیسی آسائشات و تفریحا ت کا حق حاصل ہے۔

۲۴...... ذمہ داری کے تعین میں دائرہ کار زندگی مختلف ہونے کی وجہ سے معاملات مختلف النوع ہو سکتے ہیں۔ لیکن بنیادی ضروریات زندگی میں سب کا حق ایک جیسا، سب کی ذمہ داری پر گرفت و محاسبہ ایک جیسا اور انصاف تک رسائی ایک جیسی حاصل

ہے۔ کسی انسان کو دوسرے انسان سے ترجیحی مفاد نہیں دیا جاسکتا۔

۲۵......تمام لوگوں کو تمام ممالک میں تمام بنیادی حقوق حاصل کرنے کا برابر حق ہے۔ کسی فرد کو شہری یا غیر شہری ہونے کی وجہ سے کسی بنیادی حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔

۲۶......انسانی بنیادوں پر ہر حق فرد کا حق برابر ہے کہ کسی کو کسی بھی جگہ، کسی بھی وقت، کسی بھی حالت میں کسی دوسرے انسان کے ساتھ ناانصافی یا ناروا سلوک کرنے کا حق نہیں ہے۔ ہر ایک کی جان، مال اور عزت نفس کا احترام سب پر یکساں فرض ہے۔

۲۷......نمائش، اظہار ابلاغ یا تحریر و تقریر سے کسی انسان کو دوسرے انسان کا تمسخر اڑانے یا ہتک کا نشانہ بنانے کا حق حاصل نہیں ہے۔

۲۸......کسی فرد کو کسی الزام میں اپنی صفائی دینے کا برابر حق حاصل ہے اور کوئی اسے اس بنیادی حق سے محروم نہیں کرسکتا اور اسے اپنی صفائی میں اپنی شہادات جمع کرنے اور نظائر سے استفادہ کرنے کا بنیادی حق ہے۔

۲۹......کسی فرد کو صرف الزام کی بنیاد پر ناروا تشدد اور خوف و تحریص کے ہتھکنڈوں سے کوئی بات جبری طور پر ماننے یا اگلنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

۳۰......ہر شہری کو اپنی بود و باش، رہن سہن اور نجی زندگی میں اپنی پسند اور ضروریات کے مطابق اپنے وسائل خرچ کرنے اور درجہ و معیار اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔ کسی امتیاز قانونی جبر کے تحت اسے اس حق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ بشرطیکہ اس کے اس حق سے کسی دوسرے شہری کی دل آزاری یا آزادی پر کوئی قدغن نہ پڑتی ہو۔

۳۱......ہر فرد یا انسان کو اپنی آمدنی کو اپنی پسند اور خواہش کے مطابق خرچ کرنے کا حق حاصل ہے اور وہ اپنے مال کو جس جگہ پر جس طریقے سے کسب معاش یا کفالت عامہ کے لئے لگانا چاہے اسے پوری آزادی حاصل ہے۔

(حقوق العباد کی فکر کیجئے)

## دس آدمی، دس سوال، دس جواب

ایک دفعہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ ہم دس آدمی ہیں اور سوال ایک ہی ہے، مگر جواب جُداگانہ چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، ہاں کہو۔ اس نے یہ سوال پیش کیا "علم بہتر ہے یا مال؟" آپ نے اس طرح جواب دینا شروع کیا:

۱. علم: اس لئے کہ مال کی تجھے حفاظت کرنی پڑتی ہے اور علم تیری حفاظت کرتا ہے۔

۲. علم: اس لئے کہ مال فرعون وہامان کا ترکہ ہے اور علم انبیاء کی میراث ہے۔

۳. علم: اس لئے کہ مال خرچ کرنے سے کم ہوتا ہے اور علم ترقی کرتا ہے۔

۴. علم: اس لئے کہ مال دیر تک رکھنے سے فرسودہ ہو جاتا ہے مگر علم کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔

۵. علم: اس لئے کہ مال کو ہر وقت چوری کا خطرہ ہے، علم کو نہیں۔

۶. علم: اس لئے کہ صاحب مال کبھی بخیل بھی کہلاتا ہے مگر صاحب علم کریم ہی کہلاتا ہے۔

۷. علم: اس لئے کہ اس سے دل کو روشنی ملتی ہے، اور مال سے دل تیرہ وتار ہو جاتا ہے۔

۸. علم: اس لئے کہ کثرت مال سے فرعون وغیرہ نے دعویٰ خدائی کیا، مگر کثرت علم سے رسول پاک ﷺ نے ماعبدناک حق عبادتک کہا۔

۹. علم: اس لئے کہ مال سے بے شمار دشمن پیدا ہوتے ہیں مگر علم سے ہر دلعزیزی حاصل ہوتی ہے۔

۱۰. علم: اس لئے کہ یوم قیامت کو مال کا حساب ہوگا، مگر علم پر کوئی حساب نہ ہوگا۔

(بحوالہ مخزن اخلاق)

## سواری کی دعائیں اتباع پیغمبر ﷺ کی عجیب مثال

حضرت علی بن ربیعہؒ فرماتے ہیں حضرت علیؓ جب اپنی سواری پر سوار ہونے لگے تو رکاب میں پیر رکھتے ہی فرمایا بسم اللہ جب جمکر بیٹھ گئے تو فرمایا الحمد اللہ سبحان الذی سخرلنا ھذا وما کنا لہ مقرنین ونا الی ربنا لمنقلبون پھر تین مرتبہ الحمدللہ کہا اور تین مرتبہ اللہ اکبر پھر فرمایا سبحنک لاالہ الانت قد ظلمت نفسی فاغفرلی پھر ہنس دیئے، میں نے پوچھا امیر المومنین آپ ہنسے کیوں، فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے یہ سب کچھ کیا پھر ہنس دیئے تو میں نے بھی حضور ﷺ سے یہی سوال کیا آپ نے جواب دیا کہ جب بندے کے منہ سے اللہ تعالیٰ سنتا ہے کہ وہ کہتا ہے کہ رب اغفرلی میرے رب مجھے بخش دے، تو وہ بہت ہی خوش ہوتا ہے اور فرماتا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا۔

(ابن کثیر ص ۳۰ جلد ۵)

## مولانا عبدالشکور دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت کی چند جھلکیاں

چہرہ بشرہ شرافت ونجابت کا آئینہ، وضع قطع متوازن ومتواضع، چال اور ڈھال میں سنتِ نبوی ﷺ کی تصویر، قول وقرار میں تمکنت اور وقار، لب ولہجے میں سوز وترنم سے بے نیاز لذت وحلاوت، منبر ومحراب سے کتاب وسنت کے پھول بکھیرنے والا خطیب، اور ایسا خطیب جو خطابت اور ادب کو پہلو بہ پہلو لے کر چلتا ہے۔ عوام وخواص، عالم وجاہل، شاعر و بے شعور سب اس کی گفتگو سے یکساں متاثر بلکہ حیرت زدہ اور بعض اوقات انگشت بدنداں، اس کے مسجع اور مقفیٰ جملے بعض اوقات ایک نظم کی صورت اختیار کر جاتے ہیں اور یہ نظم گھنٹوں تک مختلف امثال وواقعات کو سمیٹتی اور نشیب وفراز سے گزرتی ہوئی تکمیل کی طرف رواں دواں رہتی ہے۔ یہ صاحب ہیں مولانا عبدالشکور دین پوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ان کے چند تقریری اقتباسات ملاحظہ فرمائیں:

## نبی انسان مگر صاحبِ شان ہوتا ہے

مخلوق کی چار قسمیں بیان کی تھیں ،نوری ناری ،آبی ، خاکی ۔ان چاروں میں سے اگر نبوت ملی ہے تو خاکی کو ملی ہے۔تمام صحابہ کون ہیں؟ (خاکی) اہل بیت کون ہیں؟ (خاکی) خود مصطفیٰ کون ہیں؟ (خاکی) نوری ، ناری ، آبی کو تو نبوت ملی نہیں بتاؤ پھر نبی کون ہوتا ہے؟ عزیزو نبی انسان ہوتا ہے مگر صاحبِ شان ہوتا ہے۔

## خصائصِ نبوت

نبی اشارہ کرے تو چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے۔

نبی اشارہ کرے بارش شروع ہو جاتی ہے۔

نبی دعا کرے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اسلام مل جاتا ہے۔

پیغمبر سجدہ کرے تو امت بخشی جاتی ہے۔

نبی سیر کرے تو معراج بن جاتی ہے۔

نبی گفتگو کرے تو حدیث بن جاتی ہے۔

جو نبی کے نکاح میں آئے وہ مومنوں کی ماں بن جاتی ہے۔

نبی پیدا ہو تو مکہ مکرمہ بن جاتا ہے۔

نبی ﷺ ہجرت کرے تو مدینہ منورہ بن جاتا ہے۔

نبی ﷺ کے جھنڈے کے نیچے آئے تو غازی بن جاتا ہے۔

مسجد میں آئے تو نمازی بن جاتا ہے۔

غلام قرآن پڑھے تو قاری بن جاتا ہے۔

میدان میں نکلے تو غازی بن جاتا ہے۔

کعبے کا طواف کرے تو حاجی بن جاتا ہے۔

کوئی کلمہ پڑھ کر محمد ﷺ کا چہرہ دیکھے تو قیامت تک محمد ﷺ کا صحابی بن جاتا ہے۔

## خدا اپنے بندوں پر مہربان ہے

ایک جملہ کہہ دوں؟ بچہ روئے تو اماں بہلاتی ہے۔ جب محمد ﷺ کا امتی روئے تو رحمتِ خداوندی بہلاتی ہے۔ (سبحان اللہ) میں نے ایک حدیث پڑھی ہے۔ میرے محبوب ﷺ فرماتے ہیں کہ جب تنہا بچہ رونے لگے، ادھر اس کی اماں کسی کام میں مصروف ہوتی ہے، روٹی پکا رہی ہوتی ہے، چکی پیس رہی ہوتی ہے، جھاڑو دے رہی ہوتی ہے، ادھر اندر سویا بچہ جاگ پڑتا ہے، اندر چیخنے لگتا ہے۔ ماں دور ہوتی ہے، بچے کی آواز بھی نہیں سن رہی، مگر پھر بھی کہتی ہے میری بہن یہ ذرا تم چکی پیسو، میری جگہ جھاڑو دو۔ میرا دودھ ابلنے لگا ہے، دودھ بہنے لگا ہے، دودھ میں کچھ اثر پیدا ہو گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ میرا بچہ جاگ گیا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ بچہ روئے تو دودھ بے قرار ہوتا ہے، گنہگار رو پڑے تو عرش والے کی رحمت بے قرار ہو جاتی ہے۔

ننھا بچہ رو پڑے تو ماں کا دودھ ابلنے لگتا ہے، گنہگار رو پڑے تو اللہ کی رحمت اترنے لگتی ہے۔ (سبحان اللہ)

کبھی اس کے سامنے رو پڑا کرو۔ جو نیکی کر کے بھی خدا کے سامنے روتا ہے وہ ہنستا ہوا جنت میں جائے گا۔ ایک حدیث سن لو۔ "**من عمل صالحا وهو يبكي ادخله الله الجنة وهو يضحك**" جو نیکی کر کے روتا ہے، دعا مانگتا ہے، پھر چیخیں نکل جاتی ہیں۔ جو رو رو کر دعا کرتا ہے، رو رو کر نماز پڑھتا ہے، رو رو کر ذکر کرتا ہے، رو رو کر قرآن پڑھتا ہے، وہ جنت میں ہنستا ہوا جائے گا۔ حدیث پڑھ رہا ہوں۔

فرمایا جو ہنس ہنس کر گناہ کرتا ہے، کسی کی لڑکی کو پکڑا، میں نے فلاں سے بازی لگا لی ہے، فلاں کی لڑکی میں نے اٹھالی، میں نے فلاں کی چوری کر لی، آج میں نے اتنی جیب تراشی کر لی، آج میں نے تولتے ہوئے یوں ڈنڈی ماری، میں نے اس طرح اتنا کما لیا، فلاں کو میں نے دھوکا دیا، فلاں کو میں نے لڑا دیا، فلاں پر میں نے کیس کر دیا، میں مقدمہ

جیت گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو گناہ کر کے خوش ہوتا ہے، جہنم میں چیختا ہوا جائے گا۔ وہاں کوئی قریب نہیں ہوگا۔ جب وہاں یہ چیخے گا، سننے والا کوئی نہیں ہوگا۔

گناہ کر کے ہنسنے والو! کل ایسے چیخو گے کہ تمہیں کوئی ہمدرد نظر نہیں آئے گا۔

## پیغمبر ﷺ کا پسینہ، کستوری سے زیادہ معطر

ہم محمد ﷺ کے پسینے کو کستوری سے بھی افضل مانتے ہیں، میں نبی ﷺ کے ارشارہ کو معجزہ مانتا ہوں، محمد ﷺ کے چہرے کو جنت کی ضمانت مانتا ہوں، ان کی گفتگو کو حدیث مانتا ہوں، پیغمبر کی دعا کو مقبول مانتا ہوں، پیغمبر کے قدم کو سنت مانتا ہوں، نبی ﷺ کے عمل کو شریعت مانتا ہوں، نبی ﷺ کی مسکراہٹ کو جنت مانتا ہوں، محمد مصطفیٰ ﷺ کے شہر مدینہ منورہ مانتا ہوں، نبی ﷺ کے جائے ولادت کو مکہ مکرمہ مانتا ہوں، پیغمبر کے پسینے کو کستوری سے زیادہ معطر مانتا ہو، جبرائیل علیہ السلام سے زیادہ محمد کریم ﷺ کو مطہر مانتا ہوں۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے۔

## حضرت ابوبکر صدیقؓ پیغمبر حضرت محمد ﷺ کا رفیق، نبوت اس پہ شفیق

جس کو میرے آقا ﷺ نے صدیق کہا وہ صدیق ہی رہے گا، وہ صدیق ہے، پیغمبر کا رفیق ہے، نبوت اس پر شفیق ہے، صحابہ میں لئیق ہے، میری تحقیق ہے، جو کچھ کہہ رہا ہوں بالکل ٹھیک ہے۔

## مرادِ پیغمبر ﷺ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

فرمایا "اللّٰھم اعز الاسلام"..... کعبے کا غلاف پکڑ کر سحری کو میرے پیغمبر ﷺ نے دعا فرمائی۔ عرش والے اسلام کو عزت عطا فرما۔ اس وقت ۴۵ پینتالیس مسلمان ہو چکے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کلمہ پڑھ چکے تھے۔ سولہ عورتیں کلمہ پڑھ چکی تھیں۔ مگر ابھی اسلام کو قوت و دبدبہ ضیاء و حشمت نہیں ملی تھی۔ ابھی کعبے میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں تھی۔ تو میرے محبوب ﷺ نے دعا کی کہ مولا! انتخاب تیرے ذمے، جواب تیرے ذمے

اور مانگنا میرے ذمے۔ مولا! ابوجہل کو مسلمان کر یا عمر (رضی اللہ عنہ) کو۔ اللہ نے فرمایا آپ کی دعا عرش چیر کر پہنچ گئی۔ اب میں انتخاب کروں گا۔ میں نے ابوجہل کے دل کو دیکھا وہ مردہ، افسردہ، وہ زندیق، بے دین، بدترین، لعین ہے، وہ تیرا دشمن ہے، میں ابوجہل کو کتے کی موت مرواؤں گا، لڑکے سے قتل کراؤں گا، اس کو قلیب بدر میں ڈلواؤں گا، اس کو پتھروں سے مرواؤں گا۔ اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھواؤں گا اس کی قبر کا نام ونشان مٹاؤں گا۔ ابوجہل کو تیرا دشمن بناؤں گا۔ اس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈلواؤں گا!

محمد ﷺ تیری دعا پر میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تیرے دروازے پر لاؤں گا۔

استقبال کراؤں گا، نعرہ تکبیر لگواؤں گا، خوشی منواؤں گا، فاروق رضی اللہ عنہ سے کلمہ پڑھواؤں گا، اس کی بیٹی تیرے گھر بساؤں گا، اس کو ساتھ بھیج کر کعبے کا در کھلواؤں گا، اسے فاروق رضی اللہ عنہ بناؤں گا، اسے تیرا خلیفہ بناؤں گا، محمد ﷺ تیرے بعد اس کے ہاتھ سے دین کا جھنڈا لہراؤں گا دیکھ لینا قیامت تک روضے میں تیرے ساتھ سلواؤں گا۔ تیرے ساتھ قیامت کے دن اٹھا کر جنت میں لے جاؤں گا۔ یہ انتخاب اللہ کا ہے۔

## ''فاروق'' لقب کب ملا

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فاروق کا لقب اس وقت ملا جب کعبے کا در کھلا، اسی کعبے میں تین سو ساٹھ بُت، نہ موسم نہ رُت، پتھر کے خدا، پیتل کے خدا، پتلے خدا، موٹے خدا، بڑے خدا، چھوٹے خدا، عزیز وسارے خدا، کوئی اٹکے ہوئے، کوئی لٹکے ہوئے، کوئی پڑے ہوئے، کوئی کھڑے ہوئے، عجب قسم کے (باطل) خداؤں کا ایک مرکز، ایک ڈھیر تھا۔ حدیث میں آتا ہے جب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کلمہ پڑھا تو کملی والے کی زبان، فیض ترجمان، گوہر فشان سے یہ اعلان نکلا، اللہ اکبر، اور یاروں نے، تابعداروں نے، جان نثاروں نے، وفاداروں نے بھی ہم نوائی کی۔ اس موقعہ پر احادیث میں آتا ہے کہ مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ (خطبات دین پوریؒ، جلد اول سے ماخوذ)

## نظر حق ہے، میری امت کی اکثر موت نظر سے ہوگی

مسند بزار میں ہے کہ میری امت کی قضاوقدر کے بعد اکثر موت نظر سے ہوگی ،فرماتے ہیں نظر حق ہے انسان کو قبر تک پہنچادیتی ہے اور اونٹ کو ہنڈیا تک ،میری امت کی اکثر ہلاکی اسی میں ہے،ایک اور صحیح سند سے بھی یہ روایت مروی ہے،فرمان رسالت ہے کہ ایک بیماری دوسرے کو نہیں لگتی اور نہ الو کی وجہ سے بربادی کا یقین کر لینا کوئی واقعیت رکھتا ہے اور نہ حسد کوئی چیز ہے،ہاں نظر سچ ہے،ابن عساکر میں ہے کہ جبرئیل حضورﷺ کے پاس آئے آپ اس وقت غمزدہ تھے جب پوچھا تو فرمایا حسن اور حسینؓ کو نظر لگ گئی ہے،فرمایا یہ سچائی کے قابل چیز ہے نظر واقعی لگتی ہے،آپ نے یہ کلمات پڑھ کر انہیں پناہ میں کیوں نہ دیا حضورﷺ نے یہ پوچھا وہ کلمات کیا ہے فرمایا یوں کہو ﴿**اللھم ذا السلطان العظیم ذاالمن القدیر ذاالوجہ الکریم ولی الکلمات التامات والدعوات المستجابات عاف الحسن والحسین من انفس الجن واعین الانس**﴾ یعنی اے اللہ اے بہت بڑی بادشاہی والے اے زبردست قدیم احسانوں والے،اے بزرگ تر چہرے والے اے پورے کلموں والے اور اے دعاؤں کو قبولیت کا درجہ دینے والے تو حسن اور حسینؓ کو تمام جنات کی ہواؤں سے اور تمام انسانوں کی آنکھوں سے اپنی پناہ دے،لوگوں اپنی جانوں کو اپنی بیویوں کو اور اپنی اولاد کو اسی پناہ کے ساتھ پناہ دیا کرو،اس جیسی اور کوئی پناہ کی دعا نہیں،پھر فرماتا ہے کہ جہاں یہ کافر اپنی حقارت بھری نظریں آپ پر ڈالتے ہیں وہاں اپنی طعنہ آمیز زبان بھی آپ پر کھولتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو قرآن لانے میں مجنوں ہیں،اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا ہے قرآن اللہ کی طرف سے تمام عالم کے لئے نصیحت نامہ ہے۔(ابن کثیر جلد ۵ ص ۳۷۱)

## اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

جس مقام پر اب منگلہ ڈیم واقع ہے،وہاں پر پہلے میرپور کا پرانا شہر آباد تھا۔جنگ

کے دوران اس شہر کا بیشتر حصہ ملبے کا ڈھیر بنا ہوا تھا۔ایک روز میں ایک مقامی افسر کو اپنی جیپ میں بٹھائے ۔اس کے گردونواح میں گھوم رہا تھا ۔راستے میں ایک مفلوق الحال بوڑھا اور اس کی بیوی ایک گدھے کو ہانکتے ہوئے سڑک پر آہستہ آہستہ چل رہے تھے ۔دونوں کے کپڑے میلے کچیلے اور پھٹے پرانے تھے ،دونوں کے جوتے بھی ٹوٹے پھوٹے تھے ،انہوں نے اشارے سے ہماری جیپ کو روک کر دریافت کیا ''بیت المال کہاں ہے ؟'' آزاد کشمیر میں خزانے کو بیت المال ہی کہتے ہیں، میں نے پوچھا ''بیت المال میں تمہارا کیا کام ہے''بوڑھے نے سادگی سے جواب دیا:

''میں نے اپنی بیوی کے ساتھ مل کر میرپور شہر کے ملبے کو کرید کرید کر سونے چاندی کے زیورات کی دو بوریاں جمع کی ہیں اب انہیں اس کھوتی پر لاد کر ہم بیت المال میں جمع کروانے جارہے ہیں''۔

ہم نے ان کا گدھا ایک کانسٹیبل کی حفاظت میں چھوڑا اور بوریوں کو جیپ میں رکھ کر دونوں کو اپنے ساتھ بٹھالیا ،تاکہ انہیں بیت المال لے جائیں۔آج بھی جب وہ نحیف ونزار اور مفلوک الحال جوڑا مجھے یاد آتا ہے،تو میرا سر شرمندگی سے اور ندامت سے جھک جاتا ہے کہ جیپ کے اندر میں ان دونوں کے برابر کیوں بیٹھا رہا۔ مجھے تو چاہیے تھا کہ میں ان کے گرد آلود پاؤں اپنی آنکھوں اور سر پر رکھ بیٹھوں ،ایسے پاکیزہ سیرت لوگ پھر کہاں ملتے ہیں؟اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر۔ (شہاب نامہ)

## یہودی استاد لاجواب ہو گیا

حضرت ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ ایک یہودی کے سکول میں ریاضی (حساب) پڑھنے کیلئے جایا کرتے تھے،ایک دن استاد کے پاس اس کے چند یہودی دوست ملنے کے لئے آئے اور آپس میں گپ شپ کے دوران دین اسلام کے متعلق گفتگو کرنے لگے۔ حضرت ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس کھڑے ہو کر خاموشی سے سنتے رہے وہ

لوگ یہ سمجھے کہ یہ اپنا کام کر رہا ہوگا اور بچہ ہے ہماری باتیں نہیں سمجھے گا۔ یہودی استاد نے گفتگو کے دوران اپنے ساتھیوں سے کہا:

**الا تعجبون للمسلمین فھم یزعمون انھم یاکلون فی الجنة ولا یتغوطون!**

ترجمہ: مسلمان بھی کیا عجیب ہیں کہتے ہیں جنت میں جی بھر کر کھائیں گے لیکن بول و براز (گندگی) (پاخانہ) نہیں آئیگا۔ ہاہاہا بھلا یہ بھی ہوسکتا ہے، کیسی عجیب قسم کی باتیں کرتے ہیں۔

حضرت ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہودی استاد کی یہ بات سن کر کہا ''کیا مجھے بھی بات کرنے کی اجازت ہے؟''

استاد نے کہا ہاں کیوں نہیں، کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟

ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ نے سوال کیا ''کیا اس دنیا میں جو کچھ کھایا جاتا ہے وہ تمام کا تمام بول و براز (گندگی) کے ذریعے بدن سے نکل جاتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔

یہ سن کر ایاس رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے اگر تم وہ تمام کا تمام کھانا جنت کے ماحول کو پاکیزہ اور صاف ستھرا رکھنے کے لئے جزو بدن بنادیا جائے تو آپ کو اس بات پر کیا تعجب ہے؟

یہ جواب سن کر تمام یہودیوں پر سناٹا چھا گیا اور وہ مسلمان بچے کی حاضر دماغی پر ہکا بکا رہ گئے۔ پھر یہودی استاد نے اپنے ہونہار شاگرد کا ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا: **قاتلک اللہ من فتی** ارے چھوکرے مروا دیا۔

دوستوں کے سامنے تو نے لاجواب کر دیا، تیری ذہانت اور حاضر دماغی کی کیا بات ہے۔

## زانی ہو یا چور مگر مشرک نہ ہو وہ جنتی ہے

حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ میں رات کے وقت نکلا، دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ تنہا تشریف لے جا رہے ہیں مجھے خیال ہوا کہ شاید اس وقت آپ کسی کو ساتھ لے جانا نہیں چاہتے، میں چاند کی چھاؤں میں آپ کے پیچھے تھا کہ اچانک آپ نے مڑ کر دیکھا اور استفسار فرمایا کہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا، جان نثار ابوذر! آپ نے فرمایا آؤ میرے ساتھ چلو! تھوڑی دیر ہم چلتے رہے، پھر آپؐ نے فرمایا زیادتی والے ہی قیامت کے دن کمی والے ہوں گے، مگر وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال دیا، اور وہ دائیں بائیں آگے پیچھے خرچ کرتے رہے، اس کے بعد کچھ دیر چلے، تو آپ نے مجھے ایک جگہ بٹھا دیا جس کے گرد پتھر تھے اور فرمایا کہ میری واپسی تک یہیں بیٹھے رہو پھر آپ آگے نکل گئے، یہاں تک کہ میری نظر سے پوشیدہ ہو گئے اور آپ کو خاصی دیر ہو گئی، پھر میں نے دیکھا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں، اور فرما رہے ہیں کہ اگرچہ زنا کیا ہو اور چوری کی ہو! جب میرے قریب تشریف لائے تو مجھ سے صبر نہ ہوا اور میں نے پوچھا اے اللہ کے نبی، آپ پر میں قربان جاؤں! اس سنگستان میں آپ کس سے مخاطب تھے؟ اور کون آپ کو جواب دے رہا تھا؟ آپ نے فرمایا وہ جبرئیل تھے، اس سنگستان میں میرے پاس آئے اور یہ خوشخبری دی کہ میری امت میں سے جو شخص بغیر گناہ شرک مرے گا وہ جنتی ہوگا، میں نے کہا اے جبرئیل اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں! پھر میں نے پوچھا کہ اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ انہوں نے کہا ہاں اور اگرچہ شراب پی ہو۔ (تفسیر فی ظلال القرآن ص۳۰۰ جلد۲)

## خاندانی مزاج کا اثر

ایک شخص اپنا قصہ بیان کرتا ہے کہ ''ایک مرتبہ میں سفر پر نکلا تو راستہ بھٹک کر ایک جنگل میں جا نکلا، اچانک میری نظر ایک جھونپڑی پر پڑی تو میں وہاں چلا آیا، جھونپڑی میں

ایک عورت تھی، اس نے مجھے دیکھ کر پوچھا ''کون ہو تم؟'' میں نے کہا ایک مسافر مہمان ہوں یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئی کہنے لگی، اللہ تعالیٰ آپ کا آنا مبارک کرے، آیئے تشریف رکھیے! میں گھوڑے سے اتر آیا، اس نے میرے سامنے کھانا پیش کیا، میں عورت کی مہمان نوازی سے بہت خوش ہوا ابھی میں کھانا کھا کہ فارغ ہی ہوا تھا کہ اتنے میں اس کا شوہر آ پہنچا، اس نے غصیلی نگاہوں سے مجھے گھورا اور کڑک لہجے میں کہا ''کون ہو تم'' میں نے کہا ایک مسافر مہمان ہوں میں یہ سن کر وہ ناک بھوں چڑھا کے کہنے لگا ''مہمان ہو تو یہاں کیا لینے آئے ہو؟ ہمارا کسی مہمان سے کیا کام''۔ میں اس کی یہ بدمزاجی برداشت نہ کر سکا اسی وقت گھوڑے پر سوار ہوا اور چل دیا۔

مجھے اس جنگل بیابان کی خاک چھانتے ہوئے دوسرا دن ہو چلا تھا، آج پھر مجھے اس ویرانے میں ایک جھونپڑی نظر آئی، میں قسمت آزمائی کرنے چلا آیا، دیکھا تو یہاں بھی ایک عورت تھی اس نے پہلے تو مجھے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا پھر بولی ''کون ہو تم؟'' میں نے جواب دیا ''ایک مسافر مہمان ہوں'' وہ جل بھن کر کہنے لگی ''ہونہہ! مہمان ہو تو یہاں ہمارے پاس کیا لینے آئے ہو جاؤ اپنا راستہ ناپو ابھی وہ اپنی جلی کٹی سنا رہی تھی کہ اس کا شوہر آ گیا، اس نے اس ایک نظر مجھ کو دیکھا اور پھر اپنی بیوی سے مخاطب ہوا ''کون ہے یہ؟'' بیوی نے بڑا سا منہ بنا کر کہا ''کوئی مسافر مہمان ہے'' یہ سن کر اس کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا، اس نے آگے بڑھ کر مجھ گلے لگا یا، کہنے لگا ''آپ کی آمد مبارک آپ ہمارے لیے اللہ کی رحمت بن کر آئے ہیں'' پھر اس نے مجھے عزت واحترام سے بٹھایا، نہایت ہی عمدہ کھانا لے کر آیا، میں کھانا کھا ہی رہا تھا کہ مجھے گزشتہ روز کا واقعہ یاد آ گیا اور بے اختیار میرے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی، اس شخص نے مجھے مسکراتے دیکھا تو پوچھا ''آپ کیوں مسکرا رہے ہو'' میں نے اس کے سامنے گزشتہ روز کا واقعہ بیان کیا اور دونوں میاں بیوی کے متضاد سلوک کا ذکر بھی کیا، یہ سن کر وہ شخص ہنس دیا، بولا ''وہ عورت جس سے گزشتہ روز آپ کا واسطہ پڑا تھا وہ میری بہن ہے اور اس کا شوہر جس کی بداخلاقی کی آپ شکایت کر رہے

ہیں، وہ میری اس بیوی کا بھائی ہے، یقیناً ہر شخص پر اس کے خاندانی مزاج کا اثر ہوتا ہے۔

(المستطرف ص:۱۸۸)

## مدلل جواب

حضرت ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک مرتبہ ایک کسان حاضر ہوا اور پوچھنے لگا اے ابو وائلہ (یہ غالباً ان کی کنیت تھی) شراب کا کیا حکم ہے؟

انہوں نے جواب دیا حرام ہے۔

سوال......حرام ہونے کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ اس میں تو صرف پھل اور پانی کو آگ پر پکایا گیا ہے۔ اصل میں یہ دونوں چیزیں حلال ہیں پھر آگ پر پکانے سے کیسے حرام ہوگئے۔ جبکہ اس میں کسی حرام چیز کو ملایا نہیں گیا۔ اس کی بات سن کر ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

**افرغت من قولک یا دھقان ام بقی لدیک ماتقولہ؟**

ترجمہ: کسان بھائی کیا بات ختم کرلی؟ یا اور کچھ کہنا چاہتے ہو؟

اس نے کہا بس میری بات پوری ہوگئی۔ اب آپ ارشاد فرمائیے۔

ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

**اخذت کفا من ماء وضربتک بہ اکان یوجعک؟**

ترجمہ: اگر میں پانی کا ایک چلو تجھے دے ماروں کیا اس سے تجھے کچھ تکلیف ہوگی؟

**قال لا.** اس نے کہا نہیں۔

**فقال ولو اخذت کفا من تراب فضربتک بہ اکان یوجعک؟**

ترجمہ: اگر مٹی کی ایک مٹھی تجھے دے ماروں تو کیا اس سے تکلیف ہوگی؟

**قال لا.** اس نے کہا نہیں۔

**فقال ولو اخذت کفا من تبن فضربتک بہ اکان یوجعک؟**

ترجمہ: اگر سیمنٹ کی ایک مٹھی تجھے دے ماروں تو کیا اس سے تکلیف ہوگی؟

قال لا. اس نے کہا نہیں۔

فقال ولو اخذت التراب ثم طرحت علیه التبن وصبت فوقهما الماء ثم مزجتها مزجا ثم جعلت الکملة فی الشمس حتیٰ یبست ثم ضربتک بها اکانت توجعک؟

ترجمہ: اور اگر میں پانی اور مٹی ملا کر ڈھیلا بناؤں اور وہ دھوپ میں خشک ہو جائے، پھر اس اٹھا کر تجھے دے ماروں، کیا تجھے تکلیف ہوگی؟

قال نعم وقد تصتلنی اس نے کہا کیوں نہیں ضرور ہوگی بلکہ اس کے ذریعے تو تم میرا سر بھی پھوڑ سکتے ہو۔

ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ اس کی یہ بات سن کر کہنے لگے:

بس یہی مثال شراب کی ہے، جب حلال اجزاء کو ملا کر اسے آگ کی آنچ دی جاتی ہے یا چند دنوں تک اس کو چھوڑ دیا جاتا ہے تو اس میں نشہ پیدا ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے اسے حرام قرار دیا گیا ہے۔

## ظالموں پر آسمان روتا ہے نہ زمین

موطا امام مالکؒ کی حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب برا آدمی مرتا ہے تو درخت پتھر اور جانور الحمدللہ کہ کر اللہ کا شکر دا کرتے ہیں کہ یہ موذی آدمی نابود ہوا، ایسا شخص نہ صرف انسانیت کا دشمن تھا بلکہ درختوں، پتھروں اور جانوروں کے لیے بھی باعث وبال تھا، اس کے برخلاف اگر کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا ہے تو اس پر ارض وسما روتے ہیں، اور افسوس کا اظہار کرتے ہیں، آسمان کے وہ دروازے رنجیدہ ہو جاتے ہیں جن کے راستے نیک آدمی کے اعمال اوپر جاتے تھے، مگر ظالموں پر نہ آسمان روتا ہے اور نہ زمین، بلکہ ہر چیز کہتی ہے الحمدللہ ''خس کم جہاں پاک۔'' (معالم العرفان جلد ۷ ص ۱۲۹)

# جن کی لاشوں پر جہاز پھول برسائے ان کا کیا بنے گا

حدیث شریف میں لفظ العظیم السمین وارد ہوا ہے اس کا ظاہری ترجمہ تو وہی ہے، جو ظاہری الفاظ سے معلوم ہو رہا ہے کہ بڑے اور موٹے تازے لوگ آئیں گے جن کا وزن اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا، اس میں جو لفظ العظیم ہے اس سے دنیاوی پوزیشن اور عہدہ اور مرتبہ مراد ہے بڑے بڑے عہدوں والے، بادشاہ صدر، مالدار، جائداد والے، میدان قیامت میں آئیں گے وہاں ان کی حیثیت مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگی۔

صدر صاحب دنیا سے سدھارے، مصنف صاحب اپنی زندگی سے ہارے، وزیر صاحب چل بسے، لوگ کوٹھیوں پر جمع ہیں، نعش پر ہوائی جہاز سے پھول برسائے جارہے ہیں، اخبارات میں سیاہ کالم چھپ رہے ہیں، ریڈیو اور ٹی وی سے موت کی خبریں نشر ہو رہی ہیں لوگ سمجھ رہے ہیں کہ ان کی موت بڑی قابل رشک ہے دنیا کا تو یہ حال ہے لیکن یہ کوئی نہیں سوچتا کہ مرنیوالا مومن ہے یا کافر، صالح ہے یا فاسق، وفاجر، اگر کفر پر مرا ہے تو ہمیشہ کے لیے بڑے دردناک عذاب میں جارہا ہے، قیامت تک برزخ میں مبتلائے عذاب رہے گا، پھر قیامت کے دن جو پچاس ہزار سال کا ہوگا مصیبتوں میں مبتلا ہوگا، پھر دوزخ میں داخل ہوگا جس کی آگ دنیاوی آگ سے انہتر گنا زیادہ گرم ہے اس میں سے کبھی بھی نکلنا نہ ہوگا۔ بحکم خالدین فیھا ابدا اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہوگا بھلا ایسے شخص کی موت وحیات کیسے قابل رشک ہوسکتی ہے؟ یہ ہوائی جہازوں کے پھول برزخ کے مبتلائے عذاب کو کیا نفع دیں گے؟ اور اخبارات کے اداریئے نیز ٹی وی اور ریڈیو کے اعلانات کیا فائدہ مند ہوں گے؟ خوب غور کرنے کی بات ہے، جن لوگوں نے اللہ کو نہ مانا، اس کی آیتوں کا انکار کیا، قیامت کے دن کی حاضری کو جھٹلایا، محض دنیا کی ترقیات اور مادی کامیابی کو بڑی معراج سمجھتے رہے، یہ لوگ

جب قیامت کے دن حاضر ہوں گے تو کفر اور حب دنیا کی کوششیں ہی ان کے اعمال ناموں میں ہوں گی، وہاں یہ چیزیں بے وزن ہوں گی اور دوزخ میں جانا پڑے گا اس وقت آنکھیں کھلیں گی اور سمجھ لیں گے کہ سراسر ناکام رہے۔ (تفسیر انوار البیان ص ۴۸۳، جلد ۳)

## حضور ﷺ کے خطوط

یہ بہت مشہور واقعہ ہے اور سیرت و حدیث کی تقریباً تمام مستند (مثلاً دیکھئے طبقات ابن سعد از ص ۲۵۸ تا ص ۲۶۲ ج ا جزو ۳۔ و بخاری، ص ۵، ص ۱۵ ج ا۔ و مشکوٰۃ، ص ۳۴) کتابوں میں اس کا ذکر ملتا ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد ۷ھ میں آپ ﷺ نے دنیا کے چھ مشہور حکمرانوں کے نام تبلیغی خطوط روانہ فرمائے، اور ان پر اپنی مہر بطور دستخط ثبت فرمائی۔

جن حکمرانوں کے نام یہ خطوط بھیجے گئے تھے اور جن جن قاصدوں کے ذریعہ بھیجے گئے، ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت عمرو بن اُمیہ الضمری رضی اللہ عنہ: برائے نجاشیؒ شاہِ حبشہ۔ (ایتھوپیا۔افریقہ)

حضرت وحیۃ الکلبی رضی اللہ عنہ: برائے قیصر روم

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ: برائے کسریٰ شاہِ فارس (ایران، عراق وغیرہ)

حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ: برائے مقوقس حاکم اسکندریہ (مصر)

حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ: برائے حارث شمر غستانی

حضرت سلیط بن عمرو رضی اللہ عنہ: برائے ہوذۃ بن علی الحنفی۔

ان میں سے نجاشی رحمۃ اللہ علیہ شاہِ حبشہ کے نام آپ نے دو خط روانہ فرمائے تھے جو اس نے ہاتھی دانت کے ایک عطر دان میں محفوظ کر کے رکھ لئے تھے اور کہا تھا کہ "حبشہ اس وقت تک بخیریت رہے گا جب تک یہ دونوں خط اس ملک میں موجود ہیں۔"

(طبقات، ص ۲۵۹، ج ا جزو ۳)

یہ چھ کے چھ قاصد ایک ہی دن اپنے اپنے سفر پر روانہ ہوئے اور عجیب بات یہ ہے کہ یہ حضرات صحابہؓ جہاں جہاں بھیجے جا رہے تھے اگر چہ ان ملکوں کی زبان سے ناواقف تھے، لیکن یہ آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہی تھا کہ روانگی کے دن جب صبح ہوئی تو ان میں سے ہر ایک اس ملک کی زبان میں گفتگو کر سکتا تھا، جہاں اسے بھیجا جا رہا تھا۔ (طبقات، ص ۲۵۸)

چنانچہ انہوں نے متعلقہ حکمرانوں کے پاس جا کر ترجمانی کے فرائض بڑی خوبی سے انجام دیئے۔

قیصر و کسریٰ وغیرہ کے نام خطوط کا ذکر صحیح بخاری میں بھی موجود ہے اور قیصر کے نام خط کا مفصل واقعہ اور پورا متن صحیح بخاری کے بالکل شروع میں ملتا ہے۔

مذکورہ چھ خطوط میں سے دو کی اصلیں کافی پہلے دستیاب ہو چکی ہیں اور ان کے عکس بعض دوسرے والا ناموں کے عکس کے ساتھ مختلف کتابوں میں شائع ہوتے رہے ہیں اور کراچی میں تو نجاشی رحمۃ اللہ علیہ اور مقوقس کے نام خطوط کے عکس مستقل پمفلٹ (اس پمفلٹ کا نام خطوط مبارک ہے) کی صورت میں مع ترجمہ شائع ہوئے ہیں، اس میں ان دونوں خطوط کے ساتھ آنحضور ﷺ کے ایک اور خط کا عکس بھی شامل ہے جو مذکورہ چھ خطوط کے علاوہ ہے، یہ آپ نے منذر بن ساوی (بحرین) کے نام بھیجا تھا۔

ان اصلوں کی دستیابی کی مفصل روئیداد ڈاکٹر حمید اللہ صاحب نے (رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، ص ۱۰۶ تا ۱۵۳) میں کی ہے۔ ان تینوں عکسوں میں آنحضرت ﷺ کی مہر مبارک بھی موجود ہے۔

## حضرت صفیہ کے رسول ﷺ کی یاد میں عجیب اشعار

بعض روایات میں آتا ہے حضرت صفیہ بن عبدالمطلب نے آپ ﷺ کا مرثیہ کہا تھا اور وہ یہ ہے،

''میرا دل پریشان ہے میں نے رات زخمی گزاری ہے۔

میں ساری رات جاگتی رہی اتنے سارے غم اور افسوس جنہوں نے مجھے پریشان کر دیا۔

کاش کہ اس غم کو ایک جماعت پی لیتی۔

جب انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس موت کا مکتوب آیا ہے۔

ہم نے جب ان کے گھروں کو دیکھا تو ان میں وحشت تھی۔

ان میں کوئی زندگی نہیں تھی، یہ غم میرے دل میں مل چکا تھا اور غم چھا چکے ہیں۔

اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہماری شفقت و نرمی کے مالک تھے۔

ہمارے لئے ان کی طبیعت میں سختی نہ تھی۔ حضور ﷺ بہت ہی رحیم تھے۔

آج جس نے رونا ہے رولے۔

خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ کے بعد آنے والے نقصان پر روتی ہوں۔

محمد ﷺ کے چلے جانے کے بعد میرے دل میں بہت بڑا دکھ ہے۔

رسول اللہ ﷺ اللہ سے مل گئے یثرب کے اندر ایک قبر جو ابھری ہوئی ہے۔

میں نے حسنؓ کو دیکھا کہ یتیم ہو گیا اور وہ رو رہا ہے اپنے نانا کو بلا رہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ ہمارا سارا کنبہ، اور ہمارے گھر کے تمام ہی لوگ آپ ﷺ پر قربان ہوں۔

میں نے صبر کیا اور تجھے سچی بات بتا رہی ہوں بڑے بڑے بہادر بے ہوش ہو گئے۔

کاش کے عرش والا آپ ﷺ کو باقی رکھتا۔

ہماری خوش قسمتی ہوتی۔ لیکن جو ہونا تھا ہو گیا۔

آپ ﷺ پر اللہ کی طرف سے سلام اور تحفے ہوں۔

آپ ﷺ ہمیشہ کی جنت میں خوشی سے داخل ہو گئے ہوں۔

طبرانی میں محمد بن علی بن حسن سے نقل ہے کہ جب حضور ﷺ فوت ہوئے تو حضرت صفیہؓ اشعار بالا پڑھ رہی تھی۔ (طبرانی)

## حضرت عائشہؓ کے حضرت ابوبکرؓ کی یاد میں عجیب اشعار

جب حضرت ابوبکرؓ کا انتقال ہوگیا تو حضرت عائشہؓ ان کی قبر پر کھڑی ہوگئیں۔ پھر فرمایا:

''اللہ جل شانہ آپؓ کا چہرہ تروتازہ وخوش رکھے اللہ آپ کی سعی کا بہتر بدلہ دے
آپ نے دنیا سے پیٹھ پھیر کر دنیا کو ذلیل کر دیا
آخرت کی طرف منہ کر کے آخرت کو عزت دیدی
اگرچہ رسول ﷺ کے بعد بہت بڑے واقعات ہوئے
آپ کے بعد بڑی مصیبتیں آئیں۔
اللہ کی کتاب میں اچھے صبر پر اچھے عوض دینے کا وعدہ کیا گیا ہے۔
میں اللہ کے اس وعدے پر یقین کر کے صبر کرتی ہوں
اور میں آپ کے لئے استغفار کرتی رہوں گی
بعض لوگ تو دنیا کے لئے کھڑے ہوتے ہیں
آپ نے اپنی تمام کوششیں دین کے لئے صرف کردی تھیں
جس وقت دین میں جماعتیں متفرق ہو چکی تھیں
اور دین والے پریشان تھے آپ پر اللہ کا ہمیشہ سلام آپؓ کی وفات پر
میں آہ وزاری نہیں کروں گی بلکہ صبر کرتی رہوں گی۔''

(صفحات نیرات من حیاۃ السابقات)

## حضرت ام درداؓ کی عجیب نصیحتیں

بنی تمیم کے ایک بزرگ جن کو ابوہرار کہا جاتا تھا، بیان کرتے ہیں کہ،
مجھے ام دراؓ نے کہا کہ میت تختے پر کیا کہتی ہے تم کو معلوم ہے؟
کیا میں بتادوں، میں نے کہا کیوں نہیں انہوں نے کہا کہ میت کہتی ہے:

اے گھر والو! اے پڑوسیو! اے چارپائی اٹھانے والو!

"تمہیں دنیا دھوکے میں نہ ڈال دے جس طرح مجھے دھوکے میں ڈال رکھا تھا اور دنیا تمہارے ساتھ نہ کھیلے جس طرح میرے ساتھ کھیلتی رہی میرے گھر والوں نے میرا کچھ بھی بوجھ نہیں اٹھایا، اگر اس دن میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو اللہ سے تعلق اور محبت پیدا کرو۔"

(صفحات نیرات من حیاۃ السابقات)

## حضرت رابعہ بصریہ کی چادر چور چوری نہ کر سکا

ایک دن حضرت رابعہؒ کو تھکان کی وجہ سے نماز ادا کرتے ہوئے نیند آ گئی اس دوران ایک چور آپ کی چادر اٹھا کر فرار ہونے لگا لیکن باہر نکلنے کا راستہ ہی نظر نہ آیا، لیکن چادر اپنی جگہ رکھتے ہی راستہ نظر آ گیا۔ اس نے بوجہ حرص پھر چادر اٹھا کر فرار ہونا چاہا تو پھر راستہ نظر بند ہو گیا۔

غرض کہ اس نے کئی مرتبہ اسطرح کیا اور ہر مرتبہ راستہ بند نظر آیا حتی کہ اس چور نے ندائے غیبی سنی کہ تو خود کو آفت میں کیوں کر مبتلا کرنا چاہتا ہے؟

چادر والی نے برسوں سے خود کو ہمارے حوالے کر دیا ہے اور اس وقت شیطان تک اس کے پاس نہیں پھٹک سکتا پھر کسی دوسرے کی کیا مجال جو چادر چوری کر سکے؟ یاد رکھ اگرچہ ایک دوست محو خواب ہے لیکن دوسرا دوست تو بیدار ہے۔

## سارا قرآن

امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ فرماتے تھے۔ "میں اسٹیشن پہنچوں، گاڑی چلنے کیلئے تیار کھڑی ہو۔" میرا ایک قدم پائیدان پر ہو اور دوسرا قدم پلیٹ فارم پر ہو، گارڈ سیٹی دے چکا ہو گاڑی چلنے لگے ایک آدمی دوڑتا ہوا آئے اور پکارے احمد علی، احمد علی، اللہ کا قرآن سمجھا کہ جا۔ فرماتے تھے میرا دوسرا قدم پائیدان پر بعد میں پہنچے گا میں آنے والے کو پورا قرآن سمجھا کے جاؤں گا۔

کسی نے پوچھا مولانا قرآن کے تیس پارے پائیدان پر کیسے سمجھائیں گے۔ فرمایا:

''ہاں قرآن کا خلاصہ تین چیزیں ہیں، رب کو راضی کرو عبادت کے ساتھ، شاہ عرب ﷺ کو راضی کرو اطاعت کے ساتھ، اللہ کی مخلوق کو راضی کرو خدمت کے ساتھ۔ عبادت اللہ کی، اطاعت نبی ﷺ کی، خدمت خلق خدا کی۔ یہ پورے قرآن کا خلاصہ ہے۔''

(بحوالہ حضرت لاہوریؒ کے حیرت انگیز واقعات)

## ام المومنین سیدہ خدیجہؓ کے امتیازات

وہ پہلی عورت جنہوں نے حضور ﷺ کی نبوت و رسالت کا اقرار کیا:

- ☆ سیدہ خدیجہؓ تھی۔
- ☆ پہلی خاتون جو ام المومنین کے لقب سے ملقب ہوئی۔
- ☆ جنہوں نے سب سے پہلے حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔
- ☆ جن سے حضور ﷺ کی پہلی اولاد ہوئی۔
- ☆ جنہیں سب سے پہلے جنت کی بشارت ملی۔
- ☆ جنہیں سب سے رب کا سلام ملا۔
- ☆ ایمان والیوں میں پہلی عورت تھی جنہوں نے حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی۔
- ☆ پہلی خاتون جن سے حضور ﷺ نے نکاح فرمایا۔
- ☆ سب سے پہلے جن کی قبر میں حضور ﷺ اترے۔
- ☆ واحد خاتون تھی جن کی زندگی میں حضور ﷺ نے دوسرا نکاح نہ کیا۔
- ☆ جن سے حضور ﷺ کے تعلق خاطر کا یہ عالم تھا کہ وفات کے بعد بھی ان کی سہیلیوں کو ھدیہ بھجواتے تھے۔
- ☆ جن کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا:

''تم دنیا کی بیبیوں میں سے چار بیبیاں سب سے اچھی ہیں ایک حضرت مریم دوسری حضرت آسیہ فرعون کی بیوی تیسری حضرت خدیجہ چوتھی فاطمہؓ۔

(بحوالہ مثالی خواتین)

## ابلیس کا مال

ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ابلیس سے ملاقات ہوئی، آپ نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا لادے لے جا رہے ہو؟ ابلیس نے جواب دیا یہ مال تجارت ہے اس کے لئے خریداروں کی تلاش میں لے جا رہا ہوں۔ پھر آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا کیا مال تیرے پاس ہے۔ ابلیس نے اس مال کی تفصیل جو پانچ گدھوں پر لدا ہوا تھا بتائی کہ:

۱۔ اس میں ظلم ہے اس کو میں سلاطین کو فروخت کرونگا۔

۲۔ اس میں کبر (اپنے کو بڑا سمجھنا) ہے اس کو سوداگر اور جوہری خریدینگے۔

۳۔ اس میں حسد بھرا ہوا ہے اس کے خریدار علماء ہیں۔

۴۔ اس میں خیانت بھری ہوئی ہے جس کو میں تاجروں کے کارندوں کو فروخت کرونگا۔

۵۔ اس میں مکر و فریب ہے اس کو میں عورتوں کو فروخت کرونگا۔

(بحوالہ اختلاء الاخیار)

## علاج

مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ کے ایک شاگرد کو یہ وہم ہو گیا کہ ان کا سر نہیں رہا:
یوں تو وہ بہت اچھے لائق شاگرد تھے۔ اس بات کو مولانا یعقوب نوتانویؒ کو پتہ چلا۔
آپ شاگرد کے علاج کے لئے تشریف لائے۔ آپ نے ان سے پوچھا:
کیوں بھئی تمہارا سر ہے، انہوں نے فوراً کہا جی نہیں میرا سر نہیں رہا۔
یہ سنتے ہی مولانا نے فوراً اپنا جوتا اتار کر ہاتھ میں لیا اور انکے سر پر جوتوں کی برسات

شروع کردی۔ اب جو جوتے پر جوتا پڑا تو وہ کہنے لگے، چیخنے لگے اور پکار اٹھے ، مولانا صاحب چوٹ لگ رہی ہے۔ مولانا یعقوب نے فوراً پوچھا:

کہاں لگ رہی ہے چوٹ؟

وہ فوراً بولے۔۔۔۔جی۔۔۔سر میں۔۔۔۔سر میں لگ رہی ہے چوٹ۔ مولانا بولے۔۔۔۔سر تو رہا نہیں۔۔۔۔۔اس پر چوٹ کیسے لگ رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ چلا اٹھے ۔۔۔۔ مولانا ہے۔۔۔۔میرا سر ہے۔۔۔۔۔معلوم ہوگیا میرا سر واقعی ہے۔۔۔۔۔۔اس طرح انکے شاگرد کا وہم بالکل جاتا رہا۔

(بحوالہ اطباء کے حیرت انگیز واقعات۔ صفحہ ۱۱۶)

## شوہر کے اخلاق دیکھ کر امریکی لڑکی مسلمان ہوگئی

امریکہ میں ایک جماعت جس میں ملتان کے کچھ ساتھی تھے۔ انہوں نے واپس آ کر ایک عجیب کارگزاری سنائی۔ امریکہ میں قیام کے دوران ایک پاکستانی نے جو وہاں نوکری کر رہا تھا، جماعت کو گھر بلا کر ضیافت کی اور گزارش کی کہ اس کی بیوی غیر مسلم ہے۔ کئی دفعہ اس کے کہنے کے باوجود مسلمان نہیں ہوئی۔ چنانچہ ان ساتھیوں نے اس کی بیوی سے پردے کے پیچھے اسلام کی خوبیاں بیان کیں، مگر اس محترمہ نے مسلمان ہونے سے صاف انکار کر دیا اور اس کی وجہ بتائی کہ میں اپنے شوہر اور غیر مسلم مردوں میں کوئی فرق نہیں پاتی۔ یہ غیر عورتوں سے تعلق رکھتے ہیں، شراب پیتے اور خنزیر کھاتے ہیں اور میں نے اپنے شوہر میں کوئی اسلام کی خوبی نہیں دیکھی۔ چنانچہ جماعت کے ساتھی مایوس ہو کر واپس چلے گئے۔ مگر اس پاکستانی کے دل میں بیوی کے مسلمان ہونے کی تڑپ دیکھ کر جماعت کے ساتھیوں نے اسے اللہ کے راستے میں نکل کر دین سیکھنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ اس کی بیوی نے اس کو جماعت کے ساتھ جانے کی اجازت دے دی۔ کچھ دن جماعت کے ساتھ لگا کر جب یہ صاحب گھر واپس آئے تو اس کی بیوی نے اس کی

موجودہ اور ماضی کی زندگی میں نمایاں فرق دیکھا۔ تو اس بی بی نے اپنے خاوند کو بھیج کر جماعت کے ساتھیوں کو اپنے گھر از خود بلایا اور کہا میں مسلمان ہونا چاہتی ہوں۔ جماعت کے ساتھیوں نے وجہ پوچھی تو بی بی نے بتایا کہ چند دن جماعت میں گزارنے کے بعد میرا خاوند تو بالکل بدل گیا ہے۔ غیر عورتوں کے ساتھ میل جول کیا ان کو دیکھتا بھی نہیں اور خنزیر سے بالکل متنفر ہو گیا ہے۔ نماز جو اس نے کبھی نہیں پڑھی تھی پابندی سے پڑھ رہا ہے۔ میرے ساتھ اب اس کا رویہ بطور خاوند بہت ہمدردانہ ہے۔ اگر یہی اسلام ہے تو مجھے بھی اس کی ضرورت ہے۔ جماعت کے ساتھیوں نے بتایا کہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے اخلاق اپنے اندر لے آئیں کیونکہ آپ ﷺ کے ایک ایک عمل میں اللہ تعالیٰ نے نورانیت رکھی ہے۔ یہ نمایاں تبدیلی جو آپ اپنے شوہر میں دیکھ رہی ہیں اسی ماحول ہی کا نتیجہ ہے۔

## اللہ تعالیٰ مجھ سے ان کے بارے میں سوال کریں گے

عطا فرماتے ہیں کہ: عمر بن عبدالعزیزؒ کے وصال کے بعد انکی اہلیہ فاطمہ بن عبدالمالک کے پاس گیا اور ان سے کہا: اے عبدالمالک کی بیٹی، ذرا مجھے امیر المومنین کے بارے میں کچھ بتاؤ، تو وہ بولیں، بتاتی ہوں حالانکہ اگر وہ بقید حیات ہوتے تو میں کبھی نہ بتاتی۔

حضرت عمرؒ نے، اپنا آپ اور جسم لوگوں کے لئے وقف کر دیا تھا، وہ دن بھر انکے مسائل کے حل اور ان کے کاموں کیلئے بیٹھے رہتے۔ اگر اس طرح شام ہو جاتی اور کام ابھی باقی رہتے تو وہ رات تک یہ سب نمٹاتے رہتے، یہاں تک کہ رات گئے جب وہ دن بھر کے کاموں سے فارغ ہو جاتے، تو اپنا چراغ منگواتے، جو وہ خود اپنے ذاتی خرچہ پر جلایا کرتے تھے، اور پھر اٹھ کر دو رکعت نماز پڑھتے، اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں پر اپنا سر جھکا کر بیٹھ جاتے اور آنسو انکے گال تر کرتے رہتے، وہ ایک ٹھنڈی آہ بھر کر سسکی لیتے، تو میں سوچتی

کی ان کی جان نکل گئی یا کلیجہ پھٹ گیا ہے، اگلی رات اسی حال میں گذرتی، جب صبح نمودار ہوتی، تو وہ روزے سے ہوتے، ایک دن میں ان کے قریب آ کر کہنے لگی، یا امیر المومنین، گذشتہ رات جو آپ کی حالت تھی، تو کس وجہ سے تھی؟

انہوں نے فرمایا: ہاں! تم اپنے کام سے کام رکھو اور مجھے میرے حال پر چھوڑ دو، تو میں نے ان سے کہا: میں آپ کو نصیحت کرنا چاہتی ہوں، تو انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، اگر یہ بات ہے، تو میں تمہیں بتاتا ہوں، میں نے اپنے اوپر نظر ڈالی تو پتہ چلا کہ مجھے، اس امت کے چھوٹے بڑے، کالے، لال ہر ایک کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، پھر مجھے راہ سے بھٹکا ہوا مسافر یاد آیا محتاج اور نادار فقیر یاد آیا، گمشدہ قیدی یاد آیا اور اس زمین کے چپہ چپہ میں پھیلے ہوئے ان جیسے بے تحاشہ لوگوں کا خیال آیا تو مجھے یہ بھی یاد آیا کہ ان سب کے بارے میں اللہ تعالیٰ مجھ سے ضرور سوال کریں گے، اور محمد ﷺ حجت ہوں گے، بس یہ سوچ کر میں خوف سے لرز گیا اور میرے آنسو نکل آئے اور میرا دل بھی خوف سے کانپ اٹھا اور مجھے جتنا ان لوگوں کا خیال آتا ہے اتنا ہی خوف سے بے حال ہو جاتا ہوں، اب میں نے تمہیں سب باتیں بتا دیں، یا تو نصیحت حاصل کر و یا پھر مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔

(محاسبۃ النفس ۱۱۲)

## حقیقتِ نکاح

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے حقیقتِ نکاح دریافت کی۔ آپ نے فرمایا:

۱. لزُومِ مہر — یعنی مہر لازم ہو جانا

سائل نے سوال کیا ثم ماذا یعنی پھر کیا؟ فرمایا:

۲. سُرورِ شہر — یعنی ایک ماہ کی خوشی

سائل نے پوچھا ثم ماذا یعنی پھر کیا؟ فرمایا:

۳. غمومِ دہر — یعنی عمر بھر کے غم

سائل نے پوچھا ثم ماذا یعنی پھر کیا؟ فرمایا:

۴. کسور ظہر یعنی کمر ٹوٹ جاتی ہے

سائل نے پوچھا ثم ماذا یعنی پھر کیا؟ فرمایا:

۵. نزول قبر یعنی قبر میں اترنا۔ (بحوالہ مخزن اخلاق)

## بُرے دوستوں کی خصلتیں

عبدابن العزیز نے فرمایا:

برے دوست، مصیبت کے وقت ساتھ چھوڑ جاتے ہیں، اور خوشحالی میں آگے پیچھے پھرتے ہیں، ان کا انداز یہ ہوتا ہے کہ جب تک وہ بھروسہ حاصل نہیں کر لیتے، جھوٹی محبت اور خوشامد سے کام لیتے ہیں، اس کے بعد وہ اپنی آنکھوں کو تمہارے افعال پر اور کانوں کو تمہارے اقوال پر مامور کر دیتے ہیں، اگر وہ کچھ اچھا دیکھتے یا سنتے ہیں تو وہ اسکا ذکر تک نہیں کرتے اور وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس طرح وہ اپنے دوست کو دھوکہ دیتے ہیں اور جب کوئی برائی دیکھتے ہیں یا کسی برائی کا گمان بھی ہوتا ہے۔ تو وہ اس کا چرچا کر دیتے ہیں، لہذا اگر تم ایسے لوگوں سے دوستی برقرار رکھو گے تو یہ تمہارے لئے مہلک بیماری سے کم نہیں ہوں گے اور اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو یہ اور لوگوں کو تمہارے بارے میں بتاتے ہوئے یہ کہیں گے کہ وہ اتنی طویل صحبت کی وجہ سے تمہیں اچھی طرح جان گئے ہیں، لہذا ان کی ہر بات کا یقین کیا جائے گا اور ان کی غلط باتیں بھی سچ مانی جائیں گی۔ (العزلۃ ۱۹۴)

## ایک صحابیہؓ کی اپنی بیٹی کو رخصتی کے وقت نصیحت

ایک روایت میں ہے کہ اسماء بنت خارجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی کی شادی کے وقت اس سے کہا کہ۔

"اب تم نشیمن سے نکل رہی ہو جو تمہارا ملجاء و ماویٰ تھا۔ اب تم ایسے بستر پر جا رہی ہو جس سے تم نے کبھی بھی الفت نہیں کی۔ تو ایسے دوست کے پاس جا رہی ہے جس سے

تو مانوس نہیں تو تو اس کی زمین بن جا وہ تیرا آسماں ہوگا، تو اس کا بچھونا بن جا وہ تیری عمارت بن جائیگا، تو اس کی باندی بن جا وہ تیرا خادم بن جائے گا، اس سے کنارہ کش نہ رہنا ورنہ وہ تجھ سے دور ہو جائے گا، اس سے دور نہ ہونا ورنہ وہ تجھے بھول جائے گا، اگر وہ تیرا قرب چاہے تو اس کے قریب ہو اور وہ تجھ سے دور ہونا چاہے تو تو بھی دور ہو جا، اس کی ناک، کان، آنکھ کی حفاظت کرنا کہ وہ تجھ سے عمدہ خوشبو کے علاوہ اور کچھ نہ سونگھے، عمدہ بات کے سوا اور کچھ نہ سنے اور وہ تجھے ہمیشہ خوبصورت ہی دیکھے۔"

# قرآن کریم کی مختصر مگر مفید معلومات

## قرآن کریم کی پہلی وحی

﴿اقرا باسم ربک الذی خلق﴾ (سورۃ علق آیت ۱ تا ۵)

## قرآن کریم کی آخری وحی

﴿واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ﴾ (البقرہ)

اور ﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا﴾ (المائدہ:۳)

## قرآن کریم کی مدت نزول

تقریباً ۲۲ سال، ۵ ماہ، ۱۴ دن

## قرآن کریم کی عمومی تقسیم

| | | | |
|---|---|---|---|
| پارے: | ۳۰ | منزلیں: | ۷ |
| سورتیں: | ۱۱۴ | رکوع: | ۵۴۰ |
| آیات | ۶۶۶۶ | کلمات: | ستتر ہزار چار سوانتالیس ۷۷۴۳۹ |
| سجدہ تلاوت | متفق علیہ ۱۴ | مختلف فیہ: | (الحج والا) |

حروف: (تین لاکھ تیئیس ہزار چھ سو اکہتر) ۳۲۳۶۷۱ (بقول ابن عباسؓ)

## قرآن کریم کے منازل کی تقسیم

| | |
|---|---|
| ۱۔فاتحہ تا نساء | (کل چار سورتیں) |
| ۲۔مائدہ تا توبہ | (کل پانچ سورتیں) |
| ۳۔یونس تا نحل | (کل سات سورتیں) |
| ۴۔بنی اسرائیل تا فرقان | (کل نو سورتیں) |
| ۵۔شعراء تا یٰسین | (کل گیارہ سورتیں) |
| ۶۔والصفت تا حجرات | (کل تیرہ سورتیں) |
| ۷۔ق تا ناس | (کل پینسٹھ سورتیں) |

ان سات منزلوں کی اول اول سورت کا پہلا پہلا حرف لے کر فمی بشوق کا مجموعہ بنایا گیا ہے۔

## قرآن کریم کے مضامین

| | |
|---|---|
| آیات وعدہ: | ۱۰۰۰ |
| آیات وعید: | ۱۰۰۰ |
| آیات نہی: | ۱۰۰۰ |
| آیات امر: | ۱۰۰۰ |
| آیات امثال: | ۱۰۰۰ |
| آیات قصص: | ۱۰۰۰ |
| آیات تحلیل: | ۲۵۰ |
| آیات تحریم: | ۲۵۰ |
| آیات تسبیح: | ۱۰۰ |

آیات متفرقہ ۲۶ (جملہ ۶۶۶۶ باعتبار مضمون)

## قرآن کریم کے حرکات ونقاط کی تفصیل

ضمات (پیش) (آٹھ ہزار آٹھ سو چار) ۸۸۰۴

فتحات (زبر) (ترپن ہزار دو سو بیالیس) ۵۳۲۴۲

کسرات (زیر) (انتالیس ہزار پانچ سو بیاسی) ۳۹۵۸۲

مدات (سترہ سو اکہتر) ۱۷۷۱

تشدیدات (بارہ سو باون) ۱۲۵۲

نقاط (نقطے) ۱۳۴۵۵۰ (ایک لاکھ چونتیس ہزار پانچ سو پچاس)

## قرآن کریم کے حروف کی تفصیل

| | | | |
|---|---|---|---|
| الف: | ۴۸۷۷۲ | الباء: | ۱۱۴۲۸ |
| التاء: | ۳۱۰۵ | الثاء: | ۲۴۰۴ |
| الجیم: | ۴۳۰۲ | الحاء: | ۴۱۳۰ |
| الخاء: | ۲۵۰۵ | الدال: | ۵۹۷۸ |
| الذال: | ۴۹۳۰ | الراء: | ۱۲۲۳۶ |
| الزاء: | ۱۶۸۰ | السین: | ۵۹۹۶ |
| الشین: | ۲۰۱۵ | الصاد: | ۲۰۳۷ |
| الضاد: | ۶۸۲ | الطاء: | ۸۰۲۷۴ |
| العین: | ۹۴۱۷ | الغین: | ۱۲۱۷ |
| الفاء: | ۸۴۱۹ | القاف: | ۶۶۱۳ |
| اللام: | ۳۳۵۲۰ | المیم: | ۲۶۹۵۵ |
| النون: | ۴۵۱۹۰ | الواو: | ۱۶۰۷۰ |

| الهاء: | ۲۵۵۸۶ | الھمزۃ: | ۴۱۱۵ |
|---|---|---|---|

الیاء: ۴۹۲۹

مجموعی میزان حروف قرآن: ۳۸۷۰۷۹ (تیس لاکھ ستاسی ہزار اناسی)

(از القول الوجیز فی اصل الکتاب العزیز) (کتاب العدد لابن عبد الکافی)

## قرآن کریم کے معنی اور قرآن میں اس لفظ کی کل تعداد

قرطبی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے کہ ''قرآن'' اللہ تعالیٰ کے کلام کا نام ہے، جو مقروء (پڑھے ہوئے) کے معنی میں آتا ہے جیسا کہ مکتوب کا نام ''کتاب'' اور مشروب کا نام ''شراب'' رکھ دیا جاتا ہے، اور یہ قرأ یقرأ قراءۃ وقرانا کا مصدر ہے، اور کتاب عزیز میں لفظ ''القرآن'' معرف باللام اٹھاون مرتبہ اور ''قرآن'' بغیر لام والا دس مرتبہ آیا ہے۔ (الفوائد الحسان ص ۱۱)

جبرئیل امین نے نزول قرآن کے لیے نبی علیہ السلام پر چھبیس ہزار مرتبہ نزول فرمایا ہے۔

بعض کتب تاریخ میں درج ہے کہ جبرئیل نے نبی اکرم ﷺ پر چھبیس ہزار ۲۶۰۰۰ مرتبہ نزول فرمایا ہے، اور انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی نبی بھی اس عدد کو نہیں پہنچے ہیں، قمری سال کے ایام تقریباً ۳۵۵ ہوتے ہیں اور نبوت کے تیئس سالوں کے کل ایام آٹھ ہزار ایک سو پینسٹھ بنتے ہیں، دنوں کے اس عدد پر ۲۶ ہزار کو تقسیم کرنے سے روزانہ تقریباً تین مرتبہ نزول جبرئیل علیہ السلام ثابت ہوتا ہے۔ (اشار التکمیل)

## قرآن کریم کا نصف

(باعتبار حروف): ولیتلطف کی تا تک۔

(باعتبار کلمات): سورۃ الحج کی آیت ۲۰ کے والجلود تک (اس کے بعد آیت ۲۱ ولھم مقامع نصف ثانی میں ہے)

(باعتبار آیات) سورۃ الشعراء کی آیت ۴۵ کے اخیر مایا فکون تک، اوراس کے بعد آیت ۴۶ فالقی السحرۃ نصف ثانی میں ہے)

(باعتبار سورۃ) سورہ الحدید تک (اور سورۃ المجادلہ سے دوسرا نصف شروع ہوتا ہے)۔ (البرھان)

## قرآن کے تین تہائی حصے

اول: ذلک الفوز العظیم سورہ توبہ کی آیت ۱۰۰ تک، دوم ولا صدیق حمیم سورہ شعراء کی آیت ۱۰۱ تک سوم: آخر قرآن تک

## قرآن کریم کے چار چوتھائی حصے

اول: وانہ لغفور رحیم آخر سورہ انعام تک۔ دوم ولیتلطف تک۔ سوم وخسر ھنا لک الکافرون آخر غافر تک، چہارم، آخر قرآن تک۔

## لفظ شہر بارہ مرتبہ

لفظ شہر بمعنی مہینہ بارہ مرتبہ آیا ہے۔(اور سال میں ۱۲ ہی ماہ ہوتے ہیں)

## لفظ یوم ۳۶۵ مرتبہ

لفظ یوم بمعنی دن ۳۶۵ مرتبہ آیا ہے۔(اور سال میں بھی ۳۶۵ دن ہوتے ہیں سبحان اللہ)

## سات سو جگہ نماز کا ذکر

قرآن مجید میں ۷۰۰ جگہ نماز کی تاکید کی گئی ہے، جس سے اس رکن کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

## ستر سے زائد مقامات پر دعا کا ذکر

قرآن مجید میں ۷۰ سے زائد مقامات پر دعا مانگنے کی تاکید کی گئی ہے۔

## ایک سو پچاس جگہ صدقہ وخیرات کا ذکر

قرآن مجید میں ڈیڑھ سو جگہ خیرات صدقہ کی تاکید کی گئی ہے۔

## روایت حفص ؒ میں صرف ایک جگہ امالہ

قرآن مجید میں یائے معروف خالص بہت جگہ آیا ہے، مگر امالہ یائے مجہول صرف ایک جگہ سورہ ہود کی آیت نمبر ۴۱ کے لفظ مجرھا میں ہے، روایت حفص ؒ میں اس کی راء کو اس طرح پڑھیں گے جس طرح اردو میں ستارے قطرے کی راء بولتے ہیں۔

## سب سے طویل ذکر

قرآن مجید میں حضرت موسیٰ سے زیادہ طویل ذکر کسی کا نہیں ہے۔

## سب سے بڑی آیت

قرآن مجید کی سب سے بڑی آیت یا یھا الذین امنوا اذا تداینتم. الخ ہے، یہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۲ ہے جس کا نام آیۃ المدینۃ ہے، اس کے کل حروف مکتوبی ۵۴۴ اور ملفوظی ۵۵۸ ہیں ملفوظی میں مشدد کو دوبار گنا گیا ہے اور صلہ کے واؤ اور یا کو نیز تنوین کو بھی حروف میں شمار کیا گیا ہے اور اس کے تمام کلمات رسم کے لحاظ سے ۱۲۸ ہیں۔

## سب سے چھوٹی آیت

سب سے چھوٹی آیت کوفی شمار کے لحاظ سے طٰہٰ ہے کہ اس کے رسمی حروف دو اور ملفوظی چار ہیں اور حسن ؒ کی شاذ قراۃ کی رو سے ملفوظی بھی دو ہیں یعنی طہ اور والضحی نیز والفجر ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے ملفوظی حروف پانچ ہیں نہ کہ ثم نظر کیونکہ اس کے دو کلمات ہیں نیز اس کے کل ملفوظی حروف چھ ہیں۔

قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت: سورۃ البقرۃ ہے۔

قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورت: سورۃ الکوثر ہے

## قرآن مجید کی سب سے پہلی نازل شدہ سورت

سورہ علق (اقرا سے مالم یعلم تک)

## قرآن مجید کی وہ ایک خاص سورت جس کے شروع میں بسم اللہ نہیں

سورۃ التوبہ ہے۔

## سب سے بڑا کلمہ

فاسقینکموہ اس کے گیارہ حروف ہیں پھر افتمرا فتموھا ،انلزمکموھا، والمستضعفین ،لیستخلفنھم ان کے دس دس حروف ہیں۔

## سب سے چھوٹا کلمہ

جو رسماً علیحدہ ہو ما، لا ، لک وغیرہ، جس میں دو حروف ہیں۔

## مختلف ممالک میں مختلف قرأتوں کا رواج وتعامل

مغرب اور موریتانیہ جزائر اور تیونس میں اکثر لوگ قرأۃ امام نافعؒ بروایت قالونؒ وبروایت ورشؒ زیادہ پڑھتے ہیں لیبیا میں اکثریت قالونؒ پر کاربند ہے، سوڈان کے بعض علاقوں میں روایت دوری ابی عمرو زیادہ رائج ہے، اکثر مشرقی ممالک میں لوگوں میں عام طور پر قرأۃ عاصم پر زیادہ عمل ہے، نیز قرأۃ کی سیر وتواریخ اور طبقات وتالیفات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مصر کی قرأت فتح اسلامی کے زمانہ سے لے کر پانچویں صدی ہجری کے اواخر تک اہل مدینہ کے موافق روایت ورش تھی پھر قرأت ابی عمرو بصری کا زیادہ رواج ہوا، بارہویں صدی ہجری کے نصف تک برابر قرأت اور مصاحف میں کتابۃً اسی قرأت پر ان کا عمل درآمد رہا، پھر قرأت

عاصم نے قرأت ابی عمرو کی جگہ لے لی۔ (الفوائد الحسان بتغیر قلیل ص ۱۲۸/۱۲۹)

## قرآن پہلی صدی ہجری میں برصغیر پاک و ہند میں

قرآن خطہ عرب کو اپنی ضیا پاشیوں کی بہار و برکات سے نوازتا ہوا برصغیر پاک و ہند میں پہلی صدی ہجری میں ہی سندھ کے راستے پہنچ چکا تھا۔ (قرآن نمبر جلد۲ ص ۸۵۸)

## قرآن کا فارسی ترجمہ

فارسی زبان میں قرآن مجید کا سب سے پہلا ترجمہ شیخ سعدی شیرازی متوفی ۶۹۱ ہجری نے کیا ہے۔

## قرآن مجید کے اردو تراجم

اردو زبان میں کلام پاک کا سب سے پہلا ترجمہ و تفسیر ہندی اردو میں قاضی محمد معظم سنبھلی نے ۱۱۳۱ھ میں تصنیف کیا، جس کا واحد مخطوطہ نورالحسن صاحب بھوپالی کے کتب خانہ کی زینت ہے، قرآن کریم کا ایک اور ترجمہ دکنی اردو میں ۱۱۵۰ھ میں ہوا جس کے مصنف کا نام تحقیق نہ ہو سکا تاہم اس کا قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے، بعد ازاں شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ نے ۱۱۹۰ھ میں ترجمہ صرفیہ اور ان سے پندرہ برس بعد ان کے برادر شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ (متوفی ۱۲۳۰ھ) نے تشریحی ترجمہ قرآن مجید بنام ''موضح قرآن'' کیا۔ آپ نے اپنے والد ماجد شاہ ولی اللہ کے فارسی ترجمہ ''فتح الرحمٰن'' کو اردو زبان میں ڈھالا ہے، ''موضح قرآن'' تاریخی نام ہے جس سے سال تصنیف ۱۲۰۵ھ برآمد ہوتا ہے۔

قرآن مجید کی سب سے بہتر تفسیر بیان القرآن ہے، مولانا انور شاہ صاحبؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تفسیر عوام کے لیے لکھی گئی ہے لیکن اس سے تو علماء بھی استفادہ کر سکتے ہیں اس کے علاوہ علماء حق کی لکھی ہوئی مستند عام فہم تفاسیر کا عظیم ذخیرہ موجود ہے ان سے استفادہ کیا جائے اور غیر مستند تفاسیر کے مطالعہ سے بچا

جائے۔

## سجدہ تلاوت کے مقامات کی تفصیل

| | |
|---|---|
| ۱.ولہ یسجدون : | الاعراف آیت ۲۰۶ |
| ۲.بالغدو والاصال | الرعد آیت :۱۵ |
| ۳.مایومرون : | النحل آیت :۴۹ |
| ۴.ویزیدھم خشوعا | الاسراء آیت :۱۰۷ |
| ۵.سجدا وبکیا : | مریم آیت :۵۸ |
| ۶.یفعل مایشاء : | الحج آیت:۱۸ |
| ۷.وزادھم نفورا : | الفرقان آیت:۶۰ |
| ۸.رب العرش العظیم | النمل آیت:۲۶ |
| ۹:وھم لایسکتبرون | السجدہ آیت:۱۵ |
| ۱۰.واناب | ص آیت :۲۴ |
| ۱۱.وھم لایسئمون | فصلت آیت :۳۸ |
| ۱۲.واعبدوا | النجم آیت :۶۲ |
| ۱۳.لایسجدون | الانشقاق آیت :۲۱ |
| ۱۴:واسجدوا قترب | العلق آیت :۱۹ |

### دعائے سجدہ تلاوت

(اے اللہ! میں نے تیرے ہی لیے سجدہ کیا تجھ ہی پر میں ایمان لایا، تیرے ہی سامنے سرِتسلیم خم کیا، میرے چہرے نے سجدہ کیا اس ذات کو جس نے اس کو پیدا کیا ،صورت بخشی ،اپنے کرشمہ قدرت سے اس میں کان اور آنکھ بنائی ،کتنی بابرکت ذات ہے،اس اللہ کی جو تمام کاریگروں سے بڑھ کر کاریگر ہے، پاک اور بزرگ ہے جو

فرشتوں اور روح کا رب ہے، اے اللہ! میرے لیے اس سجدہ کے بدلہ میں اپنے یہاں ثواب لکھ دے اور مجھ سے یہ سجدہ اسی طرح قبول فرمالے جس طرح تو نے اس کو اپنے بندے داؤد سے قبول فرمایا) (تلاوۃ القرآن المجید ص ۱۲۳)

## ایک سو چودہ سورتیں اور ایک سو چودہ بسم اللہ

قرآن مجید کی کل سورتیں ایک سو چودہ ہیں، لیکن ان میں سے ایک سو تیرہ سورتوں میں تو بسم اللہ شروع سورت میں موجود ہے، البتہ سورہ برأت کے شروع میں بسم اللہ کا ذکر موجود نہیں ہے، مگر اس کمی کی تلافی سورہ نمل کی آیت ﴿انه من سليمن وانه بسم الله الرحمن الرحيم﴾ میں ذکر بسم اللہ سے کر دی گئی ہے، لہٰذا ایک سو چودہ کا عدد پورا ہو گیا۔

## لفظ اللہ، رحمٰن، رحیم

قرآن مجید میں لفظ اللہ چھبیس سو اٹھانوے بار آیا ہے رحمٰن ستاون دفعہ اور رحیم ایک سو چودہ دفعہ اور لفظ اسم انیس دفعہ آیا ہے، یہ تعداد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے علاوہ ہے۔

## مسلسل تین سورتوں میں لفظ اللہ مذکور نہیں

سورۃ قمر، سورہ رحمٰن، سورہ واقعہ مسلسل تقریباً آدھے پارے کی ان تین سورتوں میں لفظ (اللہ) کا کہیں ذکر نہیں ہے۔

## بعض کلمات مکرّرات

ا۔ قرآن کریم میں بعض الفاظ اپنے بالمقابل الفاظ کی تعداد کے برابر مذکور ہیں مثلاً لفظ حیات اپنی مشتقات سمیت ۱۴۵ مرتبہ آیا ہے، تو لفظ موت بھی مشتقات سمیت ۱۴۵ مرتبہ آیا ہے اسی طرح کلمہ دنیا ۱۱۵ مرتبہ آیا ہے، تو کلمہ آخرت بھی ۱۱۵ مرتبہ آیا

ہے، ملائکہ کا لفظ ۸۸ مرتبہ آیا ہے تو شیاطین کا لفظ بھی ۸۸ مرتبہ آیا ہے، اسی طرح مصیبتوں کا ذکر ۷۵ مرتبہ آیا ہے تو شکر کا ذکر بھی ۷۵ مرتبہ آیا ہے، اگر زکوٰۃ کا لفظ ۳۲ مرتبہ ہے تو برکات کا لفظ بھی ۳۲ مرتبہ آیا ہے، عقل اور اس کے مشتقات کا ذکر ۴۹ مرتبہ ہے تو نور اور اس کی مشتقات کا ذکر بھی ۴۹ مرتبہ ہے۔

(من اسرار القرآن، دکتور مصطفیٰ محمود)

۲۔ حضرت محمد ﷺ کا اسم مبارک چار مرتبہ اور ''احمد'' ایک مرتبہ ہے۔

۳۔ لفظِ کلا ۳۳ مرتبہ، بلیٰ ۲۲ مرتبہ، نعم چار مرتبہ آیا ہے۔

۴۔ الحمد اللہ رب العالمین چار مرتبہ آیا ہے۔

۵۔ لفظ امام سات جگہ ہے۔

۶۔ الاغروا چار مرتبہ ہے۔

## قرآن کے حروف کے شماریات

(۱) ابن عباس کے شمار پر (۳۲۳۶۷۱) تین لاکھ تیئس ہزار چھ سو اکہتر (ابن اجریج اور سعید بن جبیر سے بھی یہ ہی منقول ہے)

(۲) عبداللہ بن مسعودؓ کے شمار میں (۳۲۱۲۵۰) تین لاکھ اکیس ہزار دو سو پچاس (یہی اہل کوفہ کا قول ہے نیز ہشام بن عمار کا قول بھی یہی ہے)

(۳) مجاہد کے قول پر تین لاکھ اکیس ہزار ایک سو اڑتیس۔ (۳۲۱۱۳۸)

(۴) عطاء بن یسار کے قول پر تین لاکھ تیئس ہزار پندرہ۔ (۳۲۳۰۱۵)

(۵) یحییٰ بن حارث ذماری کے شمار میں (۳۲۱۵۳۰) تین لاکھ اکیس ہزار پانچ سو تیس حروف ہیں۔

## قرآن کے کلمات

(۱) عطاء بن یسار کے شمار میں (۷۷۴۳۹) ستتر ہزار چار سو انتالیس (اور یہ

اہل مدینہ کی روایت ہے)

(۲) اہل مکہ سے ابو ربیعہ کی روایت کے حساب سے (۷۷۴۶۰) ستتر ہزار چارسو ساٹھ ہیں۔

(۳) یحییٰ بن حارث ذماری کے شمار کے مطابق (۷۹۰۱۰) اناسی ہزار دس کلمات ہیں۔

(۴) عبداللہ بن عدی کا شمار (۷۹۰۳۹) اناسی ہزار انتالیس کلمات کا ہے۔

اختلاف کا سبب یہ ہے کہ الارض، الآخرۃ، الانھر اور الابرار جیسے کلمات کو بعض حضرات نے بمذہب کوفیین دو دو کلمات شمار کیا ہے۔

فائدہ: امام ابو بکر احمد بن حسین بن مہران المقریؒ فرماتے ہیں کہ حجاج بن یوسف نے بصرہ کے قراء کے پاس قاصد بھیج کر انہیں جمع کیا اور ان میں حسن بصری، ابوالعالیہ، نصر بن عاصم، عاصم جحدری اور مالک بن دینار کو منتخب کر کے انہیں مکلف کیا کہ قرآن کے کلمات وحروف کو شمار کرو، یہ حضرات مسلسل چار مہینے جوؤں کے ذریعہ شمار کے کام میں مشغول رہے اور بالآخر یہ سب حضرات اس پر متفق الرائے ہوگئے کہ کل کلمات ستتر ہزار چار سو انتالیس (۷۷۴۳۹) اور کل حروف (۳۲۳۰۱۵) تین لاکھ تیئیس ہزار پندرہ ہیں۔ (البرہان فی علوم القرآن جلد ۱)

## ایک واقعہ عجیبہ

﴿ومن یطع اللہ ورسولہ ویتقہ﴾

تفسیر قرطبی میں اس جگہ ایک واقعہ حضرت فاروق اعظمؓ کا نقل کیا ہے جس سے ان چاروں چیزوں کے مفہوم کا فرق اور وضاحت ہوجاتی ہے، واقعہ یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ ایک روز مسجد نبوی میں کھڑے تھے اچانک ایک رومی دہقانی آدمی بالکل آپ کے برابر آکر کھڑا ہوگیا اور کہنے لگا انا اشھد ان لاالہ الااللہ واشھدان محمدا رسول

اللہ، حضرت فاروق اعظمؓ نے پوچھا کیا بات ہے؟ تو کہا میں اللہ کے لئے مسلمان ہوگیا ہوں، حضرت فاروق اعظمؓ نے پوچھا کیا اس کا کوئی سبب ہے، اس نے کہاہاں، بات یہ ہے کہ میں نے تورات، انجیل، زبور اور انبیاء سابقین کی بہت سی کتابیں پڑھی ہیں، مگر حال میں ایک مسلمان قیدی قرآن کی ایک آیت پڑھ رہا تھا، وہ سنی تو معلوم ہوا کہ اس چھوٹی سی آیت نے تمام کتب قدیمہ کو اپنے اندر سمولیا ہے تو مجھے یقین ہوگیا کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے، حضرت فاروق اعظمؓ نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے تو اس رومی دہقانی نے یہی آیت مذکورہ تلاوت کی اور اس کے ساتھ اس کی تفسیر بھی عجیب وغریب اس طرح بیان کی کہ من یطع اللہ فرائض الٰہیہ کے متلعق ہے و رسولہ سنت نبوی کے متعلق ہے ویخش اللہ گزشتہ عمر کے متعلق ہے ویتقہ آئندہ باقی عمر کے متعلق ہے، جب انسان ان چار چیزوں کا عامل ہوجائے تو اس کو اولئک ھم الفائزون کی بشارت ہے اور فائز وہ شخص ہے جو جہنم سے نجات پائے اور جنت میں اس کو ٹھکانا ملے، فاروق اعظمؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ (کے کلام میں اس کی تصدیق موجود ہے) نے فرمایا اوتیت جوامع الکلم یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے جامع کلمات عطا فرمائے ہیں جن کے الفاظ مختصر اور معانی نہایت وسیع ہیں۔

(معارف القرآن ص ۴۴۷ جلد ۶) و (تفسیر قرطبی)

## طاغوت کی غلامی سے پناہ

طاغوت کی بندگی سے نکلنا اور صرف اللہ وحدہ کی عبادت وعبودیت کا قلادہ گلے میں ڈالنا، مادی ومحض دنیاوی نکتہ نظر سے کتنا مشکل کیوں نہ ہو، اعلان حق کرنے والوں پر کتنا شاق کیوں نہ گزرے، اس کی راہ میں کتنے کانٹے کیوں نہ بکھرے ہوں، مگر بہر حال وہ طاغوتوں کی بندگی سے آسان تر ہے، غیر اللہ کی غلامی کا پٹکا کمر سے باندھنا، سنہری نشان لگا کر غیروں کی خدمت میں کھڑے رہنا، اپنے جیسے انسانوں کی غلامی پر قانع ہوجانا

اتنا ثقیل، اتنا دلخراش اور اتنا کوفت کا باعث ہے جیسے انسانیت کا شرف برداشت نہیں کرسکتا، اگرچہ اس میں دنیوی راحت، دولت وثروت، سلامتی اور امن دکھائی دے، انسان جب انسان کا بندہ بن گیا تو شرف انسانیت کا خاتمہ ہوگیا، اس سے بدتر بندگی اور کیا ہوسکتی ہے؟ کہ ایک انسان دوسرے انسان کے آگے خشوع وخضوع کے سدا ساتھ جھکے؟ اس سے بڑی ذلت اور کیا ہے کہ اپنے جیسے انسان کا بنایا ہوا خود ساختہ قانون کوئی انسان، انسان کہلاتے ہوئے تسلیم کرے؟ اللہ کی رضا کو برطرف رکھ کر ایک انسان جب اپنے جیسے انسان کی رضا ورغبت کا خیال کرنے لگتا ہے تو اس کے لیے اس سے نچلا ذلت کا کوئی اور مقام نہیں رہ جاتا، جب کوئی کسی مخلوق کی خواہشات وشہوات اور رغبات وہوا کا بندہ بن جائے تو وہ انسان کہاں رہا؟ اس نے اپنی انسانیت کو ڈھور ڈنگروں کے مقام سے جا ملایا، طاغیوں اور باغیوں کی عبادت وعبودیت بعض دفعہ شیطان کی تزئین سے بہت خوبصورت نظر آتی ہے، مگر طاغوت کے احکام وتکالیف جان ومال اور عزت وآبرو میں بہت زیادہ اور بہت بڑے ہوتے ہیں، خدا کی عبودیت کے احکام اس دنیا کی زندگی کے نکتہ نگاہ سے بھی طاغوت کی عبودیت سے بہت آسان اور بہت ہلکے اور خوشگوار ہوتے ہیں۔ (تفسیر فی ظلال القرآن ص ۲۸۸ جلد ۳)

## فساق حاملین قرآن

بکر بن خنیس نے کہا کہ جہنم میں ایک گھاٹی ہے خود جہنم اس سے روزانہ سات مرتبہ پناہ مانگتی ہے۔ اس گھاٹی میں ایک کھائی ہے یہ گھاٹی اور جہنم روزانہ سات بار اس سے پناہ مانگتے ہیں۔ اس کھائی میں ایک اژدہا ہے یہ کھائی گھاٹی اور جہنم اس اژدہا سے روزانہ سات مرتبہ پناہ مانگتے ہیں۔

اس اژدہے کا پہلا شکار فساق حاملین قرآن ہوں گے کہیں گے یارب! ہمیں بت پرستوں سے بھی پہلے عذاب آخر کیوں؟

جواب ملے گا" جاننے والوں سے لاعلموں والا معاملہ نہیں ہوتا۔"

ایوب سختیانی کہتے ہیں "بدعمل قاری قرآن (عالم دین) سے زیادہ برا کوئی نہیں ہے۔"

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں "برملا فسق وفجور کے مرتکب کے بجائے مجھے بد عمل حامل قرآن کی بابت زیادہ اندیشہ ہے کہ یہ جہنم کے زیادہ نچلے طبقے میں ہوگا۔"

الفضیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں "قرآن تو آیا ہی عمل کے لئے تھا۔لوگوں نے اس کی قرات کو پیشہ بنالیا۔"

پوچھا گیا کہ "عمل کیونکر ممکن ہوسکتا ہے؟"

کہا "اس کے حلال کردہ امور کو حلال جانیں حرام کردہ امور کو حرام جانیں۔ اوامر (احکام) قرآن کو اپنائیں اور منہیات (منع کی گئی چیزوں) سے باز رہیں اور عجائبات قرآنی پر تدبر کریں۔"

ابوزرین فرمان الٰہی یتلونہ حق تلاوتہ کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ کما حقہ اس کا اتباع کرتے ہیں اور کما حقہ اس پر عمل پیرا رہتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے "یتلونہ حق تلاوتہ کی تفسیر میں فرمایا کہ اس کی کما حقہ پیروی کرتے ہیں۔"

(علم برائے عمل خطیب بغدادیؒ، ص ۸۰ تا ۹۰)

## بندروں کا نظم وضبط

قائداعظم کے اے۔ڈی۔سی لیفٹیننٹ مظہر احمد بیان کرتے ہیں۔ایک دن قائد اعظم فرمانے لگے! "شملے کے قیام کے دوران میں پیدل سیر کرتے ہوئے "کوہ جیکو" چلا گیا۔میری جیب میں کچھ "پی نٹ" تھے جو میں نے بندروں کے سامنے ڈال دیئے، مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا، کہ بندروں نے پھلیوں کا خاطر آپس میں کوئی چھین جھپٹ نہ کی اور خاموش کھڑے رہے، پھر ایک بڑا موٹا سا بندر درخت پر سے اترا اور پھلیوں کی طرف

بڑھا، اسے دیکھ کر سب بندر خاموش ہو گئے اور اپنے سردار کے راستے سے ہٹ گئے، اور جب تک اس نے پھلیاں نہ کھالیں، کسی اور نے انہیں منہ سے نہ لگایا۔"

قائداعظم فرمانے لگے!"تم نے دیکھا کہ بندر تک نظم وضبط کے قائل ہیں۔"

(محمد علی جناح از ہیکٹر بولائتھو)

## ہندو پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا

جناح صاحب کچھ بیتابی سے میری باتیں سنتے رہے، ان کے چہرے کے اتار چڑھاؤ سے لگتا تھا کہ وہ ان باتوں سے خوش نہیں ہوئے، لیکن حق یہ ہے انہوں نے کمال صبر سے میری ساری گفتگو سنی اور آخرا یک مرد بزرگ کی طرح فہمائش کے انداز میں کہنے لگے!

"میں آپ کے باپ کے مانند ہوں اور میں نے سیاست میں اپنے بال سفید کئے ہیں، میرا تجربہ ہے کہ ہندو پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ یہ کبھی آپ کے دوست نہیں بن سکتے۔ میں نے زندگی بھر ان کو اپنانے کی کوشش کی، لیکن مجھے ان کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیابی نہیں ہو سکی۔ وقت آئے گا جب آپ کو میری بات یاد آئے گی اور آپ افسوس کریں گے۔"

جناح صاحب نے مزید کہا کہ!" آپ ایسی قوم پر کیسے اعتماد کر سکتے ہیں جو آپ کے ہاتھوں سے پانی پینا تک پاپ سمجھتی رہی ہے۔ان کے سماج میں آپ کے لئے کوئی جگہ نہیں، وہ آپ کو ملیچھ سمجھتے ہیں" اس سلسلہ میں انہوں نے ایک واقعہ بیان کیا کہ:

"ایک بار بمبئی میں میں اپنی بیوی کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھا رہا تھا، کہ نوکر ایک ملاقاتی کا کارڈ اندر لایا۔ یہ مشہور ہندو لیڈر "پنڈت مدن موہن مالویہ" کا تھا۔ میں کھانے کی میز سے اٹھ کر گیا اور انہیں اندر لے آیا۔ جب وہ میز پر بیٹھے تو میں نے انہیں کھانے میں شمولیت کی دعوت دی۔ مالوجی نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ آپ جانتے ہیں میں مذہبی وجوہ کی بناء پر آپ کے ساتھ ایک میز پر کھانا نہیں کھا سکتا۔" (آتش چنار از شیخ محمد عبداللہ)

## نکتہ آفرینی

''دہلی میں ایک صاحب کی اہلیہ تھیں جو بار بار اپنے میکے جاتیں۔ شوہر نے صورت حال سے تنگ آ کر ایک دن کہا کہ اگر آئندہ تم اپنے باپ کے گھر گئیں تو تمہارے پر طلاق۔ اتفاقاً اس عورت کے والد کا انتقال ہو گیا۔ اب اگر یہ گھر جائے تو طلاق واقع ہو، نہ جائے تو یہ ایک اور مصیبت، شوہر شاہ (عبدالعزیز) صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھنے آیا۔ اس وقت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ بھی شاہ صاحبؒ کی خدمت میں موجود تھے۔ شاہ صاحبؒ نے مسئلہ سن کر فرمایا کہ اگر تمہاری اہلیہ اپنے گھر گئیں تو طلاق ضرور پڑ جائے گی۔ شوہر یہ جواب سن کر رونے پیٹنے لگا۔ قاضی صاحبؒ نے بڑے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ حضرت میرا تو خیال یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہو گی، کیونکہ باپ کی وفات کے بعد وہ باپ کا گھر رہا ہی نہیں بلکہ بھائیوں کا گھر ہو گیا، جب کہ وقوع طلاق کی شرط باپ کے گھر جانا تھا۔ شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے باوجودیکہ استاذ تھے اپنے شاگرد کے اس اختلاف و نکتہ آفرینی کو بہت سراہا اور دل سے قبول کیا۔''

(مولانا محمد انظر شاہ کشمیری، گل افشانیٔ گفتار)

## محمد ﷺ فی الواقع افصح العرب تھے

آنحضرت ﷺ کی فصاحت و بلاغت، آپؐ کے انداز تکلم، اقوال، مکالمات، نصائح، خطبات، معاہدات، مکتوبات، فرامین، ادعیہ اور وصایا ہر شے میں جلوہ گر تھی، یہ ساری چیزیں حدیث و سیرۃ کی کتابوں میں محفوظ ہیں، ان کا بنظر غائر مطالعہ کرنے والا قاری بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ محمد ﷺ فی الواقع افصح العرب تھے اور آپ کی گفتار اور آپ کے کلام کی ہر نوع جامعیت اور فصاحت و بلاغت کا شاہکار بلکہ منفرد اور بے مثال تھی، گویا آنحضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ میں عرب میں سب سے زیادہ فصیح ہوں، دعویٰ نہیں بلکہ اظہار حقیقت تھا اور کتب حدیث و سیرۃ اس کی سب سے بڑی مصدق ہیں، یہاں بطور تبرک ایک مثال پیش کی جاتی ہے، یہ ایک مکالمہ ہے جو دعوت اسلام کے اوائل میں آنحضور

ﷺ اور ایک سلیم الفطرت اعرابی عمرؓ بن عبسہ کے درمیان ہوا۔ باختلاف روایت یہ مکالمہ عکاظ کے بازار میں یا خاص مکہ شہر میں ہوا، اس کے بعد حضرت عمرؓ بن عبسہ مشرف بہ اسلام ہو گئے، اس مکالمہ میں سوال حضرت عمرؓ بن عبسہ کی طرف سے ہیں اور جواب رسول اکرم ﷺ کی طرف سے۔

سوال: ماالاسلام؟ اسلام کیا ہے؟

جواب: طیب الکلام واطعام الطعام۔ پاکیزہ گفتگو اور غرباء کو کھانا کھلانا۔

سوال: ماالایمان؟ ایمان کیا ہے؟

جواب: الصبر والسماعۃ۔ صبر اور سیر چشمی۔

سوال: ای الاسلام افضل؟ اسلام کس کا افضل ہے؟

جواب: من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ۔ جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

سوال: ای الایمان افضل؟ ایمان کون سا افضل ہے۔

جواب: خلق حسن۔ بہترین خلق۔

سوال: ای الصلوٰۃ افضل؟ نماز کون سی افضل ہے؟

جواب: طول القنوت۔ لمبے قیام والی۔

سوال: ای الھجرۃ افضل؟ ہجرت کون سی افضل ہے؟

جواب: ان تھجر ما کرہ ربک۔ جو چیز تیرے رب کو ناپسند ہو اس کو چھوڑ دینا۔

سوال فای الجھاد افضل؟ جہاد کون سا افضل ہے؟

جواب: من عقر جوادہ واھریق دمہ۔ جس کا گھوڑا بھی کام آئے اور خود بھی شہید ہو جائے۔

سوال: ای الساعات افضل؟ کون سا وقت افضل ہے؟

جواب: جوف اللیل الآخر۔ رات کا پچھلا پہر۔ (مشکوٰۃ۔ کتاب الایمان۔ بحوالہ مسند احمد)

حضورؐ نے ہر سوال کا جو جواب دیا اس پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس میں ایک جہان معانی پوشیدہ ہے جس کی تشریح کے لیے دفتر درکار ہے یوں سمجھئے کہ دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔

## سرور عالم ﷺ صاحب جوامع الکلم بھی تھے

اس میں کوئی شک نہیں کہ سرور عالم ﷺ جس طرح فصیح العرب تھے اسی طرح صاحب جوامع الکلم بھی تھے، ''جوامع الکلم'' فی الحقیقت فصاحت و بلاغت ہی کے ذیل میں آتے ہیں، ان سے مراد آنحضور ﷺ کے وہ کلمات ہین جو ہیں تو مختصر لیکن معنوی اعتبار سے بڑی وسعت رکھتے ہیں یعنی قلیل الالفاظ مگر کثیر المعانی، جاحظ نے ''جوامع الکلم'' کی تعریف یوں کی ہے: ''جوامع الکلم سے مراد رسول اللہ ﷺ کے وہ کلمات ہیں جو قلیل الالفاظ ہوتے ہوئے بھی کثیر المعانی ہیں۔'' (البیان والتبیین)

''جوامع الکلم'' کی اصطلاح حضور ﷺ کے اپنے اس ارشاد پر مبنی ہے۔ اعطیت (اوتیت) جوامع الکلم (مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں)۔

علامہ محمد عطیۃ الابراشی نے ''جوامع الکلم'' کے بارے میں اس طرح اظہار خیال کیا ہے: ''آپ کا وہ جامع کلام جس کی فصاحت و بلاغت کا مقابلہ اور برابری کی ہی نہیں جاسکتی جو بیان و بلاغت کا آخری درجہ اور بے انتہا مدلل بھی ہے، جو جامع کلمات اور انوکھی حکمت پر مشتمل ہوتا ہے، اس کے الفاظ و حروف کی تعداد تو قلیل ہوتی ہے لیکن معانی کی فراوانی ہوتی ہے۔'' (فصاحت نبوی بحوالہ عظمت الرسول)

یہاں ہم بطور تبرک ''جوامع الکلم'' کی پچاس مثالیں پیش کرتے ہیں:

(۱)......انما الاعمال بالنیات اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

(۲)......اذا سرتک حسنتک وساء تک سیئتک فانت مومن

. جب تم کو اپنے اچھے عمل سے مسرت ہو اور برے کام سے رنج و قلق ہو تو تم مومن ہو۔

(مسند احمد)

(۳)......ان الغضب لیفسد الایمان کما یفسد الصبر العسل. غصہ ایمان کو ایسا خراب کر دیتا ہے جیسا کہ مصبر (ایلوا) شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

(شعب الایمان بیہقی)

(۴)......من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یوذجارہ. جو شخص بھی اللہ اور یوم قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔ (صحیح بخاری)

(۵)......الدنیا سجن المومن وجنة الکافر دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنت۔ (صحیح مسلم)

(۶)......ان لکل امة فتنة امتی المال. ہر امت کے لیے خاص آزمائش ہوتی ہے اور میری امت کی خاص آزمائش مال ہے۔ (جامع ترمذی)

(۷)......الطهور شطر الایمان پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ (صحیح مسلم)

(۸)......الطاعم الشاکر کالصائم الصابر کھانا کھا کر شکر کرنے والا صابر روزہ دار کی مانند ہے۔ (جامع ترمذی)

(۹)......ان من خیارکم احسنکم اخلاقا. بے شک تم میں سے نیک ترین وہ ہے جو تم میں سے اخلاق میں اچھا ہو۔ (صحیح بخاری و مسلم)

(۱۰)......الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اس لیے اللہ کے نزدیک بہترین شخص وہ ہے جو اللہ کے کنبے کے ساتھ احسان کرے۔ (بحوالہ بیہقی)

(۱۱)......لایدخل الجنة القاطع. قطع رحمی کرنے والا (یعنی قرابت داروں کے ساتھ قطع تعلق کرنے والا یا ان سے برا سلوک کرنے والا) جنت میں نہ جا سکے گا۔

(۱۲)......الغنی غنی النفس تونگری (دولت مندی) دل کی تونگری (دولت

مندی) ہے۔ (صحیح مسلم و بخاری)

(۱۳)......ان من البیان لسحرا بے شک بعض بیان (کلام، باتیں) جادو (کا اثر رکھتے) ہیں (صحیح بخاری)

(۱۴)......الاقتصاد فی النفقة نصف المعیشة اخراجات میں میانہ روی (اعتدال) آدھی زندگی ہے (یعنی ضروری اور سودمند ہے)۔ (بیہقی)

(۱۵)......الدین النصیحة دین نام ہے خیر خواہی کا (یا دین سراسر خیر خواہی ہے)۔ (صحیح بخاری)

(۱۶)......الندم توبة. نادم (شرمندہ یا پشیماں) ہونا ہی توبہ ہے۔ (مسند احمد)

(۱۷)......من احب ان یبسط له فی رزقه وینساله فی اثرہ فلیصل رحمه. جو شخص اپنے رزق میں فراخی (اضافہ) اور لمبی عمر کا خواہشمند ہو اسے چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

(۱۸)......لایومن عبد حتی یحب لاخیه مایحب لنفسه انسان اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی اسی چیز کو پسند نہ کرے جسے وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

(۱۹)......ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السمآء تم زمین والوں پر رحم کرو اور آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی)

(۲۰)..ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔ (سنن ابی داؤد)

(۲۱)......ان الله تعالیٰ جمیل ویحب الجمال بے شک اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور پسند کرتا ہے جمال کو۔ (صحیح مسلم)

(۲۲)......لیس الشدید بالصُّرعة انما الشدید الذی یملک نفسه

عند الغضب. طاقتور وہ نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑ دے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

(۲۳)......من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جس نے (احسان کرنے والے) بندہ کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا۔ (مسند احمد، جامع ترمذی)

(۲۴)......افضل الجہاد من قال کلمۃ حق عند سلطان جائر. ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بڑا جہاد ہے۔ (مسند احمد، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)

(۲۵)......زن وارجح. تول اور (ترازو کا پلڑا) جھکتا رکھ۔

(سنن ابی داؤد، سنن بن ماجہ)

(۲۶)......الصوم جنۃ روزہ گناہوں سے بچنے کے لیے ڈھال ہے۔

(صحیح بخاری)

(۲۷)......تصافحوا یذھب الغل وتھادوا تحابوا وتذھب الشحناء. تم ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کیا کرو، اس سے کینہ دور ہوتا ہے اور آپس میں ایک دوسرے کو ہدیہ دیا کرو، اس سے تم میں باہم محبت پیدا ہوگی اور دلوں سے دشمنی دور ہوگی۔ (موطا امام مالک)

(۲۸)......الطیرۃ شرک. شگون لینا شرک ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

(۲۹)..الاناۃ من اللہ والعجلۃ من الشیطان. کاموں کو متانت سے اور اطمینان سے انجام دینا اللہ کی طرف سے ہے اور جلد بازی کرنا شیطان کی طرف سے

(جامع ترمذی)

(۳۰)......کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل دنیا میں ایسے رہ جیسے کہ تو پردیسی ہے یا رستہ چلتا مسافر۔ (صحیح بخاری و مسلم)

(۳۱) لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس اللہ اس پر رحم نہیں کرتا جو اللہ کے بندوں پر رحم نہیں کرتا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

(۳۲)......المومن مالف ولا خير في من لايالف ولا يولف. مومن الفت ومحبت کا مرکز ہے اور اس آدمی میں کوئی بھلائی نہیں جو دوسروں سے الفت نہیں کرتا اور دوسرے اس سے الفت نہیں کرتے۔ (مسند احمد و شعب الایمان للبیہقی)

(۳۳)......ان احب الاعمال الى الله تعالىٰ الحب في الله والبغض في الله. اللہ تعالیٰ کو بندوں کے اعمال میں سب سے محبوب یہ عمل ہے کہ اس کی محبت بھی اللہ کے لیے ہو اور بغض بھی اللہ کے لیے ہو۔ (سنن ابی داؤد)

(۳۴)......حسن الظن من حسن لعباده. اپنے مسلمان بھائی کے بارے میں) نیک گمانی بہترین عبادت ہے۔ (مسند احمد، سنن ابی داؤد)

(۳۵)......من يحرم الرفق يحرم الخير جو شخص نرمی کی صفت سے محروم کیا گیا وہ تمام خیر (ہر اچھائی اور بھلائی) سے محروم کیا گیا۔ (صحیح مسلم)

(۳۶)......طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة. (دیگر) فرائض کے بعد حلال کمائی کی تلاش فرض ہے۔

(جامع ترمذی)

(۳۷)......تعوذوا بالله من جهد البلاء ودرك الشقاء وسوء القضاء وشماتة الاعداء. اللہ کی پناہ مانگو بلاؤں کی سختی سے اور بدبختی کے لاحق ہونے سے اور بری تقدیر سے اور دشمنوں کی شماتت سے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

(۳۸)......هدية الاحياء الى الاموات الاستغفار لهم. زندوں کا خاص ہدیہ مردوں کے لیے ان کے حق میں دعائے مغفرت ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی)

(۳۹)......اماطة الاذى عن الطريق. ایمان کا ایک ادنیٰ حصہ ہے راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا۔ (صحیح بخاری و مسلم)

(۴۰)......انما الطاعة في معروف. اطاعت تو صرف نیک کاموں میں ہوتی ہے۔ (صحیحین)

(۴۱)......ادومـــه وان اقـل وہ کام سب سے زیادہ پسندیدہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگر چہ تھوڑا ہو۔ (صحیح بخاری ومسلم)

(۴۲)......طاعة النساء ندامة. عورتوں کی (بلاسوچے سمجھے) اطاعت سے ندامت اٹھانی پڑتی ہے۔ (ابن عساکر)

(۴۳)......الدعا مخ العبادة. دعا عبادت کا مغز ہے۔ (جامع ترمذی)

(۴۴)...... کل معروف صدقة ہر بھلائی صدقہ ہے۔ (بیہقی)

(۴۵)......ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث خبردار بدگمانی سے بچنا، بے شک بدگمانی تو بالکل جھوٹی بات ہے۔ (صحیح مسلم، سنن نسائی)

(۴۶)......الحکمة ضالة المومن یلتقطها حیث وجدها. دانائی مومن کی گمشدہ متاع ہے جہاں کہیں اسے پاتا ہے چن لیتا ہے۔ (سیرۃ المختار)

(۴۷)......المرمع من احب. انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس نے محبت کی (یعنی قیامت کے دن اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا) (الشفاء)

(۴۸)......قل امنت بالله ثم استقم کہو کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس قول پر) جم جاؤ۔ (صحیح مسلم)

(۴۹)......رباط یوم فی سبیل الله خیر من الدنیا وما علیها. اللہ کی راہ میں ایک دن پاسبانی کرنا دنیا اور اس کے تمام ساز و سامان سے بہتر ہے۔

(صحیح بخاری ومسلم)

(۵۰)......الید العلیا خیر من الید السفلیٰ الید العلیا هی المنفقة والسفلیٰ هی الشائلة . اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا۔ (صحیح بخاری)

(بحوالہ حسنت جمیع خصالہ)

## شعر وشاعری محمود بھی ہے مذموم بھی

﴿والشعراء یتبعھم الغاؤن﴾

اس آیت میں شعر کے اصطلاحی اور معروف معنی ہی مراد ہیں، یعنی موزوں ومقفی کلام کہنے والے، اس کی تائید فتح الباری کی روایت سے ہوتی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ، حسان بن ثابتؓ اور کعب بن مالکؓ جو شعرا صحابہ میں مشہور ہیں روتے ہوئے سرکار دو عالم کے خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ خدائے ذوالجلال نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اور ہم بھی شعر کہتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ آیت کے آخری حصہ کو پڑھو، مقصد یہ تھا کہ تمہارے اشعار بیہودہ اور غلط مقصد کے لئے نہیں ہوتے اس لیئے تم اس استثناء میں داخل ہو جو آخر آیت میں مذکور ہے اس لئے مفسرین نے فرمایا کہ ابتدائی آیت میں مشرکین شعراء مراد ہیں کیونکہ گمراہ لوگ سرکش شیطان اور نافرمان جن ہی ان کے اشعار کی اتباع کرتے تھے اور روایت کرتے تھے۔

(کمافی فتح الباری)

حافظ ابن حجرؒ نے فرمایا کہ حکمت سے مراد سچی بات ہے جو حق کے مطابق ہو، ابن بطال نے فرمایا جس شعر میں خدا تعالیٰ کی وحدانیت اس کا ذکر، اسلام سے الفت کا بیان ہو وہ شعر مرغوب ومحمود ہے، اور حدیث مذکور میں ایسا ہی شعر مراد ہے، اور جس شعر میں جھوٹ اور فحش بیان ہو وہ مذموم ہے اس کی مزید تائید مندرجہ ذیل روایت سے ہوتی ہے (۱) عمر بن الشرید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھ سے امیہ بن ابی الصلت کے سو قافیہ تک اشعار سنے (۲) مطرف فرماتے ہیں کہ میں نے کوفہ سے بصرہ تک حضرت عمر بن حصینؓ کے ساتھ سفر کیا اور ہر منزل پر وہ شعر سناتے تھے (۳) طبری نے کبار صحابہ اور کبار تابعین کے متعلق کہا کہ وہ شعر کہتے تھے سنتے تھے اور سناتے تھے (۴) امام بخاری فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ شعر کہا کرتی

تھیں (۵) ابو یعلیٰ نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ شعر ایک کلام ہے اگر اس کا مضمون اچھا اور مفید ہے تو شعر اچھا ہے اور مضمون برا یا گناہ کا ہے تو شعر برا ہے۔

(فتح الباری) (معارف القرآن جلد ۶ ص ۵۵۴)

## ازدواجی زندگی کا ایک مسئلہ اور اس کا حل

ازدواجی زندگی میں تلخی پیدا کرنے والا ایک مسئلہ ''جہیز'' کا ہے۔ اسلامی معاشرے میں ''امثالی جہیز'' جس کا تذکرہ بڑے فخر کے ساتھ کیا جاتا ہے وہ ہادی اعظم ﷺ کی طرف سے اپنی عزت مآب بیٹی خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کے جہیز کا ہے، جس میں اس عظیم المرتبت خاتون کو جسے حضرت علیؓ جیسی جلیل القدر ہستی کی زوجہ کا شرف حاصل ہوا۔ صرف گھریلو ضروریاتِ زندگی پر مشتمل ایک مختصر سا جہیز دیا گیا تھا۔ لیکن اس عظیم سنت کو مسلمان معاشرے نے بہت جلد بھلا دیا اور ''جہیز'' وقار، عزت، شان و شوکت، امارت اور حصولِ طلب کا ذریعہ بن گیا۔

چنانچہ آج کے دور میں خاص طور پر پاک و ہند میں تو اس کو اتنی اہمیت حاصل ہو گئی ہے کہ شادی سے پہلے ہی ''جہیز'' کی تفصیلات پوچھی جاتی ہیں اور اپنی پسند کا ''جہیز'' طلب کیا جاتا ہے اور بعض اوقات تو شیطان کی آنت کی طرح لمبی چوڑی فہرست لڑکی والوں کے ہاتھوں میں تھما دی جاتی ہے، جن کو دیکھ کر لڑکی والے چکرا جاتے ہیں اور لڑکی والے اس کے جواب میں حق مہر کی رقم لاکھ دو لاکھ لکھوانے کی شرط پیش کر دیتے ہیں۔ امراً کا طبقہ تو ایک دوسرے کی یہ چوٹ سہہ جاتا ہے لیکن متوسط اور غریب طبقہ سخت پریشان ہو جاتا ہے۔

## دعوت و تبلیغ اور اس کے آداب

جو لوگ اعمالِ خیر سے برگشتہ ہوں معاصی میں لگے ہوں ان کو خیر کی راہ دکھانا معاصی سے متنفر کرنا اور بچانا ایک اہم دینی ضرورت ہے۔ جس کی ذمہ داری پوری امت

مسلمہ پر ہے اور حضرات علماء کرام اس کو بہتر طریقہ پر انجام دے سکتے ہیں اس کام کے بہت سے احکام وآداب ہیں ذیل میں اولاً سورۃ النحل کی آیت اور اس کا ترجمہ لکھا جاتا ہے اس کے بعد کچھ تفصیل سے احکام وآداب لکھے جائیں گے انشاءاللہ تعالیٰ، وھو ولی التوفیق.

سورۃ نحل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُم بِالَّتِی ھِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَنْ سَبِیلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِینَ﴾ ''اپنے رب کی طرف حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعے بلائیے اور ان سے ایسے طریقے پر بحث کیجئے جو اچھا طریقہ ہو، بلاشبہ آپ کا رب ان کو خوب جاننے والا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گئے اور وہ ان کو خوب جانتا ہے جو ہدایت کی راہ پر چلنے والے ہیں۔'' اس آیت میں دعوت الی اللہ کا طریقہ بتایا ہے اور ارشاد فرمایا: ﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ﴾ ''آپ اپنے رب کی طرف حکمت کے ذریعے بلائیے'' ﴿وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ﴾ ''اور موعظہ حسنہ کے ذریعے'' ﴿وَجَادِلْھُم بِالَّتِی ھِیَ اَحْسَنُ﴾ ''اور ان سے ایسے طریقے سے بحث کیجئے جو بہت اچھا طریقہ ہو'' اس میں تین چیزوں کی رعایت رکھنے کا حکم فرمایا (۱) حکمت (۲) موعظہ حسنہ (۳) اچھے طریقہ پر بحث کرنا، حکم تو رسول اللہ کو فرمایا ہے۔ اور وہ سب حضرات اس کے مخاطب ہیں جو رسول اللہ کے نائب ہیں جو بھی کوئی شخص دعوت کا کام کرے عالم ہو یا غیر عالم وہ ان چیزوں کا خیال رکھے، ان کا خیال رکھا جاتا ہے تو عموماً منصف مزاج بات مان لیتے ہیں اور دعوت حق قبول کر لیتے ہیں۔ دعوت الی الایمان ہو یا اعمال صالحہ کی دعوت ہو سب میں مذکورہ بالا چیزیں اختیار کرنا ضروری ہے۔

حکمت سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں صاحب روح المعانی نے بعض حضرات سے نقل کیا ہے ﴿انھا الکلام الصواب الواقع من النفس اجمل﴾

”یعنی حکمت وہ صحیح بات ہے جو نفس انسانی میں خوبصورت طریقہ پر واقع ہو جائے۔“ حکمت کی دوسری تعریفیں بھی کی گئی ہیں لیکن ان سب کا حال یہی ہے کہ ایسے طریقے پر بات کی جائے جسے مخاطب قبول کر لے یہ طریقے افراد و احوال کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں جو شخص اخلاص کے ساتھ یہ چاہتا ہے، کہ مخاطبین میری بات کو قبول کر ہی لیں وہ اس کے لئے تدبیریں سوچتا ہے، واسطوں کو استعمال کرتا ہے، نرمی سے کام لیتا ہے ثواب بتاتا ہے اور عذاب سے ڈراتا ہے، موقع دیکھ کر بات کرتا ہے جو لوگ مشغول ہوں ان سے بات کرنے کے لئے فرصت کا انتظار کرتا ہے اور اتنی دیر بات کرتا ہے جس سے وہ تنگدل اور ملول نہ ہو جائیں، اگر پہلی بار مخاطبین نے اثر نہ لیا تو پھر موقع کا منتظر رہتا ہے پھر جب موقع پاتا ہے پھر بات کہہ دیتا ہے اور اس میں زیادہ تر نرمی ہی کام دیتی ہے، اللہ جل شانہٗ نے جب موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجنے کا حکم دیا تو فرمایا: ﴿فقولا له قولا لینا لعله یتذکرون او یخشی﴾ (سوتم دونوں اس سے نرمی سے بات کرنا ممکن ہے وہ نصیحت حاصل کر لے یا ڈر جائے) البتہ اپنے لوگوں کو موقع کے مناسب کبھی سختی بھی کرنا مناسب ہوتا ہے جیسا کہ آنحضرت سرور دو عالم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو سختی سے مخاطب فرمایا جب کہ انہوں نے عشاء کی نماز میں لمبی قراءت کر دی تھی صاحب حکمت اپنے نفس کے ابھار اور کسی بغض وحسد کی وجہ سے مخاطب کو نہیں ڈانٹتا داعی کے لئے ضروری ہے کہ ناصح یعنی خیر خواہ بھی ہو اور امین یعنی امانت دار بھی ہو جیسا کہ حضرت ہود نے اپنی قوم سے فرمایا:

﴿وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِينٌ﴾ ”اور میں تمہارے لئے خیر خواہ ہوں اور امین ہوں۔“

حکمت کا یہ بھی تقاضہ ہے جو بہت ہی اہم ہے کہ دین کو آسان کر کے پیش کرے اور نفرت پیدا ہونے کا سبب نہ بنے، حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ﴿يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا﴾ ”آسانی کی بات کرو اور سختی سے پیش نہ آؤ اور بشارت دو، نفرت نہ دلاؤ۔“

بہت سے لوگوں میں حق کہنے کا جذبہ ہوتا ہے لیکن وہ موقع نہیں دیکھتے، ہتھوڑا مار کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہم نے تو بات کہہ دی اپنا کام کر دیا لیکن اس سے مخاطب کو فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ بعض مرتبہ ضد وعناد پیدا ہو جاتا ہے۔ ہاں جہاں پر حق دب رہا ہو، وہاں زبان سے کہہ دینا بھی بڑی بات ہے ایسے موقع پر حکمت کا تقاضہ یہی ہوتا ہے کہ حق کلمہ کہہ دیا جائے اسی کو فرمایا ہے: ﴿افضل الجهاد من قال كلمة حق عند سلطان جائر﴾ (رواہ البغوی فی شرح السنۃ) سب سے زیادہ فضیلت والا جہاد اس شخص کا جہاد ہے جس نے ظالم بادشاہ کے سامنے حق کلمہ کہہ دیا)۔

حکمت کی باتوں میں سے یہ بھی ہے کہ بات کہنے میں اس کا لحاظ رکھا جائے کہ سننے والے ملول اور تنگ دل نہ ہوں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو لوگوں کے سامنے بیان کیا کرتے تھے ایک شخص نے کہا کہ اگر آپ روزانہ بیان فرمایا کرتے تو اچھا ہوتا، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں روزانہ اس لئے بیان نہیں کرتا کہ تمہیں ملول اور تنگدل کرنا گوارا نہیں ہے تمہیں رغبت کے ساتھ موقع دیتا ہوں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے موقع کا دھیان رکھتے تھے تا کہ ہم تنگ دل نہ ہو جائیں۔

حکمت کے تقاضوں میں سے یہ بھی ہے کہ لوگوں کے سامنے ایسی بات نہ کرے جو لوگوں کے لئے عجوبہ بن جائے، اگرچہ باتیں صحیح ہوں، لوگوں کو قریب کرتے رہیں تھوڑا تھوڑا علم ان کے دل میں داخل کرتے رہیں جب جس بات کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں اس وقت وہ بات کہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا: ﴿حدثوا الناس بما يعرفون اتحبون ان يكذب الله ورسوله﴾ ''یعنی لوگوں کے سامنے وہ باتیں بیان کرو جنہیں وہ پہچانتے ہوں کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا جائے (مطلب یہ ہے کہ بات تو تم صحیح پیش کرو گے مخاطبین کی سمجھ سے بالاتر ہوگی تو وہ کہیں گے ایسا نہیں ہے یا یوں کہیں گے ایسا نہیں ہوسکتا)۔

اس وجہ سے حضرات علماء کرام نے فرمایا ہے کہ جس علاقہ میں جو قرات اور جو روایت رائج ہو عوام کے مجمع میں اسی کو پڑھا جائے جیسے ہمارے ملکوں میں حضرت عاصم کی قرات اور حضرت حفص رحمۃ اللہ علیہما کی روایت رواج پزیر ہے کوئی کلمہ کسی دوسرے قرات کا پڑھ دیا جائے تو حاضرین کہیں گے کہ اس نے قرآن غلط پڑھ دیا اور اس تکذیب کا سبب وہ قاری بنے گا جس نے کسی دوسری قرات کے مطابق تلاوت کر دی۔

حکمت کے تقاضوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اجتماعی خطاب میں سختی ہو اور انفرادی گفتگو میں نرمی ہو اور حکمت کے طریقوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کسی شخص کو غیر شرعی کاموں میں مبتلا دیکھے تو بجائے اس کو خطاب کرنے کے محفل عام میں یوں کہہ دے کہ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں فلاں فلاں گناہ کی یہ وعید ہے اس طرح سے ہر وہ شخص متنبہ ہو جائے گا جو اس گناہ میں مبتلا ہو۔

''لفظ حکمت بہت جامع لفظ ہے اس کی جتنی بھی تشریح کی جائے کم ہے چنانچہ اجمالی طور پر بات کی جائے کہ بات قبول کر لینا اقرب ہو اور ایسا انداز اختیار کیا جائے جس سے وہ متوحش نہ ہوں داعی کے طریقہ کار کی وجہ سے نہ چڑ جائیں نہ عناد پر کمر باندھ لیں مقصود حق قبول کرانا ہو نفرت دلانا نہ ہو جب کوئی شخص نیک نیتی سے اس مقصد کو آگے لے کر بڑھے گا تو خیر پہچانے کے وہ طریقے اس کے ذہن میں آئیں گے جو اسے کسی نے نہیں بتائے اور جو اس نے کتابوں میں نہیں پائے۔ انشاءاللہ اور واضح رہے کہ کسی فرد یا جماعت کو راہ حق پر لانے کے لئے خود گناہ کرنا حلال نہیں بعض لوگ دوسروں کو ہدایت دینے کے لئے بدعتوں میں شریک ہو جاتے ہیں یا جانتے بوجھتے ہوئے حرام مال سے دعوت کھا لیتے ہیں یہ طریقہ شریعت کے خلاف ہے، ہمیں یہ حکم نہیں دیا گیا کہ دوسروں کو خیر پر لگانے کے لئے خود گناہ گار ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے دعوت دینے کا طریقہ ارشاد فرماتے ہوئے مزید فرمایا ﴿و الموعظة الحسنة﴾ کہ موعظہ حسنہ کے ذریعے دعوت دو یہ لفظ بھی بہت جامع

ہے ترغیب وترہیب والی آیات اور احادیث بیان کرنا اور ایسی روایات سنانا جس سے دل نرم ہو اور ایسے واقعات سامنے لانا جس سے آخرت کی فکر ذہنوں میں بیٹھ جائے اور گناہ چھوڑنے اور نیک اعمال اختیار کرنے کے جذبات قلوب میں بیدار ہو جائیں یہ سب چیزیں موعظہ حسنہ میں آجاتی ہیں مخاطبین کو ایسے انداز سے خطاب نہ کرے جس سے وہ اپنی اہانت محسوس کریں اور دل خراش طریقہ اختیار نہ کرے جب اللہ کی راہ پر لگانا ہے تو پھر ایسا طریقہ اختیار کرنا کہ جس سے کہ لوگ مزید دور ہو جائیں کی گنجائش کہاں ہو سکتی ہے اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس کا عمل موعظہ حسنہ کے خلاف ہوگا۔

تیسری بات یوں فرمائی: ﴿وجادلهم بالتي هي أحسن﴾ ''کہ ان سے اچھے طریقے سے جدال کرو۔''

جدال سے جھگڑنا مراد نہیں سوال جواب مراد ہے جس کا ترجمہ مباحثہ سے کیا گیا ہے جن لوگوں سے خطاب ہو ان میں بہت سے لوگ باوجود باطل پر ہونے کے، حق کو دبانے کے لئے الٹے الٹے سوال کرتے ہیں ان کے جواب دینے کے لئے ایسا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے جس سے ان کا منہ بند ہو جائے اور ان کے لاجواب ہونے کو دیکھ کر ان کے ماننے والے گمراہی سے منحرف ہو جائیں اور حق کو قبول کر لیں جب کسی شخص میں اخلاص ہوتا ہے اور اللہ کے بندوں کی ہمدردی پیش نظر ہوتی ہے تو اللہ کی توفیق سے سوال وجواب اور مباحثہ میں عمدگی اور نرمی اور موثر طریقے پر گفتگو کی توفیق ہو جاتی ہے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دیوانہ جادوگر، گمراہ، احمق کہا گیا اور بے تکے سوالات کئے گئے ان حضرات نے صبر وتحمل سے کام لیا جس کے واقعات سورہ اعراف اور سورہ ہود اور سورہ شعراء میں مذکور ہیں اگر کوئی شخص برے طریقے پر پیش آئے تو اس سے اچھے طریقے پر پیش آنا لازمی ہے۔

سورہ حم سجدہ میں فرمایا: ﴿ومَن أحسَنُ قولاً ممّن دَعَا إلَى اللهِ وعَمِلَ صَالحاً وقَالَ إنّنِي مِنَ المُسلِمِينَ ولاتَستوِي الحَسَنَةُ ولا

السَّیِّئَۃُ، اِدفَعْ بِالَّتِی ھِیَ أحسَنُ فَاِذَ الَّذِی بَینَکَ وَبَینَہٗ عَدَوَۃٌ کَأنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیمٌ، وَمَا یُلَقّٰھَا اِلَّا الذِینَ صَبَرُوا وَمَا یُلَقّٰھَا اِلَّا ذُوحَظٍّ عَظِیمٍ﴾ ''اور اس سے اچھی کس کی بات ہوگی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور یوں کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں اور نہیں برابر ہوتی اچھی خصلت اور بری خصلت، تو اس طریقے پر دفع کر جو طریقہ اچھا ہو پھر اچانک وہ شخص جس میں دشمنی تھی ایسا ہو جوئے گا جیسا خالص دوست ہوتا ہے اور یہ خصلت انہی لوگوں کو دی جاتی ہے جنہوں نے صبر کیا اور انہی کو دی جاتی ہے جو بڑے نصیب والے ہیں۔''

جاہلوں اور معاندوں سے خوش اسلوبی کے ساتھ نمٹنا پڑتا ہے، اگر داعی حق نے بھی جاہل اور معاند کے مقابلے میں آستین چڑھالی، آنکھیں سرخ کرلیں، لہجہ تیز کر دیا، ناشائستہ الفاظ زبان سے نکال دیئے تو پھر داعی اور مدعو اور صاحب حق اور صاحب باطل میں فرق ہی کیا رہا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ایک بادشاہ نے (جس کا نام نمرود بتایا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ کے بارے میں بحث کی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: ﴿رَبِّیَ الذِی یُحیِی وَیُمِیتُ﴾ ''کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور موت دیتا ہے۔''

اس پر اس نے جیل خانہ سے دو قیدی بلائے ان میں سے ایک کو قتل کر دیا اور ایک کو رہا کر دیا اور کہنے لگا کہ (میں بھی زندہ کرتا ہوں اور موت دیتا ہوں) اس نے اپنی جہالت سے یا اعتماد سے ایسا کیا۔ حضرت ابراہیم نے زندہ کرنے اور موت دینے کا مفہوم کے بارے میں بحث کرنے کے بجائے بات کا انداز بدل دیا اور فرمایا کہ میرا رب وہ ہے کہ جو سورج کو پورب سے لے کے آتا ہے تو اسے مغرب سے لے کر آ۔ یہ سن کر وہ حیران رہ گیا، اور کوئی جواب بن نہ پڑا، اگر حضرت ابراہیمؑ زندہ کرنے اور موت دینے کا مفہوم متعین کرنے اور سمجھانے منوانے میں لگتے تو ممکن تھا کہ وہ جاہل کافر غلط مفہوم پر اڑا رہتا۔ خواہ مخواہ جھک جھک کرتا۔ حضرت ابراہیمؑ نے بات کا انداز ایسا اختیار فرمالیا

جس سے وہ کافر جلد ہی خاموش ہوگیا۔

یہ واقعہ سورۃ بقرہ رکوع (۳۵) میں مذکور ہے حضرت ابراہیمؑ کا ایک اور واقعہ بھی ہے جو سورہ قصص میں مذکور ہے ان کی قوم بت پرست تھی حضرت ابراہیمؑ نے ایک دن ان کے بتوں کو توڑ ڈالا۔ وہ لوگ کہیں گئے ہوئے تھے واپس آئے تو دیکھا کہ بت ٹوٹے ہوئے پڑے ہیں، کہنے لگے کہ اے ابراہیم! کیا تم نے یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ ان کے بڑے نے کیا ہے اگر یہ بولتے ہیں تو انہی سے پوچھ لو اس پر وہ لوگ کہنے لگے یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ یہ تو بولتے نہیں، حضرت ابراہیمؑ گفتگو کرتے کرتے انہیں یہاں تک لے آئے اور ان سے کہلوا دیا کہ یہ بولتے نہیں، تو اب تبلیغ فرمائی اور توحید کی دعوت دی: ﴿قَالَ اَفَتَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَا یَنۡفَعُکُمۡ شَیۡئًا وَّلَا یَضُرُّکُمۡ اُفٍّ لَّکُمۡ وَلِمَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ﴾ ''سو کیا تم ایسی چیز کی عبادت کرتے ہو جو تمہیں نہ نفع دے سکے اور نہ ضرر پہنچا سکے، تم پر افسوس کیا تم سمجھ نہیں رکھتے۔'' اس ترکیب سے بات کرنا اور تدبیر سوچنا موعظہ حسنہ میں داخل ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے کبھی اصلاح کے لئے یہ طریقہ اختیار فرمایا کہ کسی کی غلطی پر متنبہ فرمانے کے لئے بعض مرتبہ سلام کا جواب نہیں دیا اور فرمایا جاؤ اس کو دھو ڈالو۔

اور آپ ﷺ کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ کسی کے پیچھے کوئی کلمہ فرما دیا اور وہ اسے پہنچ گیا اس پر اس نے اپنی اصلاح کر لی۔ حضرت خریم اسدی ایک صحابی تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ خریم اچھے آدمی ہیں اگر ان کے بال بہت لمبے نہ ہوتے اور تہبند لٹکا ہوا نہ ہوتا۔ حضرت خریمؓ کو یہ بات پہنچ گئی تو انہوں نے اپنے بال کاٹ لئے جو کانوں تک رہ گئے تھے اور اپنے تہبند کو آدھی پنڈلیوں تک کر لیا۔

ایک مرتبہ آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے وہاں دیکھا ایک اونچا قبہ بنا ہوا ہے آپ نے صحابہؓ سے پوچھا یہ کیا ہے؟ عرض کیا یہ فلاں انصاری کا ہے، آپ خاموش ہوگئے اور اس بات کو دل میں رکھا جب قبہ والے حاضر خدمت ہوئے تو انہوں نے سلام کیا، آپ

ﷺ نے سلام کا جواب نہیں دیا، کئی بار ایسا ہوا جس کی وجہ سے قبہ والے صاحب نے یہ سمجھ لیا کہ آپ ﷺ ناراض ہیں۔ حاضرین سے انہوں نے دریافت کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا رخ بدلا ہوا دیکھ رہا ہوں، صحابہ نے بتایا کہ آپ ﷺ ایک دن باہر تشریف لے گئے تھے اور تمہارے قبہ کو دیکھ لیا تھا۔ یہ معلوم کر کے وہ صاحب واپس لوٹے اور اپنے قبہ کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔ اب حضرات صحابہؓ کا ادب دیکھو کہ واپس آ کے یوں نہیں کہا کہ میں گرا آیا ہوں، پھر آپ ﷺ کسی دن اس طرف تشریف لے گئے تو دیکھا کہ قبہ نہیں ہے دریافت فرمایا کہ وہ قبہ کیا ہوا؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ قبہ والے صاحب نے آپ ﷺ کی بے رخی کی شکایت کی تو ہم نے یہ بتا دیا کہ تمہارے قبہ پر آپ ﷺ کی نظر پڑ گئی تھی لہٰذا انہوں نے اسے گرا دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ خبردار! ہر عمارت صاحب عمارت کے لئے وبال ہے سوائے اس عمارت کے جس کی ضرورت ہو۔

ان روایات سے معلوم ہوا ہے کہ ڈانٹنا، ڈپٹنا، جھڑکنا، سختی کرنا ہی تعلیم و تبلیغ نہیں ہے۔ زیادہ تر نرمی سے اور حکمت اور تدبیر سے کام چلانا چاہئے۔ کہیں ضرورت پڑ گئی تو سختی بھی کر لینی چاہئے لیکن ہمیشہ نہیں۔ بہت سے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ دوسروں کے سامنے تو نرمی اور تواضع سے پیش آتے ہیں لیکن اپنی آل واولاد کے ساتھ سختی کرتے ہیں۔ اور مار پٹائی کا معاملہ کرتے ہیں پھر جب بڑے ہو جاتے ہیں تو بڑھ چڑھ کر نافرمانی کرتے ہیں، اس وقت ان کو دین پر ڈالنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، ایک مرتبہ آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ''اے عائشہ نرمی کو پکڑ لو اور سختی سے اور بدکلامی سے بچو بلاشبہ جس کسی چیز میں نرمی ہوگی وہ اسے زینت دے دے گی اور جس چیز سے نرمی ہٹالی جائے گی تو وہ اسے عیب دار بنا دے گی۔''

نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ﴿من یحرم الرفیق یحرم الخیر﴾ ''جو شخص نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ خیر سے محروم کر دیا گیا۔''

اصلاح کا طریقہ یہ بھی ہے کہ گناہ کرنے والوں سے قطع تعلق کر لیا جائے لیکن یہ

اسی وقت مفید ہے جب وہ شخص اثر لے جس سے تعلق قطع کیا گیا ہے۔ آج کل تو یہ زمانہ ہے کہ گناہوں میں جو لوگ مبتلا ہیں اگر ان سے تعلق توڑ لیا جائے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں اچھا ہوا تم روٹھے اور ہم چھوٹے، لہٰذا کسی نیک آدمی کے ناراض ہونے کا اثر نہیں لیتے۔ اور وجہ اس کی یہ ہے کہ معاشرہ میں شر اور معاصی کا اٹھان زیادہ ہے۔ دینداروں کو حاجت ہے کہ اہل معاصی سے ملیں جلیں، ان سے مال خریدیں، گناہ گاروں کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ دینداروں کے پاس آئیں، اسی لئے قطع تعلق اور بائیکاٹ کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

اصل مقصود اصلاح ہونی چاہئے، داعی اور مبلغ ہمدردانہ طور پر یہ سوچے کہ فلاں فرد اور فلاں جماعت میں کیا طریق کار ہوگا۔ پھر اس کے مطابق عمل کرے۔ لیکن کسی کو نیکی پر لانے کے لئے خود گناہ کرنا جائز نہیں بعض وہ جماعتیں جن کا یہ دعویٰ ہے کہ وہی سب سے بڑے پکے سچے مسلمان ہیں انہوں نے الیکشن کے موقع پر لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے گانے بجانے تک کا انتظام کر لیا اور اپنے خیال میں اس عمل کو خدمت اسلام سمجھا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ﴿امرنی ربی بمحق المعارف والمزمیر﴾ ''میرے رب نے مجھے گانے بجانے کی چیزوں مٹانے کا حکم دیا ہے۔'' جو لوگ امامت صالحہ کے مدعی ہیں وہ ممنوعات شرعیہ کے ذریعے اپنے خیال میں دینی خدمت کر رہے ہیں۔

یہ بھی سمجھنا چاہئے جہاں دعوت و تبلیغ میں اخلاص ہوگا، اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہوگی وہاں نفس اور نفسانیات کا دخل نہ ہوگا۔ بعض لوگ کسی کو گناہ پر ٹوکتے ہیں تو اصلاح کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ دل کے پھپھولے پھوڑنے کے لئے ٹوکتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں جس کسی شخص سے ان بن ہوگئی اسے ذلیل کرنے کے لئے مجمع میں ٹوک دیا۔ مقصود اصلاح نہیں ہوتی بلکہ بدلہ لینا اور ذلیل کرنا مقصود ہوتا ہے جب بات کرنے

والے ہی کی نیت اصلاح کی نہیں ہے تو مخاطب پر کیا اثر ہوگا، بہر حال مبلغ اور داعی کو خیر خواہ ہونا لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ (بحوالہ جستہ جستہ از اصلاحی مقالات)

## اقوال حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ

- جو حق تعالیٰ سے ڈرتا ہے، تمام چیزیں اس سے ڈرتی ہیں اور جو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا کوئی شے اس سے نہیں ڈرتی۔
- جب شیطان انسان سے چار باتوں میں سے ایک حاصل کر لیتا ہے تو کہتا ہے مجھے اور کی ضرورت نہیں۔ اول اس کا تکبر کرنا۔ دوم اپنے اعمال کو زیادہ سمجھنا۔ سوم اپنے گناہوں کو بھول جانا۔ چہارم پیٹ بھر کر کھانا کہ یہ سب کی جڑ ہے، کیونکہ باقی تینوں باتیں اس سے پیدا ہوتی ہیں۔
- جس کا غصہ زیادہ ہے اس کے دوست کم ہیں، جس نے بدمعاش پر انعام کیا اس نے بدمعاشی کی امداد کی، جس نے کسی سے سوال کیا اس نے ذلت اٹھائی، جس نے بے عمل سے علم سیکھا اس نے اسکی جہالت کو ترقی دی، جس نے بیوقوف کو علم پڑھایا اس نے بے فائدہ عمر ضائع کی، جس نے ناشکر گزار پر احسان کیا اس نے اپنی نیکی ضائع کی۔
- جو اچھے کو اچھا نہ جانے وہ بُرے کو بھی بُرا نہیں سمجھتا۔
- جس حالت میں کہ دنیا مٹی کی ہے اور فانی ہے اور آخرت سونے کی ہے اور باقی ہے، تو رغبت آخرت کے ساتھ ہونی چاہئے نہ کہ دنیا کے ساتھ۔
- تین چیزوں کی تلاش نہ کرو، کیونکہ نہ پاؤ گے۔ ایسا عالم کہ جس کا علم میزان عمل میں پورا ہو، نہ پاؤ گے اور بلا علم کے رہو گے۔ ایسا عامل جس کا اخلاص عمل کے موافق ہو، نہ پاؤ گے اور بلا عمل رہو گے، تیسرے ایسا بھائی مت ڈھونڈو جو بے عیب ہو، کیونکہ یہ بھی نہ پاسکو گے اور بغیر بھائی کے رہو گے۔

- جو شخص چار پایہ کو لعنت کرتا ہے تو چار پایہ کہتا ہے کہ میری اور تیری طرف سے آمین ہو، اور جو مجھ اور تجھ میں سے خدا تعالیٰ کا زیادہ گنہگار ہے اس پر لعنت ہو۔
- جس شخص کو تنہائی سے وحشت اور مخلوق سے موانست ہے وہ سلامتی سے بعید ہے۔
- جب رات ہوتی ہے تو میں خوش ہوتا ہوں کہ خلوت نصیب ہوگی۔ جب صبح ہوتی ہے تو غمگین ہوتا ہوں کہ اب لوگ آئیں گے اور مخلِ عبادت ہوکر مبتلائے تشویش کریں گے۔
- جب حق تعالیٰ اپنے بندے کو اپنا دوست بناتا ہے تو اس کو بہت سی تکالیف دیتا ہے اور جب اپنا دشمن بناتا ہے تو اس پر دنیا فراخ کردیتا ہے۔ (بحوالہ مخزنِ اخلاق)

## اقوال حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

- دل آنکھ کے تابع ہے، آنکھ کے بگڑنے کے بعد دل کی حفاظت مشکل ہے اور دل کے بگڑ جانے کے بعد شرمگاہ کی حفاظت مشکل تر ہے۔
- دوسری نظر تیرے لئے وبال ہے۔ پہلی نظر وہ ہے جو بلا قصد ہو اور دوسری نظر وہ ہے جو قصداً ڈالی جائے۔ (بحوالہ مخزنِ اخلاق)

## آج کے معاشرے میں جہیز ایک انتہائی بوجھل رسم ہے

ہمارے آج کے معاشرے میں جہیز ایک انتہائی بوجھل رسم کی صورت اختیار کرگئی ہے۔ چنانچہ آج کے اس گھمبیر مسئلے میں جب تک لوگ اپنی طلب اور اپنے زاویہ سوچ میں تبدیلی پیدا نہیں کرتے اس وقت تک کوئی بھی قانون خواہ کتنا ہی سادہ یا سخت ہوگا بے معنی ثابت ہوگا۔ دریں حالات ہم ماں باپ اور خاص طور پر شادی شدہ جوڑوں کو یہ احساس دلانا چاہتے ہیں کہ وہ مادی طلب کے غلط اور تکلیف دہ نظریئے کو بدل ڈالیں اور مادی طلب کی بجائے اخلاقی قدروں کو زیادہ وقعت دیں اس میں کوئی شک نہیں کہ مادی

اشیاءاور دولت گھر کی زیبائش میں اضافہ کر دیتی ہیں۔ دوسروں پر رعب بھی پڑ جاتا ہے اور وقار بھی بڑھ جاتا ہے لیکن اگر خاوند اور بیوی میں یگانگت نہیں ہے۔ بلکہ اپنی اپنی جگہ اپنی اپنی امارات اور اپنے اپنے وقار کا احساس برتری ایک دوسرے میں اجنبیت کا سا ماحول پیدا کر رہا ہے تو ایسی مادی طلب اور اس کے حاصل وصول کا کیا فائدہ۔

## نکتہ چینی ایک خطرناک شعلہ ہے

یہاں ہم آپ کو انسانی تعلقات استوار کرنے کے دو ایک بہترین طریقے بتاتے ہیں، ڈاکٹر عبداللہ کا کہنا ہے کہ (اگر کامیابی کا صرف ایک راز ہے تو صرف وہ یہ ہے کہ دوسرے شخص کے نکتہ نظر سے سوچو اور اس کے ساتھ ساتھ اپنا نکتہ نظر بھی ذہن میں رکھو اور پھر دیکھو کہ کہاں سمجھوتہ ہو سکتا ہے) یہ بڑی سادہ سی بات ہے اور ہر کوئی اس پر عمل کر کے اس پر کامیابی حاصل کر سکتا ہے لیکن اس کے باوجود اس دنیا میں نوے فیصد افراد اپنی زندگی کے نوے فیصد وقت میں اسے نظر انداز کرتے ہیں۔

ہمیشہ اس اصول کو اپنے ذہنوں میں رکھیں کہ دوسرے شخص کو غصہ دلائے بغیر کیسے بدلا جا سکتا ہے وہ کارگر اصول یہ ہے۔

دوسروں پر نکتہ چینی کے تیر برسانے سے پہلے اپنی خامیوں کو صدق دل سے قبول کر لینا چاہیے۔ ایسا کرنے سے آپ کی عزت بڑھے گی آپ کو راحت نصیب ہوگی ہر کوئی آپ کو اپنا بنانے کی کوشش کرے گا۔

لوگوں سے برتاؤ کرتے ہوئے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ کسی منطقی مخلوق سے ہم مخاطب ہیں بلکہ یہ خیال کرنا چاہیے کہ ہمارا مخاطب بھی جذبات کا بھرا ہوا انسان ہے اور وہ بھی عزت اور شان کی تلاش میں ہے۔

نکتہ چینی ایک بہت ہی خطرناک شعلہ ہے۔ جو کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے، اس کے پھٹ پڑنے سے کبھی کبھی موت بھی واقع ہو جاتی ہے۔

دنیا میں کون ایسا ہے جسے نکتہ چینی اور اعتراضات کرنے والوں سے سابقہ نہیں پڑتا۔لوگ زندگی کے ہر شعبے میں ہر چھوٹے بڑے پر جا بیجا اعتراضات کرتے رہتے ہیں اعتراض کرنا دنیا کا سب سے آسان کام ہے۔مگر ٹھنڈے دل سے اس کا سننا کسی معمولی شخصیت کے بس کی بات نہیں۔

عام تجربہ یہ ہے کہ لوگ اپنی کسی بات پر اعتراض سنتے ہی آگ بگولہ ہو جاتے ہیں ۔اس نکتہ چینی سے فائدہ اٹھانے کا خیال تک بھی ان کے دل میں نہیں آتا.....اور کیسے آئے جب کہ ان کا دماغ فوراً اس کیلئے نئی نئی تاویلیں اور ہر ممکن صفائی پیش کرنے کی طرف رجوع ہو جاتا ہے

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر انسان اعتراضات اور نکتہ چینی کو ٹھنڈے دل سے سننے کی عادت ڈال لے تو اس کے بہت سے فائدے پہنچ سکتے ہیں۔ فائدہ اٹھانا تو در کنار ۔اس کے بجائے اگر اعتراض صحیح بھی ہو تو ہم بجائے اس خامی کو دور کرنے کا وعدہ کرنے کے عجیب عجیب صفائیاں پیش کرتے ہیں اور اپنے آپ درست سمجھنے اور اپنے طرزِ عمل کو بالکل صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

اعتراضات کا استقبال کیجئے اور اپنے معترضین کے ساتھ انتہائی وسعت قلبی اور خندہ پیشانی سے پیش آیئے ....آپ کے اس طرزِ عمل سے دو فائدے ہوں گے ۔اول تو یہ ہے کہ اگر وہ اعتراضات معقول ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ انہیں بغور سن کر اپنی اصلاح نہ کر سکیں۔

دوسرے یہ ہے کہ آپ کے معترضین کا یہ طبقہ جو آپ کی اصلاح سے زیادہ آپ کے جذبات کو مجروح کرنے کیلئے ایسا کرتا ہے۔ جب اپنے سم آلود تیروں کو اس طرح ضائع ہوتے دیکھے گا تو خود ہی یہ سلسلہ بند کر دے گا۔

لیکن اگر اس طرح آپ کی کوششوں کا انجام کامیاب نہیں ہوتا تو کیا اس کے معنی یہ نہ ہوں گے کہ جو اعتراضات آپ پر کیئے جا رہے تھے وہ بالکل صحیح تھے اور یہ آپ کی

اخلاقی کمزوری تھی کہ آپ نے ان سے روگردانی کی۔ اور ان کا اعتراف کر کے ان سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ دیکھئے صدیوں پہلے ہمارے خلیفہ دوم حضرت عمرؓ نے اس چیز کو کس قدر پیارے انداز میں پیش کیا ہے.....

رحمه الله امرأ اهدى انى عيوبى ......

"خدا اس پر اپنی رحمت نازل کرے جو میرے عیب میرے پاس بطور تحفہ بھیجتا ہے۔"

آیئے ہم بھی اپنے معترضین سے اسی قدر مانوس ہو جائیں اور دیکھیں کہ جو اعتراض ہم پر کیا جا رہا ہے وہ کس حد تک صحیح ہے.... عام طور سے سب سے تلخ اور نا قابل برداشت اعتراضات وہی ہوتے ہیں جو صحیح ہوتے ہیں..... ہمیں چاہئے کہ ان کی تلخیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کی راہنمائی میں اپنی اصلاح کی کوشش کریں۔ یہ بظاہر ناگوار چیز کا سب سے خوشگوار استعمال ہے۔

## عادِل حکمران کسے کہتے ہیں

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو شخص اس کے ایک شعبے کو اپنے لیے جائز سمجھتا ہے لیکن دوسرے شعبے کو فرسودہ قرار دے کر ایک طرف ڈال دیتا ہے، وہ اسلام کے ساتھ ساتھ اپنے اوپر بھی ظلم کرتا ہے، کیونکہ ایسا کرنے سے نہ صرف یہ کہ انتہائی حکمتوں میں ایمان ایقان کا ایک روشن مینار کھو دیتا ہے، بلکہ اس کی اپنی شخصیت، دورنگی اور منافقت کا شکار ہو جاتی ہے اور وہ قسم قسم کے وسوسوں میں مبتلا ہو کر انسانیت کے لیے گالی بن کر رہ جاتا ہے۔

آج مسلمان چاروں طرف سے ایسے دشمنوں میں گھرا ہوا ہے جو اسے ہر قیمت پر نگل جانا چاہتے ہیں، لیکن انہیں معلوم ہے جب تک مسلمان کی زندگی سے اسلام کو مکمل طور پر خارج نہ کر دیا جائے، کامیابی ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے دشمن طاقتیں، اسلام کے بعض ایسے اصولوں کو فرسودہ اور متروک قرار دینے پر اپنا سارا زور صرف کر رہی ہیں جن کے خاتمے سے

دین کی ساری عمارت گر جاتی ہے۔ یہ شر پسند طاقتیں بھی کسی ازم کا بظاہر خوشنما لبادہ اوڑھ کر آتی ہیں تو کبھی کسی ازم کا متفق چغہ پہن کر لیکن جس شخص کے اندر ذرہ برابر اسلام موجود ہے وہ بخوبی سمجھتا ہے خوشنما تو سانپ کی کینچلی بھی ہوتی ہے، لیکن سانپ کسی کا دوست نہیں ہوتا۔
آج جب ہم ایک ایسے دوراہے پر آن کھڑے ہوئے ہیں جہاں ہمارے لیئے ملک کا کوئی راستہ منتخب کرنا ضروری ہو گیا ہے، پاٹ کر یہ دیکھ لینا چاہیے ہم کون ہیں اور کہاں سے چلے تھے، اس طرح ہیں اپنی اس منزل کا سراغ مل جائے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ تخت خلافت پر متمکن ہوئے، تو انہوں نے حسن بن ابی الحسن بصریؒ کی طرف ایک خط لکھا جس میں اپیل کی کہ مجھے امام عادل کے اوصاف لکھ بھیجئے۔ اس پر حسن بصریؒ نے حسب ذیل مکتوب حضرت عمر بن عبدالعزیز کو بھیجا:

"اے امیر المومنین، یاد رکھیے اللہ تعالیٰ نے امام عادل کو ہر کج رو کو سیدھا کرنے اور ہر ظالم کو ظلم سے باز رکھنے کے لیے بنایا ہے۔ امام عادل کو فاسد کے لیے درستی، ضعیف کے لیے قوت، مظلوم کے لیے وسیلہ اور غم زدہ کے لیے اطمینان بہم پہنچانا چاہیے۔ امام عادل اس شفیق ساربان کی طرح ہے جو اپنے اونٹوں کو عمدہ سے عمدہ چراگاہوں میں چراتا اور ہلاکت کی جگہ سے روکتا ہے۔ نیز ان کو بھیڑیوں سے بچاتا اور سردی یا گرمی کی شدت سے محفوظ رکھنا بھی امام عادل کا کام ہے۔

اے امیر المومنین، امام عادل باپ کی مانند ہے جو بچوں پر مہربان ہوتا ہے۔ چھوٹے ہوں، تو ان کی پرورش کے لیے کوشاں رہتا ہے، بڑے ہو جائیں، تو ان کو تعلیم دیتا ہے۔ جب تک زندہ رہتا ہے ان کے لیے کمائی کرتا ہے اور مرنے کے بعد ان کے لیے خاصی دولت چھوڑ کر جاتا ہے۔ اے امیر المومنین، امام عادل اس شفیق ماں کی طرح ہوتا ہے جو اپنے بچے پر جان دیتی ہے، جو تکلیف ہی میں اسے پیٹ میں رکھتی ہے اور تکلیف ہی سے اسے جنتی ہے، اس کی تربیت کرتی ہے، بچہ چونک اٹھے، تو وہ بھی جاگ اٹھتی ہے، بچہ آرام میں ہو، تو وہ بھی آرام کرتی ہے، کبھی دودھ دیتی ہے اور کبھی دودھ چھڑاتی ہے۔ بچہ تندرست

رہے، تو خوش رہتی ہے، بچے کو تکلیف ہو، تو مغموم ہوتی ہے۔

اے امیر المومنین' امام عادل یتیموں کا سرپرست اور مسکینوں کی ڈھارس ہوتا ہے۔ وہ چھوٹے ہوں' تو ان کی تربیت کرتا ہے اور بڑے ہوں' تو ان کا نان ونفقہ کا کفیل ہوتا ہے۔

اے امیر المومنین امام عادل کو نظام اجتماعی میں وہی حیثیت حاصل ہے جو اعضا وجوارح میں دل کو حاصل ہے۔ دل کے درست رہنے سے سارے اعضا درست رہتے ہیں۔ دل خراب ہو جائے' تو سارے اعضا خراب ہو جاتے ہیں۔

اے امیر المومنین' امام عادل اللہ کا کلام سنتا ہے اور لوگوں کو سناتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتا اور لوگوں کو دکھلاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا اور لوگوں سے اطاعت کراتا ہے' اس لیے اے امیر المومنین ان چیزوں کے متعلق جن کا آپ کو اللہ تعالیٰ نے مالک بنایا ہے' ایسے نوکر کی طرح نہ ہو جانا جسے اس کا آقا' امین بنا کر اپنے مال وعیال کی حفاظت پر مقرر کرتا ہے، لیکن وہ آقا کے مال کو تباہ اور وعیال کو پریشان اور منتشر کر دیتا ہے۔

اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے حدود قائم کر رکھی ہیں تاکہ تو انہیں سامنے رکھ کر ناپاک اور بری باتوں سے منع کرے۔ پس اگر ان حدود کا حکمران اور والی خود ہی فواحش کا ارتکاب کرنے اور حدود اللہ کو توڑنے لگے' تو کس قدر حیف کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قصاص کو اپنے بندوں کے لیے زندگی کا باعث بنایا ہے۔ پس اگر ان سے قصاص لینے والا خود ان کو قتل کرنا شروع کر دے' تو کس قدر رنج کا مقام ہے۔

اے امیر المومنین' موت کو یاد رکھیے اور غور کیجیے کہ موت کے بعد کیا کیا واقعات پیش آنے والے ہیں۔ غور فرمایئے کہ اس وقت آپ کا قبیلہ نہایت قلیل اور آپ کے انصار ومددگار مفقود ہوں گے۔ اور اس وقت کے لیے اور اس کے بعد سب سے بڑی گھبراہٹ کے وقت کے لیے زادراہ تیار کیجیے۔ اے امیر المومنین' جس گھر میں آپ رہتے ہیں اس کے علاوہ بھی آپ کا ایک گھر ہے جس میں آپ کو بہت دیر تک ٹھہرنا ہے۔ اس تنگ وتاریک گھر میں آپ کو اکیلا چھوڑ کر تمام دوست واپس آ جائیں گے۔ اس وقت کے لیے پونجی تیار کیجیے۔

جب ہر شخص اپنے بھائی' اپنی ماں اپنے باپ اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے بھاگے گا۔ اے امیر المومنین اس وقت کو یاد کیجیے جب قبروں سے لوگوں کو اٹھا کر ان کے مافی الصدور کا جائزہ لیا جائے گا اور جب سب بھید کھل جائیں گے اور ہر چھوٹے بڑے عمل کا شمار ہوگا۔ اے امیر المومنین' اب آپ کو مہلت ملی ہوئی ہے۔ یاد رکھیے جب موت آئے گی' تو امیدیں منقطع ہو جائیں گی۔

اے امیر المومنین' اللہ تعالیٰ کے بندوں میں جاہلوں کی طرح فیصلے نہ کرنا اور ان کے ساتھ ظالموں کا سا رویہ اختیار نہ کرنا۔ کمزوروں پر متکبروں کو مسلط نہ کرنا۔ کیونکہ وہ مومن کے ساتھ معاملہ طے کرتے ہوئے، کسی عہد یا ذمہ داری کا احساس و پاس ملحوظ نہ رکھیں گے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک تو آپ کو اپنے اعمال کا بوجھ اُٹھانا ہوگا' دوسرے ظالم اور متکبر گورنروں کے اعمال کے لیے آپ سے باز پرس ہوگی۔ ان لوگوں سے دھوکا نہ کرنا جو آپ کو عذاب میں ڈال کر مزے اُڑائیں اور آپ کی آخرت کے لیے عمدہ عمدہ غذائیں چھین کر دنیا میں اچھے اچھے کھانے کھائیں۔

امیر المومنین' یہ نہ دیکھئے آج آپ کی طاقت کتنی ہے، بلکہ یہ دیکھئے جب آپ موت کے جال میں قید ہوں گے اور جب حی و قیوم کے سامنے پیشانیاں گھس رہی ہوں گی' تو اسوقت آپ میں کتنی طاقت ہوگی۔

اے امیر المومنین اگرچہ میں آپ کو اس بلاغت کے ساتھ نصیحت نہیں کر سکا جو مجھ سے پہلے ارباب علم و دانش کر چکے ہیں' لیکن میں نے خیر خواہی اور شفقت میں کوئی کمی نہیں کی' اس لیے میرے مکتوب کو کسی ایسے دوست کی کڑوی دوا سمجھنا جو شفا کی خاطر دی جاتی ہے۔ والسلام"۔ (بحوالہ: اُردو ڈائجسٹ ۱۹۸۶ء)

## موت ایک پل ہے جو یار کو یار سے ملاتی ہے

کتب تفسیر میں جہاں اس آیت کی شان نزول بیان کی گئی ہے وہاں یہ واقعہ

مرقوم ہے کہ ایک یہودی مسلمان ہوا، اتفاق سے کچھ عرصہ کے بعد اس کی بینائی جاتی رہی پھر اس کا زبردست مالی نقصان ہو گیا، ساتھ ہی اس کا ایک لڑکا تھا، وہ بھی مر گیا، اس نے سوچا کہ یہ سب اسلام کی نحوست کے باعث ہوا ہے چنانچہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا، اقلنی: جو بیعت اسلام میں نے آپ کے ہاتھ پر کی ہے مجھے اس سے آزاد کر دیجئے، حضور ﷺ نے فرمایا: ان الاسلام لایقال اسلام کی بیعت واپس نہیں کی جا سکتی، کہنے لگا مجھے تو آپ کے اس دین سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا اور نہ اس میں کوئی خوبی نظر آئی، میں اندھا ہو گیا، مال برباد ہوا بیٹا تھا وہ مر گیا حضور ﷺ نے فرمایا اے یہودی اسلام مردوں کو گلاتا ہے اور صاف کرتا ہے جس طرح آگ لوہے، سونے اور چاندی کی میل کچیل کو صاف کرتی ہے یا یہودی ان الاسلام یسبک الرجل کما یسبک النار خبث الحدید والذھب والفضۃ. (ابن مردویہ)

انسان کو چاہئے کہ اسلام کو حق سمجھ کر قبول کرے پھر اس راہ کے کانٹوں کو دیکھ کر گھبرا نہ جائے بلکہ ان کو پھولوں سے بھی زیادہ عزیز جانے کیونکہ یہ منزل محبوب کے کانٹے ہیں اگر اللہ تعالیٰ اسے دین حق کو سربلند کرنے کے لیے اپنی دولت خرچ کرنے کی توفیق دے تو اسے اپنی سعادت اور ارجمندی یقین کرے، اگر پرچم اسلام کو اونچا، بہت اونچا لہرانے کے لیے جان دینے کا موقع ملے تو مسکراتا ہوا، خوشی سے اٹھلاتا ہوا حضرت خبیبؓ کی طرح تختہ دار کی طرف بڑھے، کیونکہ موت اس کے لیے ہلاکت وفنا کا پیغام لے کر نہیں آئی بلکہ حیات جاویدکی نوید نہیں بلکہ وصال حبیب کا مژدہ لے کر آئی ہے، الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب موت ایک پل ہے جو یار کو یار سے ملاتی ہے، اگر یہ نظریہ ہو تو پھر حق کو قبول کرے ورنہ حق کا دامن پکڑ کر نہ اپنے آپ کو رسوا کرے اور نہ حق کو بدنام۔

(ضیاء القرآن ص ۲۰۲-۲۰۳ ج ۳)

## حضرت امام جعفر صادق کو ستانے کا انجام

"ایک مرتبہ خلیفہ منصور بادشاہ نے اپنے وزیر سے کہا کہ صادق کو لاؤ کہ قتل کریں۔ وزیر نے کہا کہ انہوں نے گوشہ عبادت اختیار کر رکھی ہے۔ ملک سے ہاتھ کوتاہ کرلیا ہے اب انکے قتل کا کیا فائدہ۔ خلیفہ نے کہا نہیں ان کو ضرور لاؤ۔ وزیر نے ہر چند ٹالا مگر خلیفہ نے نہ سنا۔ آخرکار وزیر آپ کو بلانے گیا۔ اسکے جانے کے بعد خلیفہ نے غلاموں سے کہہ دیا کہ جس وقت امام صادق آویں اور میں ٹوپی سر سے اتاروں تو تم ان کو قتل کردینا۔ اسی اثنا میں حضرت امام جعفر صادق بھی تشریف لائے اور ان کو دیکھتے ہی منصور تعظیم سے کھڑا ہوا اور مسند پر ان کو بٹھایا اور آپ باادب تمام آگے بیٹھا اور عرض کیا کہ کیا حاجت ہے، آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے اپنے پاس نہ بلانا، اور آپ تشریف لے گئے فی الفور خلیفہ بے ہوش ہوکر گر پڑا اور کئی وقت یا کئی روز تک ہوش نہ آیا۔ جب افاقہ ہوا تو وزیر نے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہوا ہے۔ خلیفہ نے جواب دیا کہ جس وقت حضرت امام اندر آئے ایک اژدہا ان کے ساتھ منہ پھیلائے ہوئے تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک میں نے ان کو کچھ بھی تکلیف دی تو وہ مجھے کھا جائے گا۔ اس خوف سے میں نے عذر کیا اور بیہوش ہوکر گر پڑا۔ (بحوالہ جواہرات علیہ)

## اذان کا مذاق اڑانے والا آگ میں جل گیا

اللہ تعالیٰ نے اذان کے ساتھ استہزاء کی خاص طور پر نشاندہی فرمائی ہے ﴿واذا نادیتم الی الصلوٰۃ﴾ جب تم نمازوں کے لیے پکارتے ہو یعنی اذان دیتے ہو ﴿اتخذوھا ھزوا ولعبا﴾ تو یہ لوگ اسے ٹھٹا اور کھیل بناتے ہیں، حدیث شریف میں آتا ہے، کہ مدینے کے ایک نصرانی کو اذان سے بہت چڑ تھی، جس وقت موذن کہتا ﴿اشھد ان محمد ارسول اللہ﴾ تو وہ بدبخت بددعا کرتا احرق اللہ الکاذب (جھوٹا جل جائے) جھوٹا تو وہ خود ہی تھا اللہ نے اس کی دعا اس طرح قبول کی کہ ایک دن اس کی لونڈی گھر میں آگ لائی، اس کی چنگاری کسی چیز پر گر گئی، جس سے

سارے مکان کو آگ لگ گئی اور وہ عیسائی وہیں جل کر راکھ ہو گیا، اللہ نے اسے گستاخی کی سزا دے دی۔ (معالم العرفان جلد ۶ ص ۲۸۸)

## مصریوں کی لطیفہ بازی

ابن حسن نے ہم سے پوچھا کہ آپ کو قاہرہ کیسا لگا؟

ہم نے کہا "بہت خوبصورت۔"

اور لوگ؟

"لوگ بھی بہت اچھے اور خوش اخلاق ہیں۔"

بولے "یہ نہ کہئے، میں نے بھی دنیا کے بہت سے ملک دیکھے ہیں مگر سچ تو یہ ہے کہ ہنسنے ہنسانے اور لطیفہ بازی میں جو کمال قاہرہ کے لوگوں کو حاصل ہے وہ کہیں اور دیکھنے کو نہیں ملا۔ یہاں کے لوگ ہر طرح کے لطیفے بنا لیتے ہیں۔ سیاسی، معاشرتی، تجارتی، یہاں تک کہ اپنے قومی معاملات پر بھی لطیفہ سازی سے باز نہیں آتے۔ پھر مثال کے طور پر انہوں نے عرب و اسرائیل کی جنگ کے بارے میں ایک لطیفہ سنایا۔ جب اسرائیلیوں نے تیزی سے پیش قدمی کر کے عربوں کے علاقوں پر قبضہ کر لیا تو کسی غیر ملکی نے مصری خواتین سے پوچھا "اگر اسرائیلی یہاں بھی آ گئے تو آپ کا کیا بنے گا؟"

بولیں "بننا کیا ہے، ہم یہودیوں سے شادی کر لیں گی۔"

جنگ کے زمانے میں بھی لطیفے گھڑے جاتے تھے۔ خاص طور پر صدر جمال ناصر کے بارے میں ہر روز ایک نیا لطیفہ بنایا جاتا تھا۔ خفیہ ادارے ان کی باقاعدہ رپورٹ صاحب صدر کو پہنچاتے تھے وہ بھی دل کھول کر ہنستے اور اکثر اپنی تقریروں میں اس مذاق کو دہرا دیتے تھے۔

ابن حسن نے اسی زمانے کا ایک اور لطیفہ بھی سنایا:

اسرائیلیوں نے نہر سوئز پر مورچے بنا لئے تو ایک دن مصری کمانڈر نے ہاٹ لائن پر

صدر کو اطلاع دی کہ یہودیوں نے اپنی فوج کو دو بریگیڈ کی کمک بھیجی ہے۔

صدر نے تسلی دیتے ہوئے کہا ”فکر نہ کرو، میں چار بریگیڈ بھیج رہا ہوں۔“

کچھ دنوں کے بعد کمانڈر نے بوکھلا کر اطلاع دی ”یا رئیس! اسرائیل نے فضائیہ کے مزید دو اسکواڈ بھیج دیئے ہیں۔“

رئیس نے جواب دیا ”فکر کی بات نہیں ہے، میں چار اسکواڈ بھیج دوں گا۔“

دوسرے دن کمانڈر نے پریشانی کے عالم میں پھر فون کیا اور صدر کو بتایا کہ ”اسرائیل نے اس محاذ کی کمان پوموشے دایان کو بھیجا ہے۔“

صدر نے اطمینان سے جواب دیا ”فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں فوری طور پر طٰہٰ حسین کو محاذ پر بھیج رہا ہوں۔“ (طٰہٰ حسین مصر کے عظیم دانشور اور اہلِ قلم تھے، مگر نابینا تھے)

معاہدۂ تاشقند کے بعد بھارتی وزیرِ اعظم شاستری اچانک فوت ہو گئے تھے۔ مصریوں نے اس پر بھی ایک لطیفہ بنا لیا تھا۔ وہ یہ تھا کہ صدر ایوب خان نے معاہدہ کرنے کے بعد شاستری جی کو اتنی گرم جوشی سے گلے لگایا کہ ان کا دل پچک گیا اور وہ فوت ہو گئے۔

ابن حسن نے ۱۹۶۷ء کی جنگ کے بارے میں ایک اور لطیفہ بھی سنایا۔ وہ یہ تھا کہ جب جنگ کا آغاز ہوا اور عربوں کو پسپائی ہونے لگی تو یہ بات اللہ میاں کے نوٹس میں لائی گئی کہ کفار مسلمانوں پر غالب آ رہے ہیں۔ اللہ میاں نے حکم دیا کہ کچھ فرشتوں کو بھیجا جائے تا کہ وہ عربوں کی حوصلہ افزائی کریں۔

دوبارہ اطلاع آئی کہ فرشتوں کی حوصلہ افزائی کے باوجود عرب ہزیمت اٹھا رہے ہیں۔

اللہ میاں نے اس بار کچھ فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ بذاتِ خود جا کر عربوں کی امداد کریں، مگر عربوں نے باتوں میں لگا کر فرشتوں کو بھی اپنے جیسا بنا لیا۔

اللہ میاں کے حضور میں صورت حال پیش کی گئی تو انہوں نے فرمایا ”میں تو ہدایت ہی

دے سکتا ہوں ورنہ تو سبھی میرے بندے ہیں۔ عرب تو شاید یہ چاہتے ہیں کہ میں خود تلوار لے کر ان کی طرف سے لڑنے پہنچ جاؤں۔ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو۔

(بحوالہ نیل کے کنارے)

## چالیس احادیث نبوی ﷺ ایمان سے متعلق

حدیث نمبر (۱)..... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور یہ بھی ایمان کی ایک شاخ ہے کہ تو ایمان لائے تقدیر یعنی اس پر کہ جو کچھ خیر و شر ہے اللہ کی طرف سے مقدر ہے اور اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے اس بات کی کہ کوئی معبود اللہ کے سوا نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور یہ کہ تو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور یہ کہ تو بیت اللہ کا حج کرے اگر وہاں پہنچنے کی طاقت ہو۔ (بحوالہ مسلم عن عمرؓ فی حدیثِ جبرئیل)

تشریح ..... ایمان، عقائد کی درستگی کا اور اسلام اعمال ظاہری کا نام ہے لیکن چونکہ بغیر ایمان کے اعمال معتبر نہیں ہیں، اس لیے اسلام کا مطلب بتاتے ہوئے بھی پہلے توحید و رسالت کی گواہی کا ذکر فرمایا۔

حدیث نمبر (۲)..... فرمایا ہادی عالم ﷺ نے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: (۱) گواہی دینا کہ کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) حج کرنا (۵) رمضان کے روزے رکھنا۔ (بحوالہ بخاری و مسلم عن ابن عمرؓ)

حدیث نمبر (۳)..... فرمایا رحمت کائنات ﷺ نے کہ کوئی بندہ مؤمن نہیں ہوتا جب تک کہ چار چیزوں پر ایمان نہ لائے: (۱) گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میرے متعلق یہ گواہی دے کہ میں اللہ کا رسول (ﷺ) ہوں، اس نے مجھے حق کے

ساتھ بھیجا (۲) موت پر ایمان لائے (۳) مرنے کے بعد (حساب کے لیے) اٹھائے جانے پر ایمان لائے (۴) تقدیر پر ایمان لائے۔ (بحوالہ ترمذی عن علیؓ)

حدیث نمبر (۴)...... فرمایا رحمت کائنات ﷺ نے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا پھر اس سے فرمایا کہ لکھ! قلم نے عرض کیا: کیا لکھوں؟ فرمایا: تقدیر لکھ دے، سو اس نے (اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مطابق) وہ سب کچھ لکھ دیا جو ہمیشہ ہمیشہ وجود میں آنے والا تھا۔ (بحوالہ ترمذی عن عبادۃ بن صامتؓ)

حدیث نمبر (۵)...... فرمایا صادق مصدوق ﷺ نے کہ ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ عاجز ہونا اور ہوشیار ہونا بھی تقدیر میں ہے۔ (بحوالہ مسلم عن ابن عمرؓ)

حدیث نمبر (۶)...... فرمایا فخر عالم ﷺ نے کہ جس نے یہ گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (مصطفیٰ ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اللہ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دے گا۔ (بحوالہ مسلم شریف عن عبادۃؓ)

حدیث نمبر (۷)...... فرمایا رحمت عالم ﷺ نے کہ جو شخص اس حال میں مر گیا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک کرتا تھا وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور جو شخص اس حال میں مر گیا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتا تھا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (ایضاً عن جابرؓ)

تشریح...... اللہ کے ساتھ شریک کرنا یہ ہے کہ اس کی ذات پاک کی طرح کسی کی ذات کو سمجھے یا اس کی صفتوں کی طرح کسی کی صفات کو سمجھے یا عمل ایسا کرے جس سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ شخص اللہ کی طرح کسی اور کو بھی سمجھتا ہے، یہ جو فرمایا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرتا ہو، اس میں ہر چیز آ گئی یعنی نبی، پیر، فقیر، دیو یعنی دیوتا، تعزیہ وغیرہ۔

حدیث نمبر (۸)...... فرمایا رحمت اللعالمین ﷺ نے کہ اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو اس پر راضی ہوا کہ میرا رب اللہ ہے اور اسلام میرا دین ہے اور محمد ﷺ میرے رسول ہیں۔ (مسلم عن عباسؓ بن عبدالمطلب)

حدیث نمبر (۹)...... حضرت معاذ بن جبلؓ نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! افضل ایمان کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (افضل ایمان یہ ہے) کہ تو اللہ کے لیے محبت کرے اور اللہ کے لیے بغض رکھے اور اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں لگائے رہے، عرض کیا کہ ان کے علاوہ اور کیا عمل کروں؟ فرمایا: لوگوں کے لیے اس چیز کو پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو اور ان کے لیے وہ چیز ناپسند کرو جو اپنے لیے ناپسند کرتے ہو۔ (بحوالہ رواہ احمد)

حدیث نمبر (۱۰)...... فرمایا سرور عالم ﷺ نے کہ بے شک اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ بندے اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ بنائیں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ اسے عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائے۔ (بحوالہ بخاری و مسلم عن معاذؓ)

حدیث نمبر (۱۱)...... فرمایا رحمۃ للعالمین ﷺ نے کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، یہ امت جس کی طرف میں بھیجا گیا ہوں (یعنی تا قیامت روئے زمین کے تمام انسانوں میں سے) جس کو بھی میری رسالت کی خبر لگ جائے اور پھر وہ اس حالت میں مر جائے کہ میں جو دین لے کر بھیجا گیا ہوں اس پر ایمان نہ لایا تو ایسا شخص ضرور دوزخ والوں میں سے ہوگا خواہ یہودی ہو خواہ نصرانی۔

(بحوالہ مسلم عن ابی ہریرہؓ)

تشریح...... جتنے دین اور مذہب ہیں اللہ کے نزدیک دین محمدی ﷺ کے سوا سب باطل ہیں، اسلام کے سوا کسی بھی دین پر چل کر نجات نہ ہوگی، جو اپنے پاس آسمانی دین ہونے کے مدعی ہیں، وہ بھی اللہ کے پسندیدہ بندے نہیں، چونکہ وہ منسوخ شدہ دین و شریعت پر چل رہے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ ان سے ناراض ہے، ایسے لوگ بھی دوزخی ہوں گے، اسی لیے خاص کر یہود و نصاریٰ کا ذکر فرمایا۔

حدیث نمبر (۱۲)...... فرمایا نبی، رحمت عالم ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

مجھے حکم ملا ہے کہ لوگوں سے جنگ کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کی گواہی دے دیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں، پس جب ایسا کریں گے تو مجھ سے اپنے خونوں اور اپنے مالوں کو بچالیں گے لیکن اگر اسلام کے حق (مثلاً حدود و قصاص) کی وجہ سے قتل کرنا پڑا تو اور بات ہے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے (یعنی ہم ظاہر کو دیکھیں گے، دل کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے) (بحوالہ بخاری عن ابن عمرؓ)

حدیث نمبر (۱۳)...... فرمایا فخر بنی آدم ﷺ نے کہ جس شخص میں تین چیزیں ہوں اسے ایمان کی مٹھاس مل گئی: (۱) اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس کے لیے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہوں (۲) کسی بندہ سے محبت ہو تو صرف اللہ ہی کے لیے ہو (۳) اللہ تعالیٰ نے اسے جب دوزخ سے بچادیا تو اب کفر میں واپس جانے کو ایسا ہی برا جانتا ہو جیسے آگ میں ڈالے جانے کو برا سمجھتا ہے۔ (بحوالہ بخاری و مسلم عن انسؓ)

حدیث نمبر (۱۴)...... فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک کہ میں (اللہ کا رسول ﷺ) اس کے باپ اور اس کی اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ اس کے نزدیک پیارا نہ ہو جاؤں۔ (ایضاً)

حدیث نمبر (۱۵)...... فرمایا محبوب رب العالمین ﷺ نے کہ ستر سے کچھ اوپر ایمان کی شاخیں ہیں جن میں سب سے افضل "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کا اقرار کر لینا ہے اور سب سے کمتر یہ ہے کہ راستہ سے تکلیف دینے والی چیز ہٹادی جائے اور شرم ایمان کی ایک (اہم ترین) شاخ ہے۔ (ایضاً عن ابی ہریرہؓ)

حدیث نمبر (۱۶)...... فرمایا نبی آخر الزمان ﷺ نے کہ جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے لیے بغض رکھا (یعنی کسی سے دشمنی کی) اور اللہ کے لیے دیا اور اللہ کے حکم کی وجہ سے روک لیا (یعنی گناہوں میں نہ خرچ کیا، نہ اس بارے میں خرچ کیا، نہ اس بارے میں خرچ کرنے والوں کو دیا) تو اس نے اپنا ایمان کامل کر لیا۔

(بحوالہ ابوداؤد عن ابی امامہ)

حدیث نمبر (۱۷)...... فرمایا رسول مقبول ﷺ نے کہ جب تیری نیکی تجھے خوش کرے اور تیری برائی تجھے رنجیدہ کرے تو تو مومن ہے، سوال کرنے والے نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! گناہ کیا ہے؟ فرمایا: جب کوئی چیز تیرے نفس میں کھٹکے تو (سمجھ لے کہ گناہ ہے لہذا) اسے چھوڑ دے۔ (بحوالہ احمد عن ابی امامہؓ)

تشریح...... یعنی عموماً گناہوں کی فہرست تو سب ہی کو معلوم ہے لیکن اگر کسی موقع پر مسئلہ سمجھ میں نہ آتا ہو تو دیکھو دل میں تردد ہے یا نہیں اگر دل میں بے اطمینانی ہو تو اس کام کو چھوڑ دو کیونکہ مومن کا دل بڑائی پر مطمئن نہیں ہوتا مگر شرط یہ ہے کہ گناہوں اور بری صحبتوں اور حرام غذا کے ذریعہ دل ناس نہ کر دیا ہو۔

حدیث نمبر (۱۸)...... فرمایا سرور کونین ﷺ نے کہ جب تم کسی کو دیکھو کہ مسجد کو آباد رکھنے کا دھیان رکھتا ہے تو اس کے مومن ہونے کے گواہ بن جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ﴾

(بحوالہ ترمذی عن ابی سعیدؓ)

حدیث نمبر (۱۹)...... فرمایا سرور دو عالم ﷺ نے کہ تم میں سے کوئی شخص مومن (کامل) نہ ہوگا جب تک اس کی خواہش نفس اس (دین شریعت) کے تابع نہ ہو جائے جسے لے کر میں آیا ہوں۔ (بحوالہ مشکوٰۃ عن عبداللہ بن عمرؓ)

حدیث نمبر (۲۰)...... فرمایا نبی مکرم ﷺ نے کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ (کی تکلیف و ایذا رسانی) سے مسلمان سلامت رہیں اور مومن وہ ہے جسے لوگ اپنی جانوں اور مالوں کے بارے میں خطرناک نہ سمجھیں۔ (بحوالہ ترمذی عن ابی ہریرہؓ)

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے بارے میں اپنے نفس سے جہاد کرے اور مہاجر وہ ہے جو گناہوں اور خطاؤں کو چھوڑ دے۔ (بحوالہ بیہقی فی الشعب عن فضالہؓ)

حدیث نمبر (۲۱)...... فرمایا نبی اکرم ﷺ نے کہ خبردار! اس شخص کا کوئی ایمان نہیں

جو ایمان دار نہیں اور اس کا کوئی دین نہیں جو عہد کا پورا کرنے والا نہیں۔

(بحوالہ بیہقی فی الشعب)

حدیث نمبر (۲۲)...... فرمایا سرور عالم ﷺ نے کہ تمہارے پاس شیطان آئے گا (اور ایمان خراب کرنے کے لیے وسوسے ڈالے گا اور طرح طرح کے ایمان سوز سوالات سمجھائے گا) مثلاً یوں کہے گا کہ یہ کس نے پیدا کیا؟ وہ کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ یہ سوال اٹھائے گا کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا؟ سو جب ایسا ہو تو چاہیے کہ: "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" پڑھ لو اور ایسے خیالات کو روک دو۔

(بحوالہ بخاری و مسلم عن ابی ہریرہؓ)

دوسری روایت میں ہے "اٰمنت باللہ ورسلہ" کہہ لے۔ (ایضا)

حدیث نمبر (۲۳)...... فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ منافق کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بکری ہو جو بکریوں کے دو ریوڑوں کے درمیان آتی جاتی ہو۔ (مطلب اس کا یہ ہے کہ وہ حاملہ ہو جائے) کبھی اس ریوڑ کی طرف جاتی ہے اور کبھی اس ریوڑ کی طرف۔

(بحوالہ مسلم عن ابن عمرؓ)

تشریح...... جو لوگ منافق ہو گئے ہیں، یعنی دل سے مسلمان نہیں ہوتے وہ مسلمانوں سے بھی ظاہری تعلق رکھتے ہیں اور کافروں سے بھی تاکہ دونوں طرف سے منافع حاصل کر سکیں، جسے حدیث بالا میں ایسی بکری سے تشبیہ دی گئی ہے جو حمل لینے کے لیے کبھی اس ریوڑ کے پاس جائے اور کبھی اس ریوڑ کے پاس۔

منافق مطلب پرست ہوتا ہے، کسی کا نہیں ہوتا، ان کی اس حالت کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا: ﴿لا الی ھٰؤلآء ولا الی ھٰؤلآء﴾ "یعنی" نہ ان کی طرف ہیں، نہ ان کی طرف"

حدیث نمبر (۲۴)...... فرمایا ہادی عالم ﷺ نے کہ جس شخص میں یہ چار خصلتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور ان میں سے ایک ہی خصلت ہوگی تو (خالص منافق تو نہ

کہا جائے گا، ہاں! یوں کہیں گے کہ) اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے جب تک کہ اسے چھوڑ نہ دے، وہ چار خصلتیں یہ ہیں۔

(۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

(۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔

(۳) جب عہد کرے تو دھوکہ دے۔

(۴) جب جھگڑا کرے تو بیہودہ الفاظ نکالے۔ (بحوالہ بخاری و مسلم عن عبداللہ بن عمروؓ)

حدیث نمبر (۲۵)...... فرمایا سید البشر ﷺ نے کہ مومن بھولا بھالا اور شریف ہوتا ہے اور فاجر یعنی (کافر) چلتا پرزہ (اور) کمینہ ہوتا ہے۔ (ایضاً)

حدیث نمبر (۲۶)...... فرمایا رحمت عالم ﷺ نے کہ مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاتا (یعنی یوں تو مومن بھولا بھالا اور سیدھا ہوتا ہے لیکن سیدھے پن میں اس قدر غرق نہ ہو جائے کہ بار بار ایک ہی شخص یا ایک ہی موقعہ سے معاملہ ڈال کر نقصان اٹھاتا رہے۔ (بحوالہ بخاری و مسلم عن ابی ہریرہؓ)

حدیث نمبر (۲۷)...... فرمایا فخر عالم ﷺ نے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہ ہوگا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ (بحوالہ بخاری و مسلم عن انسؓ)

حدیث نمبر (۲۸)...... فرمایا رحمت للعالمین ﷺ نے کہ اللہ کی قسم وہ مومن نہ ہوگا، اللہ کی قسم وہ مؤمن نہ ہوگا، اللہ کی قسم وہ مومن نہ ہوگا (جب تین بار یوں ہی فرمایا تو) کسی نے سوال کیا: یارسول اللہ! کس کے بارے میں ارشاد ہے؟ فرمایا: جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی بے خوف نہ ہو۔ (بحوالہ بخاری و مسلم عن ابی ہریرہؓ)

حدیث نمبر (۲۹)...... فرمایا رسول مکرم ﷺ نے کہ وہ شخص قرآن پر ایمان نہیں لایا جس نے قرآن کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کر لیا۔ (بحوالہ ترمذی عن صہیبؓ)

حدیث نمبر (۳۰)...... فرمایا سرور عالم ﷺ نے کہ زانی جس وقت زنا کرتا

ہے، مؤمن نہیں ہوتا اور جس وقت چور چوری کرتا ہے، مؤمن نہیں ہوتا اور جس وقت (شراب پینے ولا) شراب پیتا ہے مؤمن نہیں ہوتا اور لوٹ مار کرنے والا جس کی طرف لوگ (حیرت سے) نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں، لوٹ مار کرنے کے وقت مؤمن نہیں ہوتا اور مال غنیمت میں خیانت کرنے والا جس وقت خیانت کرتا ہے مؤمن نہیں ہوتا لہٰذا تم (ان چیزوں سے بچو۔ (بحوالہ بخاری و مسلم عن ابی ہریرہؓ)

تشریح......یعنی یہ سب کام ایمانی تقاضے کے سراسر خلاف ہیں، جو مومن سے ہو ہی نہیں سکتے۔

حدیث نمبر (۳۱)......فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ ہلاک کرنے والی سات چیزوں سے بچو، صحابہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! وہ سات چیزیں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (۱) اللہ کے ساتھ شریک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) کسی جان کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ نے حرام قرار دیا ہے (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال کھانا (۶) میدان جہاد سے پشت پھیر کر چلا جانا (۷) پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا۔ (بحوالہ بخاری و مسلم عن ابی ہریرہؓ)

تشریح ......گناہ تو بہت سے ہیں، ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہر گناہ کو چھوڑیں، لوگ گناہ بھی کرتے رہتے ہیں اور یوں بھی کہتے ہیں کہ ہم مؤمن ہیں، اگر ایمان پختہ ہو تو گناہوں کی طرف توجہ ہی نہ ہو، اسی لیے حدیث ۲۹ میں ہے کہ وہ شخص قرآن پر ایمان نہیں لایا جس نے قرآن کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرلیا یعنی حرام چیزوں کو اپنے عمل سے حرام نہیں سمجھتا بلکہ حرام کام کرتا رہتا ہے جیسے حلال کام کیے جاتے ہیں۔

حدیث نمبر (۳۲)......فرمایا نبی الرحمت ﷺ نے کہ مومن آسان اور نرم ہوتے ہیں (یعنی ان تک پہنچنا، بات کرنا، کسی ضرورت میں ان سے مدد لینا مشکل نہیں ہوتا) جیسے وہ اونٹ ہوتا ہے جس کی ناک میں نکیل ہو، اگر اس نکیل کو پکڑ کر لے جایا جائے تو تابع ہو کر چل دیتا ہے اور جس کسی پتھر پر بٹھا دیا جائے تو بیٹھ جاتا ہے۔

(بحوالہ ترمذی عن مکحول التابعی مرسلا)

حدیث نمبر (۳۰)......اور ۳۱ میں چند گناہوں کا ذکر ہے اور بھی ان کے علاوہ بہت سے گناہ ہیں، ان سب سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

حدیث نمبر (۳۳)......فرمایا معلم الاخلاق ﷺ نے کہ بے شک حیاء اور ایمان دونوں ساتھی ہیں، پس جب ان دونوں میں سے ایک کو اٹھالیا جاتا ہے تو دوسرا بھی (اس کے ساتھ) اٹھالیا جاتا ہے یعنی مومن ہو اور حیادار نہ ہو ایسا نہ ہوگا۔

حدیث نمبر (۳۴)......فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ نہیں ہے مومن طعنہ دینے والا اور لعنت بکنے والا اور فحش کام کرنے والا اور بیہودہ بکنے والا۔ (بحوالہ ترمذی عن ابن مسعودؓ)

حدیث نمبر (۳۵)......فرمایا رحمت عالم ﷺ نے کہ خیر کی باتیں سننے سے مومن کا پیٹ نہیں بھر سکتا یہاں تک کہ اس کا آخری انجام جنت ہوتا ہے۔ (بحوالہ ترمذی عن ابی سعیدؓ)

حدیث نمبر (۳۶)......فرمایا رسول مقبول ﷺ نے کہ مسلمان کو جو بھی کوئی دکھ تھکن، فکر، رنج، تکلیف یا گھٹن پہنچتی ہے یہاں تک کہ اگر کانٹا ہی ایک بار لگ جاتا ہے تو ضرور ان چیزوں کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کا کفارہ فرمادیتے ہیں۔

(بحوالہ بخاری و مسلم عن ابی سعیدؓ)

حدیث نمبر (۳۷)......فرمایا رحمت للعالمین ﷺ نے کہ مؤمن کا عجیب حال ہے، بلاشبہ اس کی ہر حالت بہتر ہے اور مومن کے سوا یہ کسی دوسرے کو نصیب نہیں، اگر اسے خوشی نصیب ہوئی تو شکر کیا اور یہ اس کے لیے بہتر ہوا اور اگر تکلیف پہنچی تو اس نے صبر کیا یہ (بھی) اس کے لیے بہتر ہوا۔ (بحوالہ مسلم عن صہیبؓ)

حدیث نمبر (۳۸)......فرمایا فخر دو عالم ﷺ نے کہ دنیا مؤمن کا جیل خانہ ہے اور اس کے لیے قحط (کا وطن) ہے اور جب وہ دنیا سے جدا ہوتا ہے تو اپنے قید خانہ سے جدا ہو جاتا ہے۔ (بحوالہ شرح السنۃ عن عبداللہ بن عمرؓ)

حدیث نمبر (۳۹)......فرمایا سرور کونین ﷺ نے کہ جس نے اخلاص کے

ساتھ "لا الہ الا اللہ" پڑھا وہ جنت میں داخل ہوگا، کسی نے سوال کیا کہ اس کو اخلاص کے ساتھ پڑھنا کیا ہے؟ فرمایا: اس کا اخلاص یہ ہے کہ یہ کلمہ (پڑھنے والے کو) اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں سے روک دے۔ (ترغیب عن زید بن ارقمؓ بحوالہ طبرانی)

تشریح...... یعنی "لا الہ الا اللہ" کے تقاضوں اور مطالبوں کو جو شخص عمل سے پورا کرے گا وہی اخلاص کے ساتھ پڑھنے والا مانا جائے گا۔

حدیث نمبر (۴۰)...... فرمایا خاتم النبیین ﷺ نے کہ بے شک بندہ دوزخ والوں کے سے کام کرتا ہے (یعنی کفر پر چلتا ہے) اور (آخر میں) ایمان اختیار کر لیتا ہے (اس طرح جنتی ہو جاتا ہے اور کوئی بندہ جنت والوں کے کام کرتا رہتا ہے اور (آخر میں) کفر اختیار کر لیتا ہے (اس طرح) دوزخی ہو جاتا ہے، بات یہ ہے کہ اعمال کے فیصلے خاتموں سے تعلق رکھتے ہیں۔ (بحوالہ بخاری و مسلم عن سہل بن سعدؓ)

(بحوالہ جستہ جستہ جواہر الحدیث)

## زمانہ جدیدہ کے روشن خیالوں کی وہم پرستی

آج کل کے مدعیان علم وتحقیق بھی اوہام وخرافات کے مارے ہوئے ہیں، اور ان میں بہت سے مضحکہ خیز وہم وخرافات مشہور ہیں، ایمان اور اس کے متعلقات سے تو یہ کہہ کر بھاگتے ہیں کہ ہم روشن خیال، مہذب اور تعلیم یافتہ ہیں، مگر ان کی وہم پرستی کی مثالیں دیکھئے:

(۱) "۱۳" کے ہندسے کو بہت بڑی اہمیت دیتے ہیں۔

(۲) کالی بلی اگر ان کا راستہ کاٹ جائے تو اس کو بہت منحوس خیال کرتے ہیں۔

(۳) دیا سلائی کی ایک تیلی کے ساتھ دو سگریٹوں سے زیادہ کو جلانا منحوس خیال کرتے ہیں، وعلیٰ ھذا القیاس، اس قسم کے کئی اوہام وخرافات ہیں جن میں یہ "روشن خیال" لوگ سفید دن کی روشنی میں مبتلا ہیں۔

باعث اس کا یہ ہے کہ یہ لوگ فطرت کے تقاضے کے منکر ہیں، حقیقت فطرت سے ان کا عناد ہے، سیدھی سی بات ہے کہ جہاں ایمان نہ ہوگا، وہاں اس کی خالی جگہ کو پر کرنے کے لیے اوہام وخرافات ہوں گے، فطرت ایمان کی بھوکی اور محتاج ہے، بے شمار ایسی چیزیں ہیں جن کی تفسیر انسان نہیں کرسکتا، ابھی تک اس کا علم ان کی گہرائی تک نہیں پہنچا، اور بعض ایسی ہیں کہ ان کی گہرائی تک اس کا علم ہرگز نہ پہنچے گا، اب اگر اس قسم کی چیزوں کو انسان اللہ عالم الغیب کے سپرد نہ کرے گا تو اوہام وخرافات کے سپرد کرے گا، کیونکہ یہ چیزیں انسانی طاقت سے بالاتر ہیں۔ (تفسیر فی ظلال القرآن جلد ۷، ص ۱۹۴)

## افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر

ابو معلقؓ نامی ایک صحابی تجارت کی غرض سے اکثر سفر پر رہتے تھے، ایک بار مال تجارت لیکر جارہے تھے کہ راستے میں ایک ڈاکو نے آلیا، کہا ''تمہارا مال اور جان دونوں لینا چاہتا ہوں'' فرمانے لگے ''میری جان لیکر کیا کروگے، مال حاضر ہے مجھے چھوڑ دو'' لیکن وہ نہ مانا، کہا ''تمہیں بھی قتل کرنا ہے'' فرمایا، ''تو مجھے چار رکعت نماز پڑھنے دو'' ڈاکو نے مہلت دے دی، صحابیؓ نے چار رکعت نماز ادا کی اور آخری سجدے میں یہ دعا مانگی، ایک پریشان حال کی دعا جو دل سے نکلی اور افلاک کو چیرتی چلی گئی:

**یا ودود ، یا ودود ، یا ذلعرش المجید ،یا فعال لما یرید اسالک بعزک الذی لا یرام وبملکت الذی لایضام،وبنورک الذی ملا ارکان عرشک :ان تکفینی شر ھذااللص یا مغیثاغثنی ایا مغیث ،اغثنی !**

اے محبت کرنے والے، اے محبت کرنے والے، اے بزرگ عرش والے، اے اپنے ارادے کے مطابق عمل کرنے والے میں تجھ سے تیری اس عزت کا رواسطہ دیکر سوال کرتا ہوں جس کا ارادہ نہیں کیا جاسکتا اور اس ملک و بادشاہت کا وسیلہ دے کر سوال کرتا ہوں جس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا اور تیرے اس نور کے ذریعے سے سوال کرتا ہوں جس

نے تیرے عرش کے ارکان کو روشن کیا ہے کہ تو مجھ کو اس ڈاکو کی برائی سے بچالے، اے مدد کرنے والے! میری مدد فرما، اے مدد کرنے والے میری مدد فرما، اے مدد کرنے والے میری مدد فرما"۔

اتنے میں ہاتھ میں نیزہ لیے ایک شہسوار نمودار ہوا۔ اس نے ڈاکو کو قتل کر کے سر بسجود صحابی سے کہا کہ سر اٹھالیں، صحابی نے سر اٹھا کے جو دیکھا کہ ڈاکو مرا پڑا ہے تو پوچھا "آپ کون؟" کہنے لگا میں چوتھے اسمان کا فرشتہ ہوں، تم نے پہلی مرتبہ دعا کی تو میں نے آسمان کے دروازوں کے کھلنے کی آواز سنی، دوسری بار دعا کی تو میں نے اہل سماء میں ہلچل کی آواز سنی، تیسری مرتبا دعا کی تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ ایک مصیبت زدہ کی فریاد ہے، میں نے اللہ سے ظالم کے قتل کرنے کی درخواست کی جو منظور ہوئی، چنانچہ میں نے آ کر اس کو قتل کر دیا"۔ (الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی، ص:۱۲)

## عاشق رسول ﷺ (صحابیؓ) کے عشق کا کڑا امتحان

ابن عساکرؒ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ سہمی صحابہ کے ترجمہ میں لائے ہیں کہ آپ کو رومی کفار نے قید کر لیا اور اپنے بادشاہ کے پاس پہنچا دیا، اس نے آپ سے کہا کہ تم نصرانی بن جاؤ میں تمہیں اپنے راج پاٹ میں شریک کر لیتا ہوں اور اپنی شہزادی تمہارے نکاح میں دیتا ہوں، صحابیؓ نے جواب دیا کہ یہ تو کیا اگر تو اپنی تمام بادشاہت مجھے دے دے اور تمام عرب کا راج بھی مجھے سونپ دے اور یہ چاہے کہ میں ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی دین محمد سے پھر جاؤں تو یہ بھی ناممکن ہے، بادشاہ نے کہا پھر میں تجھے قتل کر دوں گا، حضرت عبداللہؓ نے جواب دیا کہ ہاں یہ تجھے اختیار ہے، چنانچہ اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا اور انہیں صلیب پر چڑھا دیا گیا اور تیر اندازوں نے قریب سے بحکم بادشاہ ان کے ہاتھ پاؤں اور جسم چھیدنا شروع کیا بار بار کہا جاتا تھا کہ ابھی نصرانیت قبول کر لو اور آپ پورے استقلال اور صبر سے فرماتے جاتے تھے کہ ہرگز نہیں، آخر بادشاہ نے کہا اسے سولی

سے اتارلو، پھر حکم دیا کہ پیتل کی دیگ یا پیتل کی بنی ہوئی گائے خوب تپا کر آگ بنا کر لائی جائے، چنانچہ وہ پیش ہوئی بادشاہ نے ایک اور مسلمان قیدی کی بابت حکم دیا کہ اسے اس میں ڈال دو، اسی وقت حضرت عبداللہ کی موجودگی میں آپ کے دیکھتے ہی دیکھتے اس مسلمان قیدی کو اس میں پھینک دیا گیا وہ مسکین اسی وقت چرمر ہو کر رہ گیا، گوشت پوست جل گیا ہڈیاں چمکنے لگیں، پھر بادشاہ نے حضرت عبداللہ سے کہا دیکھو اب بھی ہماری مان لو اور ہمارا مذہب قبول کرلو، ورنہ اس آگ کی دیگ میں اسی طرح تمہیں بھی ڈال کر جلا دیا جائے گا، آپ نے بھی اپنے ایمانی جوش سے کام لے کر فرمایا کہ ناممکن ہے کہ میں اللہ کے دین کو چھوڑ دوں، اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں چرخی پر چڑھا کر اس میں ڈال دو، جب یہ اس آگ کی دیگ میں ڈالے جانے کے لئے چرخی پر اٹھائے گئے تو بادشاہ نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں، اسی وقت اس نے حکم دیا کہ رک جاؤ انہیں اپنے پاس بلا لیا، اس لئے کہ اسے امید ہو گئی تھی کہ شاید اس عذاب کو دیکھ کر اب اس کے خیالات بدل گئے ہیں میری مان لے گا اور میرے مذہب قبول کر کے میرا داماد بن کر میری سلطنت کا ساجھی بن جائے گا لیکن بادشاہ کی یہ تمنا اور یہ خیال محض بے فائدہ نکلا، حضرت عبداللہ بن حذافہؓ نے فرمایا کہ میں صرف اس وجہ سے رویا تھا کہ آج ایک ہی جان ہے جسے راہ حق تعالیٰ میں عذاب کے ساتھ میں قربان کر رہا ہوں، کاش کہ میرے روئیں روئیں میں ایک ایک جان ہوتی کہ آج میں سب جانیں راہ اللہ کی طرف ایک ایک کر کے فدا کرتا، بعض روایتوں میں ہے کہ آپ کو قید خانہ میں رکھا کھانا پینا بند کر دیا، کئی دن کے بعد شراب اور خنزیر کا گوشت بھیجا لیکن آپ نے اس بھوک پر بھی اس کی طرف توجہ تک نہ فرمائی، بادشاہ نے بلوا بھیجا اور اسے نہ کھانے کا سبب دریافت کیا، تو آپ نے جواب دیا کہ اس حالت میں یہ میرے لئے حلال تو ہو گیا ہے لیکن میں تجھ جیسے دشمن کو اپنے بارے میں خوش ہونے کا موقعہ دینا چاہتا ہی نہیں ہوں، اب بادشاہ نے کہا اچھا تو میرے سر کا بوسہ لے تو میں تجھے اور تیرے ساتھ اور تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیتا ہوں، آپ

نے اسے قبول فرمالیا اس کے سر کا بوسہ لے لیا اور بادشاہ نے بھی اپنا وعدہ پورا کیا اور آپ کے تمام ساتھیوں کو چھوڑ دیا، جب حضرت عبداللہ بن حذافہؓ یہاں سے آزاد ہو کر حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا ہر مسلمان پر حق ہے کہ عبداللہ بن حذافہؓ کا ماتھا چومے اور میں ابتدا کرتا ہوں یہ فرما کر پہلے آپ نے ان کے سر پر بوسہ دیا۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۱۳۹ جلد ۳)

## نبی علیہ السلام کے شاگرد کی ذہانت

امام احمدؒ، ابوداؤدؒ، ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے اپنی اپنی سند کے ساتھ معاذ بن جبلؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو یمن کی طرف بھیجتے وقت فرمایا تھا تم کس چیز کیساتھ فیصلہ کرو گے؟ اس نے کہا کہ کتاب اللہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ تمہیں کتاب اللہ میں نہ ملے تو؟ انہوں نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت کے ساتھ، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہیں سنت میں بھی نہ ملا تو پھر؟ معاذؓ نے کہا کہ تب میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا آپ نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے رسول اللہ کے ایلچی کو اس کی رضا کے مطابق حق کی توفیق دی۔

اور یہ بھی ہوتا کہ رسول اللہ ﷺ ان سے اس دن کے متعلق پوچھتے تھے کہ آج کیا دن ہے؟ یہ کون سی جگہ ہے؟ اور وہ پوری طرح سے صحیح جواب جانتے تھے مگر ادب کے تقاضے سے کہتے تھے کہ اللہ ورسولہ اعلم مبادا خدا اور رسول سے تقدم ہو جائے، ابوبکرہؓ بن نفیع بن حارث ثقفی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے لوگوں نے آخری حج میں پوچھا یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے سوچا کہ شاید آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، مگر آپ نے فرمایا کہ کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا ہاں ضرور ہے، پھر آپ نے فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم

نے سوچا کہ شائد آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، پھر آپ نے فرمایا کہ کیا یہ با حرمت شہر مکہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا ہاں ضرور ہے، آپ نے فرمایا کہ آج کون سا دن ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں، آپ خاموش ہو گئے حتیٰ کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے، پھر آپ نے فرمایا کہ ۱۰ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا کہ یقیناً ایسا ہی ہے۔ (تفسیر فی ظلال القرآن جلد ۹ ص ۳۸۹)

## دنیا کی تشبیہ

کسی بزرگ سے دریافت کیا گیا کہ دنیا کس چیز کی مانند ہے؟ فرمایا کہ دنیا اتنی حقیر ہے اور ذلیل ترین چیز ہے کہ اس کو کسی چیز سے تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔

## خدا کے ساتھ رضا

ایک آدمی ایک درویش کے پاس گیا اور کہا کہ میرا خیال ہے کہ میں کچھ عرصہ آپ کی صحبت میں گزاروں۔ اس بزرگ نے دریافت کیا کہ جب میں مر جاؤں گا تو تم کس کے ساتھ رہو گے؟ اس نے جواب دیا، خدا کے ساتھ رہوں گا۔ تو بزرگ نے فرمایا کہ یہ سمجھ لو کہ میں معدوم ہوں اس لئے ابھی سے خدا کے ساتھ ہو جاؤ۔

## ایمان کے درجے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی برائی دیکھے تو لازم ہے کہ اگر طاقت رکھتا ہو تو اپنے ہاتھ سے اس کو بدلنے کی کوشش کرے، اگر طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے اس کو بدلنے کی کوشش کرے، اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل ہی میں اسے بُرا سمجھے کیونکہ یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

## آسان حساب

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے بعض نمازوں میں رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے سنا "اے اللہ میرا حساب آسان فرما۔" میں نے عرض کیا، حضرت! آسان حساب کا مطلب کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آسان حساب یہ ہے کہ بندہ کے نامہ اعمال پر نظر ڈالی جائے اور اس سے درگزر کیا جائے (یعنی کوئی پوچھ گچھ اور جرح نہ کی جائے) کیونکہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا! جس کے حساب میں اس دن جرح کی گئی وہ ہلاک ہو جائے گا۔

## خوگر صدق وصفا

مشہور اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک کی رائے یہ تھی کہ حضرت عائشہؓ پر العیاذ باللہ تہمت لگانے والوں میں سب سے بڑا کردار حضرت علیؓ کا تھا، ہشام کے پاس ایک مرتبہ مشہور محدث سلیمان بن یسار آئے، ہشام نے ان سے پوچھا "سلیمان! ذرا بتاؤ کہ قرآن کریم کی آیت ﴿والذی تولی کبرہ﴾ کا مصداق کون ہے؟" سلیمان نے کہا "عبداللہ بن ابی" ہشام نے جھٹ سے کہا "جھوٹ" اس کا مصداق "علیؓ" ہیں۔ سلیمان نے عرض کیا "امیر المؤمنین اعلم بمایقول" (امیر المومنین اپنی بات کا زیادہ جاننے والا ہے) اتنے میں امام زہریؒ آگئے، ہشام نے ان سے بھی یہی سوال کیا "یا ابن شہاب! من الذی تولی کبرہ"؟ زہریؒ نے فرمایا، عبداللہ بن ابی۔ ہشام نے کہا "کذبت" (تو نے جھوٹ بولا) اس کا مصداق علی ہیں، امام زہریؒ نے جواب دیا، اور کیا ہی اچھا جواب دیا، فرمایا:

"انا اکذب، لا ابالک، واللہ لونادی منا د من السماء ان اللہ احلالکذب ما کذبت"

"ارے تیرا ناس ہوا! میں جھوٹ بول رہا ہوں خدا کی قسم! اگر کوئی پکارنے والا

آسمان سے پکار اٹھے کہ اللہ نے جھوٹ لولنا حلال کر دیا ہے تب بھی میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔"

(فتح الباری: ج ۸، ص: ۳۴۸)

## خدا کیا ہمارے شخصی واجتماعی اعمال میں دلچسپی لے رہا ہے؟

یقیناً لے رہا ہے۔ وہ دیکھو کھیت میں خربوزے کی ننھی سے بیل زمین سے نکل رہی ہے۔ اس کے کے دو نازک سے پتے ہیں۔ اس کی جڑ اس قدر کمزور ہے کہ ابھی زمین سے غذا حاصل نہیں کرسکتی۔ اس کے پتوں کے ساتھ اس کا بیج دو حصوں میں بٹ کر چمٹا ہوا ہے۔ یہ ننھا پودا اسی بیج سے غذا لے رہا ہے۔ جب دو چار روز کے بعد اس کی جڑ حصولِ غذا کے قابل ہو جائے گی، تو یہ بیج جھڑ جائیں گے۔

ماں کے پیٹ میں انسان کے لئے نہ غلہ موجود تھا، نہ دودھ اور پھل۔ اللہ نے ایک پائپ کے ذریعے اسے نو ماہ غذا بہم پہنچائی، باہر آیا تو بہت نحیف و نازک تھا، آلاتِ ہاضمہ سخت کمزور تھے۔ وہ روٹی کھانے کے قابل نہ تھا۔ اللہ نے اس کی ماں کی چھاتیوں میں لطیف و شفاف دودھ کے چشمے رواں کر دیئے۔ جب دو برس کے بعد دانت نکل آئے، تو یہ چشمے سوکھ گئے اور خدا نے اسے کہا، کہ جاؤ اور بطنِ زمین سے اپنی غذا تلاش کرو۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اور ابن آدم میں حسب ذیل مکالمہ ہوا۔

ابن آدم...... اے خدائے بزرگ و برتر! میں زمین کے پیٹ سے کیسے غذا حاصل کروں؟

اللہ...... یہ لو چند دانے، انہیں زمین میں بکھیر دو، ہماری زمین خود بخود انہیں پودوں اور خوشوں میں تبدیل کر دے گی۔

ابن آدم...... لیکن اگر میں نے گندم بوئی اور بھکوا اُگ بڑا، تو پھر؟

اللہ...... یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ اول اس لئے کہ کائنات کی ہر چیز ہماری مشیت کو بجا لانے پر مجبور ہے اور دوم اس لئے کہ ہم ہر عمل کی ہر منزل پر نگرانی کرتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے

کہ گندم سے جَو پیدا ہو، اور انگور سے بادام۔

ابن آدم...... لیکن اتنے بڑے کھیت کو سیراب کرنے کے لئے میں پانی کہاں سے لاؤں گا؟

اللہ...... پانی زمین کے سمندر کی تہوں میں رواں ہے۔ چند گز گڑھا کھودو اور جتنا چاہو پانی نکال لو۔ اور اگر گڑھا کھودنے کی ہمت نہ ہو، تو کوئی ہرج نہیں، ہم آفتاب کی شعاعوں کے ڈول سمندر میں ڈالیں گے، لاکھوں ٹن پانی ہوا کے کندھوں پر لاد دیں گے۔ ہوا اس بوجھ کو لے کر برفانی کہساروں کی طرف چل دے گی۔ وہاں یہ پانی گھٹاؤں میں تبدیل ہو جائے گا اور گھٹائیں تمہارے کھیت پر جا برسیں گی۔

ابن آدم...... آپ کتنے اچھے رب ہیں۔ اے میرے خالق! مجھے یقین دلایئے کہ آپ کا سایۂ شفقت و ربوبیت میرے سر پر علی الدوام رہے گا۔ ورنہ میں تو اس سوکھی دنیا میں آپ کی دستگیری و رہنمائی کے بغیر ایک قدم نہ چل سکوں گا۔

اللہ...... ہم تمہاری اس خواہش کو پورا کریں گے۔ ہم تمہارے دل کی مشینری تمہارے علم کے بغیر چلاتے رہیں گے۔ ہم تمہیں بصارت و بصیرت ہر دو عطا کریں گے۔ تمہیں حصولِ دانش کی استعداد دیں گے۔ بن کہے تمہاری غذا کا رس خون بنا کر تمہارے عروق میں بھیج دیں گے اور تلچھٹ باہر پھینک دیں گے۔ تمہارا دماغ ایک قیمتی عطیہ ہے، جسے ہم ہڈیوں کے مضبوط حصاروں میں محفوظ رکھیں گے۔

ابن آدم...... میں تیرے حضور میں سجدہ ہائے عقیدت و محبت پیش کرتا ہوں۔

اللہ...... تیرا نظامِ تنفس ایک نہایت پیچیدہ نظام ہے۔ اس نظام کو ہم اپنی بے گناہ حکمت و دانش سے چلائیں گے۔ تجھے زندہ رہنے کے لئے آکسیجن کی شدید ضرورت ہے، جسے ہم مہیا کریں گے۔ اس مقصد کے لئے ہم نے نباتات سے جنگل بھر دیئے ہیں۔ نباتات آکسیجن نکالتے ہیں اور تو کاربن۔ اگر یہ کاربن فضا میں جمع ہوتی رہتی، تو سارا ماحول مسموم ہو جاتا۔ ہم نے کاربن پودوں کی غذا بنا ڈالی، تاکہ تیری فضائیں زہر آلود نہ

ہونے پائیں۔

ابن آدم...... سبحان ربی الاعلیٰ.

اللہ...... ہم نے تمہارے جسم میں ٹیلیفونی تاروں کا ایک جال بچھا دیا ہے، جن کا مرکز دماغ ہے، جونہی کوئی کیڑا، مکوڑا، بچھو وغیرہ جسم کے کسی حصے پر چڑھ آئے گا، فوراً ان تاروں کے ذریعے دماغ کو اطلاع پہنچے گی اور دماغ دفعۃً تمہارے دست و پا کو حکم نافذ کرے گا۔ جب جسمانی مشقت سے تم تھک جاؤ گے، تو ہم نیند کی راحت انگیز آغوش میں تمہیں سُلا دیں گے۔ جب تمہارے جسم میں غلاظتیں جمع ہو جائیں تو ہم پسینے، تنفس اور گردوں کے راستے انہیں باہر پھینک دیں گے۔ اگر غلاظت کا مواد قدرے زیادہ ہوا تو ہم تمہارے جسم میں حرارت (بخار تپ) پیدا کر کے اسے جلا ڈالیں گے۔

ابن آدم...... اللّٰھم انک انت الاعلیٰ.

اللہ...... تمہارے جسم میں ایک چیز دل بھی ہے جو تمام جذباتِ لطیفہ کا سرچشمہ ہے۔ محبت، اخوت، مروّت، ایثار اور دیگر صفاتِ عالیہ یہیں جنم لیتی ہیں۔ جب تیری زمینِ دل ویران ہو جائے گی، تو ہم الہامی بلندیوں سے حسین گھٹائیں برسا کر تیرے دل کی بستی کو حیاتِ نو عطا کریں گے۔ ہم تمہیں زندگی کی بلند تر منازل کی طرف بلاتے رہیں گے۔ اگر تم نے ہماری بات سنی اور ہمارے اشاروں کو سمجھا تو ایک دن تم ہماری بارگاہِ اقدس میں پہنچ جاؤ گے۔ وان الیٰ ربک المنتھٰی..... القرآن.

ابن آدم...... اے ربِ مکرم! تو سراپا رحمت ہے۔ تیری نوازشوں اور عنایتوں کا کوئی کنارہ نہیں۔ اے مہیب آفتابوں اور لاتعداد دنیاؤں کے خالق میں تیری اس بندہ پروری کو کیسے بھول سکتا ہوں، کہ تو اس قدر عظیم و جلیل ہونے کے باوجود مجھ جیسے ایک حقیر کیڑے پر اس قدر مہربان ہے۔ میرا نظامِ حیات چلا رہا ہے۔ میری روحانی تربیت کا انتظام کر رہا ہے۔ مجھے خطروں سے بچا رہا ہے۔ میری مردہ زمین پر گھٹائیں برسا رہا ہے۔ میرے تاریک مسکن میں مہ و انجم کی شمعیں جلا رہا ہے۔ میرے برباد آنگن کو قافلہ ہائے بہار سے سجا رہا

ہے اور میری سونی فضاؤں کو مور و بلبل کے ترانوں سے سرشار کر رہا ہے۔ کون کہتا ہے کہ تو میرے اعمال اور میری ضروریات و حوائج سے بے نیاز ہے۔ ہرگز نہیں۔ تو ابرِ رحمت کی طرح سدا مجھ پر سایہ فگن ہے۔ میں جب چل رہا ہوتا ہوں تو تیرے قدموں کی چاپ بہت قریب سے سنائی دیتی ہے۔ میں نظر اٹھاتا ہوں تو تیری بجلیاں نیلگوں فضاؤں میں رواں دواں نظر آتی ہیں۔ میں کان لگاتا ہوں تو مغنیۂ فطرت تیرے رسیلے گیت میری سماعت میں انڈیل دیتی ہے۔ اے میرے عظیم وجلیل رب۔ میری جبینِ عبودیت کے یہ چند بے تاب سجدے قبول فرما، اور مجھے سایۂ عاطفت میں رکھ، کہ تیرا قرب میری جنت ہے اور بُعد جہنم۔

ان تفاصیل سے یہ حقیقت سامنے آ گئی کہ اللہ کا علم تمام کائنات کو محیط ہے۔ اور یہ کہ وہ نہ صرف ہمارے تمام اعمال کی نگرانی کر رہا ہے، بلکہ ہمارے بہت سے شخصی امور کو وہ خود سرانجام بھی دے رہا ہے۔ (بحوالہ اللہ کی عادت)

## کان کی تکلیف دور کرنے کا نسخہ جلیلہ

افحسبتم سے لے کر ختم سورت تک یہ آیتیں بڑی فضیلت رکھتی ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جہاد کے لیے ایک سریہ (چھوٹا لشکر) روانہ فرمایا اور یہ حکم دیا کہ صبح اور شام یہ آیتیں پڑھا کریں یعنی ﴿افحسبتم انما خلقنا کم عبثا......الخ﴾

صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے حسب الارشاد یہ آیتیں پڑھیں تو ہم صحیح سالم مال غنیمت لے کر واپس آئے ﴿اخرجہ ابن السنی و ابن مندہ و ابو نعیم بسند حسن﴾۔ (روح المعانی ص ۶۵ جلد ۱۸)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا ایک مصیبت زدہ شخص پر گزر ہوا جس کے کان میں تکلیف تھی، عبداللہ بن مسعودؓ نے افحسبتم سے لے کر آخر تک آیتیں پڑھ کر اس کے کان میں دم کیں تو وہ اچھا ہو گیا۔

آنحضرت ﷺ کو جب اس کا علم ہوا تو یہ فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر یقین والا مرد اس کو پہاڑ پر پڑھ دے تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے۔(اخرجه الحکیم الترمذی و ابن منذر ابونعیم فی الحلیة واخرون عن ابن مسعودؓ)(روح المعانی ص ۶۵ جلد ۱۸)

## نماز کا اہتمام اور اس کا انعام

حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے نماز کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

''جو بندہ نماز کا اہتمام کرے گا تو وہ قیامت کے دن اس کے لئے نور ہوگی (جس سے قیامت کے اندھیروں میں اس کو روشنی ملے گی اس کے ایمان اور اللہ تعالیٰ سے اس کی وفاداری اور اطاعت شعاری کی نشانی) اور دلیل ہوگی اس کے لئے نجات کا ذریعہ ہوگی اور جس شخص نے نماز کی ادائیگی کا اہتمام نہ کیا (اور اس نے غفلت اور بے پرواہی برتی) تو وہ اس کیلئے نہ نور بنے گی، نہ برہان اور نہ ذریعہ نجات اور وہ بدبخت قیامت میں قارون، فرعون، ہامان اور مشرکین مکہ کے سرغنہ ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔''

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو شخص چالیس دن تک ہر نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اس طرح کہ اس کی تکبیرِ اولیٰ بھی فوت نہ ہو تو اس کیلئے دو براتیں لکھ دی جاتی ہیں، ایک آتش دوزخ سے برات اور دوسری نفاق سے برات۔

## اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا حیرت انگیز نظارہ

سورہ اسراء کی آیت ۴۴ میں ارشاد ہے کہ:

''ساتوں آسمان اور زمین اور جو ان کے اندر ہیں، اسی کی تسبیح کرتے ہیں اور ہر چیز اس کی تسبیح کرتی ہے، مگر تم اس کی تسبیح کو سمجھتے نہیں، بلاشبہ وہ بردبار ہے، بہت بخشنے والا

ہے۔''

اس کائنات کے ہر ذرے کی حرکت نبض کی مانند دھڑک رہی ہے اور ایک زندہ روح کی مانند اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے، ساری کائنات حرکت وحیات سے پر ہے، اور سارا وجود تسبیح میں مصروف ہے، ذرہ ذرہ اس کے احکام کا تابع ہے، اور ہر تنکا اس کی بڑائی اور پاکیزگی کا گواہ ہے، اگر وہ نہ ہوتا تو سب کچھ کیسے ہوتا؟ یہ تمام چیزیں اسی ایک وجود برحق اور اللہ برحق کی گواہی دیتی ہیں، یہ ایک انوکھا حیرت انگیز نظارہ ہے، کہ ہر کنکری، ہر پتھر، ہر دانہ اور ہر پتہ، ہر پھول، ہر کلی، ہر پھل، ہر پودا، ہر درخت، ہر کیڑا مکوڑا، ہر رینگنے والا جانور، ہر حیوان اور ہر انسان، زمین پر جاندار، پانی میں ہر تیرنے والی چیز، ہوا میں ہر اڑنے والی چیز، فرشتے، جن، ہر جاندار اور ہر بے جان اللہ کی تسبیح وتقدیس میں مصروف ہے، اور اسی کی رفعت کی طرف متوجہ ہے۔ (تفسیر فی ظلال القرآن ص ۲۵۱، جلد ۵)

## بسم اللہ کی تاثیر

بادشاہ روم قیصر نے حضرت عمر فاروقؓ کی طرف ایک خط میں لکھا کہ میرے سر میں درد رہتا ہے، کوئی علاج بتائیں، حضرت عمر نے اس کے پاس اپنی ٹوپی بھیجی کہ اسے سر پر رکھا کرو، سر کا درد جاتا رہے گا، چنانچہ قیصر جب وہ ٹوپی سر پر رکھتا تو درد ختم ہو جاتا، اتارتا تو درد دوبارہ لوٹ آتا، اسے بڑا تعجب ہوا، تجسس سے ٹوپی چیری تو اس کے اندر ایک رقعہ پایا جس پر ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھا تھا۔ یہ بات قیصر کے دل میں گھر کر گئی، کہنے لگا ''دین اسلام کس قدر معزز ہے اس کی تو ایک آیت بھی باعث شفا ہے، پورا دین باعث نجات کیوں نہ ہوگا'' اسلام قبول کر لیا۔ (المواھب اللدنیہ شرح شمائل ترمذی، ص: ۳)

''بسم اللہ'' کی تاثیر کا ایک اور واقعہ امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک قبر پر ہوا جس میں رحمت کے فرشتے ہیں، عذاب کی تاریکی کے بجائے وہاں اب مغفرت کا نور ہے، آپ کو تعجب ہوا، اللہ تعالیٰ سے اس عقیدہ کو

حل کرنے کی دعا کی تو اللہ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ "یہ بندہ گنہگار تھا جس کی وجہ سے مبتلائے عذاب تھا، مرتے وقت اس کی بیوی امید سے تھی، اس کا بچہ پیدا ہوا، وہ بچہ مکتب میں داخل کر دیا گیا، استاد نے اسے پہلے دن "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھائی، تب مجھے اپنے بندے سے حیا آئی کہ میں زمین کے اندر اسے عذاب دیتا ہوں جبکہ اس کا بیٹا زمین کے اوپر میرا نام لیتا ہے"۔ (تفسیر کبیر، ج:۱، ص:۱۷۲)

# حسین ترین مخلوق

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (سورۃ التین)

(بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے انسان میں چار چیزیں ایسی رکھی ہیں جو کسی دوسری مخلوق میں یکجا نہیں پائی جاتیں۔ یعنی ظاہر میں انسان کا خوب صورت جسم باطن میں روح صفت ملکیت اور محبت الٰہی کا جزبہ۔ اسی لئے انسان کو کائنات کی حسین ترین مخلوق قرار دیا گیا ہے،

عیسیٰ بن موسیٰ، خلیفہ منصور عباسی کا ایک درباری تھا وہ چاندنی رات میں اپنی بیوی سے گفتگو کر رہا تھا اچانک جزبات کی رو میں اس نے بیوی سے یوں کہہ دیا "ان لم تکونی احسن من القمر فانت طالق ثلاثا،، یعنی اگر تو اس چاند سے زیادہ حسین نہ ہو تو تجھ پر تین طلاق۔ بات تو اس نے کہہ دی مگر اس کا نتیجہ دور رس تھا۔ بات خلیفہ کے دربار تک پہنچی کہ ایسا کہنے سے واقعی طلاق ہو گئی ہے یا نہیں علماء سے فتویٰ لیا گیا تو انھوں نے کہا کہ طلاق پڑ گئی ہے کیونکہ عورت چاند سے حسین نہیں ہو سکتی۔ دربار میں ابو حنیفہؒ کے ایک شاگرد بھی موجود تھے۔ خلیفہ ان کی طرف خاص طور پر متوجہ ہوئے کہ وہ بھی اپنی رائے دیں تو انھوں نے بسم اللہ شریف پڑھ کر سورۃ تین کی ابتدائی تین آیات تلاوت کیں اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو احسن تقویم فرمایا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان ساری مخلوق میں سے حسین ترین ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انسان جیسی کوئی ہستی کائنات میں پیدا ہی نہیں کی، تو چاند

ایک انسان سے زیادہ بہتر کیسے ہوسکتا ہے۔لہٰذا عورت چاند سے حسین ہے اور اس پر طلاق نہیں پڑی۔اس استدلال سے سب لوگ مطمئن ہو گئے۔ (معالم العرفان)

## تعداد انواع تعداد الٰہہ کی دلیل نہیں

واللہ خلق کل دابۃ من ماء یعنی انواع واجناس اور اشکال وصور کا اختلاف وتعداد اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس کائنات میں مختلف ارادے کارفرماں ہیں جیسا کہ نادان مشرکوں نے سمجھا، بلکہ یہ اس دنیا کے خالق کی قدرت وحکمت کی دلیل ہے، ایک ہی پانی سے اس نے تمام جانداروں کو وجود بخشا، ان میں سے بعض پیٹوں کے بل رینگتے ہوئے چلتے ہیں بعض دو ٹانگوں پر چلتے ہیں، بعض چار پیروں پر چلتے ہیں کون کرسکتا ہے کہ دو ٹانگوں والوں کا خالق الگ اور چار ٹانگوں والوں کا خدا الگ ہو! سب کا خالق ایک ہی ہے، وہی اپنی قدرت سے جو چاہے پیدا کرتا ہے، اور جس کو جو شکل وصورت چاہتا ہے دیتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اس وجہ سے سب کو چاہئے کہ اپنے آپ کو اسی کے حوالے کر دیں، اور اسی کی بندی واطاعت کریں۔ (تدبر قرآن ج ۵ ص ۴۲۱)

## وفا ہم ادا کر چلے

یہود کے مشہور قبیلہ بنو قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے وعدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے غزوۂ خندق میں کفار قریش کی مدد کی، غزوۂ خندق سے فارغ ہو کر مسلمانوں نے یہود بنو قریظہ پر حملہ کیا اور تقریباً سارے قبیلے کو گرفتار کر لیا، امام مغازی ابن اسحاق نے بنو قریظہ کے قیدیوں میں ایک قیدی ''زبیر بن باطا'' کا واقعہ لکھا ہے کہ اس نے زمانۂ جاہلیت کی مشہور جنگ ''بعاث'' میں انصار کے مشہور صحابی حضرت ثابتؓ بن قیس پر کچھ احسان کیا تھا، زبیر بن باطا اس وقت بوڑھا ہو کر اندھا ہو چکا تھا، حضرت ثابت اس کے پاس آئے اور کہا ''مجھے پہچانتے ہو؟'' کہنے لگا ''مجھ جیسا آپ جیسے کو کہاں بھول سکتا ہے؟'' حضرت ثابتؓ نے کہا ''میں چاہتا ہوں آج آپ کے احسان کا بدلہ دوں'' کہنے

لگا، "ان الکریم یجزی الکریم" (شریف آدمی شریف کا بدلہ چکاتا ہے) حضرت ثابت حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے اور زبیر کی آزادی کی درخواست کی، آپ ﷺ نے ان کی درخواست پر اس کو آزاد کر دیا، حضرت ثابتؓ نے آکر اطلاع دی، کہنے لگا "ایسے بوڑھے کی حیات میں کیا لطف جس کے اہل وعیال نہ ہوں"، حضرت ثابتؓ نے جا کر دربار نبوی ﷺ سے اس کے اہل وعیال کی آزادی کا بھی پروانہ حاصل کیا، آکر بتایا تو کہہ اٹھا "حجاز میں اہل خانہ ہوں لیکن مال نہ ہو تو گزران زندگی کیونکر؟" حضرت ثابتؓ نے جا کر اس کا مال واپس کروایا تو اب اندھا یہودی حضرت ثابتؓ سے پوچھنے لگا، کعب بن اسد کا کیا ہوا؟ کہا "قتل ہوا" پھر پوچھا، حی بن اخطب اور عزال بن شموال کا کیا بنا؟ فرمایا "قتل کیے گئے" دریافت کیا، باقی حضرات کا کیا حشر ہوا؟ حضرت ثابت نے کہا "سب قتل کر دیے گئے" تو بوڑھے یہودی نے حضرت ثابتؓ سے کہا کہ میرے احسان کا بدلہ یہ ہے کہ آپ مجھے بھی میری قوم کے ساتھ ملا دیں کہ اس کے بعد زندگی میں کیا خیر ہے، حضرت ثابتؓ نے اس کو آگے بڑھایا اور اس کی گردن بھی اڑا دی گئی۔ (سیرۃ ابن ھشام: ج ۳)

## تنزیل وانزال

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون (ہم نے خود اتارا ہے اس نصیحت کو اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں) متحدہ ہندوستان میں عیسائی مشنریوں نے انگریزوں کے دور حکومت میں بڑا ودھم مچا رکھا تھا وہ عجیب وغریب تاویلات کے ذریعہ عیسائیت کی حقانیت کو ثابت کرتے تھے اور اسلام پر رکیک اور گھٹیا قسم کے اعتراضات کرتے تھے۔ ان تاویلات اور دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی تھی کہ تورات اور قرآن دونوں کو خدا نے اتارا ہے اور دونوں کے ذکر اور نصیحت ہونے میں کلام نہیں تو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نازل کردہ ذکر و نصیحت کی حفاظت کا ذمہ مطلقاً خود لیا ہے تو قرآن بالفظ محفوظ ہے تو تورات بھی بعینہٖ محفوظ ہے اس میں کوئی تغیر وتبدل نہیں ہوا لہٰذا تم مسلمانوں کا یہ کہنا کہ تورات اور انجیل میں

تحریف ہوئی ہے یہ اس بات پر مستلزم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حفاظت کا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا نہیں کیا کہا جاتا ہے۔

حضرت نانوتویؒ نے اس کا جواب یہ دیا کہ قرآن نے یہاں ,,نزلنا،، کا صیغہ استعمال کیا ہے ,,انزلنا کا صیغہ استعمال نہیں کیا اور ,,تنزیل،، اور ,,انزال،، میں بنیادی فرق ہے۔ تنزیل کا معنیٰ ہے بتدریج نازل کرنا اور انزال کا معنیٰ ہے بیک وقت اُتار دینا قرآن کے لیے تو یہ دونوں لفظ استعمال ہو سکتے ہیں اس لئے کہ قرآن حکیم لوح سے محفوظ سے آسمان دنیا تک شب قدر میں بیک وقت دفعۃً نازل ہوا اور وہاں سے حضور اکرم ﷺ پر تقریباً ۲۲ سال ۲، مہینے اور ۲۲ دنوں میں تھوڑا تھوڑا کر کے حسب ضرورت نازل ہوتا رہا۔ لیکن تورات وانجیل بیک وقت نازل کردی گئی تھیں۔ حضرت موسیٰ کو طور پر اعتکاف سے فارغ ہوئے تو تورات کی تختیاں ان کو عنایت کردی گئیں، اس میں تدریج و تمہل ہرگز نہیں ہوا اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ آیت بالا میں ,,الذکر،، سے مراد صرف قرآن حکیم ہے, دوسری آسمانی کتابیں اور صحیفے مراد نہیں، اگر ہم ,,الذکر،، کو مطلق اور عام رکھیں تو اس کے عموم میں صحائف کو بھی شامل کرنا پڑے گا حالانکہ صحائف تو بالاتفاق محفوظ نہیں رہے۔ متعدد صحائف ایسے ہیں جن کے نزول کے بارے میں ہم جانتے ہیں لیکن ان کا دنیا میں وجود تک نہیں۔

## رسول اللہ ﷺ کا اندازِ کلام

رسول اللہ ﷺ کا بولنے کا طریقہ یہ تھا کہ آپ ﷺ ہمیشہ واضح انداز میں بولتے تھے اور الفاظ کو ٹھہر ٹھہر کر ادا فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بعد کے زمانہ کے لوگوں سے فرمایا:

''رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کی طرح تیز تیز نہیں بولتے تھے۔ بلکہ آپ ﷺ کے کلام میں فصل ہوتا تھا، آپ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا آدمی اس کو یاد کر لیتا تھا''

ایک اور روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ اس طرح تیز تیز باتیں نہیں کرتے تھے جیسے تم کرتے ہو۔ آپ ﷺ اس طرح بات کرتے تھے کہ اگر گننے والا گننے تو اس کو گن لے۔''

مومن کا کلام ایک ایسے شخص کا کلام ہوتا ہے جو اللہ سے ڈرنے والا ہو۔ مومن کو یقین ہوتا ہے کہ اس کا ہر لفظ فرشتے لکھ رہے ہیں۔ وہ اپنے ہر قول کے لئے خدا کے یہاں جوابدہ ہونے والا ہے۔ مومن کا یہ یقین اس کے اندر ذمہ داری کا احساس پیدا کر دیتا ہے۔ وہ جب بولتا ہے تو اس کو ایسا محسوس ہوتا ہے گویا وہ خدا اور فرشتوں کے سامنے بول رہا ہے۔ یہ تصور اس کی زبان پر لگام لگا دیتا ہے۔ وہ بولنے سے پہلے سوچتا ہے۔ وہ جب بولتا ہے تو الفاظ تول کر اپنے منہ سے نکالتا ہے۔ خدا کا خوف اس سے تیز کلامی کا انداز چھین لیتا ہے۔ آخرت کی جوابدہی کا احساس اس کی جوش تقریر کے لئے رکاوٹ بن جاتا ہے۔

جو شخص اس قسم کے شدید احساسات سے دبا ہوا ہو وہ آخری حد تک سنجیدہ انسان بن جاتا ہے اور سنجیدہ انسان کی گفتگو کا انداز وہی ہوتا ہے، جس کا نقشہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ روایت میں نظر آتا ہے۔

## آدمی کی پہچان

خلیفہ دوم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص گواہی دینے کے لئے آیا۔ آپ نے اس سے کہا کہ کوئی ایسا آدمی لے آؤ جو تم کو جانتا ہو۔ اس کے بعد وہ ایک آدمی کو لے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا، کیا تم اس شخص کے قریبی پڑوسی ہو؟ جو اس کے آنے جانے کو دیکھتا ہو۔ آدمی نے کہا کہ نہیں، آپ نے پوچھا، کیا تم اس کے ساتھ سفر میں رہے ہو جس میں آدمی کا اخلاق معلوم ہوتا ہے؟ آدمی نے کہا کہ نہیں، آپ نے پوچھا، کیا تم نے اس کے ساتھ دینار اور درہم کا معاملہ کیا ہے؟ جس کے ذریعہ آدمی کا تقویٰ ظاہر ہوتا ہے۔ آدمی نے کہا کہ نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میرا خیال ہے کہ تم نے اس کو مسجد میں دیکھا ہے کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور قرآن پڑھ رہا ہے، کبھی وہ اپنا سر نیچے لے

جاتا ہے اور کبھی اپنا سر اوپر اٹھاتا ہے۔ آدمی نے کہا کہ ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تم واپس جاؤ کیونکہ تم اس کو نہیں جانتے۔

مذکورہ آدمی جس شخص کی نیکی گواہی دینے آیا تھا، اس کو اس نے خدا کے سامنے کھڑا ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ مگر اس نے اس کو انسان کے سامنے کھڑا ہوتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔ اس بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کی رائے کو نہیں مانا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک انسانی معاملات میں کوئی شخص نیک ثابت نہ ہو اس وقت تک اس کی نیکی کا کوئی اعتبار نہیں۔

## حضرت لقمان علیہ السلام کی ذہانت

حضرت لقمان علیہ السلام ایک شخص کے غلام تھے۔ ایک مرتبہ وہ شخص اپنے ساتھ شطرنج کی بازی اس شرط پر کھیل رہا تھا کہ جو ہارے گا اس کو قریب بہتی ہوئی نہر کا پورا پانی پینا پڑے گا۔ حضرت لقمان علیہ السلام کا آقا وہ بازی ہار گیا۔ دوست نے کہا شرط پوری کرو۔ اس نے کہا ایک دن کی مہلت دو۔ چنانچہ اس نے سارا واقعہ حضرت لقمان علیہ السلام کو سنایا۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے کہا آپ کا دوست آپ سے یہ شرط نہیں منوا سکتا۔ آپ اس کے پاس جائیں اور پوچھیں کہ نہر کے دونوں کناروں کے درمیان کا پانی پیوں یا نہر کی لمبائی کا؟ وہ آپ سے کہے گا کہ دونوں کناروں کے درمیان کا پانی پیو۔ آپ اس سے کہنا کہ اچھا تم لمبائی سے پانی کا بہاؤ دونوں طرف سے روکے رکھو تاکہ میں درمیان کا پانی پی لوں اور یہ اس کی طاقت سے باہر ہوگا کہ وہ دونوں طرف کا بہاؤ روکے رکھے۔ وہ اپنا عجز ظاہر کرے گا اور آپ ذمہ داری اس پر ڈال کر اپنی شرط سے بری ہو جائیں گے۔ لقمان علیہ السلام کے مالک نے اسی تدبیر پر عمل کیا اور کامیاب ہوا۔ (کتاب الاذکیا۔ علامہ ابن جوزیؒ)

## عقائد اسلام

۱۔ انسان کو یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ یہ سارا جہان جو آج ایک وجود رکھتا ہے پہلے

کچھ بھی نہ تھا اللہ نے نیست کو ہست اور نابود کو وجود بخشا۔ ذلکم اللہ ربکم خالق کل شیء۔ (سورۃ مومن ۶۲)

۲۔ اللہ یکتا ہے وہ بے نیاز ہے کسی کا محتاج نہیں ہے کسی کا باپ نہیں اور نہ ہی کسی کا بیٹا ہے۔ "لم یلد ولم یولد" (سورۃ اخلاص)

۳۔ اللہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا وہ بے شکل و بے مثال ہے وہ زندہ ہے ہر چیز پر قادر ہے کوئی چیز اس کے احاطہ علم سے باہر نہیں ہے وہ سب کچھ دیکھتا سنتا ہے وہی قابل عبادت و پرستش ہے، وہ لاشریک ہے اس کا کوئی ہم سر نہیں وہ مصائب و مشکلات سے نجات دیتا ہے وہی گرفتار بلا کرتا ہے وہی عزت دیتا ہے وہی ذلت دیتا ہے وہی تاج و تخت نوازتا ہے وہی ملک کو تاخت و تاراج کرتا ہے روزی رساں وہی ہے روزی فراخ اور تنگ وہی کرتا ہے۔

۴۔ اللہ نے بندوں کو ایسے کام کا حکم نہیں دیا جو وہ نہ کر سکیں۔

۵۔ اللہ کی صفات ہمیشہ ہمیشہ رہیں گی وہ بندوں کی صفات سے پاک ہے اللہ تعالیٰ کے لیے قرآن میں کبھی لفظ "ہاتھ" اور "پنڈلی" وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے ان کے معانی کو اللہ کے سپرد کیا جائے۔

۶۔ دنیا میں برا ہو یا بھلا یہ سب منجانب اللہ ہوتا ہے کسی کام کے وجود میں آنے سے پہلے اسے اللہ ہی جانتا ہے اچھی یا بری تقدیر بھی اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کوئی چیز ضروری نہیں ہے وہ کسی پر مہربان ہو جائے یہ اس کا فضل و احسان ہے۔

۸۔ حضرت انبیاءؑ اللہ کے پیغامبر بن کر تشریف لائے، سارے انبیاءؑ معصوم اور گناہوں سے پاک ہیں۔

۹۔ انبیاءؑ کی صحیح تعداد اللہ ہی جانتا ہے بعض انبیاءؑ کے نام اللہ نے بتائے اور بعض کے نہیں بتائے۔

۱۰۔انبیاءؑ کے ہاتھوں بعض اوقات خرق عادت باتوں کا صدور ہوا۔ انہیں معجزات کہا جاتا ہے' معجزے کے صدور میں ہاتھ نبی کا ہوتا ہے اور کارنامہ وقدرت خدا کی ہوتی ہے کرامت ولی کے ہاتھ سے ظاہر ہوتی ہے اور اس میں کمال خدا کا ہوتا ہے۔

۱۱۔انبیاءؑ میں بعض کا مرتبہ بعض سے بلند رکھا ہے سب سے بڑا مقام و رتبہ حضرت محمد ﷺ کا ہے۔

۱۲۔حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں، آپ ﷺ سے نبوت کا محل مکمل ہو گیا کسی نئے نبی کی نبوت کی گنجائش ختم ہو گئی ہے، آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

۱۳۔حضرت نبی اکرم ﷺ کو سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر معبوث کیا گیا ہے۔

۱۴۔حضرت رسول رحمت ﷺ کو عالم بیداری میں معراج ہوئی' مکہ سے بیت المقدس وہاں سے ساتوں آسمانوں تک اور پھر وہاں سے وہاں تک جہاں رب نے چاہا آپ ﷺ کو لے جایا گیا، یہ معراج حالت خواب میں نہیں بلکہ بیداری میں ہوئی۔

۱۵۔فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا اور ہماری نظروں سے انہیں اوجھل رکھا گیا' وہ اللہ کے احکامات کی نافرمانی نہیں کرتے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو جس کام میں لگا دیا ہے اسی کام میں لگے ہوئے ہیں' فرشتوں کی تعداد اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا فرشتوں میں بڑے چار ہیں۔

(۱)......جبرائیلؑ......انبیاء پر کتابوں اور ربانی پیغام لاتے رہے۔

(۲)......میکائیلؑ......بارش کا انتظام کرتے ہیں۔

(۳)......اسرافیلؑ ......قیامت کے دن صور پھونکیں گے، جس سے ہماری کائنات فنا ہو جائے گی۔

(۴)......عزرائیلؑ......جانوں سے روح نکالتے ہیں۔

۱۶۔ جنات کو اللہ تعالیٰ نے آگ سے پیدا فرمایا اور انہیں ہماری نظروں سے اوجھل رکھا، ان میں نیک و بد سب ہی ہوتے ہیں، ان میں سب سے زیادہ شرارتی ابلیس ہے۔

۱۷۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کثرت اور انہماک سے کرتا ہے گناہوں سے بچتا ہے دنیا سے بے رغبتی اختیار کرتا ہے حضرت رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے تو وہ اللہ کا ولی بن جاتا ہے۔

۱۸۔ اللہ کے ولی سے بعض خارق عادت باتیں رونما ہوتی ہیں جنہیں عام لوگ نہیں سمجھتے ان کو کرامت کہا جاتا ہے۔

۱۹۔ ولی، ولی ہوتا ہے کتنے ہی بلند واعلیٰ درجہ پر پہنچ جائے کسی نبی کے رتبہ یا مقام تک رسائی نہیں کر سکتا۔

۲۰۔ کوئی دمی خدا کا کتنا ہی مقرب کیوں نہ ہو جائے ہوش وحواس کی حالت میں وہ شریعت کا پابند ہے اور یہ پابندی اس پر فرض ہے اس قرب و دوستی کی بناء پر نماز روزہ اور دوسری کوئی عبادت اسے معاف نہیں ہوتی۔

۲۱۔ جس شخص کے کام شریعت کے خلاف ہوں وہ کیسے ہی کرتب کیوں نہ دکھائے؟ ولی نہیں ہو سکتا اگر اس سے ایسی بات ظاہر ہو جائے جو عام انسانوں سے کم صادر ہوتی ہے تو اس پر اعتقاد و یقین نہیں رکھنا چاہیے۔

۲۲۔ اولیا اللہ کو حالت خواب یا حالت بیداری میں بعض باتیں دکھائی دیتی ہیں انہیں کشف اور الہام کہا جاتا ہے اگر یہ شریعت کے مطابق ہوں تو قابل قبول ہیں اور اگر اس کے خلاف ہوں تو مردود ہیں۔

۲۳۔ اللہ نے قرآن حکیم میں اور حضرت محمد ﷺ نے اپنے ارشادات میں دین کی باتیں بتادی ہیں دین مکمل و کامل شکل میں موجود ہے اپنی طرف سے دین میں نئی نئی باتیں شامل کرنا اسے بدعت کہا جاتا ہے، جو مردود ہے۔

۲۴۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے چار کتابیں اتاریں۔

توریت...... حضرت موسیٰؑ پر

زبور...... حضرت داؤدؑ پر

انجیل...... حضرت عیسیٰؑ پر

قرآن کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات اقدس پر۔

علاوہ ازیں بے شمار صحائف اتارے گئے تمام صحائف اور تمام کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں ساری کتابوں میں ردوبدل اور تحریف کردی گئی ہے لیکن قرآن حکیم من وعن کامل ومکمل اسی حالت میں آج محفوظ ہے جس طرح حضرت ﷺ تلاوت فرماتے تھے جس طرح حضرت صحابہ کرامؓ کو یاد تھا اور جس طرح لوح محفوظ پہ موجود ہے۔

۲۵۔ حضرت نبی کریم ﷺ کو جن لوگوں نے حالت ایمان میں ایمان والی آنکھ سے دیکھا اور اسی عالم میں وہ دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے ان کو "صحابی" کہا جاتا ہے ان کے بارے میں اچھا گمان رکھنا چاہئے اگرچہ وہ معصوم نہ تھے مگر محفوظ ضرور تھے اللہ تعالیٰ نے ان سب سے جنت کا وعدہ کیا ہے ان کو جنت کی بشارت دی ہے ان تمام صحابہ کرامؓ میں ازروئے سنت چار صحابہ کرامؓ کو بڑی فضیلت حاصل ہے جن کو اسی ترتیب سے خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ۱۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ ۲۔ حضرت عمر فاروقؓ ۳۔ حضرت عثمان غنیؓ ۴۔ حضرت علی المرتضیٰؓ۔

حضرت علیؓ کے صاحبزادے حضرت حسنؓ بھی چھ ماہ خلیفہ رہے حضرت امیر معاویہؓ بھی خلیفہ رہے حضرت زبیرؓ بھی لیکن حضرات صحابہ کرامؓ میں قرآنی خلافت کا وعدہ مہاجرین سے کیا گیا تھا جو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر مدینہ میں آباد ہو گئے تھے پہلے چار خلفاء کی خلافت کو خلافتِ راشدہ موعودہ کہا جاتا ہے اور دوسرے خلفاء کی خلافت کو خلافت راشدہ غیر موعودہ کہا جاتا ہے۔

۲۶۔ صحابی رسول ﷺ کا اتنا بلند مرتبہ ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا ولی بھی ان کے

مقام کو نہیں پہنچ سکتا۔

۲۷۔ حضرت رحمت دو عالم ﷺ کی گیارہ بیویاں تھیں اور چار بیٹیاں تھیں سب قابل تعظیم و اکرام ہیں نبی ﷺ کی بیویاں امت کی مائیں ہیں آپ ﷺ کی ازواج میں سب سے بڑا مقام حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ کا ہے اور بیٹیوں میں سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراؓ کا رتبہ بلند ہے۔

۲۸۔ انسان کا ایمان اس وقت مکمل ہوتا ہے جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کو سچا سمجھے اور ان تمام باتوں کو تسلیم کرے حق تعالیٰ شانہ اور آپ کے رسول برحق کی کسی بات میں شک وشبہ رکھنے سے انسان کا ایمان جاتا رہتا ہے آپ ﷺ کی کسی بات کو حقیر سمجھنا یا اس کا مذاق اڑانا یہ بھی ایمان کو لے ڈوبتا ہے

۲۹۔ گناہ کو حلال سمجھنا ایمان کے لئے زہر قاتل ہے۔

۳۰۔ گناہ کتنا ہی بڑا ہو جب تک اسے بُرا سمجھتا رہے گا اس کا ایمان برقرار رہے گا البتہ اس میں کمزوری آجائے گی۔

۳۱۔ اللہ تعالیٰ کا خوف دل سے نکل جانا اور اس کی رحمت سے ناامید ہو جانا کفر ہے

۳۲۔ کسی سے پوشیدہ وغیب کی باتیں پوچھنا کفر ہے۔

۳۳۔ عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے انبیاء کو وحی کے ذریعے بعض باتوں سے مطلع کیا گیا ولیوں کو کشف والہام سے بعض آثار دکھائے جاتے ہیں اور عام لوگوں کو قرائن وعلامت سے بعض باتیں معلوم ہو جاتی ہیں۔

۳۴۔ کسی کا نام لے کر کافر کہنا یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے ہاں یوں کہہ سکتے ہیں ظالموں پہ لعنت، جھوٹوں پہ لعنت ہاں جن لوگوں کو قرآن وسنت میں کافر وملعون کہا گیا ہے انہیں کافر کہنا اور ان پر لعنت کرنا گناہ نہیں ہے۔

۳۵۔ انسان جب مر جاتا ہے تدفین کے بعد منکر نکیر دو فرشتے اس کے پاس

آتے ہیں اوراس سے سوال کرتے ہیں تیرارب کون ہے؟ تیرانبی کون ہے؟ تیرادین کیا ہے؟ مومن بندہ درست درست جواب دے دیتا ہے اس کے لئے آرام وسکون کے لئے جنت کی طرف کھڑکی کھول دی جاتی ہے جس سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں اور خوشبو آتی رہتی ہے اور وہ مزے سے سویا رہتا ہے اور اگر وہ مومن نہ تھا تو ہر سوال کے جواب میں لا علمی کا اظہار کرے گا اس پر قیامت تک عذاب ہوتا رہے گا۔

۳۶۔موت کے بعد مردے کو ہر صبح وشام ٹھکانہ دکھلایا جاتا ہے جنتی کو جنت دکھا کر خوشخبری دی جاتی ہے اور دوزخی کو دوزخ دکھا کر اس کی حسرت میں اضافہ کیا جاتا ہے۔

۳۷۔مرنے کے بعد مردہ کے لیے دعا کی جائے یا صدقہ وخیرات اس سے اس کو ثواب پہنچتا ہے' اوراس سے اس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

۳۸۔قیامت کی جونشانیاں حضرت محمد ﷺ نے بتلائی ہیں وہ سب درست ہیں' امام مہدیؑ آئیں گے اور انصاف کی حکمرانی کریں گے کانا دجال نکلے گا اور دنیا میں فساد مچائے گا اسے مارنے کے لیے حضرت عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے اوراسے قتل کریں گے یاجوج و ماجوج زمین پر پھیل جائیں گے،اور خوب اودھم مچائیں گے پھر قہر الٰہی سے ہلاک ہو جائیں گے،ایک عجیب طرح کا جانور زمین سے نکلے گا اور آدمیوں سے باتیں کرے گا،سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا قرآن مجید اٹھ جائے گا اور تھوڑے دنوں بعد مسلمان مرجائیں گے،اور ساری دنیا کافروں سے بھر جائے گی۔

۳۹۔جب قیامت کی ساری نشانیاں مکمل ہو جائیں گی تو حضرت اسرافیلؑ اللہ کے حکم سے صور پھونکیں گے' یہ صور ایک بہت بڑے سینگ کی شکل کا ہے اس صور کی آواز سے زمین وآسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے تمام مخلوقات مرجائیں گی اور جو مر چکے ان کی روحیں بے ہوش ہو جائیں گی۔

۴۰۔جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا کہ ساری دنیا پھر سے زندہ ہو جائے تو حضرت

اسرافیلؑ پھر دوبارہ صور پھونکیں گے اس سے ساری دنیا دوبارہ زندہ ہو جائے گی مردے زندہ ہو کر میدان حشر میں اکٹھے ہو جائیں گے اور وہاں کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جائیں گے، آخر میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سفارش کریں گے ترازو قائم کیا جائے گا اچھے اور برے اعمال تولے جائیں گے، ان کا حساب ہو گا، بعضے لوگ بے حساب جنت میں داخل ہو جائیں گے، نیکوں کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، اور بدکاروں کو بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

۴۱۔ حضرت نبی اکرم ﷺ حوض کوثر پہ اپنی امت کو پانی پلائیں گے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہو گا، پل صراط پر چلنا ہو گا نیک لوگ اس سے پار ہو کر جنت میں داخل ہو جائیں گے اور بدکار لوگ اس سے کٹ کٹ کر دوزخ میں گر پڑیں گے۔

۴۲۔ جنت و دوزخ پیدا ہو چکی ہیں دوزخ میں سانپ' بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے دوزخیوں میں جن کا ذرا بھر ایمان ہو گا وہ اپنی اپنی سزا بھگت کر جنت میں چلے جائیں گے اور کافر ومشرک ہمیشہ دوزخ میں جلتے رہیں گے۔ جنت اللہ کی نعمتوں کا گھر ہے جہاں کوئی خوف وغم نہیں ہو گا نہ اس سے نکالا جائے گا اور نہ وہاں موت آئے گی۔ علاوہ ازیں بے شمار عقائد ہیں' جو قرآن وسنت میں بیان کیے گئے۔ اور یہ سب ہمارے ایمان کا حصہ ہیں۔ (ماخوذ جستہ جستہ از بہشتی زیور)

## اسلام میں سب سے پہلے قسطوں کا سلسلہ

حضرت عمرؓ کے غلام ابوامیہؓ نے مکاتبہ کیا تھا، جب وہ اپنی رقم کی پہلی قسط لے کر آیا تو آپ نے فرمایا جاؤ اپنی اس رقم میں دوسروں سے بھی مدد طلب کرو، اس نے جواب دیا کہ امیر المومنین! آپ آخر قسط تک تو مجھے ہی محنت کرنے دیجئے، فرمایا نہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں خدا تعالیٰ کے اس فرمان کو ہم چھوڑ نہ بیٹھیں کہ انہیں کا وہ مال دو جو اس نے تمہیں

دے رکھا ہے، پس یہ پہلی قسطیں تھیں جو اسلام میں ادا کی گئیں ابن عمرؓ کی عادت تھی کہ شروع شروع میں آپ نہ کچھ دیتے تھے نہ معاف فرماتے تھے، کیونکہ خیال ہوتا تھا کہ ایسا نہ ہو آخر میں یہ رقم پوری نہ کر سکے تو میرا دیا ہوا مجھے ہی واپس آ جائے، ہاں آخری قسطیں ہوتیں تو جو چاہتے اپنی طرف سے معاف کر دیتے۔ (گلدستہ تفاسیر ص ۱۱۹، جلد ۵)

## اقوال حضرت سلیمان علیہ السلام

- اے کاہل آدمی! چیونٹی کے پاس جا، اس کی روش دیکھ اور دانش حاصل کر کہ باوجودیکہ اس کا کوئی سردار یا حاکم نہیں وہ گرمی کے موسم میں اپنے لئے جمع کرتی ہے اور سردی میں اسے فائدہ اٹھاتی ہے۔
- ملائم جواب غصہ کو کھو دیتا ہے، مگر کرخت باتیں غضب انگیز ہیں۔
- شکستہ خاطر کے سب دن برے ہیں، مگر وہ جو خوش دل ہے ہمیشہ شکر گزار رہتا ہے۔
- عالم کم گو، سرد مزاج اور خردمند ہوتا ہے، احمق بھی جب تک چپکا ہوتا ہے، عقلمند شمار ہوتا ہے۔
- بیٹے کی تادیب سے دستبردار نہ ہو، چھڑی مارنے سے وہ مر نہ جائے گا، لیکن جہنم سے اس کی جان بچالے گا۔ (بحوالہ مخزن اخلاق)

## مواعظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

- اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ سے محبت کرتا ہوں اور اپنے بھائی سے نفرت کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے اور مکار ہے، کیونکہ جب وہ آنکھوں سے نظر آنے والے انسان سے برا سلوک کرتا ہے تو نادیدہ خدا کی محبت کس طرح کر سکتا ہے؟ اصل میں مخلوق کی محبت ہی خالق کی محبت ہے۔
- اگر تم لوگوں کے قصور معاف نہ کرو گے تو خداوند کریم بھی تمہارے قصور معاف نہ

کرے گا۔ (بحوالہ مخزنِ اخلاق)

# حج کی اصطلاحات اور خاص مقامات

**احرام**...... احرام کے معنی شریعت مطہرہ کے مطابق اپنے لیے بعض چیزوں کو حرام کر لینا ہے، یعنی حاجی جس وقت حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لیتا، یا تلبیہ کے قائم مقام فعل کر لیتا ہے تو اس کا احرام بندھ جاتا ہے اور اس پر احرام کی وجہ سے چند حلال اور مباح چیزیں حرام ہو جاتی ہیں اس لیے اس کو احرام کہتے ہیں اور مجازاً ان دو چادروں کو بھی احرام کہتے ہیں جن کو حاجی احرام کی حالت میں استعمال کرتا ہے۔

**استلام** ...... حجر اسود کو بوسہ دینا یا ہاتھ سے چھونا اور رکن یمانی کو صرف ہاتھ لگانا۔

**اشعار**...... ہدی یعنی قربانی کے جانور کی شناخت کے لئے اس کے داہنے شانے پر اتنا خفیف سا زخم کرنا جس سے صرف کھال کٹے اور گوشت نہ کٹے۔

**اضطباع** ...... احرام کی چادر کو داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔

**آفاقی**...... وہ شخص جو حدود میقات سے باہر رہتا ہو جیسے مدنی، پاکستانی، ہندوستانی، مصری، شامی، ترکی، اور عراقی وغیرہ۔

**افراد** ......یعنی صرف حج کا احرام باندھنا اور صرف حج کے افعال ادا کرنا۔

**ایّام تشریق** ...... تشریق کے معنی تکبیر کے ہیں اس بنا پر نویں ذی الحجہ سے تیرہ ذی الحجہ تک کے پانچ دن جن میں تکبیر تشریق پڑھی جاتی ہے ایام تشریق ہیں اور تشریق گوشت خشک کرنے کو بھی کہتے ہیں اس لحاظ سے گیارہ ذی الحجہ سے تیرہ ذی الحجہ تک تین دن ایام تشریق کہلاتے ہیں۔

**ایام نحر** ...... دس ذی الحجہ سے بارہ ذی الحجہ تک تین دن جن میں قربانی کی

جاتی ہے۔

**بطن عرنة** ...... عرفات کے قریب ایک وادی ہے جس میں وقوف درست نہیں ہے کیونکہ یہ حدود عرفات سے خارج ہے۔

**بیت اللہ شریف** ......یا خانہ کعبہ جس کو ہر مسلمان جانتا ہے، یہ سب سے پہلا عبادت خانہ ہے جس کو حضرت آدمؑ نے خستہ ہو جانے کی وجہ سے اس کو تعمیر کیا بعد ازاں حضرت ابراہیمؑ نے اس کی تعمیر نو کی دنیا میں سب سے زیادہ مقدس، نہایت بابر کت مقام ہے اور مسلمانوں کا قبلہ ہے۔

**تجلیل** ...... قربانی کے جانور پر جھول ڈالنا۔

**تحلیق** ......بالوں کو منڈوانا۔

**تسبیح** ...... سبحان اللہ کہنا۔

**تقصیر** ...... بالوں کو کتروانا۔

**تقلید**...... بالوں یا کپڑوں کی رسی بنا کر اس میں جوتی کا ٹکڑا یا کسی درخت کی چھال وغیرہ باندھ کر قربانی یا ہدی کی گردن میں ڈال دینا تا کہ ہر شخص اس کو دیکھ کر سمجھ لے کہ یہ ہدی ہے اور اس سے مذاحمت نہ کرے اور اس رسی کو قلادہ کہتے ہیں۔

**تکبیر** ...... ،اللہ اکبر کہنا تلبیہ ،**لبیک اللھم لبیک ،لبیک لاشریک لک لبیک، ان الحمد والنعمة لک والملک ،لاشریک لک** پڑھنا۔

**تلبید**...... احرام باندھنے سے پہلے گوندھ وغیرہ کا بالوں میں لگا لینا تا کہ بال ٹوٹنے سے محفوظ رہیں۔

**تمتع** ...... اول عمرہ کا احرام باندھ کر حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا پھر اسی سال اسی سفر میں حج کا احرام باندھ کر حج کرنا۔

**تہلیل**...... کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا۔

**جبل ثبیر** ...... منیٰ میں ایک پہاڑ ہے۔

**جبل رحمت** ...... میدان عرفات میں ایک پہاڑ ہے۔

**جبل قزح** ...... مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے۔ جحفہ رابغ کے قریب مکہ معظمہ سے تین میل منزل پر ایک مقام ہے جو شام سے آنے والوں کی میقات ہے۔ جمرات یا جمار، منیٰ میں تین مقام ہیں جہاں تقریباً قد آدم ستون بنے ہوئے ہیں، ان پر کنکریاں ماری جاتی ہیں، ان میں سے جو مسجد خیف کے قریب مشرق کی طرف ہے اس کو ''جمرۃ الاولیٰ'' کہتے ہیں اور اس کے بعد مکہ مکرمہ کی طرف درمیان والے کو ''جمرۃ الوسطیٰ'' اور اس کے بعد والے کو ''جمرۃ الکبریٰ''، جمرۃ العقبہ اور جمرۃ الاخریٰ کہتے ہیں۔ جنت المعلیٰ، مکہ مکرمہ کا بابرکت مشہور قبرستان۔

**حج** ...... ایک مخصوص زمانہ میں احرام باندھ کر بیت اللہ شریف کا طواف، وقوف عرفہ وغیرہ افعال حج ادا کرنا۔

**حجر اسود** ...... یہ ایک سیاہ رنگ کا پتھر ہے۔ جو جنت سے نازل ہوا تھا، یہ پتھر بیت اللہ شریف کے جنوبی مشرقی گوشہ میں قد آدم اونچائی پر بیت اللہ شریف کی دیوار میں باب کعبہ کے قریب نصب ہے۔ حرم، مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ دور تک زمین حرم کہلاتی ہے اس کے حدود پر نشانات لگے ہوئے ہیں، اس کے اندر شکار کھیلنا، درخت کاٹنا، جانور کو گھاس چرانا حرام ہے۔

**حرمی** ...... وہ شخص جو حدود حرم میں رہتا ہو، خواہ مکہ مکرمہ میں رہتا ہو یا مکہ مکرمہ کے باہر حدود حرم میں رہتا ہو۔

حطیم ...... بیت اللہ شریف سے ملحق شمال کی جانب وہ قطعۂ زمین بیت اللہ شریف ہی کا حصہ ہے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے عہد میں کعبہ کے اندر داخل تھا اور قریش مکہ کی تعمیر کے وقت سرمایہ کی کمی کے باعث اس کو خانہ کعبہ سے جدا کر دیا گیا۔

حل ...... حدود حرم اور حدود مواقیت کے درمیان چاروں طرف جو زمین ہے اس

کو حل کہتے ہیں کیوں اس میں وہ چیزیں حلال ہیں جو حرم کے اندر حرام تھیں۔

**حلی**...... حدود حلی کا رہنے والا۔

**حلق**...... سر کے بال منڈانا۔

**دم**...... احرام کی حالت میں بعض ممنوع افعال سرزد ہو جانے سے بکری وغیرہ ذبح کرنی واجب ہوتی ہے اس کو دم کہتے ہیں۔

**ذات عـرق**...... ایک مقام کا نام ہے جو آج کل ویران ہو گیا ہے اس میں عرق نامی ایک پہاڑ ہے مکہ مکرمہ سے تقریباً تین روز کی مسافت پر ہے، عراق سے مکہ مکرمہ آنے والوں کی میقات ہے۔

**ذوالحلیفه** ...... مدینہ منورہ سے تقریباً چھ میل کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام ہے، جو مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی میقات ہے، اسے آج کل بیر علی کہتے ہیں۔

**رکن شامی** ...... بیت اللہ شریف کا وہ گوشہ جو شام کی طرف ہے یعنی شمال مغربی گوشہ

**رکن عراقی** ...... بیت اللہ شریف کا شمالی مشرقی گوشہ جو عراق کی طرف ہے۔

**رکن یمانی**...... بیت اللہ شرایف کا جنوبی مغربی گوشہ جو یمن کی جانب ہے اس کو چھونا سنت ہے۔

**رمل** ...... طواف کے پہلے تین چکروں میں اکڑ کر شانہ ہلاتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر ذرا تیزی سے چلنا۔

**رمی** ...... ایک خالص مقام پر کنکریاں مارنا۔

**زمزم شریف**...... مسجد حرام میں بیت اللہ شریف کے قریب ایک مشہور چشمہ جواب کنویں کی شکل میں ہے، جس کو حق تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضرت اسمٰعیلؑ اور ان کی والدہ کے لیے جاری کیا تھا اس کے فضائل احادیث میں وارد ہیں۔

**سعی** ...... صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگانا۔ شوط، حجر اسود سے شروع کر کے بیت اللہ شریف کے گرد ایک چکر لگانا۔

**صفا** ...... بیت اللہ شریف کے قریب جنوبی جانب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس سے سعی شروع کی جاتی ہے۔

**ضب** ...... منیٰ کی ایک پہاڑی کا نام ہے، جو مسجد خیف سے ملی ہوئی ہے۔

**طواف** ...... حجر اسود سے شروع کر کے بیت اللہ شریف کے گرد سات چکر لگانا۔

**عرفات یا عرفه** ...... مکہ مکرمہ سے تقریباً نو میل مشرق کی طرف ایک پہاڑ کا نام ہے اور وہاں ایک میدان ہے جہاں حج کے لیے حجاج ۹ ذی الحجہ کو جمع ہوتے ہیں۔

**عمرہ** ...... حل یا میقات سے احرام باندھ کر بیت اللہ شریف کا طواف کرنا، سعی صفا مروہ کرنا اور سر منڈانا۔

**قارن** ...... حج قران کرنے والا۔

**قران** ...... حج اور عمرہ کا دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھ کر پہلے عمرہ پھر حج کرنا۔

**قرن** ...... نجد سے آتے ہوئے مکہ مکرمہ سے تقریباً ۴۲ میل پر ایک پہاڑ ہے جو نجد یمن، نجد حجاز اور نجد تہامہ سے آنے والوں کی میقات ہے۔

**قصر** ...... بال کتروانا۔

**متمتع** ...... حج تمتع کرنے والا۔

**محرم** ...... احرام باندھنے والا۔

**محصب** ...... مکہ مکرمہ کے متصل منیٰ کی جانب ایک مقام ہے آج کل اس کو معاہدہ کہتے ہیں۔

**محسر** ...... مزدلفہ سے ملا ہوا ایک میدان ہے جہاں سے جلدی گزرنا چاہیئے کیوں کہ اس جگہ اصحاب فیل پر عذاب نازل ہوا تھا یہاں مزدلفہ کرنا جائز نہیں۔

**مدعی** ...... دعا مانگنے کی جگہ، اس سے مراد مسجد حرام اور مکہ مکرمہ کے قبرستان کے درمیان ایک جگہ ہے جہاں مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے وقت دعا مانگنی مستحب ہے۔

**مروہ**...... بیت اللہ کے شرقی شمالی گوشہ کے قریب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس پر سعی ختم ہوتی ہے۔

**مزدلفہ** ...... منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک میدان ہے جو منیٰ سے تین میل مشرق کی طرف ہے عرفات سے واپسی پر حاجی رات یہاں گذارتے ہیں۔

**مسجد خیف** ...... منیٰ کی بڑی مسجد کا نام ہے جو منیٰ کے شمالی جانب پہاڑ سے متصل ہے۔

**مسجد نمرہ** ...... عرفات کے کنارے پر ہے۔ مطاف، طواف کرنے کی جگہ جو بیت اللہ شریف کے چاروں طرف ہے۔

**معتمر** ...... عمرہ کرنے والا۔ مفرد، صرف حج کرنے والا۔ مقام ابراہیم، یہ ایک جنتی پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم نے بیت اللہ شریف کو تعمیر کیا تھا یہ مطاف کے مشرقی حصہ پر منبر اور زمزم کے درمیان ایک قبہ میں رکھا ہوا ہے اس پتھر پر حضرت خلیل اللہ کے دونوں مبارک قدموں کا نشان بن گیا روایتوں میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم اپنے فرزند ارجمند حضرت اسمٰعیل کو دیکھنے مکہ مکرمہ آتے تھے تو اونٹ سے اسی پتھر پر اترتے تھے اور جب واپس جانے لگتے تھے تو اسی پتھر پر کھڑے ہو کر اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔

**مکی**...... مکہ کا رہنے والا۔

**ملتزم** ...... حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان کی دیوار جس پر لپٹ کر دُعا مانگنا مسنون ہے۔

**منیٰ**...... مکہ معظمہ سے تین میل مشرق کی طرف ایک قصبہ ہے جہاں قربانی

اور رمی کی جاتی ہے یہ حدود حرم میں داخل ہے۔

**مؤقف** ...... ٹھہرنے کی جگہ حج کے افعال میں اس سے مراد میدان عرفات یا مزدلفہ میں ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

**میقات** ...... وہ مقام جہاں سے مکہ معظمہ جانے والے کے لئے احرام باندھنا واجب ہے۔

**میقاتی** ...... میقات کا رہنے والا۔

**میلین اخضرین** ...... صفا اور مروہ کے درمیان ایک خاص حصہ میں سبز پتھر کے دو ستون لگے ہوئے ہیں جن کے درمیانی حصہ میں سعی کرنے والے دوڑ کر چلتے ہیں

**وقوف** ...... لغت میں اس کے معنی ٹھہرنا ہے اور احکام حج میں اس سے مراد میدان عرفات یا مزدلفہ میں خاص وقت میں ٹھہرنا ہے۔

**ھدی** ...... وہ جانور جو حرم میں قربانی کے لئے حاجی ساتھ لے جاتا ہے۔

**یوم الترویہ** ...... آٹھویں ذی الحج کو کہتے ہیں۔

**یوم عرفہ** ...... نویں ذی الحجہ جس روز حج ہوتا ہے اور حجاج عرفات میں وقوف کرتے ہیں

**یلملم** ...... مکہ مکرمہ سے جنوب کی طرف دو منزل پر ایک پہاڑ ہے اس کو سعدہ بھی کہتے ہیں یہ پاکستان، ہندوستان، اور یمن سے آنے والوں کی میقات ہے۔

(بحوالہ جستہ جستہ از معلم الحجاج)

## صلۂ رحمی والا قیامت کے دن عرش کے سائے میں ہوگا

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ تین آدمی قیامت کے دن رحمٰن کے عرش کے سائے میں ہوں گے۔

اول صلۂ رحمی کرنے والا، اس کی عمر میں اضافہ ہوتا ہے، اس کے رزق میں اور قبر میں وسعت کی جاتی ہے۔

دوسرے وہ عورت جس کا خاوند یتیم بچوں کو چھوڑ کر مرا یہ ان کی دیکھ بھال کرتی رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو پروان چڑھا دیا یا فوت ہو گئے۔

تیسرے ایسا آدمی جس نے کھانا پکایا اور یتیموں مسکینوں کو دعوت کھلائی۔

فائدہ...... حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بندے کے دو قدموں سے زیادہ اور کوئی قدم محبوب نہیں۔ ایک وہ قدم جو فرض نماز کی ادائیگی کے لئے اٹھتا ہے۔ دوسرا وہ قدم جو کسی رشتہ دار کی ملاقات وغیرہ کے لئے اٹھتا ہے۔

کہتے ہیں کہ پانچ چیزیں ہیں جو شخص ان پر ہیشگی کرے گا اس کی نیکیوں میں پہاڑوں کی مانند زیادتی کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس کے رزق میں وسعت کرتے ہیں۔

اول وہ شخص جو صدقہ پر ہیشگی کرتا ہے خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر۔

دوسرے جو صلۂ رحمی کرتا ہے تھوڑی چیز سے ہو یا زیادہ چیز سے۔

تیسرے جو جہاد فی سبیل اللہ پر دوام رکھتا ہے۔

چوتھے جو ہمیشہ باوضو رہتا ہے، اور پانی کے استعمال میں اسراف نہیں کرتا۔

پانچویں وہ جو اپنے والدین کی اطاعت کرتا ہے اور اس پر ہیشگی کرتا ہے۔

(بحوالہ جستہ جستہ از تنبیہ الغافلین)

## رحم دلی انسان کو اللہ تعالیٰ کا محبوب اور جنت کا مستحق بنا سکتی ہے

ایک حدیث میں رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد بھی آیا ہے کہ ''جس کسی نے کسی جانور کا مثلہ کیا (یعنی کان ناک دم چکتی وغیرہ کاٹ کر اس کی صورت بگاڑی) اللہ تعالیٰ اس

مثلہ کرنے والے کا قیامت کے دن مثلہ کرے گا"۔ (بحوالہ مسند احمد)

عرب میں یہ دستور بھی تھا کہ لوگ جانوروں کو باندھ کر ان پر نشانہ بازی کی مشق کرتے تھے اور جانوروں کو آپس میں لڑایا بھی کرتے تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے ان دونوں کاموں سے لوگوں کو سختی سے منع فرمایا۔ (بحوالہ صحیح مسلم، ابوداؤد و ترمذی)

ان کے علاوہ حیوانوں پر رحم اور ان سے اچھا سلوک کرنے کے بارے میں اور بہت سی احادیث مبارکہ وارد ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اس سلسلے میں چند اصول مقرر فرمائے تھے اور مسلمانوں کو ان پر عمل کرنے کا حکم دیا تھا۔ ان اصولوں کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱)۔ ہر جانور سے وہی کام لینا چاہیئے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

(بحوالہ صحیح بخاری)

(۲)۔ ہر جاندار (بشمول حیوانات) سے اچھا سلوک کرنا موجب ثواب ہے۔

(بحوالہ صحیح بخاری)

(ان میں ضرر پہنچانے والے درندے سانپ، بچھو وغیرہ موذی جانور شامل نہیں ان کو مارنا جائز ہے)۔

(۳)۔ کسی جانور کو ضرورت کے بغیر مارنا (قتل کرنا یا ذبح کرنا) بہت بڑا گناہ ہے۔

(بحوالہ مستدرک حاکم)

(۴)۔ کسی جانور کو (ضرورتاً) ذبح کرتے وقت اچھا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے، چھری کو تیز کر لینا اور ذبیحے کو آرام پہنچانا چاہیئے۔ (بحوالہ صحیح مسلم)

(۵)۔ جانوروں کے منہ پر نہ مارو اور نہ اس پر داغ دو (نہ اس کو داغو) ایسا کرنے والا ملعون ہے۔ (بحوالہ ابوداؤد)

(۶)۔ جانوروں کو بھوکا پیاسا مت رکھو۔ (بحوالہ صحیح مسلم)

(۷)۔ پرندوں کے گھونسلوں سے ان کے انڈے مت اٹھاؤ اور نہ ان کے بچے پکڑو۔ (بحوالہ مسلم، ابوداؤ)

(۸)۔ ذبح کیے جانے والے جانور کے سامنے چھری تیز نہ کرو بلکہ اس کو پچھاڑنے سے پہلے ہی اسے تیز کرلو۔ (بحوالہ مستدرک حاکم)

(۹)۔ چیونٹیوں کو آگ میں مت جلاؤ۔ آگ کی سزا دینا صرف اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے۔

(بحوالہ ابوداؤد۔ مسند احمد)

(اس ارشاد نبوی ﷺ کی روشنی میں کسی دوسرے جانور کو بھی آگ میں جلانا جائز نہیں)

(۱۰)۔ حیوانوں اور پرندوں کو کنکر اور پتھر نہ مارو اور نہ غلیل چلاؤ، اس سے نہ شکار ہو سکتا ہے اور نہ دشمن شکست کھا سکتا ہے البتہ اس سے کسی کا دانت ٹوٹ سکتا ہے اور آنکھ پھوٹ سکتی ہے۔ (بحوالہ بخاری)

مختصر یہ کہ رحم دلی ایک ایسی صفت ہے جو کسی انسان کو اللہ تعالیٰ کا محبوب اور جنت کا مستحق بنا سکتی ہے ہم سب کو دعا کرنی چاہیئے کہ اگر ہمارے دلوں میں سختی ہے تو ہمارا رب جو رحیم اور کریم ہے، اسے نرمی میں بدل دے، اور ہمیں مخلوقِ خدا پر رحم اور شفقت کرنے کی توفیق دے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پھر چھ(۶) حق ہیں اول یہ کہ جب ملاقات ہو تو سلام کرے دوسرے یہ کہ جب ایک دوسرے کو دعوت پر بلائے تو وہ دعوت قبول کرے تیسرے یہ کہ جب وہ نصیحت (یا مشورے) کا طالب ہو تو اس سے دریغ نہ کرے، چوتھے یہ کہ جب اس کو چھینک آئے اور وہ الحمد اللہ کہے تو یہ اس کو یرحمک اللہ کہے۔ پانچویں یہ کہ جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کو جائے چھٹے یہ کہ جب وہ فوت ہو جائے تو

اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔ (بحوالہ صحیح مسلم)

## خوداعتمادی ایک بہترین جوہر ہے

خوداعتمادی ایک ایسا جوہر ہے جو انسان کے ذہن میں ایسی صفات پیدا کر دیتا ہے کہ وہ مشکل سے مشکل کام کو بھی آسان سمجھنے لگتا ہے اور وہ ہر ذمہ داری کو بخوشی قبول کرنے اور اس کے نبھانے میں کوئی گھبراہٹ محسوس نہیں کرتا۔ ایسے شخص کے چہرے پر کشش، نظر جاذب، گفتار بامعنی اور شخصیت باوقار ہوتی ہے۔

خوداعتمادی کا جوہر ہم میں سے ہر ایک شخص کے اندر موجود ہوتا ہے۔ البتہ اس سے مستفید ہونا ہمارا اپنا کام ہے۔ ہم جب بھی اور جس وقت بھی چاہیں اس سے استفادہ کر سکتے ہیں، لیکن اس کے لئے ہمیں پرخلوص اور بھرپور کوشش کرنا ہوگی، یاد رکھئے نیم دلانہ کوشش ایک پرندے کے بچے کی پرواز سے بہتر نہیں ہوگی۔

## دل کا اطمینان متاع گراں بہا ہے

دل کا اطمینان وہ متاع گراں بہا ہے جس کی تلاش میں ہر انسان رہتا ہے اور جس کو حاصل کرنا ہر ایک کی سعی و جدوجہد کا مقصود ہوتا ہے۔ دل کے اطمینان کے لئے انسان اپنی ساری زندگی کوشاں رہتا ہے اور اس کے مل جانے کے بعد دنیا کی ہر دولت سے اپنے کو بے نیاز سمجھتا ہے۔ اگر کسی کو دنیا کی تمام نعمتیں حاصل ہوں، ہر قسم کی سہولتیں اس کو میسر ہوں، لیکن اس کو اطمینانِ قلب حاصل نہ ہو تو وہ کسی نعمت سے بہرہ اندوز نہیں ہوسکتا اور ہر سہولت اس کے لئے بے فائدہ ہے۔ اطمینان قلب اگر میسر ہو جائے تو سمجھئے کہ تمام کوششیں کارگر ہوئیں اور زندگی بامقصد ہوگئی۔

## رافع بن عمیرؓ کا جنات کے ساتھ عجیب واقعہ اسلام کا سبب بنا

جزاء سفی نے کتاب ہواتف الجن میں اپنی سند سے سعید بن جبیرؓ کا قول نقل کیا ہے کہ قبیلہ تمیم کا ایک شخص تھا جس کا نام تھا رافع بن عمیر اس نے اپنے آغاز اسلام کا واقعہ

بیان کیا اور کہا کہ ایک رات میں عالج کے ریگستان میں جا رہا تھا جب نیند سے بے قابو ہو گیا تو اونٹنی کو ٹھہرا کر اتر کر ایک جگہ پڑاؤ کیا اور سو گیا لیکن سونے سے پہلے میں نے کہا کہ اس وادی کے جن سردار کی میں پناہ پکڑتا ہوں، خواب میں میں نے دیکھا کہ ایک آدمی کے ہاتھ میں چھوٹا نیزہ ہے اور وہ میری اونٹنی کے گلے میں بھالا مارنا چاہتا ہے، میں گھبرا کر بیدار ہوا ادھر ادھر دیکھا کچھ نظر نہیں آیا خیال کیا یہ بیہودہ خواب ہے، دوبارہ پھر غافل ہو کر سو گیا، پھر بھی ایسا ہی خواب دیکھا اور بیدار ہو کر اونٹنی کے چاروں طرف گھوم کر دیکھا لیکن کوئی دکھائی نہ دیا البتہ اونٹنی لرز رہی تھی پھر سو گیا اور ویسا ہی خواب دیکھا، بیدار ہوا تو اونٹنی کو بے قرار پایا ادھر ادھر دیکھا تو خواب والے آدمی کی طرح ایک جوان ہاتھ میں چھوٹا نیزہ لئے نظر آیا اور ایک بوڑھا آدمی جوان کا ہاتھ پکڑے اونٹنی سے اس کو روک رہا تھا وہ دونوں اسی کشاکش میں تھے کہ تین نیل گائے نمودار ہوئیں بوڑھے نے جوان سے کہا اٹھ اور اس پناہ گیر آدمی کی اونٹنی کے عوض ان میں سے جس کو چاہے پکڑ لے، وہ جوان اٹھا اور ایک بڑے نیل گائے کو پکڑ لیا اور واپس چلا گیا، میں نے بوڑھے کی طرف رخ کیا تو اس نے کہا اے شخص جب تو کسی وادی میں فروکش ہو اور وہاں تجھے کسی دہشت سے خطرہ ہو تو یوں کہا کر میں اس اللہ کی جو محمد کا رب ہے اس وادی کے خطرہ سے پناہ مانگتا ہوں، کسی جن کی پناہ نہ مانگنا ان کا کام اب تباہ ہو گیا میں نے پوچھا یہ محمد کون ہیں، بوڑھے نے کہا عرب کے رہنے والے ایک نبی ہیں نہ مشرقی نہ مغربی دوشنبہ کے دن ان کی بعثت ہوئی، میں نے پوچھا ان کا مقام سکونت کہاں ہے، اس نے کہا نخلستان والا یثرب جب صبح چمکی تو میں اونٹنی پر سوار ہو کر تیز تیز چل کر مدینہ پہنچا، رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی بغیر میرے ذکر کئے میری سرگزشت بیان فرما دی اور مجھے اسلام کی دعوت دی میں مسلمان ہو گیا۔

سعید ابن جبیرؒ کہتے تھے ہم خیال کرتے تھے کہ یہ وہی شخص تھا جس کے متعلق آیت ﴿وانه کان رجال من الانس﴾ نازل ہوئی۔ (مظہری ص۸۶ جلد۱۲)

# مسلمان جرنیلوں کی جنگی تدابیر

قادسیہ کا میدان لاشوں سے پٹ گیا تھا' گھمسان کا رن پڑ رہا تھا۔ فارس نے اسلامی افواج کے بڑھتے ہوئے تند و تیز سیلاب کو روکنے کے لیے اپنی ساری فوجی قوت جھونک دی تھی۔ مسلمان قلیل التعداد ہونے کے باوجود ایرانیوں کی ٹڈی دل فوج کے مقابلے میں دو روز سے پہاڑ کی طرح ڈٹے ہوئے تھے۔ مگر اب ان کے قدم ڈگمگانے لگے تھے۔ ایرانی فوج کے ہاتھی سب سے زیادہ تباہی لا رہے تھے۔ یہ کالے سیاہ پہاڑ جس طرف رخ کرتے تھے مسلمانوں کی سوار فوج میں افراتفری مچ جاتی تھی۔ گھوڑے اور اونٹ ڈر کے مارے بدک جاتے اور بھاگ کھڑے ہوتے۔ انہیں قابو میں رکھنا بڑا مشکل ہو گیا تھا۔ اسلامی افواج کے کمانڈر سعد بن ابی وقاصؓ بیمار تھے اور میدان جنگ کے بجائے فیلڈ کیمپ سے کمان کر رہے تھے، وہ اس صورت حال سے سخت پریشان تھے۔ انہوں نے رسالے کے کمانڈر قعقاع کو کہا ان ہاتھیوں سے نمٹنے کی تدبیر کرو"۔

قعقاع سوچ میں پڑ گئے اور پھر ان کے ذہن کی گہرائیوں سے جیسے روشنی کی ایک کرن نمودار ہوئی' ان کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ اُونٹوں کی گردن اور سر پر بڑی بڑی سیاہ جھولیں ڈال دی گئیں۔ یہ تدبیر کارگر ہوئی۔ ہاتھیوں کے گرد و پیش ایرانیوں کی گھوڑ سوار فوج تھی۔ ایرانیوں کے گھوڑے اُونٹوں کی عجیب و غریب صورت دیکھ کر بھڑک اٹھے۔ معاً قعقاع اور ان کے بھائی عاصم کے زیر کمان دستے نے نیزوں اور تلواروں سے ہاتھیوں پر حملہ کر دیا۔ ایک عجیب عالم تھا، مسلمانوں کی پیدل اور سوار فوج ہاتھیوں کے ساتھ گتھم گتھا ہو گئی تھی۔ ان ہاتھیوں کے آگے آگے ایک سفید ہاتھی تھا۔ قعقاع اور عاصم نے اسے گھیر لیا۔ قعقاع نے تاک کر اس کی آنکھ میں نیزہ مارا۔ ہاتھی بھڑکا اور خوفناک آواز میں چنگھاڑا۔ نیزے کی ضرب کے ساتھ ہی قعقاع نے تلوار کا وار ایسی پھرتی اور صفائی سے کیا کہ ہاتھی کی سونڈ کٹ گئی اور وہ چنگھاڑتا ہوا بھاگا' ادھر دوسرے مسلمان بھی ہاتھیوں سے نبرد

آزماتے تھے۔ سفید ہاتھی کے بھاگتے ہی دوسرے ہاتھی بھی پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنی فوج کو روندتے ہوئے نکل گئے۔ ہاتھیوں سے میدان کا صاف ہونا تھا کہ مسلمانوں کے قدم پھر سے جم گئے۔

مؤرخ کہتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کو یہ تدبیر نہ سوجھتی' تو انہیں قادسیہ کے میدان میں شکست ہو جاتی۔

❀❀❀❀❀❀

(۲)......فسطاط کا محاصرہ کیے کئی ہفتے گزر گئے۔ مسلمانوں نے شہر فتح کرنے کی بار بار کوشش کی' مگر بزنطینی فوج نے ان کا ہر حملہ پسپا کر دیا ؛ اسلامی افواج کے کمانڈر عمرو بن العاصؓ نے امیر المومنین عمر بن خطابؓ سے کمک طلب کی؛ چنانچہ زبیر بن العوامؓ کے کمان میں چار ہزار تازہ دم فوج پہنچ گئی جس کے ساتھ منجنیقوں سے فصیل پر شدید سنگباری کی گئی، لیکن مضبوط و مستحکم فصیل بدستور سر اٹھائے کھڑی رہی۔

محاصرہ طول پکڑ رہا تھا اور مسلمانوں کی بے چینی بڑھتی جاتی تھی۔ آخر ایک بہت بڑی سیڑھی تیار کی گئی ، لیکن اسے شہر پناہ کے ساتھ نصب کرنا کوئی کھیل نہ تھا۔ جونہی سیڑھی اُٹھا کر مسلمان شہر پناہ کی طرف بڑھے' دشمن نے تیروں کی بارش شروع کر دی۔ بہت سے مسلمان شہید اور زخمی ہو گئے' مگر وہ اپنی ڈھالوں کی آڑ میں دیوانہ وار بڑھتے چلے گئے۔

فصیل کے نیچے پہنچ کر سیڑھی دیوار سے لگا دی گئی۔ زبیرؓ سب سے پہلے سیڑھی پر چڑھے۔ دشمن نے انہیں تیروں کی بے پناہ بوچھاڑ سے روکنا چاہا' مگر وہ اسے خاطر میں لائے بغیر اوپر چڑھتے چلے گئے۔ اب دشمن نے نیزے سنبھال لیے تاہم زبیرؓ فصیل پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ان کے پیچھے پیچھے چند اور جانباز مسلمان بھی جا پہنچے۔ اب فصیل پر دست بدست جنگ شروع ہو گئی۔ مسلمان دشمن کو قدم بہ قدم پیچھے دھکیلتے اور راستہ بناتے ہوئے نیچے اُترے اور شہر کا دروازہ کھول دیا' مسلمان افواج شہر میں داخل ہو گئیں......فسطاط کی فتح کے ساتھ مصر کی فتح کا باب مکمل ہو گیا۔

(۳)......آخر قسطنطنیہ سرنگوں ہو گیا اور رسول صادق و مصدوق ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہو گئی۔ ''تم لوگ قسطنطنیہ فتح کرو گے' خوش نصیب ہے وہ فوج اور اس کا سپہ سالار جس کے ہاتھوں یہ کام انجام پائے گا۔''

مسلمان یہ اعزاز حاصل کرنے کے لیے آٹھ سو سال سے جدوجہد کر رہے تھے۔ لاکھوں مجاہدین قسطنطنیہ کی دیواروں کے نیچے شہید ہو چکے تھے۔ انہی میں ایک بزرگ ترین ہستی میزبان رسولؐ حضرت ابوایوب انصاریؓ کی تھی' لیکن یہ اعزاز عثمانی سلطان محمد ثانی اور اس کے سرفروش ترک سپاہیوں کے لیے مقدر ہو چکا تھا۔''

سلطان محمد ثانی ۱۴۵۱ء میں تخت پر بیٹھا۔ زمام سلطنت ہاتھ میں لیتے ہی اس نے قسطنطنیہ پر حملے کی تیاری شروع کر دی۔ زبردست بحری بیڑا تیار کیا گیا۔ بھاری بھرکم قلعہ شکن توپیں بنائی گئیں۔ ان میں سے ایک توپ کی نال چالیس بالشت یعنی ۲۶ فٹ ۸ انچ لمبی تھی جس میں چار بالشت موٹی کانسی استعمال کی گئی تھی۔ نال کی گولائی بارہ بالشت تھی۔ یہ توپ اٹھارہ من کا گولہ پھینکتی تھی۔ فاسفورس کے ساحل پر قسطنطنیہ کے بالمقابل پہاڑی پر ایک قلعہ تعمیر کیا گیا اور اس پر دور مار توپیں نصب کر دی گئیں۔ فروری ۱۴۵۳ء میں سلطان ڈیڑھ لاکھ فوج لے کر قسطنطنیہ کی طرف بڑھا۔ ۶ اپریل کو ترک فوجیں قسطنطنیہ کے سامنے پہنچ گئیں اور پڑاؤ ڈال دیا۔

قسطنطنیہ کے محل وقوع اور دفاعی استحکامات نے اسے ناقابل تسخیر بنا دیا تھا۔ قسطنطنیہ ایک تنگ سے جزیرہ نما پر واقع ہے۔ جنوب اور مشرق میں بحر مارمورا ہے' شمال کی جانب شاخ زریں کا دہانہ ہے اور مغرب کی طرف خشکی۔ چونکہ حملہ آور ہمیشہ خشکی کی طرف سے حملہ کرتے تھے، اس لیے اس طرف خصوصی دفاعی' استحکامات کیے گئے تھے۔ یکے بعد دیگرے تین بلند و بالا فصیلیں تعمیر کی گئی تھیں جن کے درمیان سو فٹ گہری اور سو فٹ چوڑی خندقیں تھیں جنہیں کسی وقت بھی پانی سے بھرا جا سکتا تھا۔ جنوبی اور مشرقی دیواریں بھی نہایت مضبوط و مستحکم تھیں! البتہ جو دیوار شاخ زریں کے سامنے تھی' وہ نسبتاً کمزور تھی' چنانچہ

شاخ زریں کے دہانے میں زنجیریں باندھ دی گئی تھیں۔ تا کہ دشمن کے جہاز اس میں داخل نہ ہوسکیں۔

ترک فوجوں نے قسطنطنیہ کو خشکی اور بحر مارمورا کی جانب سے گھیر لیا تھا۔ توپوں کی شدید گولہ باری سے کتنی ہی مرتبہ فصیل میں شگاف پڑے' مگر محصورین نے جانوں پر کھیل کر انہیں ہر بار ٹھیک کرلیا۔ یونانی آگ کی بے پناہ بارش سے ترک بیڑا بحر مارمورا میں فصیل سے دور رک جانے پر مجبور ہو گیا۔ شاخ زریں پر قبضہ کیے بغیر شہر فتح کرنا ممکن نہ تھا' مگر سوال یہ تھا کہ بحری بیڑا شاخ زریں میں کیسے داخل ہو۔ سلطان محمد ثانی کی ذہانت اور فوجی بصیرت نے آخر اس مسئلے کا حل تلاش کرلیا۔

۲۲ اپریل کو بازنطینیوں نے قسطنطنیہ کی شمالی دیوار سے ایک عجیب منظر دیکھا اور پورے شہر میں خوف و دہشت کی لہر دوڑ گئی۔ سامنے پہاڑی سے دیو ہیکل جہاز رسوں کے ذریعے شاخ زریں میں اتارے جا رہے تھے۔ یہ جنگی تاریخ کا ایک بے مثال واقعہ تھا۔ آبنائے فاسفورس سے شاخ زریں کے دہانے تک چوبی تختوں کی ایک سڑک سی بنا دی گئی جسے تیل اور چربی مل کر چکنا کر دیا گیا۔ ترک سپاہی ان جہازوں کو اس چوبی سڑک پر دھکیل کر لے آئے تھے۔ بازنطینیوں کی آنکھوں کے سامنے ۲۷ جہاز شاخ زریں میں اتار دیئے گئے۔ قسطنطنیہ کا محاصرہ مکمل ہو گیا۔ بازنطینی بیڑا مقابلے کے لیے بڑھا' مگر شکست کھا کر پیچھے ہٹ گیا۔ دو جہاز ترکوں کی گولہ باری سے ڈوب گئے۔

ترک ۲۶ مئی کو بیرونی خندق کا کچھ حصہ پاٹنے میں کامیاب ہو گئے۔ ۲۸ مئی کو سمندر اور خشکی سے عام بلہ بول دیا گیا۔ بازنطینیوں نے حملہ روکنے کی سرتوڑ کوشش کی۔ ہزاروں ترک شہید ہو گئے لیکن وہ آگے بڑھتے رہے۔ آخر وہ فصیل پر چڑھ گئے اور شہر کے پھاٹک کھول دیئے۔ گلی کوچوں میں خونریز دست بدست جنگ کے بعد بازنطینیوں کو شکست ہوئی۔ شہنشاہ قسطنطین لڑتے لڑتے مارا گیا اور قسطنطنیہ پر اسلام کا پرچم لہرانے لگا۔

(بحوالہ: اُردو ڈائجسٹ)

## سیدنا امیر معاویہؓ اور خشیت باری تعالیٰ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں کہ جن سے آپؓ کے خوف وخشیت اور فکر کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آپؓ مواخذہ قیامت کے خوف سے لرزہ براندام رہتے تھے، اور اس کے عبرت آموز واقعات سن کر زاروقطار روتے تھے۔

علامہ ذہبی نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے کہ حضرت معاویہؓ ایک جمعہ کو دمشق کی جامع مسجد میں خطبہ دینے کے لئے تشریف لائے اور فرمایا:

﴿ان المال مالنا والفیئی فیئنا، من شئنا اعطینا ومن شئنا منعنا﴾

''جو کچھ مال ہے وہ سب ہمارا ہے اور جو کچھ مال غنیمت ہے وہ بھی صرف ہمارا ہے، ہم جس کو چاہیں گے دیں گے اور جس سے چاہیں گے روک لیں گے۔''

آپؓ نے یہ بات کہی، کسی نے اس کا جواب نہ دیا، اور بات آئی گئی ہوگئی، دوسرا جمعہ آیا اور آپ خطبہ کے لئے تشریف لائے تو آپ نے پھر یہی بات دہرائی، پھر کسی نے جواب نہ دیا اور خاموشی طاری رہی، تیسرا جمعہ آیا اور آپ نے پھر یہی فرمایا تو ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ہرگز نہیں! مال ہمارا ہے اور مال غنیمت کا مال بھی ہمارا ہے، جو ہمارے اور اس کے درمیان حائل ہوگا ہم تلواروں کے ذریعے اللہ تک اس کا فیصلہ لے جائیں گے، یہ سن کر آپؓ منبر سے اتر آئے اور اس آدمی کو بلا بھیجا اور اندر لے گئے، لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں، آپؓ نے حکم دیا کہ سب دروازے کھول دیئے جائیں، اور لوگوں کو اندر آنے دیا جائے، لوگ اندر گئے تو دیکھتے ہیں، کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ نے فرمایا:

اللہ اس شخص کو زندگی عطا فرمائے اس نے مجھے زندہ کردیا، میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا، آپ ﷺ فرماتے تھے: میرے بعد کچھ حکمران ایسے آئیں گے جو (غلط) بات

کہیں گے اوران پرنکیرنہیں ہوگی اورایسے حکمران جہنم میں جائیں گے۔تو میں نے یہ بات پہلے جمعہ کو کہی اورکسی نے جواب نہ دیا تو میں ڈرا کہیں میں بھی ان حکمرانوں میں سے نہ ہوجاؤں، پھر دوسرا جمعہ آیا تو مجھے اورفکر ہوئی، یہاں تک کہ تیسرا جمعہ آیا اوراس شخص نے میری بات کی نکیر کی اور مجھے ٹوکا تو مجھے امید ہوئی کہ میں ان حکمرانوں میں سے نہیں ہوں۔

## اس کی مثال بالکل ایسی ہے

ایک آدمی نے ایاس بن معاویہؒ سے کہا: اگر میں نے کھجور کھائی، تو کیا آپ مجھے ماریں گے؟ انہوں نے کہا: نہیں، تو وہ بولا: اگر میں نے اس کے اوپر ہانڈھی بھر کر پانی پی لیا تو کیا آپ مجھے مارے گے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ تو وہ بولا کھجور کی شراب (نبیذ) ان ہی دونوں کی آمیزش سے بنتی ہے تو پھر حرام کیسے ہوسکتی ہے؟

ایاسؒ نے فرمایا: اگر میں تمہارے اوپر مٹی پھینکوں تو کیا تمہیں چوٹ لگے گی؟

اس نے کہا: نہیں،

توانہوں نے فرمایا: اگر میں تمہارے اوپر ہانڈھی بھر کر پانی انڈیل دوں تو کیا تمہارے جسم کا کوئی حصہ ٹوٹ جائے گا۔ اس نے کہا نہیں: توانہوں نے فرمایا: اگر میں مٹی اور پانی ملا کر ایک اینٹ بناؤں، پھر اسے دھوپ میں سکھاؤں اور پھر اسے تمہارے سر پر دے ماروں تو کیا انجام ہوگا؟

وہ بولا: میرا سر ٹوٹ جائے گا۔ تو ایاسؒ نے فرمایا: اس کی مثال اس جیسی ہے!!

(وفیات الاعیان۔ ۲۴۷)

## نیکی دیکھو تو اس پر فوراً عمل کرو

ابن جریرؒ سے منقول ہے کہ:

حضرت علیؓ نے منصب خلافت سنبھالنے کے بعد جو پہلا خطبہ دیا تو اس میں اللہ تعالٰی

کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے رشد و ہدایت کا پیکر ایک کتاب نازل فرمائی، جس میں نیکی اور بدی وضاحت سے بیان فرمادیں، تو تم لوگوں کو چاہیے کہ نیکی پر عمل کرو اور بدی سے پرہیز کرو، اللہ تعالیٰ کے لئے اس کے مقرر کردہ فرائض ادا کرو، حق تعالیٰ تمہیں جنت سے نوازیں گے، اللہ تعالیٰ نے کچھ حرمتیں فرمائی ہیں، جو ڈھکی چھپی نہیں ہیں اور ان میں مسلمان کی حرمت کو سب سے افضل قرار دیا ہے، اور مسلمان وہ ہے، کہ جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں، علاوہ حق کے معاملہ کے، کسی مسلمان کو اذیت دینا کسی بھی طرح جائز نہیں، علاوہ ان موقعوں کے جہاں پر ایسا کرنا ضروری ہے، عوام الناس سے سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرو، کہ لوگ تمہارے سامنے ہیں اور قیامت تمہارے تعاقب میں چلی آرہی ہے، ہلکے پھلکے رہو، جلد پہنچ جاؤ گے۔ کہ لوگوں کے انتظار میں رہنے والا سب سے آخر میں رہ جاتا ہے، اللہ کی زمین اور اسکے بندوں کے معاملے میں تقویٰ اختیار کرو، تم لوگ ذمہ دار ہو، جانوروں اور پرندوں کے بھی۔

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی سے بچو، نیکی دیکھو تو اس پر عمل کرو اور بدی دیکھو تو اس سے بچو اور یاد کرو جب تم لوگ اس زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے۔

## انسانی عقل بحر مجہول میں غوطہ زن ہے

حدیث الایمان میں ہے ﴿والقدر خیرہ وشرہ﴾ (بخاری و مسلم) وجود کائنات میں غیب نے انسان کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے، ماضی میں غیب، حال میں غیب، مستقبل میں غیب، انسانی جان اور اس کے وجود میں غیب، اس کے اردگرد کائنات میں ہر طرف غیب ہے، کائنات کی ابتداء میں غیب، اس کی رفتار میں غیب، اس کی فطرت اور حرکات میں غیب، زندگی کی پیدائش اور اس کی حرکت میں غیب، اس کی طبیعت وفطرت میں غیب، انسان کی نامعلوم چیزوں میں غیب، اور اسی طرح اس کی معلومات

میں بھی غیب ہے۔

انسان مجہول کے سمندر میں تیر رہا ہے، اس کے وجود میں جو لحظہ گزرتا ہے، وہ بھی غیب ہے، چہ جائیکہ اس کے ماحول میں جو کچھ وجود کائنات میں جاری وساری ہے اور موجود لحظے کے بعد جو کچھ آئے گا اس کا تو ذکر ہی کیا، ہر ذرے میں، ہر ذرے کی مثبت ومنفی میں اور ہر خلیہ میں غیب ہی غیب ہے، یہ سب انسان کے لئے غیب ہے، مجہول ہے، انسانی عقل، بحر مجہول میں غوطہ زن ہے، یہاں اور وہاں وقفے وقفے سے ٹھہرتی ہے، جو وقفے بڑے سمندر کے علامات راہ کی مانند ہیں، اگر اللہ کی مدد نہ ہو، اس نے کائنات کو اس کے لیے مسخر نہ کیا ہو اپنے کچھ قوانین اسے نہ سکھلائے ہوں تو وہ کوئی قوت واستطاعت زنی کرر ہا ہے، مگر وہ شکر گزار نہیں ﴿وقليل من عبادي الشكور﴾ بلکہ آج کل وہ ان انکشافات پر غرور اور لاف زنی کرر ہا ہے، جو اللہ نے اس کے لئے کھولے ہیں، اور جو اسے علم قلیل عطا فرمایا ہے، وہ فخر وغرور سے بعض دفعہ ملحد جولین ہکسلے کی مانند کہتا ہے کہ: انسان اکیلا قائم ہے" (جولیان ہکسلے کی کتاب کا عنوان) یعنی انسان کو کسی معبود کی حاجت نہیں، اور کبھی وہ ازراہ غرور کہتا ہے کہ علم غیب کا مدمقابل ہے، اور فکر ونظر کی آزادی علیت ہے جو غیبیت کے مدمقابل ہے، اور یہ کہ علم اور غیب میں کبھی ملاپ نہیں ہوگا جس طرح کہ علمی عقلیت اور غیبی عقلیت میں کوئی ملاپ نہیں۔

(تفسیر فی ظلال القرآن ص ۲۲۵، جلد ۳)

## بُرے دوستوں کا نقصان

اپنی سوسائٹی اور دوستوں کے انتخاب میں محتاط رہیں، کیونکہ ان کا آپ کے خیالات پر بالواسطہ اور مخفی طور سے اثر پڑتا ہے۔ برائیوں سے بھرے لوگوں، غیر مہذب دل والے لوگوں اور مادہ پرست نکتہ نظر رکھنے والے لوگوں کی سوسائٹی سے بچیں، کچھ گنے چنے ایسے دوست رکھیں، جن کو آپ طویل عرصے تک پرکھ چکے ہوں اور جن سے آپ کا

دل ملتا ہو۔ایک بار دوستی کرنے کے بعد ان سے مستقل دوستی رکھنے کی کوشش کریں۔ بار بار دوستی توڑنا ایک کمزور اور غیر مہذب دل کا مظہر ہوتا ہے۔

اچھا دوست زندگی کی سب سے بڑی نعمت ہوتا ہے۔ اس لئے کسی کو دوست بنانے سے پہلے خوب اچھی طرح سوچیں پوری احتیاط سے کام لیں، مناسب یہی ہے کہ آپ کے دوستوں کی تعداد کم ہو کیونکہ زیادہ تعداد میں دوست آپ کے لئے مشکلات کا باعث بن جائیں گے۔ جب آپ ایک بار کسی کو دوست بنا لیتے ہیں تو لامحالا اس کے دکھ درد کے حصہ دار بن جاتے ہیں، اگر آپ کسی کو دوست بنا لیتے ہیں تو آپ کا فرض ہے کہ اس کی تکلیف دور کرنے میں سرگرم حصہ لیں اگر آپ اپنے دوست کے دکھ درد میں کام نہیں آئے تو آپ ننگ دوستی ہیں بلکہ ننگ انسانیت ہیں جب دوست بننے کے بعد اس قدر ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے تو کیوں نہ کم سے کم لوگوں کو دوست بنایا جائے۔ برے دوست آپ کی ذلت کا سبب بھی بن سکتے ہیں آپ کی عزت نیلام کر سکتے ہیں۔اور آپ کی وسیع النظری کو کوتاہ اندیشی میں بھی بدل سکتے ہیں، سچے دوست آپ کی شخصیت کی تعمیر میں مدد دیتے ہیں آپ کی خواہشات پر اثر انداز ہوتے اور انتہائی خاموشی سے آپ کو دوسروں سے متعارف کراتے ہیں۔ کم دوست بنائیں، بہت کم لیکن آپ کے سبھی دوست ایسے ہوں جنہیں آپ جگری دوست کہہ سکیں۔

## فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں

شیطان کی خصلت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتا اور اہل دنیا کو بھی اسی طرف لگاتا ہے کہ وہ ناشکرے بن جائیں۔ اسراف اللہ تعالیٰ کی صریحاً نافرمانی ہے اور شیطانی حرکات میں سے ایک ہے اس لئے جو لوگ فضول خرچی کرتے ہیں وہ اس شیطانی فعل کے لحاظ سے شیطان کے بھائی ہیں، اہل دانش کے لئے یہ بہت بڑی تنبیہ ہے کہ فضول خرچی کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا جائے۔ قرآن مجید میں ایک مقام پر

ارشاد ہوا ہے کہ۔

**وھو الذی انشا جنت معروشات وغیر معروشات و النخل والزرع مختلفا اکلہ والزیتون والرمان متشابھا و غیر متشابہ ط کلوا من ثمرۃ اذآ اثمر وآتوا حقہ یوم حصادہ ز ولا تسرفو انہ لا یحب المسرفین لا (انعام: ۱۴۱)**

''اللہ وہی ہے جس نے گھنے باغوں کو پیدا کیا ہے اور ایسے باغ بھی بنائے جو گھنے نہیں کھجور اور کھیتی جن کے پھل مختلف ہوتے ہیں زیتون اور انار جو مشابہ اور غیر مشابہ ہیں جب پھل لگیں تو پھل کھاؤ پھل توڑنے والے دن اللہ کا حق بھی ادا کرو اور اسراف نہ کرو بیشک اللہ تعالیٰ فضول خرچی کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔'' (انعام:۱۴۱)

چنانچہ ایک آدمی کو اپنی آمدنی سے کچھ نہ کچھ بچانا چاہیئے۔ خواہ یہ نہایت قلیل مقدار میں کیوں نہ ہو بعض یہ خیال کرتے ہیں کہ ایک یا دو پیسے بچانے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ جو پیسوں کے متعلق بے پرواہ ہوتے ہیں۔ وہ روپوں کا بھی اسی بے پروائی سے استعمال کرتے ہیں۔ ایک مشہور ادیب کہتا ہے کہ اگر ایک آدمی کی سالانہ آمدنی چھ سو روپے ہو۔ اور سالانہ خرچ پانچ سو ننانوے روپے پندرہ آنے چھ پائی ہو۔ تو یقیناً اس آدمی کے مقابلے میں زیادہ خوشحال ہو گا جس کی آمدنی چھ سو روپے ہو۔ اور سالانہ خرچ چھ سو روپے اور چھ پائی ہو۔ حالانکہ دونوں صورتوں میں فرق صرف ایک آنہ کا ہے۔

ایک حکیم کا مقولہ ہے میری خواہش ہے کہ میں تمام آسمان کی فضا میں بڑے بڑے سنہری حرفوں میں ''سیونگ بنک'' یعنی ''بچت بنک'' لکھ دوں۔ یاد رکھیئے! کچھ نہ کچھ بچانا ایک ایسا زریں اصول ہے کہ اگر ہم اس پر عمل پیرا ہو جائیں تو آج قوم قرض کی خوفناک بیماری سے نجات پا سکتی ہے۔ اگر کوئی قوم اقتصادی آزادی حاصل کرنا چاہتی ہے تو اس کو شروع سے اپنے بچوں کے دلوں میں قرض کا ایسا خوف بٹھانا چاہیئے کہ بچے

بھوکا رہنے کو ادھار کھانے پر ترجیح دیں۔ ہمیں چاہیئے کہ گھروں میں، مدرسہ اور کالج کے کمروں میں اس قسم کے مقولے لکھ کر لگا دیں۔ جن کے پیش نظر رہنے سے ہم قرض سے نفرت پکڑیں۔ مثلاً قرض غلامی ہے۔ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں، جو قرض لیتا ہے وہ غم مول لیتا ہے۔

کوئی اخلاقی، مذہبی، سیاسی اور اقتصادی گناہ ایسا نہیں ہے جس میں قرض کی بدولت آدمی پھنس نہیں جاتا کون سی ذلت ہے، جو قرض سے انسان پر نہیں آن پڑتی۔ یہ آدمی کی آزادی اور خودداری چھین لیتا ہے اور اس کو ذلیل اور بے عزت کر دیتا ہے۔ اگر نہایت اشد ضرورت کے بغیر کوئی شخص ایک روپیہ بھی قرض لیتا ہے۔ درآنحالے کہ وہ اس کو ادا کرنے کی اہلیت نہیں رکھتا۔ تو سمجھنا چاہیئے! کہ اس نے وہ روپیہ چوری کیا ہے۔ اگر ترقی کرنا چاہتے ہو تو اپنے آپ کے کلی طور پر مالک رہو۔ لیکن اگر تم کسی کے قرض دار ہو گے۔ تو تمہارا کچھ حصہ قرض دار کی ملکیت ہوگا۔ سوائے گناہ کے اور کوئی شے کسی نوجوان کی ترقی میں اتنی سنگ راہ نہیں ہوتی جتنا قرض۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ فاقہ، پھٹے پرانے کپڑے، سخت محنت، حقارت، بے انصافی یہ سب بہت ہی ناخوشگوار ہیں۔ لیکن قرض ان سب سے بدترین ہے۔ سچ ہے قرض نے بڑوں بڑوں کو تباہ کر دیا ہے۔

## حفاظتِ صحت کے رہنما اصول

اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے انسان کو اپنی صحت برقرار رکھنے اور اس کی حفاظت کرنے کے لیے مکمل اور جامع تعلیم دی ہے۔ اگر اس تعلیم کو سامنے رکھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے تو نہ صرف یہ کہ صحت برقرار رہتی ہے بلکہ بہترین اور عمدہ حالت میں رہتی ہے نیز انسان اپنی دنیاوی طبعی زندگی بھی اچھی طرح گزار لیتا ہے۔ چنانچہ ذیل میں حفاظت صحت سے متعلق چند مفید مشورے پیش کیے جا رہے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

(۱)...... اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو پاکیزہ اور حلال رزق کھانے کا حکم دیا

ہے۔ ''لوگو! زمین میں جو حلال اور پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ اور شیطان کے بتائے ہوئے راستے پر نہ چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ تمہیں بدی اور فحش کاموں کا حکم دیتا ہے اور یہ سکھاتا ہے کہ تم اللہ کے نام پر وہ باتیں کہو جن کے متعلق تمہیں علم نہیں ہے کہ (وہ اللہ نے فرمائی ہیں)''۔ (سورۃ البقرۃ)

حلال وہ اشیاء ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حلال اور ان کا استعمال جائز قرار دیا ہے اور پاک یا پاکیزہ ایسی چیزیں ہیں جو انسان کے بدن اور عقل کو نقصان نہ دیتی ہوں۔ اس لیے وہ اشیاء جن کی حلت و حرمت کا تذکرہ قرآن و حدیث میں صراحت سے یا اشارہ و کنایہ سے نہ ہو تو ان کے استعمال میں یہ اصول ملحوظ رکھا جائے گا کہ وہ انسانی جسم و عقل کو کوئی نقصان نہ پہنچاتی ہوں۔

(۲)...... اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے بعض چیزوں کے استعمال سے منع کیا ہے اور انہیں حرام قرار دیا ہے۔ قرآن و حدیث میں ان حرام چیزوں کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔ درحقیقت شریعت مطہرہ نے جن چیزوں کے استعمال سے منع کیا ہے ان میں لازماً انسان کے لیے نقصان ہے، چاہے یہ نقصان جسمانی ہو یا اخلاقی و روحانی اور چاہے ہماری محدود عقل میں یہ بات آئے یا نہ آئے، بہرحال اس کے استعمال میں انسانی کی جسمانی و روحانی صحت کا زیاں ہے۔ اس بات کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک آیت کریمہ میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ: ''کسی مومن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا''۔

(۳)...... اسلام نے اپنے پیروکاروں کو زندگی گزارنے کے معاملے میں چاہے اس کا تعلق فرد سے ہو یا معاشرے سے، عدل و اعتدال کا حکم دیا ہے۔

کلمہ عدل اور اعتدال (میانہ روی) دونوں کی اصل ایک ہی ہے یعنی عدل اور

اعتدال ایک دوسرے کے ساتھ لازم ملزوم ہیں۔ اسلام کے عدل کا تصور یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کے ہر معاملے میں عدل واعتدال کو ملحوظ رکھے۔ اور اپنے وجود اور اپنی جسمانی قوتوں کے استعمال میں انصاف کرے۔ خوردونوش کا معاملہ ہو یا سیاست وعدالت کا میدان ہو۔ کسی بھی حالت میں مومن سے عدل کا دامن نہیں چھوٹنا چاہیے۔ انصاف کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے کو ظلم کہا جاتا ہے۔ کھانا پینا انسان کی طبعی ضرورت ہے اور جسم کی یہ ضرورت پوری کرنا عین تقاضائے فطرت ہے لیکن اگر اس تقاضا کی تکمیل میں اعتدال کو ملحوظ نہ رکھا جائے اور زیادہ کھالیا جائے تو قرآن اسے اسراف وزیادتی قرار دیتا ہے ارشاد ہے: ''اے بنی آدم، ہر عبادت کے موقع پر اپنی زینت سے آراستہ رہو اور کھاؤ پیؤ اور حد سے تجاوز نہ کرو کہ اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔ (سورۃ الاعراف)

(۴)...... صحت برقرار رکھنے کا گہرا تعلق طہارت ونظافت اور صفائی سے ہے۔ چنانچہ اسلام نے طہارت کا جو وسیع تصور دے کر اسے لازم اور نصف ایمان قرار دیا ہے اور اس کی ضرورت واہمیت بیان کی ہے۔ یہ صرف اور صرف دین اسلام کا خاصہ ہے ورنہ تو بہت سی تہذیبوں اور مذاہب میں اس کا ہم پلہ اور ہم معنی کوئی لفظ ہی نہیں ہے۔ مسلمان دن رات میں پانچ مرتبہ فریضہ نماز ادا کرتا ہے اور نماز کے لیے ہر طرح کی جسمانی طہارت فرض ہے۔ اسلام میں طہارت کا دائرہ روحانی طہارت یعنی کفروشرک اور اخلاقی گندگی سے شروع ہو کر جسم، لباس، اور اردگرد کے ماحول تک پھیلا ہوا ہے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ان جسموں کو پاک صاف رکھو اللہ تعالیٰ تمہیں پاک کرے گا''۔

اور گھروں اور مکانوں کی طہارت کا حکم دیتے ہوئے آپ نے فرمایا: ''اپنے صحنوں کو پاک صاف رکھو اور یہود سے مشابہت اختیار نہ کرو''۔ (بحوالہ ترمذی)

یعنی نظافت وصفائی نہ صرف جسموں اور گھروں کی ہو بلکہ اپنے ماحول اور اردگرد کو بھی صاف رکھو تاکہ پورا ماحول پاک وصاف ہو، بیماریاں نہ پھیلیں اور لوگوں کی صحت

صحیح رہے، اسلام نے جو پاکی و صفائی کا حکم دیا ہے اس میں جسم کے تمام حصے پاک و صاف رکھنے لازم ہیں جیسے دانت، منہ، کان، ناک، بول و براز کی جگہ، ہاتھ پاؤں چہرہ اور بال وغیرہ، نیز ناخن کاٹنا جسم کے مخفی حصوں کے بال صاف کرنا، پاک کپڑے پہننا، بوقت ضرورت غسل کرنا وغیرہ شامل ہیں۔

(۵)......اسلام نے اپنے پیروکاروں کو عبادت کا ایک جامع، مکمل اور بہترین نظام دیا ہے۔ اس پر عمل کیا جائے تو یہ نظام انسان کو معاشرے کا ایک بہترین فرد بنا دیتا ہے۔ اس نظام سے ایک طرف آدمی بہت سی برائیوں سے بچ جاتا ہے تو دوسری طرف بے شمار روحانی، اخلاقی، معاشرتی، معاشی، تمدنی، سیاسی اور انفرادی و اجتماعی نیکیاں اور بھلائیاں حاصل کر کے ایک کامل انسان بن جاتا ہے۔

اسلام کا نظام عبادات اپنی ہیئت ترکیبی، اس میں پڑھی جانے والی عبارتوں، دعاؤں اور اوقات کار کی وجہ سے جہاں اہم اور عظیم پہلو یعنی ادائیگی فرض کے ذریعے سے رضائے الٰہی کا حصول اور اخروی نجات کے جذبہ کا سبب ہے، وہیں دنیا کے فوائد کے لحاظ سے بھی کم مفید نہیں ہے۔ عبادات کو پابندی سے ادا کرنے سے آدمی پاک و صاف، وقت کا پابند، ملنسار، خوش خلق، سماجی میل جول رکھنے والا اور صبر و تحمل کا پیکر بن جاتا ہے۔ پھر ان عبادات کے صدقے بہت سی انفرادی و اجتماعی برائیوں سے بھی بچ جاتا ہے۔ سستی و کاہلی، بری صحبت، بداخلاقی، غیبت، جھوٹ، بدگوئی، فحاشی و بے حیائی، منشیات اور دوسری بہت سی علتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ عبادات کا برائی سے بچنے کے سلسلے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء و المنکر. ”بے شک نماز برائی اور بے حیائی (کے کاموں) سے روکتی ہے“۔ (سورۂ عنکبوت)

ان حقائق کی روشنی میں وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ انسان اپنی صحت و تندرستی کی حفاظت اور بحالی، عبادات سے نہایت بہترین طریقے سے کر سکتا ہے۔

(۶)......شریعت مطہرہ نے انسان کو یہ حقیقت سمجھائی ہے کہ اس کا وجود، انسان

کی اپنی ملکیت نہیں ہے۔لہٰذا اس امانت کی حفاظت کرنا،اسے اللہ اور اسکے رسول کے احکام کے مطابق استعمال کرنا،اس سے وہ کام لینا جس کے لیے اس کی تخلیق ہوئی ہے اور اسے نقصان وزیاں سے بچانا لازم ہے۔یہی وجہ ہے کہ خودکشی کرنا،حرام موت مرنا ہے اسی طرح جسم کو کسی دوا یا منشیات سے نقصان پہنچانا بھی حرام ہے۔ارشاد ربانی ہے:"اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔احسان کا طریقہ اختیار کرو کہ اللہ محسنوں کو پسند کرتا ہے"۔ (سورۃ الاعراف)

(۷)... حضور اکرم ﷺ نے جسم کے حقوق کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا"بے شک تمہارے جسم کا تمہارے اوپر حق ہے"۔دوسری روایت میں ہے۔"بے شک تمہارے نفس کا تم پر حق ہے"۔

رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث ہر ایک مومن کے لیے اعلیٰ رہنما ہے کہ نفس کا تم پر حق ہے اور جسم کا بھی تم پر حق ہے۔پس نہ نفس جسم کی حق تلفی کرے اور نہ جسم نفس کا حق چھینے۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ مومن کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے جسم کو بیماریوں اور تکالیف سے بچائے اور جو چیزیں اسے نقصان پہنچائیں ان سے پرہیز کرے۔انسانی جسم کے محنت اور کام کرنے کی ایک حد ہوتی ہے سو اس حد سے نہ بڑھنا چاہیے۔نیز اسے آرام و راحت بھی پہنچانا چاہیے تاکہ وہ تروتازہ ہو کر انسانیت کی خدمت کر سکے۔اللہ تعالیٰ نے جسم و جان کو ایذا پہنچانے کو حرام قرار دیا ہے۔نیز اسلام نے ہمیں حکم دیا ہے کہ جسم کو بیماریوں اور آفتوں سے بچائیں،اسے کمزور کرنے سے پرہیز کریں، اسے پاک وصاف رکھیں،صحت مند رکھیں،اس پر طاری ہونے والی بیماریوں کا علاج کریں،اس کی وضع قطع درست رکھیں اور اس سے اس کی بساط کے مطابق کام لیں۔

(۸)......اسلام نے اپنے پیروکاروں کو جسمانی و مادی قوت حاصل کرنے، ورزش کر کے اپنی قوت بڑھانے اور سامان حرب و دفاع تیار کرنے اور اس میں مہارت حاصل کرنے کی تاکید کی ہے،ارشاد باری تعالیٰ ہے:"اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس

چلے زیادہ سے زیادہ طاقت اور تیار رہنے والے گھوڑے ان کے مقابلے کے لیے تیار رکھو تا کہ اس کے ذریعے اللہ کے اور اپنے دشمنوں کو اور ان دوسرے دشمنوں کو خوف زدہ کرو جنہیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے''۔ (سورۃ الانفال)

حضور اکرم ﷺ نے اس آیت میں آمدہ کلمہ قوۃ کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: ''سنو طاقت نشانہ بازی ہے، سنو طاقت نشانہ بازی ہے''۔ (مسلم شریف)

نبی ﷺ ہمیشہ سادہ اور مجاہدانہ زندگی گزارتے تھے اور ہمیشہ اپنی قوت کی حفاظت کرنے اور بڑھانے کی کوشش فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ تیرنے سے دلچسپی رکھتے تھے اس لیے کہ تیرنے سے جسم کی بہترین ورزش ہوتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کرام ؓ کی زندگیوں سے ہمیں کتنے ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے نیزہ بازی، تیر اندازی اور دوسرے جسمانی کرتب کے مظاہرے نہ صرف خود دیکھے بلکہ اپنی ازواج مطہرت کو بھی دکھائے۔ پھر نوجوانوں کی کشتیاں کرائیں اور دوسرے فنی مظاہرے کرائے، ان سب باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام اپنے پیروکاروں کو صحت مند، طاقتور، چست اور زندگی کے میدان میں کارآمد فرد دیکھنا چاہتا ہے۔

حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ مریل چال چل رہا ہے۔ آپ ﷺ نے اسے روکا اور پوچھا: تمہیں کیا بیماری ہے؟ اس نے کہا کوئی بیماری نہیں ہے۔ اس پر آپ نے اپنا درہ اٹھایا اور اس کو دھمکاتے ہوئے کہا: ''راستہ پر پوری قوت کے ساتھ سیدھے چلو، اسلام بیمار نہیں ہے''۔

خود حضور ﷺ جب چلتے تو پوری قوت سے چلتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کہتے تھے جب آپ ﷺ چلتے تو ایسے محسوس ہوتا تھا کہ جیسے آپ اونچائی سے ڈھلوان کی طرف اتر رہے ہیں۔

(۹)...... اسلام نے اپنے پیروکاروں کو برائی اور بے حیائی کے کاموں سے دور

رہنے کی ہدایت کی ہے کیونکہ یہ انسانی صحت کے لیے نقصان دہ ہیں اور ان سے طرح طرح کی بیماریاں لگتی ہیں اور آگے پھیلتی ہیں، جیسے زنا کا فعل ہے۔ اسلام نے زنا سے نہایت سختی سے منع کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''اور زنا کے قریب بھی نہ جاؤ کیونکہ یہ بے حیائی کا کام ہے اور بری راہ ہے''۔ (سورۃ الاسراء)

زنا بہت سی برائیوں اور لا علاج بیماریوں کا سبب ہے۔ اس سے پرانے زمانے سے آتشک اور سوزاک جیسی بیماریاں لگتی رہی ہیں۔

## خوش کلامی جنت کی اور بدکلامی دوزخ کی نشاندہی کرتی ہے

حضور اکرم، نور مجسم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ: خوش کلامی جنت کی اور بدکلامی دوزخ کی نشاندہی کرتی ہے۔ خوش کلامی درحقیقت خوش اخلاقی ہے اور خوش اخلاقی قطعی طور پر ایمان ہے۔ ایمان اور اخلاق دونوں ہم معنی ہیں ہم مفہوم ہیں۔ اگر انسان کے اخلاق بلند ہیں تو لازماً وہ خوش کلام بھی ہوگا۔

دراصل خوش کلامی اور خوش گفتاری، یعنی آپس میں احترام و اکرام اور اخلاق سے بات کرنا اخلاق کی بلندی کا مظہر ہیں۔

تاریخ اقوام اس کے شاہد ہیں کہ کبھی اور کسی بھی دور میں بدکلامی نے کسی انسان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچایا ہے، اور خوش کلامی نے ہمیشہ فتح پائی ہے اور دلوں کو مسخر کیا ہے۔ درحقیقت انسان فطرت سے جنگ نہیں کرسکتا۔ بدکلامی قطعی طور پر ایک غیر فطری عمل ہے اور خوش کلامی انسان کی فطری طینت اور خصلت اور اس کی جبلت ہے۔

## عزم و ہمت اور حوصلہ جگانے والی شاعری کی چند سطریں

بجھ جائے شمع تو جل سکتی ہے
کشتی حد طوفان سے نکل سکتی ہے
مایوس نہ ہو ارادے نہ بدل

تقدیر کسی وقت بدل سکتی ہے
مشکلیں دل کے ارادے آزماتی ہیں
خوابوں کے پردے نگاہوں سے ہٹاتی ہیں
حوصلہ مت ہار گر کر او مسافر
ٹھوکریں انسان کو چلنا سکھاتی ہیں
کاٹ لینا ہر کٹھن منزل کا کوئی مشکل نہیں
بس ذرا انسان میں چلنے کی ہمت چاہئے
آندھیاں چاہے اٹھاؤ بجلیاں چاہے گراؤ
جل گیا ہے دیپ تو اندھیرا ڈھل کر ہی رہے گا
تیرے دریا میں طوفاں کیوں نہیں ہے
خودی تیری مسلماں کیوں نہیں ہے
عبث ہے شکوۂ تقدیر یزداں
تو خود تقدیر یزداں کیوں نہیں ہے؟
تلاطم بحر میں کھوکر سنبھل جا
تڑپ جا پیچ کھا کھا کر بدل جا
نہیں ساحل تیری قسمت میں اے موج
ابھر کر جس طرح چاہے نکل جا

## وقت کی قدر و قیمت کرنے والے اسلاف کے چند واقعات

(۱)......عامر بن قیسؒ ایک زاہد تابعی تھے ایک شخص نے ان سے کہا آؤ بیٹھ کر باتیں کریں انہوں نے جواب دیا تو پھر سورج کو بھی ٹھہرالو یعنی زمانہ تو ہمیشہ متحرک رہتا ہے اور گزرا ہوا زمانہ واپس نہیں آتا ہے اس لئے ہمیں اپنے کام سے غرض رکھنی چاہئے

اور بے کار باتوں میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

(۲)......شیخ محمد سلام البیکندیؒ امام بخاریؒ کے شیوخ میں سے تھے ایک دفعہ ان کا قلم ٹوٹ گیا تو انہوں نے صدا لگائی کہ مجھ کو نیا قلم ایک دینار میں کون دیتا ہے لوگوں نے ان پر نئے قلموں کی بارش کر دی یہ ان کی دریا دلی کا حال تھا کہ وہ ایک قلم کو بھی (اس دور کے خطیر رقم) کے بدلے خرید لیتے تا کہ لکھتے لکھتے ان کا ایک لمحہ بھی ضائع نہ ہو اور ان کے خیالات کا تسلسل جاری رہے۔

(۳) ......تاریخ بغداد کے مصنف خطیب بغدادیؒ لکھتے ہیں جاحظ کتاب فروشوں کی دکانیں کرایہ پر لے کر ساری رات کتابیں پڑھتے رہتے تھے۔

(۴)......فتح بن خاقان خلیفہ عباسی المتوکل کے وزیر تھے وہ اپنی آستینوں میں کوئی نہ کوئی کتاب رکھتے تھے اور جب انہیں سرکاری کاموں سے ذرا فرصت ملتی تو وہ کتاب آستین سے نکال کر پڑھنے لگ جاتے تھے۔

(۵)......اسماعیل بن اسحاق القاضی کے گھر جب بھی کوئی جاتا تو انہیں پڑھنے میں مصروف پاتا۔

(۶)......ابن رشدی اپنی شعوری زندگی میں مصروف دوراتوں کا مطالعہ نہیں کر سکے

(۷)......امام ابن جریر طبری ہر روز چودہ ورقے لکھ لیا کرتے تھے انہوں نے اپنی عمر عزیز کا ایک لمحہ بھی فائدے اور استفادے کے بغیر نہیں گزارا۔

(۸)......سارٹن نے تاریخ العلوم میں البیرونی کو دنیا کے بہت بڑے عالموں میں شمار کیا ہے ان کے شوق علم کا یہ حال تھا کہ حالت مرض میں مرنے سے چند منٹ بیشتر ایک فقیہی سے جو ان کی مزاج پرسی کے لئے آیا ہوا تھا علم الفرائض کا ایک مسئلہ پوچھ رہے تھے۔

(۹)......امام الحرمین ابوالمعالی عبدلملک جوینی امام فقہ مشہور متکلم امام غزالیؒ کے

استاد تھے فرمایا کرتے تھے کہ میں سونے اور کھانے کا عادی نہیں ہوں مجھ کو دن اور رات میں جب بھی نیند آتی ہے سو جاتا ہوں اور جس وقت بھوک لگتی ہے کھانا کھالیتا ہوں ان کا اوڑھنا بچھونا پڑھنا اور پڑھانا تھا۔

(۱۰)......علامہ ابن جوزیؒ کی چھوٹی بڑی کتابوں کی تعداد ایک ہزار کے لگ بھگ تھی وہ اپنی عمر کا ایک منٹ بھی ضائع نہیں کرتے تھے وہ قلم کے تراشے سنبھال کر رکھ چھوڑتے تھے، چنانچہ ان کی وفات کے بعد ان تراشوں سے پانی گرم کرکے ان کو غسل دیا گیا ابن جوزی اپنے روز نامچہ "الخاطر" میں ان لوگوں پر کف افسوس ملتے ہوئے نظر آتے تھے جو کھیل تماشے میں لگے رہتے تھے ادھر ادھر بلا مقصد گھومتے رہتے ہیں بازاروں میں بیٹھ کر آنے جانے والوں کو گھورتے ہیں اور قوتوں کے اتار چڑھاؤ پر رائے زنی کرتے رہتے ہیں۔

(۱۱)......امام فخر الدین رازیؒ کی چھوٹی بڑی کتابوں کی تعداد ایک سو سے کم نہ ہوگی صرف تفسیر کبیر تیس جلدوں میں ہے وہ کہا کرتے تھے کہ کھانے پینے میں جو وقت ضائع ہوتا ہے میں ہمیشہ اس پر افسوس کرتا رہتا ہوں۔

(۱۲)......علامہ شہاب الدین محمود آلوسی مفسر قرآن نے اپنی رات کے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کرر کھا تھا پہلے حصے میں آرام و استراحت فرماتے تھے دوسرے میں اللہ کو یاد کرتے تھے اور تیسرے میں لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے۔

## فضول خرچی باعث ندامت ہے

فضول خرچی انسان کو بے شمار گناہوں میں مبتلا کر دیتی ہے جس سے انسان دوزخی بن جاتا ہے لہٰذا درج ذیل آیت مبارکہ کی رو سے جو شخص فضول خرچ ہوگا وہ دوزخ میں جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دوزخ سے محفوظ رکھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کا وصف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ۔

**والذین اذا انفقو الم یسرفو ویقتروا وکان بین ذالک**

''اللہ تعالیٰ کے نیک بندے وہ ہیں جو خرچ میں اسراف نہیں کرتے اور نہ کنجوسی کرتے ہیں بلکہ درمیانی راہ یعنی اعتدال اختیار کرتے ہیں۔

یتیموں کے مال میں اسرف کرنا اور بھی زیادہ قابل گرفت گناہ ہے اس کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

**وابتلو الیتامیٰ حتی اذا بلغو النکاح فان انستم منھم رشدا فادفعوا الیھم اموالھم ولا تاکلوھا اسرافا و بدارا ان یکبروا**

''یتیموں کو بالغ ہونے تک مصروف رکھو پھر اگر ان میں عقل پختہ ہو تو ان کا مال ان کے سپرد کردو، ان کا مال فضول خرچی سے نہ اڑا جاؤ کہ وہ جلدی بڑے نہ ہو جائیں۔ (نساء:٦)

## پڑوسیوں کے حقوق کی اجمالی فہرست

حجۃ السلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ''احیاء العلوم'' میں پڑوسیوں کے مجمل حقوق بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ ہم ان حقوق کو یہاں اپنے الفاظ میں نقل کرتے ہیں۔ وہ مجمل حقوق یہ ہیں:......

(۱)...... جب پڑوسی سے ملاقات ہو تو اس کو سلام کرنے میں پہل کرے۔

(۲)...... جب اس کے ساتھ بات کرے تو گفتگو کو طویل نہ کرے۔

(۳)......اس کے اندرونی حالات معلوم کرنے میں بہت پوچھ گچھ نہ کرے۔

(۴)...... جب بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے۔

(۵)......مصیبت میں اس کو تسلی دے اور اس کا ساتھ نہ چھوڑے۔

(۶)...... جب اسے کوئی خوشی ہو تو اس کو مبارک باد دے، اور خود بھی اس کے ساتھ خوشی کا اظہار کرے۔

(۷)......اگر اس سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو درگزر کرے۔

(۸)......چھت پر سے اس کے گھر میں نہ جھانکے۔

(۹)......دیوار پر کڑیاں رکھنے یا پرنالہ سے پانی گرنے یا صحن سے مٹی ڈالنے میں اس کو تنگ نہ کرے۔

(۱۰)......اس کے گھر میں جانے کا راستہ تنگ نہ کرے۔

(۱۱)......جو کچھ وہ اپنے گھر لے جا رہا ہو اس پر تاک نہ لگائے۔

(۱۲)......اگر اس کا کوئی عیب معلوم ہو تو اس کو چھپائے۔

(۱۳)......اگر اس پر کوئی حادثہ ہو تو فوراً اس کی مدد کرے۔

(۱۴)......جب وہ گھر پر نہ ہو تو اس کے مکان کی دیکھ بھال سے غافل نہ رہے۔

(۱۵)......اس کی برائی نہ سنے۔

(۱۶)......اس کے اہل خانہ سے نگاہیں نیچی رکھے۔

(۱۷)......اس کی نوکرانی پر ٹکٹکی نہ لگائے۔

(۱۸)......اس کے بچہ سے گفتگو میں نرمی برتے۔

(۱۹)......دین اور دنیا کی بھلائی کی جو جو بات اس کو معلوم نہ ہو، اس کو ٹھیک بتادے۔

(۲۰)......ان حقوق کے علاوہ وہ حقوق جو عام مسلمانوں کے لئے ہیں اس کا لحاظ پڑوسیوں کے ساتھ بھی رکھے۔ (ایسی صورت میں پڑوسی کے دو حق ہوں گے ایک پڑوسی کا اور ایک مسلمان ہونے کا)۔ (احیاء العلوم)

## شجاعت کے بے مثال کارنامے

ہنگامہ کارزار گرم تھا۔ صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد و پیش حلقہ بنائے کفار کے تابڑ توڑ حملوں کے آگے سپر پا در بنے ہوئے تھے۔ کفار ہر طرف سے ہٹ کر اس حلقے کو

توڑنے کے لئے اُمڈ پڑے تھے۔ جاں نثار حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دیوانہ وار فدا ہو رہے تھے۔ ایک بہادر مسلمان اس عالم میں بھی بے پرواہی کے ساتھ کھڑا کھجوریں کھا رہا تھا۔ شمع نبوت پر پروانوں کو فدا ہوتے دیکھ کر وہ آگے بڑھا۔

''اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں مارا گیا تو کہاں ہوں گا؟'' اس نے پوچھا۔

''جنت میں'' حضور نے جواب دیا۔

اس بشارت نے اسے بیخود کر دیا۔ اس نے کھجوریں پھینکیں تلوار سونتی اور کفار پر ٹوٹ پڑا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گیا۔

❁❁☆❁❁

اسلامی افواج اور رومی فوجیں آمنے سامنے کھڑی تھیں۔ اسلامی افواج کے کمانڈر ''ابو عبیدہؓ'' اپنی پوزیشن کا جائزہ لے رہے تھے کہ ایک عرب سوار آگے بڑھا ابو عبیدہؓ کے قریب پہنچا اور بولا:

''اے ابو عبیدہؓ میں آج رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے چلا ہوں کیا آپ کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں؟''

''ہاں'' ابو عبیدہؓ نے کہا۔ ''حضرت کی خدمت اقدس میں میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا کہ اے اللہ کے رسولؐ اللہ نے تعالیٰ نے ہم سے فتح و کامرانی کے جو وعدے کیے تھے وہ سب پورے ہو گئے ہیں''۔

اور جب جنگ ختم ہونے پر شہدا کی نعشیں دفن کرنے کے لیے جمع کی گئیں تو لوگوں نے دیکھا کہ اس شخص کی نعش کے چاروں طرف رومیوں کے کشتے پڑے تھے۔

❁❁☆❁❁

دشمن کا دباؤ بڑھ رہا تھا۔ مسلمان قدم بہ قدم پیچھے ہٹ رہے تھے۔ وہ صبح سے اپنے سے چھ گنا فوج کے ساتھ نبرد آزما تھے۔ انہوں نے بے مثال سرفروشی اور جانبازی کا مظاہرہ

کیا تھا، مگر دشمن کا دل بادل تھا کہ ہجوم کیے بڑھتا آ رہا تھا۔ مسلمان ہٹتے ہٹتے کمانڈر ان چیف خالدؓ کے خیمے کے قریب پہنچ گئے صورت حال نہایت ہی مخدوش تھی۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہؓ جو بہادر اور جری ہونے کے ساتھ ساتھ جنگی نشیب و فراز پر گہری نگاہ رکھنے والے کمانڈر تھے بے چین ہو گئے اور بلند آواز سے پکارے:

''افسوس ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو تمام عمر لڑتے رہے اور آج خدا کے دشمنوں کے مقابلے میں ہم پسپا ہو رہے ہیں''۔ پھر جوش بھری آواز میں کہا۔ ''من یبایع الموت'' کون شخص مرنے کی بیعت کرتا ہے۔ ان کی آواز جہاں تک پہنچی جوش بے پایاں پھیل گیا۔ عکرمہؓ کے چچا حارث بن ہشام ان کے بیٹے عمرو ضرار بن الازور اور ان کے علاوہ چار سو نامی گرامی شہ سوار مسلمانوں نے عہد کیا کہ مر جائیں گے لیکن ایک قدم پیچھے نہ ہٹیں گے۔ خالدؓ کے خیمے کے سامنے خوف ناک جنگ چھڑ گئی ان چار سو جانبازوں میں سے اکثر شہید ہو گئے، مگر انہوں نے جنگ کا پانسا پلٹ دیا۔ فتح کے بعد عکرمہؓ زخمی حالت میں جنگ کے میدان سے اٹھا کر لائے گئے۔ ان کا سانس اُکھڑ چکا تھا۔ خالدؓ نے ان کا سر اپنے زانوں پر رکھ لیا اور حلق میں پانی کے چند قطرے ڈالے۔ عکرمہؓ کی زبان پر کلمہ شہادت جاری ہوا۔ ان کی روح جنت کو پرواز کر گئی۔ حضرت خالدؓ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں فرمایا:

''ابن الخنتمہ نے غلط کہا تھا کہ ہم لوگ جام شہادت بڑھ کر اُٹھانے سے گریز کریں گے''۔

❁❁☆❁❁

مسلمان افواج قادسیہ کے میدان میں فتح کا پرچم لہرانے کے بعد ایران کی دارالحکومت مداین کی طرف بڑھ رہیں تھیں۔ مداین کے قریب دریا کے اس پار بہرہ شیر واقع تھا۔ یہاں شاہی رسالہ رہا کرتا تھا۔ اس رسالے کے جوان ہر روز صبح سویرے حلف اٹھاتے تھے کہ ہم جب تک زندہ ہیں سلطنت فارس پر آنچ نہ آنے دیں گے یہاں کسریٰ نے ایک شیر پال رکھا تھا۔ اسلامی افواج بہرہ شیر کے سامنے پہنچیں تو دروازہ کھلا

اور شیر دھاڑتا ہوا مسلمانوں پر جھپٹا۔ مسلمان ہراول دستے کے سالار ہاشم بن عتبہ فوراً آگے بڑھے ان، کی تلوار بجلی بن کر کوندی۔ شیر کے دو ٹکڑے ہو چکے تھے۔ اللہ اکبر کی آواز سے میدان گونج اُٹھا۔ اسلامی افواج کے کمانڈر سعید بن ابی وقاص ؓ نے فرط مسرت سے اس مرد شیر افگن کی پیشانی چوم لی۔

☆

زہرہ کا شمار ان نامور فوجی افسروں میں ہوتا تھا۔ جو میدان جنگ میں سب سے آگے رہا کرتے تھے ان کی زرہ بوسیدہ تھی۔ جگہ جگہ سے کڑیاں ٹوٹ چکی تھیں۔ ان کے ساتھی اکثر ان سے کہتے کہ اپنی زرہ تبدیل کر لیجیے، مگر وہ ٹال دیتے۔ اسلامی افواج نے بہرہ شیر کا محاصرہ کیا تو ان کے ساتھیوں نے پھر التماس کی کہ آپ کی زرہ پھٹ چکی ہے بدل کر دوسری پہن لیجیے "اتنے میرے نصیب کہاں کہ دشمن کا تیر سب کو چھوڑ کر مجھے آ لگے"۔ دل میں مچلتی ہوئی حسرت زہرہ کی زبان پر آ گئی۔

دشمن کا معمول تھا کہ کبھی کبھی قلعے سے نکل آتا اور لڑائی چھیڑ دیتا۔ تیر برساتے اور شہسوار نیزہ بازی کے جوہر دکھاتے، گھڑی دو گھڑی کے بعد دشمن قلعے میں چلا جاتا اس روز بھی دشمن معمول کے مطابق میدان میں آیا۔ دونوں لشکروں میں تیروں کا تبادلہ شروع ہو گیا۔ دشمن کی تیر اندازی سے مسلمانوں میں پہلے شخص جو زخمی ہوئے وہ زہرہ تھے ایک تیر ان کے سینے میں پیوست ہو گیا تھا۔ کچھ لوگ تیر نکالنے کے لیے آگے بڑھے "اسے مت نکالو" زہرہ نے کہا۔ ان کے چہرے پر ایک عجیب سی نورانی چمک تھی۔ "یہ تیر جب تک میرے سینے میں پیوست ہے میں زندہ ہوں۔ مرنے سے پہلے میں خدا کے دشمنوں سے دو دو ہاتھ کرنا چاہتا ہوں"۔

زہرہ دشمن کے لشکر پر ٹوٹ پڑے، وہ دیر تک لڑتے رہے۔ سینے سے خون بہہ رہا تھا اور ان کی قوت زائل ہوتی جا رہی تھی اسی عالم میں اصطخر کا رئیس ان کے سامنے آ گیا۔ انہوں نے اپنی تیغ خارا شگاف کے ایک ہی وار سے اسے ڈھیر کر دیا، مگر اب ان کا

اپنا سانس بھی ٹوٹ گیا۔اس کے گرتے ہی خود بھی گرے اور شہید ہو گئے۔

کشت وخون کا یہ عالم تھا کہ گھوڑوں کے پاؤں پھسل پھسل جاتے تھے، اچانک ایک تیر اسلامی افواج کے سپہ سالار نعمان بن مقرن کو لگا، ساتھ ہی ان کے گھوڑے کا پاؤں پھسلا اور وہ شدید زخمی کی حالت میں زمین پر آگرے۔ گرتے ہی پکارے:

''مسلمانوں میری فکر نہ کرو لڑائی جاری رکھو''۔

غروب آفتاب کے بعد دشمن بھاگ نکلا۔ فتح کے بعد ایک سپاہی ان کے قریب سے گزرا۔ دیکھا کہ نعمانؓ دم توڑ رہے ہیں۔ وہ سرہانے آکر بیٹھ گیا۔ ان کا سر اپنے زانوں پر رکھا، نعمانؓ نے آنکھیں کھولیں، نہایت ہی مضمحل آواز میں پوچھا:

''جنگ کا کیا بنا؟''

سپاہی نے جواب دیا: ''اللہ نے مسلمانوں کو فتح نصیب کی ہے''۔

نعمانؓ کے چہرے پر زندگی کی ہلکی لہر دوڑ گئی۔ ''الحمد اللہ'' انہوں نے کہا اور پھر ڈوبتی ہوئی آواز میں بولے: ''یہ خوش خبری امیر المومنین کو فوراً پہنچاؤ'' یہ کہہ کر حیات جاوید سے ہمکنار ہو گئے۔ (بحوالہ اردو ڈائجسٹ)

## یہ قیمت دونوں اس سائل فقیر کو دے آؤ

حضرت ربیع بن خثیم مشہور تابعی ہیں، ان کے زہد و تقویٰ اور دنیا سے بے رغبتی کے یادگار واقعات تاریخ کی کتابوں میں بکثرت پائے جاتے ہیں، ایک مرتبہ ان پر فالج کا حملہ ہوا صاحب فراش ہو گئے، انسان بیمار ہو تو خواہشات کا نخل ہرا ہو جاتا ہے، انہیں مرغی کے گوشت کھانے کی خواہش ہوئی، چالیس دن تک اس کا اظہار نہ کیا، اس کے بعد بیوی سے کہہ دیا، انہوں نے مرغی منگوائی، عمدہ پکائی، آپ کے سامنے پیش کی ابھی آپ نے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ دروازے سے فقیر نے خیرات کی صدا لگائی، آپ نے ہاتھ کھینچا اہلیہ سے فرمایا: ''یہ فقیر کو دے آؤ'' اہلیہ نے کہا ''میں فقیر کو اس سے بھی بہتر چیز دے آتی ہوں'' فرمایا

''وہ کیا؟'' کہنے لگیں اس کی قیمت فرمایا بہت خوب، قیمت لے آؤ وہ قیمت لے آئیں تو آپ نے فرمایا ''یہ کھانا اور یہ قیمت دونوں اس سائل فقیر کو دے آؤ''۔

(صفۃ الصفوۃ، ج:۴، ص:۴۴)

یہ تھے خواہشات کو کچلنے والے اصحاب بلند ذوق ونظر، ہوس چھپ چھپ کر ان کے سینوں میں تصویریں کہاں بنا سکتی تھی! انیس نے کیا خوب کہا ہے۔

امید نہیں جینے کی یاں صبح سے تا شام
ہستی کو یہ سمجھو کہ ہے خورشید لب بام
یاں کام کرو ایسا جو آئے وہاں کام
آجائے خدا جانے کب موت کا پیغام
اپنی کوئی ملک نہ املاک سمجھنا
ہونا ہے تمہیں خاک سب خاک سمجھنا

## کوئی غم گسار ہوتا، کوئی چارہ ساز ہوتا

حضرت عبدالوہاب بن عبدالمجید ثقفیؒ فرماتے ہیں، میں نے ایک جنازہ دیکھا جس کو تین مرد اور ایک عورت نے اٹھایا ہوا تھا، میں نے عورت کی جگہ لے لی، جنازے کو قبرستان پہنچا کر دفن کروایا، پھر میں نے عورت سے اس کا تعارف پوچھا، کہنے لگی: ''یہ میرا بیٹا تھا'' میں نے دریافت کیا ''کیا آپ کے پڑوسی وغیرہ نہیں ہیں؟'' کہنے لگی ''ہیں لیکن انہوں نے اسے حقیر جانا کیوں کہ یہ مخنث (ہیجڑا) تھا'' شیخ عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ میں نے اسی رات خواب میں سفید لباس میں ملبوث ایک شخص دیکھا جس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا، اس نے آکر میرا شکریہ ادا کیا، میں نے پوچھا ''آپ کون ہو''؟ وہ کہنے لگا ''میں وہی مخنث ہوں جسے آپ نے آج دفن کیا، اللہ تعالیٰ نے مجھے اس لیے بخش دیا کہ لوگ مجھے حقیر سمجھتے تھے'' دیکھا آپ نے حقیر سمجھنے کا صلہ تب وتاب جاودانہ (رسالہ قشیریہ)

## کافر کے دل میں کفر کی تاریکی سمندر کی تاریکی کی طرح ہے

کافر کے دل میں کفر کی تاریکی کی حالت ایسی ہے جیسے بڑے گہرے سمندر کے اندرونی اندھیرے، کہ اس سمندر کو ایک بڑی موج نے ڈھانپ لیا ہو بلکہ اس لہر کے اوپر دوسری لہر ہو اور پھر اس کے اوپر بادل ہو، یہی حالت کافر کے دل کی ہے کہ اس کے دل میں جو گندگی اور تاریکی ہے وہ سمندر کی تاریکی کی طرح ہے اور اس کے دل کی حالت بڑے گہرے سمندر کی سی ہے اور اسکا سینہ اس لہر کی طرح ہے جس نے سمندر کی اصلی سطح کو ڈھانپ لیا ہو اور اسکے اعمال کی مثال اس اوپر والے بادل کی طرح ہے کہ جس سے کچھ بھی فائدہ نہیں حاصل ہو سکتا، اسی چیز کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور کانوں اور ان کے سینوں پر مہر لگا دی ہے، سو اوپر تلے بہت سے اندھیرے ہی اندھیرے ہیں۔ تو ایسی تاریکیوں میں کوئی اپنا ہاتھ نکال کر دیکھنا چاہے تو دیکھنا تو درکنار دیکھنے کا احتمال بھی نہیں، اسی طرح کافر اپنے دل کی تاریکی کی شدت سے حق اور ہدایت کے راستے کو نہیں دیکھ سکتا اور جس کو اللہ تعالیٰ دنیا میں نور معرفت نہ دے اس کے لیئے آخرت میں بھی نور معرفت نہیں یا یہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ دنیا میں دولت ایمان کے ساتھ سرفرازی نہ عطا فرمائے اس کے لیئے آخرت میں بھی ایمان پر کچھ صلہ نہیں۔ (تفسیر ابن عباسؓ ج ۲ ص ۳۶۳)

## کچھ مفید مشورے

### ارادے کو مضبوط کیجئے

صرف وہی کر سکتا ہے جو سوچتا ہے کہ وہ کر سکتا ہے دنیا صرف مضبوط ارادے والے آدمیوں کے لیے راستہ بناتی ہے دوسروں کے لیے تو وہ راستے میں ایسے کانٹے بوتی

ہے کہ وہ ان میں الجھ کر بُری طرح گرتے ہیں۔ ایمرسن کا قول ہے کہ! "مضبوط ارادے اور محنت سے کسی ستارے تک بھی پیدل چل کر پہنچنے کا امکان ہے۔" لیکن وہ لوگ کبھی اپنے نصب العین تک نہیں پہنچتے، جو بزدلی کی دلدل میں ہی گھومتے ہیں۔

"اعتماد کام کرنے کا باپ ہے اس سے صلاحیت کو طاقت ملتی ہے وہ دگنی ہو جاتی ہے، ذہنی قوتوں کو سہارا ملتا ہے وہ مضبوط ہو جاتیں ہیں، قوت بڑھ جاتی ہے۔"

آپ کے خیالات کو تیزی صرف خیالات سے ملتی ہے ان میں وزن صرف آپ کے عزم سے آتا ہے ان میں قوت صرف آپ کے اعتماد سے پیدا آتی ہے اگر یہ خوبیاں کمزور ہیں تو آپ کے خیالات کمزور ہوں گے اور آپ کا کام بیکار۔ کئی لوگ مضبوط ارادے کے ساتھ رہ ہی نہیں سکتے، وہ ہر طرح سے بالکل سطح پر رہتے ہیں اور ہر ایک طرح سے تبدیل ہو سکتے ہیں۔ گنگا گئے تو گنگا رام جمنا گئے جمنا گئے تو جمنا داس۔ اگر وہ کسی راستے کو منتخب کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو ان کا ارادہ اتنا عارضی اور سطحی ہوتا ہے کہ وہ پہلے رکاوٹ کے آتے ہی ہتھیار ڈال دیتے ہیں، گھٹنے ٹیک دیتے ہیں، وہ ہمیشہ اپنے مخالفوں اور ان لوگوں کے رحم و کرم پر منحصر رہتے ہیں جو ان سے متفق نہیں ہوتے۔ ایسے لوگ جلد جلد بدلتے رہتے ہیں ان پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا ان میں فیصلہ کرنے کی قوت نہیں ہوتی ان کو کوئی بھی فیصلہ اور منصوبہ با صلاحیت نہیں ہوتا۔

## قوت فیصلہ

اگر نوجوان ان پختہ ارادوں کی قوت کو پہچان لیں کہ جو وہ بننا چاہتے ہیں بن سکتے ہیں، جس کے لیے وہ کوشش کریں گے اسے وہ کر سکتے ہیں تو اس سے ان کی پوری زندگی میں انقلاب آ جائے گا وہ اپنی زیادہ تر خرابیوں اور تکالیف سے بچ جائیں گے اور زندگی کی ان بلندیوں پر پہنچ جائیں گے جن کا وہ تنہائی میں بیٹھے خواب دیکھتے ہیں۔ ہم ہمیشہ قوت ارادی کے بارے میں ذکر کرتے رہتے ہیں یہ جب عملی صورت میں آتی ہے تو مضبوط

قوت فیصلہ ہی کی صورت ہوتی ہے۔ ارادہ کسی کام کو کرنے کا مضبوط فیصلہ اور کسی کام کو کرنے کی اپنی صلاحیت کے بارے میں مضبوط فیصلہ، ایک ہی بات ہے۔ دنیا میں کوئی بھی آدمی تب تک کچھ نہیں کر سکتا جب تک اپنے ہاتھ میں لیے کام کے بارے میں اس کو کرنے کی صلاحیت کے بارے میں اسے یقین اور ارادہ نہ ہو۔ ایسے آدمی کو پیچھے ہٹانا تقریباً ناممکن ہے، جس کا اپنے کام اور مقصد پر مضبوط یقین ہے۔ جس کا یہ اعتقاد ہے کہ جو کام اس کے سامنے ہے وہ اسے کر سکتا ہے، اور وہ رکاوٹوں کا مقابلہ کرنے کے قابل ہے جو اس کا راستہ روک کر کھڑہ ہو جاتی ہیں اور وہ اپنے حالات سے بڑھ کر قوت ور ہے کامیابی ہونے کا باقاعدہ اعتماد اور فیصلہ اور ہمارا ایسا کرنے کا مضبوط ارادہ ہمیں مشکلات کے پار لے جاتا ہے۔ بدقسمتی آنے پر مسکراتا ہے اور کام کرنے کی صلاحیت کو پختہ کرتا ہے، یہ ہماری فطری صلاحیتوں اور قوتوں کو اجاگر اور واضح کرتا ہے۔

باقاعدہ اپنی صلاحیت اور قوت کا فیصلہ کن یقین حوصلے کو بڑھا دیتا ہے۔ جب انسان بالکل ناموافق مشکل حالات سے گھر جاتا ہے، تب اگر وہ یہ سوچے، وہ کہے "میں ضرور کروں گا"۔ "میں کر سکتا ہوں" تو اس سے اس کا حوصلہ اور خود اعتمادی تو مضبوط ہو گی۔ سامنے کھڑی مخالف قوتیں بھی کمزور پڑ جائیں گی۔ جو کچھ تعمیری خواہش کو قوت ور بناتا ہے، وہی کچھ اس کے مخالف مایوسانہ عناصر کو کمزور کرتا ہے۔

## اچھی امید پر نظر رکھئے

یہ حقیقت دل میں اچھی طرح جمالیں۔ اس کا بار بار ورد کریں کہ میں عظیم خوش قسمت لوگوں میں سے ہوں۔ اپنے آپ کو مبارک دیں کہ آپ ٹھیک وقت پر اور بالکل ٹھیک مقام پر پیدا ہوئے ہیں، اور آپ کے پاس کرنے کے لیے مقررہ کام ہے، اسے کوئی اور نہیں کر سکتا، اور آپ دنیا میں سب سے زیادہ خوش قسمت شخص ہیں کہ آپ کو یہ موقع ملا ہے اس صحت اور تعلیم کا حصول ہوا ہے کہ آپ ضرور کام کو پورا کر سکیں گے۔ اگر

آپ بیکار اور مفلس ہیں تو اٹھیں، دل کو حوصلے اور جوش سے بھر دیں! فقدان اور غریبی کے ہر ایک خیال کو نکال کر باہر پھینک دیں! اپنے دل میں امارت، خوشحالی ہر طرح کی اچھی چیزوں کی تصویریں بنائیں۔ آپ کے لیے یہ سب چیزیں پیش کرنے کو قدرت کا فیصلہ کن منصوبہ ہے، مذہبی کتابوں کا مطالعہ کریں ان میں قدرت کے اس منصوبے کا ذکر ہے مضبوطی سے انکار کر دیں کہ آپ غریبی سے دکھی یا بد قسمت ہیں۔ اس بات کا دعویٰ کریں کیونکہ یہ اٹل سچائی ہے۔ آپ کا پیدائشی حق ہے کہ آپ خوش قسمت ہیں۔ توانائی سے بھر پور ہیں۔ خوشحال ہیں عظیم قوت ور ہیں آپ کو کامیابی ضرور ملے گی ایسے خیالات کے آتے ہی آپ کامیاب ہو جائیں گے کسی کی کیا ہمت کہ آپ کو روک سکے؟ اس انسان کو کہ جسے خدا نے اپنی فطری صورت میں بنایا ہے اے بہادر انسان بار بار غور و فکر کریں اور یہ یقین رکھیں کہ جس قدرت نے آپ کے دل میں کچھ بننے کا کچھ کرنے کا جذبہ رکھا ہے اس نے ان اہم خواہشات کو پورا کرنے کی صلاحیت اور موقع بھی آپ کو عطا کیا ہے آنکھیں کھول کر دیکھیں وہ آگے پیچھے دائیں بائیں، قدم قدم پر موجود ہے ان کی کہیں کمی نہیں ہے وہ بے شمار ہیں ضرورت ہے صرف آپ کے اٹھنے کی دیکھنے کی خود اعتماد ہونے کی فعال ہونے کی۔

جب آپ کام کرنے کے لئے روانہ ہوں تو ہر طرف فتح کے باجے بجیں گے اپنے اندر اور باہر کے حالات ایسے بنائے رکھیں کہ وہ کامیابی کا پیغام دیں آپ کا برتاؤ، بولنا چالنا آپ کا لباس آپ کی ہر ایک سرگرمی آپ کا ہر ایک فعل کامیابی سے لبریز ہو۔ کامیابی کی آواز میں گونجتا ہو۔ خود کو تربیت یافتہ ماحول میں گھیرے رکھیں اسی سے گھرے ہوئے زندگی کے راستے پر چلیں امید اور یقین رکھیں آپ کو حیرت انگیز فائدہ ہوگا۔ جب صبح اٹھیں تو آپ کے سامنے سارے دن کی کارکردگی ہو آپ کا دل کامیابی خوشی اور کام کرنے کے ارادے سے بھر پور ہو۔ اس کے لئے آپ کوئی فقرہ کوئی پیغام بار بار دل میں دہراتے رہ سکتے ہیں یا دوسرے کسی تعلیم کا سہارہ لے سکتے ہیں اگر آپ نے دن کا آغاز

اس طرح کیا تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کے دن کے کام میں کہیں رکاوٹ یا زہریلی آواز کا سامنا نہیں ہوگا اور جو رکاوٹیں بھی آئیں گی وہ آپ کے کام میں مددگار ہی بن جائیں گی اگر کسی خاص کام کو کرتے ہوئے آپ کو اپنی صلاحیت پر شک ہونے لگے تو خود کو منظم کریں اور خود اعتمادی کے جذبات کو باقاعدہ مضبوطی سے پکڑے رکھیں شک جھوٹ ہے آپ کے دل کی کمزوری ہے اسے نکال پھینکیں آپ کو اپنی صلاحیت پر یقین ہو جائے گا خود کو سمجھیں قوت کا عظیم خزانہ آپ کے اندر چھپا پڑا ہے اپنی اہمیت کو پہچانیں اس پر باقاعدہ نگاہ جمائے رکھیں اور آگے بڑھتے جائیں آپ کو کوئی بھی متزلزل نہیں کر پائے گا اپنی پوشیدہ قوت کو شناخت کرنا ہی اسے حاصل کر لینا ہے انھیں آپ قوت ور ہیں بہادر ہیں اس نقطے کو سمجھیں کامیابی آپ کے قدم چومے گی

## خوف کو قریب نہ آنے دیجئے

اگر آپ میں کسی خوبی کی کمی ہے تو آپ اسے اس فیصلہ کن کیمیا سے پورا کر سکتے ہیں اگر آپ کے مزاج میں کہیں کاہلی ہے (عموماً زیادہ تر میں ہوتی ہے) تو اپنے حوصلے اور جوش کو طاقتور بنا سکتے ہیں۔ بار بار اپنی روحانی حقیقت پر توجہ کریں جو پوری طرح سے خود مختار ہے جوش سے بھرپور ہے جسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اس حقیقت کو بوقاعدہ دیکھیں دل میں بٹھائے رکھیں بار بار دہراتے رہیں اگر آپ سنجیدگی سے غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انسان کو خوف اس لئے ہوتا ہے کہ آپ اس عظیم قدرت کے منصوبے پر یقین نہیں کر رہے اگر ایک لمحہ غور سے سوچیں گے تو آپ کو اپنے خوف پر ہنسی آنے لگے گی۔ اس عظیم قدرت پر بھروسہ رکھیں اتنی وسیع لامحدود کائنات کو وہ تھامے بیٹھا ہے اور انسان اس کی اعلیٰ ترین تخلیق ہے اس پر یقین رکھیں خوف خود بھاگ جائے گا وہ آ ہی نہیں سکے گا اگر آپ نے اس حقیقت اور سچائی کو قبول کر لیا کہ کائنات ایک عظیم منصوبہ ہے اور آپ اسے مکمل کرانے والے باحوصلہ کارکن ہیں تو آپ خوشی اور یقین کے ساتھ بغیر

رکے زندگی کے راستے پر بڑھتے جائیں گے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس عظیم منصوبے کے الٹ جو کچھ بھی ہے جھوٹ ہے وہم ہے کمزور دل کا تصور ہے یہ حقیقت اس غلط خوف کو دور کر دیتی ہے اور انسان میں عظیم حوصلہ اور جوش کو جگا دیتی ہے جب کبھی دل میں خوف آئے تو کہیں "میں بہادر ہوں" مکمل طور سے خود کفیل انسان خدا کی عظیم تخلیق خوف ایک وہم ہے خوف کی کوئی بات ہی نہیں کیونکہ کہ خدا کے منصوبے کے خلاف کائنات میں کچھ نہیں ہو سکتا پتہ بھی نہیں چل سکتا اس لئے خوف جھوٹ ہے وہم ہے بے حقیقت ہے خوف بے وقوفی پر منحصر ہے انسان یہ بھول جاتا ہے کہ عظیم کائنات کے خالق قدرت اور خدا نے اسے اپنے بازوؤں کی حفاظت میں لے رکھا ہے خوف کی کوئی حقیقت نہیں، حقیقت ہے عظیم قدرت کی بخشش عنائت، ایمرسن نے اس حقیقت کو سمجھا تھا جب کہ اس نے کہا ہمیں باقاعدہ ارادے کے دروازے قوت دیں اپنے دل میں ایسا کوئی خیال لمحہ بھر کے لئے بھی نہ آنے دیں جو آپ کی زندگی کے اور مقصد سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔ مایوس منفی خیالات کو بالکل بھی اپنے دل میں داخل نہ ہونے دیں یہ کمتر خیالات خود ہی آپ کے دل میں نہیں آئیں گے اگر وہ اعتماد اور یقین کے خیالات سے بھرپور ہوگا جب دل ذرا بھی اور لمحہ بھر کے لئے بھی خالی نہیں ہوگا جذباتی خیالات سے بھرا ہوگا تو غیر جذباتی خیالات کے لئے جگہ اور وقت ہی کہاں ہوگا اس لئے اپنے دل کو ہمیشہ خوبصورت اور تندرست خیالات سے بھر کر رکھیں ایسے خیالات اس میں اسی طرح دبا کر ٹھونس کر بھر دیں کہ جب کوئی منحوس بدصورت یا غیر جذباتی خیالات آئیں تو داخل ہی نہ ہو سکیں اور واپس لوٹ جائیں جب کبھی جوش کم ہونے لگے تو عظیم لوگوں کے زندگی کے واقعات کو دل میں دہرانے لگیں عظیم خالق کی عظمت کی طرف اپنی نظر اور میلانیات مرکوز کر دیں۔ جوش اور روشنی کا عظیم سمندر لہرانے لگے گا۔ زندگی کی جدوجہد میں آدھی جیت تو صرف تصور کے ذریعے ہی ہو جاتی ہے باقی آدھی کے لئے کام کرنا ہوتا ہے راستے پر بڑھتا جا راستہ سب کے لئے کھلا ہے جو خود اعتمادی رکھ کر چلیں گے وہ نصب العین کو حاصل کریں گے جو مایوس

ہو کر پڑے رہیں گے وہ تڑپ تڑپ کر جان دے دیں گے کاہل ہو کر ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے اور دوسروں کو دیکھ کر حسد سے جلتے رہیں گے، انسان اٹھ خود کو پہچان، سفر لمبا ہے لیکن منزل پر تیرے خوابوں کا شہر آباد ہے جہاں سکھ ہے زندگی کے راستے پر چلتے ہوئے اپنے طاقتور وجود کو قائم رکھ تیرے پاس وسائل کی کمی نہیں ہے وسائل کا پورا بندوبست کرتی ہوئی قدرت تیرے ساتھ چل رہی ہے یقین کر محنت کر اگر تو اپنے وجود کو پہچانے رکھے گا۔ تو اپنے خوبصورت خوابوں تک زندگی کے نصب العین تک پہنچے گا اور عظیم خوشی کا لطف اٹھائے گا اور یہ یقین اور جواں عزم راستے کے ایک ایک قدم کو بھی مسرت آمیز بنا دے گا۔

## مایوسی سے دور رہیے

ایک شخص معذور ہے اس کے وسائل محدود ہیں وہ کچھ کرنا تو چاہتا ہے مگر اسے اس قسم کا ایلیمنٹ نہیں مل رہا ہے جس کی بنا پر وہ ناامیدی کا شکار ہونے سے بچ جائے اور وہ اپنی زندگی کو کامیاب و کامران بنا سکے ایک معذور شخص کو بھی مایوس نہ ہونا چاہیئے اللہ کارساز ہے جب یہ معذور شخص اس بات کا عزم کر لے کہ زندگی میں کارنامے سکھانے ہیں تو وہ پرامید ہو جائے گا اور وہ اس بات کا منتظر ہو جائے گا کہ اسے کوئی موقع ملے اور اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنے لئے ترقی و تعمیر کا سامان پیدا کر سکے سوا سے اس قسم کا موقع ضرور ملے گا اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں کرتے وہ سب کو ہی بہتر زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کرتے ہیں یہ الگ بات ہے کہ آدمی ان موقعوں سے فائدہ نہ اٹھائے جو ایسے موقعوں سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں وہ ایک کامیاب زندگی گزارتے ہیں اور اپنی شخصیت کو تعمیری بنا لیتے ہیں اور کمزور ہونے کے باوجود کرشمے دکھانے کا سبب بنتے ہیں چنانچہ کبھی بھی مایوسی کو قریب نہ آنے دیجئے۔ اور خوب عزم و ہمت کے ساتھ زندگی گزاریئے آپ کے سامنے مشکلات خود بخود دم توڑ جائیں گی اور پھر آپ شاندار زندگی گزاریں

گے۔

## اپنے پختہ عزم کو ہر وقت دہرایئے

اپنے پختہ عزم کو ہر وقت دہرایئے اسے پورا کرنے کے لئے کوشش میں مصروف ہو جائیں موقع پھر کبھی نہیں آئے گا اسے آپ ہی لائیں گے اس وقت آپ کے عزم کا کرشمہ ظاہر ہو گا جتنی بار آپ عزم کو دہرائیں گے اتنی بار آپ کی قوتوں میں اضافہ ہو گا آپ کی چاہے کوئی برائی کرے یا تعریف آپ اپنے نشانے کو نہ چھوڑیں۔ لاکھوں لوگ بھی مخالف رہیں تو بھی اپنے مقصد کو نہ بھولیں اپنی قوت پر بے اعتمادی مت کریں آپ کو دنیا میں جو کام کرنا ہے وہ تو آپ سے ہی ہو سکے گا اسے دوسروں کے بھروسے پر مت چھوڑیں اپنے عزم کے امکانات کو پہچانیے زندگی کو اونچا اٹھانے کو بھی سب سے بہترین طریقہ ہے اپنے آپ سے ایک قلبی دوست کی طرح گفتگو کر کے ہی آپ خود کو پہچان سکتے ہیں کیونکہ کہ اسی ردعمل سے آپ اپنی خومیوں کو دور کر کے عظیم خوبیوں سے واقفیت حاصل کر سکتے ہیں برائی سے خوفزدہ ہونے یا مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ایسی کوئی برائی نہیں جو مضبوط ارادے اور پورے عزم سے دور نہ کی جا سکتی ہو ہر ایک انسان کے تن من میں ایک ایسی قوت ہے جو برائی سے لڑے تو کبھی اس سے شکست نہیں ہو سکتی خدا سب میں ہے اور خدا کی خوبیاں بھی سب میں ہے برائی کی تاریکی خدائی روشنی سے پل بھر میں بکھر جائے گی بے دلی سے کام کرنا اور کامیابی کی امید کرنا باہم مخالف باتیں ہیں۔

ضروری کاموں کو بھولنے کی عادت ہر بات میں شک کرنا "وہمی پن" یہ سب خامیاں ہیں جو خدائی قوت میں اعتماد کے فقدان سے بڑھتی ہیں جس کام کی خواہش آپ کے دل میں ہے جس کام کا عزم آپ کا باطنی ضمیر کرتا ہے اس پر ضرورت سے زیادہ سوچ بچار نہ کریں تذبذب میں پڑنا کوئی خوبی نہیں بلکہ ایک ایسی برائی ہے جو سنہرے مستقبل کو تاریک بنا دیتی ہے آئیڈیل ہی سب سے بڑا نشانہ ہے پھر بھی اگر آپ کسی شخص

کو آئیڈیل صورت میں دیکھنا چاہتے ہوں ب تو کسی ایسے شخص کو اپنا آئیڈیل بنائیں جس کی قوت کارکردگی مضبوط ارادے اور خود اعتمادی کی سب تعریف کرتے ہوں وہ شخص آئ میں آگے بڑھنے کی امنگ پیدا کر سکتا ہے کام کرتے ہوئے شروع میں غلطیاں ہونے کے امکانات ہیں مگر اس سے گھبرانے کی ضرورت نہیں گھبرا کر پیچھے قدم رکھنا کاہلی ہے اپنے آپ سے یہ الفاظ کہئے ''میں پیچھے نہیں ہٹروں گا'' مگر الفاظ کہنا ہی مطلوب نہیں الفاظ کو عملی صورت دینے کے لئے ان کے پیچھے اپنی پوری قوت ارادی کو بھی دعوت دے دیں۔

ہمیشہ اپنی جیت کی امید کریں ہمیشہ اپنے دل میں اعتماد رکھیں آپ کے چہرے سے آنکھوں سے گفتگو سے چال ڈھال سے جیت کی کرنیں پھوٹنی چاہئیں خود جیت حاصل کر کے دوسروں کو جیت حاصل کرنے کی ترغیب دیں یاد رکھیں ایک انسان کی ترقی سے دوسرے انسان کو خود بخود فائدہ ہوتا ہے اپنے آپ سے بات طیت کرنا ترقی کے راستے پر آگے بڑھنا ہے بات چیت میں وقت ضرورت اور شخص کے مطابق فرق چاہے ہی ہو مگر سچے دل سے کئے گئے عزم کو بار بار دہرائیں ارادے سے قوتیں دگنی چوگنی بڑھ جاتی ہے مضبوط ارادے کے ساتھ کئے گئے ایسے عزائم کو پورا کرنے میں قوتیں بھی مددگار ہوتی ہیں

## مضبوط اور اٹوٹ فیصلہ کیجئے

مضبوط اور باقاعدہ اٹوٹ فیصلہ کیجئے اپنے ساتھ اقرار کیجئے عہد کیجئے کہ جو آپ کی اہم خواہشات ہیں ان کی تکمیل کے لئے اتنی کوشش اور محنت کریں گے کہ وہ کام آپ کے کرنے کے قابل اور ممکن ہو جائے یہ مت کہیں ''میں کبھی نہ کبھی کامیاب ہو جاؤں گا'' بلکہ یہ کہیے ''میں کامیابی کا مجسم روپ ہوں کامیابی میرا پیدائشی حق ہے اور میں ضرور وقت کے اندر ہی کامیابی حاصل کروں گا۔ یہ مت کہیں مستقبل میں خوشی حاصل کروں گا بلکہ یہ

کہیں میری پیدائش ہی خوش رہنے کے لئے ہوئی ہے خوش رہنا اور دوسروں کو خوش کرنا میرا فطری مذہب ہے۔ دل کی ایسی عادت ہونی چاہیے کہ وہ دعوی کرے کہ یہ کام میرا ہے میں ضرور کامیابی حاصل کروں گا میں اپنی خواہش کو فعال کرنے کے ضرور ہی قابل ہو جاؤں گا دل کے اس جذبے میں بے حد قوت ہوتی ہے با قاعدہ حوصلہ مند ہو کر اپنے دل میں یہ اعلان کرتے رہیں کہ میں صحت مند ہوں میں طاقتور ہوں میں مختی ہوں میں قوت ہوں میں اصول ہوں میں سچ ہوں میں انصاف ہوں میں خوبصورت ہوں خدا نے مجھے تکمیل کی تصویر بنایا ہے سچ انصاف اور لازوال خوبصورتی کا مثالی روپ بنایا ہے اس طرح کے جذبات کے ذریعے اصل میں ان خوبیوں کا زندگی میں مرکب ہوتا ہے۔

میں ویسا ہی ہوں، جیسا کہ مجھے ہونا چاہئے'' اس یقین کے ساتھ ہی انسان کی قوت کارکردگی دگنی ہو جاتی ہے جو شخص یقین رکھتا ہے کہ وہ بہت زیادہ مال و دولت پیدا کر سکتا ہے اور جسے اپنے اوپر مکمل اعتماد ہے کہ وہ پیدا کر سکتا ہے ضروری وہ شخص بہت زیادہ مال و دولت پیدا کر سکتا ہے۔ ایسا شخص ہر ایک صبح اپنے دل سے یہ نہیں کہتا میں کہہ نہیں سکتا کہ آج کچھ کر سکوں گا لیکن میں کوشش کروں گا شاید میں کامیاب ہو سکوں یا نہیں۔ مضبوط قوت ارادی والا شخص تو اپنے دل میں فیصلہ اور یقین کی بنیاد لئے رہتا ہے وہ بار بار اپنے فیصلے کو دہراتا رہتا ہے۔ ضرور کروں گا مجھے یہ کرنا ہی ہے یہ فیصلہ کن عزم اس میں ایسا حوصلہ بیدار کرتا ہے کہ وہ اپنے منصوبے پر درست طریقے سے کام شروع کر دے اور مضبوط قوت سے اس کام کو کرے تاکہ کامیابی قریب آ جائے اگر آپ عہد کرتے ہیں میں تندرست رہوں گا میں مال و دولت کماؤں گا اور وہ کروں گا مگر آپ کو خود ہی اپنے عہد پر اٹل رہنے کا یقین نہیں اگر آپ ڈانوں ڈول اعتماد کے مالک ہیں تو عہد بھی آ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا آپ جس بات کا عہد کرتے ہیں اس پر اور اپنے عہد پر آپ کا اٹل اور اٹوٹ یقین ہونا چاہیے۔

## اپنے سہارے پر جینا سیکھیے

جتنا بھی آپ دوسروں کے سہارے پر زندہ رہنا کم کرتے جائیں گے اور اپنی عقل و فراست پر بھروسہ کریں گے اتنا ہی آپ مسائل کا زیادہ کامیابی سے حل معلوم کرتے جائیں گے اور اپنی راہیں آپ ہموار کرنے کے قابل ہوتے جائیں گے رفتہ رفتہ آپ کو یقین ہو جائے گا کہ آپ میں وہ تمام صلاحیتیں موجود ہیں جو نا مساعد حالات کے رختوں کو شکست دے کر بہتر اور حسب منشاء نتائج پیش کرتی ہیں آپ کے ذہن میں وسعت اور عملی صلاحیتوں میں ب اضافہ ہوگا۔ تمام قنوطی خیالات کو ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے پر حاوی نہ ہونے دیجئے اپنی صلاحیتوں کو جانئے اپنے ماحول کو سمجھئے اپنی خواہشات اور ممکنان کا اندزہ لگایئے اور ان لوگوں سے ملتے رہیئے جو آپ کو منزل مقصود تک پہنچانے میں مددگار ثابت ہو سکتے ہیں زندگی میں کوئی بھی ایسی بات نہیں جو پوری نہ ہو سکتی ہو اور آپ کی پہنچ کے باہر ہو لیکن اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ آپ صحیح راہ تلاش کریں اور اپنے کو یہ کامل یقین دلاتے رہیں کہ آپ ضرور کامیاب ہوں گے ناکامیوں سے تھک ہار کر راہ ہی میں نہ بیٹھے رہیں اگر آپ کی خواہش میں خلوص اور دلی لگاؤ ہوگا تو یہ کلوص اور لگاؤ ہی اس خواہش کو اپنانے اور پورا کرنے کا بین ثبوت ہے اگر آپ یہ کہتے رہے۔ ''میں کامیاب نہیں ہو سکتا یہ کام میری طاقت سے باہر ہے'' ت ٥ و یقین کیجئے کہ آپ کی کامیابی کی راہ میں آپ کی بزدلی اور شکست خوردگی ہی حائل ہوگی اور جب آپ یہ کہیں گے'' میں کامیاب ہو سکتا ہوں اور کامیاب ہوں گا۔'' تو آپ کامیاب ہونے کی آدھے سے زیادہ دشواریوں پر حاوی ہو جاتے ہیں اگر آپ کے اس یقین اور اعتماد میں شک وشبہ نہ پیدا ہوا تو آپ ایک نہ ایک دن ضرور کامیاب ہوں گے۔

## اپنی صلاحیتوں پر اعتماد کیجئے

خودغرض لوگوں اور حالات اور ماحول سے دور رہیئے جو اپنی شکست سے آپ کی

ہمت پست کرتے ہیں اپنے ماضی کی ناکامیوں اور غلطیوں پر کف افسوس ملتے بیٹھے نہ رہیے ورنہ مستقبل کا یہ خوف آپ کی جدو جہد میں حائل آئے گا آپ اپنی صلاحیتوں پر اعتماد اور کامیابی پر یقین کرتے ہوئے آگے بڑھتے رہیے اپنی صلاحیتوں پر بھرپور اعتماد سے مشکل سے مشکل کام سہل ہو جاتے ہیں یاد رکھئے ہر انسان میں اللہ نے کوئی نہ کوئی صلاحیت رکھی ہے اب کامیاب انسان وہ ہے جو اپنی صلاحیت پر اعتماد کرتے ہوئے خوب خوب استعمال کرے یہ صلاحیت آپ کی شخصیت کی تعمیر میں بھرپور کردار ادا کرے گی۔

## اپنی منزل کا ذہنی خاکہ بنائیے

اپنی منزل مقصود کا ذہنی خاکہ بنائیے یہ ذہنی خاکہ ایک مقناطیس کی طرح آپ کو ان تجربات سے روشناس کرائے گا جو مددگار ثابت ہوں گے اور ان کیفیات کو دور کردے گا جن پر حاوی ہوئے بغیر آپ کامیاب نہیں ہو سکتے اپنی تمام صلاحیتوں کو حال کے کام پر صرف کیجئے اس طرح لاتعداد خواہش آپ کا وقت ضائع کرنے سے قاصر رہیں گی اور بے یقینی کے خیالات دور ہوں گے آج کی زندگی آپ کی کل کی زندگی کے تجربات ہی سے کامیاب ہو سکتی ہے آج کے تجربات آنے والی کل کی تاریک راہوں کو روشن کرسکیں گے جس سچائی کی آپ کو تلاش ہے اور جو حالات آپ کے مددگار ثابت ہو سکتے ہیں وہ آپ کی امید اور جدوجہد ہی سے آپ کو اپنائیں گے ہوسکتا ہے کہ آپ اپنے حال کے فرائض سے اکتائے ہوئے ہوں اور مستقبل زیادہ روشن نہ نظر آتا ہو اس صورت میں اعتماد ہی آپ کے کام آئے گا جب نامساعد حالات کے دھندلکے میں مستقبل کی شمع مدھم پڑ چکی ہو اور ناکامی کی مہیب آوازیں کامیابی کی امید افزا آوازوں پر حاوی نظر آتی ہوں تو اگر آپ زیادہ غور سے ان آوازوں کو سنیں اور اس مدھم شمع کی لو کو دیکھیں تو اس کی روشنی میں اضافہ ہوگا اور دوبتی ہوئی آواز ابھرتی اور دوسری آواز پر بھاری ہوتی ہوئی نظر آئے گی۔ آج ہزاروں افراد ایسے موجود ہیں جو کاہلی اور بے کاری کی زندگی محض اس خیال سے گزار

رہے ہیں کہ ان میں کوئی صلاحیت ہی نہیں وہ اپنی زندگی کو بیکار سمجھتے ہیں حالانکہ ان کا پیدا کیا جانا ہی کسی نہ کسی مقصد کی طرف اشارہ کرتا ہے ان افراد کو چاہئے کہ اپنی کمزوری کے پردوں کے پیچھے طاقت کی تلاش کریں اپنی نا اہلی میں چھپی ہوئی صلاحیتوں کو ڈھونڈ نکالیں اور اس مقصد کو پورا کریں جس کے لئے ان کو پیدا کیا گیا ہے کیونکہ ہم میں سے ہر فرد میں طاقت اور خوشیوں کا ذخیرہ موجود ہے اس تک وہی افراد پہنچ پاتے ہیں جو جدوجہد کرتے ہیں اور اپنی زندگی کو بے مقصد نہیں سمجھتے فرض کیجئے کہ ہماری خواہش اور جدوجہد کے باوجود حالات سازگار نہ ہوں اور قہقہوں کی تلاش میں آنسوں کے دلدل ہیں تب بھی ہمت ہارنے اور رونے کی ضرورت نہیں یہ خیال ہی کیا کم امید افزا ہے کہ آپ نے کامیاب ہونے اور حالات کو سازگار بنانے کی جدوجہد تو کی اور یقین کیجئے یہ امید ہی آپ کی مستقبل کی کامیابی کی ضامن ہے چنانچہ ذہن میں بنائے گئے منزل کے خاکے کو امید سے پُر کیجئے اور پھر اس میں عزم وہمت کا رنگ بھر دیجئے یوں آپ کی زندگی کا گلدستہ حسین سے حسین تر ہوتا چلا جائے گا۔

## ہمیشہ امید پرست رہیئے

آپ کسی کام کو کرنے میں چاہے کتنی بار ناکام ہو چکے ہیں پھر بھی اپنی کامیابی کے بارے میں امید پرست رہیں یاد رکھیں کہ اس دنیا اور اُس دنیا میں ایسی کوئی طاقت نہیں جو آپ کو اپنی دل پسند یا مقصد کو حاصل کرنے سے روک سکے بشرطیکہ آپ ایک صحیح مقصد کے لئے کام کر رہے ہوں اس کے لئے بس ایک پختہ ارادہ والے دل اور خود پر مکمل اعتماد کی ضرورت ہے یہ بھی یاد رکھیں کہ آپ کے ذریعے کی گئی چھوٹی سے چھوٹی کوشش بھی بیکار نہیں جاتی یہ قدرت کا اصول ہے آپ کے ذریعے ابھی کی جانے والی مختلف کوششیں اور اٹھائی گئی تکالیف لازمی طور سے پھل لائیں گے اگر ابھی نہیں تو بعد میں اس لئے جب حالات بد سے بدتر بھی معلوم ہوتے ہوں تو بھی اپنی جدوجہد کو چھوڑیں نہیں لگیں رہیں

آپ نہیں جانتے کہ کامیابی کتنی قریب ہے ممکن ہے آپ اپنے اگلے قدم سے ہی کامیاب ہو جائیں گے یہ بات بہت غور کرنے کے بعد لکھی گئی ہے کہ آپ کی ناکامی میں ہی کامیابی کا راز پوشیدہ ہوتا ہے کامیابی ناکامی سکھ دکھ رات دن وغیرہ ایک ہی سکے کے دو پہلو ہیں اور انہیں ایک دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا قدرت کے اصول کے مطابق جہاں ایک ہے وہاں دوسرا بھی ضرور ہوگا اس لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔

## مسلسل ارتقاء کرتے رہیے

آپ جہاں کہیں بھی ہوں اور جو کچھ کرتے ہوں زندگی میں آپ کا مرکزی مقصد مسلسل اپنا جسمانی ذہنی اور روحانی ارتقاء کرنے کا ہونا چاہئے کیونکہ یہی ایک طرح سے ہمیشہ ساتھ رہنے والی چیز ہے اس کے علاوہ دوسری سب چیزیں اس نصب العین کو حاصل کرنے کا ذریعہ محض ہیں اور آخر نہیں ہیں یہ ساری چیزیں آپ کو زندگی کے راستے پر ایک ایک کر کے چھوڑتی چلی جائیں گی کچھ لوگ اپنی زندگی ایسے بسر کرتے ہیں جیسے وہ کسی طرح کچھ بھی کر کے اپنی زندگی کا وقت گزار رہے ہوں یہ ایک صحیح نقطہ نظر نہیں ہے جب کچھ بھی کرنے کو نہیں ہوتا تو ایسے لوگ 'بور' ہونے لگتے ہیں اور ان کے لئے وقت گزارنا مشکل ہو جاتا ہے ان کی شخصیت کا حقیقی ارتقاء نہیں ہوتا پھر بھی اگر آپ کا مقصد مسلسل ارتقاء کرتے جانا ہے اور ہر کام کا پھل خدا پر چھوڑتے جانا ہے تب آپ سکھ دکھ اور بوریت کی تکلیف سے آزاد رہ سکیں گے آپ ہمیشہ ایک عجیب درخشاں لطف سے بھرپور رہیں گے اور آپ کی شخصیت ہر لمحہ ترقی یافتہ ہوتی جائے گی آپ دوسروں کی یعنی سماج کی بھی صرف تب ہی مدد کر سکتے ہیں جب خود طاقت ور ہوں اور آپ کی شخصیت مکمل طور سے ترقی یافتہ ہو اگر آپ خود کمزور ہیں تو دوسروں کے لئے کیا کر سکتے ہیں آپ لوگوں کو وہی تو دے سکتے ہیں جو آپ کے پاس ہے۔

## نظامت کا خوب خیال رکھئے

آپ نے یہ کہاوت سنی ہو گی صفائی کے بعد ہی آپ خدا کو پانے کے حقدار ہو سکتے ہیں یہ بات مکمل طور سے با دلیل ہے کیونکہ آپ کی قلبی کیفیت پر ماحول کی صفائی بہت زیادہ اثر ڈالتی ہے اپنے گھروں اور کام کرنے کی جگہوں کو مکمل طور سے صاف ستھرا رکھیں ادھر ادھر دھول جمع نہ ہونے دیں خیال رکھیں کہ گندہ پانی نکالنے اور پانی کی نکاسی کا بندابست مکمل طور سے ٹھیک ہو پانی کہیں جمع نہ رہ جاتا ہو جب کبھی ایسا ہوتا دیکھیں تو اس گندگی کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح آپ کے جسم اور چیزوں کی صفائی بھی بہت ضروری ہے باہر سے آنے یا کھانا کھانے کے بعد اپنا منہ ناک آنکھوں اور چہرے کو صاف کرتے رہنا بھی اسی سمت میں کی جانے والی کوششیں ہیں اگر ضرورت ہو تو گھر میں ہوا کو صاف کرنے والے آلات لگائیں۔ اور اسی طرح اپنے دفتر میں چیزوں کو ادھر ادھر بے ترتیب پڑا نہ رہنے دیں استعمال کرنے کے بعد فوراً ہر ایک چیز کو اس کے مناسب جگہ پر رکھ دینا چاہئے ہر ایک چیز کو رکھنے کے لئے ایک مقرر جگہ ہونی چاہئے ہمارے گھروں اور کام کرنے والی جگہوں پر وقت کے ساتھ ساتھ ایسی ایسی پرونی چیزیں جمع ہوتی رہتی ہیں جن کی ہمیں ضرورت نہیں رہ جاتی اور جو کوڑا کرکٹ ہوتا ہے بغیر کوئی فائدہ اٹھائے یا استعمال کیئے انہیں صحیح حالت میں رکھنے سے ہماری قوت کا زیاں ہوتا ہے ہمیں نئی چیزوں کو جگہ دینے کے لئے پرانے بیکار کے سامان کو برابر نکالنے کی عادت ڈالنی چاہئے پرانے بیکار کے سامان کو فروخت کر دیں یا ضرارت مندوں کو خیرات کر دیں پرانے بیکار کے سامانوں کی حفاظت اور رکھ رکھاؤ کے باعث تناؤ میں رہنا مناسب نہیں یاد رکھئے، انسان اور حیوان میں جہاں اور بہت سے فرق موجود ہیں صفائی بھی ایک بہت نمایاں فرق ہے گندہ پن نہ سرف جسمانی بیماریاں پیدا کرتا ہے بلکہ پست خیالی کو بھی گھر کرنے کے لئے موقع فراہم کرتا ہے جہاں تک اعضاء تولید کا تعلق ہے اس لئے ضروری ہے کہ جسمانی

صفائی کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھا جائے صاف ستھرے کپڑے پہننا زندگی میں دلچسپی پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے ایسے کپڑوں سے انسان دوسروں کو بھی متاثر کر سکتا ہے دین اسلام نے جس قدر صفائی پر زور دیا ہے کسی بھی مذہب نے ایسا نہیں کیا دین اسلام سے صحیح واقفیت رکھنے والا شخص کبھی بھی گندہ نہیں رہ سکتا مسلمانوں نے اہل یورپ کو صاف ستھرا رہنے کا سبق دیا تھا لیکن کتنی ستم ظریفی ہے کہ آج ہم مسلمان اس اچھائی سے لاپروا ہو گئے۔

## آپ کی شخصیت ہمیشہ تروتازہ رہنی چاہئے

صفائی اور تازگی آپ کے جسم بالوں آنکھوں اور لباس سے عیاں ہونی چاہئے مر جھائی ہوئی اور پریشان حال شخصیت کسی کو متاثر نہیں کرتی خوش وخرم مسکراتی مہکتی پاک و صاف شگفتہ شخصیت بے پناہ کشش رکھتی ہے اور یہ پاکیزگی اور شگفتگی صرف باہر نہیں اپنے گھر میں بھی ضروری ہے انسان خواہ کنوارہ ہو یا شادی شدہ اس کی دلکشی ہنستی مسکراتی اور صاف ستھری شخصیت میں ہے لباس خواہ ایک جیسا ہو صاف ستھرا ہونا چاہئے اور ان کو سلیقے سے پہننا چاہئے بال صاف بھی ہوں اور سنوارے ہوئے بھی ناخن صاف اور تراشے ہوئے کسم پاکیزہ اور مہکتا ہوا بناؤ سنگھار میں سادگی ہو غیر معمولی نمائش نہیں چہرے پر سکون و شگفتگی ہو چڑ چڑا پن غصہ اور ناک چڑھی شخصیت سارے حسن کو زائل کر دیتی ہے مسکراتا اور مطمعین چہرہ مقناطیسی کشش پیدا کرتا ہے دانت صاف ہونا ضروری ہیں اور آنکھوں میں بھی تروتازگی صفائی سے آتی ہے ان چند باتوں پر توجہ دی جائے تو شکل وصورت خواہ کیسی ہو آپ کا سراپا دلکش بن جاتا ہے۔

## اقوال حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

○ تین چیزیں خباثتِ قلب کو ظاہر کرتی ہیں۔ ۱. حسد ۲. ریا ۳. عُجب۔ عقلمند

کو ان سے بچنا چاہیئے۔ جو شخص ان سے محفوظ رہے گا، وہ دوسری مصیبتوں سے محفوظ رہے گا۔

○ نیک نصیحت کے ماننے کی طرف طبیعت کا مائل نہ ہونا اور اپنی باتوں کی تردید سے رنجیدہ ہونا کبر ہے۔ عُجب و کبر اور فخر نہایت مہلک بیماریاں ہیں۔

○ علمِ دین وہ ہے جو خدائے تعالیٰ کا خوف زیادہ کرے۔ ذاتی برائیوں سے واقف کرے۔ خدا تعالیٰ کی عبادت کا شوق دل میں پیدا کرے، دنیا کی طرف سے ہٹائے، دین کی طرف لگائے اور بُرے افعال سے مجتنب کرے۔

○ خاموشی عبادت ہے بغیر محنت کے، ہیبت ہے بغیر سلطنت کے، قلعہ ہے بغیر دیوار کے، فتحیابی ہے بغیر ہتھیار کے، آرام ہے کراماً کاتبین کا، قلعہ ہے مومنین کا، شیوہ ہے عاجزوں کا، دبدبہ ہے حاکموں کا، مخزن ہے حکمتوں کا، جواب ہے جاہلوں کا۔

○ عورت کی بداخلاقی پر صبر کرنا، اس کی ضروریات مہیا کرنا اور راہِ شرع پر اس کو قائم رکھنا بہتر عبادت ہے۔

○ عورت کے ساتھ نیک خُو رہنا چاہیئے، اس کو رنج نہ دے، بلکہ اس کا رنج سہے۔

○ عورت کی بد خُلقی پر صبر کرنے والا حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر کے برابر ثواب پائے گا۔

○ عورت اگر محافظ عصمت ہے تو اس کی معمولی فروگزاشتوں سے درگزر کرو۔

○ عورتوں کو ضعف اور ستر سے پیدا کیا ہے، ضعف کا علاج خاموشی اور ستر کا علاج پردہ میں رکھنا ہے۔ (بحوالہ مخزنِ اخلاق)

## اقوال حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

○ حُبِ دنیا کو ترک کرو، کیونکہ اگر دنیا کی ذرا سی چیز بھی تمہارے دل میں ہوگی تو سجدہ کرنے میں بھی تم اس کو فراموش نہ کرسکو گے۔

* دنیا کا لفظ دنایت سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں خواری، ذلت، کمینگی، اس سے اندازہ لگاؤ کہ دنیا کیا چیز ہے۔

* آپ ایک دن اپنا مصلّٰی اور قرآن مسجد میں چھوڑ کر طہارت کے لئے دجلہ پر گئے، جو بالکل نزدیک تھا۔ اتنے میں ایک عورت آئی جسے چوری کی عادت تھی، مُصلّٰی اور قرآن لے کر چلتی بنی۔ آپ دجلہ سے طہارت کر کے سیدھے اس عورت کے پیچھے گئے، جب قریب پہنچے تو آپ نے شرم سے آنکھیں نیچی کر لیں اور کہا، اے مادرِ شفیق! آپ کا کوئی لڑکا قرآن مجید بھی پڑھتا ہے؟ بڑھیا نے کہا نہیں، آپ نے کہا، تو پھر قرآن مجید لے کر کیا کرو گی؟ یہ مجھے دے جاؤ، میں پڑھا کروں گا۔ اور مصلّٰی تم لے جاؤ تمہارے کسی کام آجائیگا، وہ عورت بہت شرمندہ ہوئی اور آئندہ کے لئے تائب ہو گئی۔

* حضرت سِرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عید کے دن آپ کو کھجوریں چنتے ہوئے پایا، میں نے پوچھا کہ آپ کیا کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اس لڑکے کو روتے ہوئے دیکھا، پوچھا کہ کیوں روتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں یتیم ہوں، آج سب لڑکوں نے کپڑے پہنے ہیں اور میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ میں اس لئے کھجوریں چُن رہا ہوں کہ ان کو فروخت کر کے اُسے اخروٹ لے دوں تاکہ ان سے کھیلے اور نہ روئے۔ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے عرض کیا کہ میں اس کام کو سرانجام دے لوں گا، آپ بے فکر رہیں، پھر میں اس لڑکے کو اپنے ہمراہ لے گیا، اُسے نئے کپڑے خرید کر پہنا دیئے اور کچھ اخروٹ بھی کھیلنے کے لئے خرید دیئے اور اس لڑکے کے پژمردہ دل کو خوش کر دیا۔ اس فعل سے میرے دل میں ایک نُور پیدا ہو گیا اور میری حالت ہی کچھ اور ہو گئی۔

* وہ بنیاد جو کبھی ویران نہ ہو، عدل ہے۔ وہ تلخی کہ جس کا آخر شیرینی ہو، صبر ہے۔ وہ شیرینی جس کا آخر تلخ ہو، شہوت ہے۔ بیماری جو کہ علاج پزیر نہ ہو، ابلہی ہے۔ وہ بَلا جس سے لوگوں کو بھاگنا چاہیئے، عیش ہے۔

○ ایک روز آپ روزہ کی حالت میں بازار سے گزر رہے تھے کہ ایک سقّے نے آواز دی کہ جو اس پانی کو پیئے، حق تعالیٰ اسے بخش دے۔ آپ نے وہ پانی لے کر پی لیا، لوگوں نے کہا آپ کا تو روزہ تھا، آپ نے فرمایا، بیشک، لیکن میری رغبت اس کی دعا کی طرف تھی۔ جب آپ وفات پا گئے تو کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا، پوچھا، حق تعالیٰ نے آپ سے کیا کیا؟ آپ نے فرمایا، اُس سقّے کی دعا اور میرے حُسنِ رغبت سے مجھے بخش دیا۔

(بحوالہ مخزنِ اخلاق)

## اقوال حضرت شقیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ

ایک بوڑھے نے کہا، توبہ کرتا ہوں لیکن بہت دیر سے آیا ہوں۔ فرمایا موت سے پہلے آجانا دیر نہیں ہے۔ جس کا باطن ظاہر سے افضل ہے وہ ولی اللہ ہے۔ جس کا ظاہر و باطن برابر ہے وہ عالم ہے اور جس کا ظاہر باطن سے افضل ہے وہ جاہل و مکار ہے۔

○ لوگ چار باتوں میں اللہ تعالیٰ کی موافقت کرتے ہیں اور عمل میں خلاف۔ ۱. کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور عمل آزادوں جیسے کرتے ہیں۔ ۲. کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے رزق کا کفیل ہے مگر دل ان کے مطمئن نہیں مگر دنیا کی چیز سے۔ ۳. کہتے ہیں کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے، لیکن دنیا کے لئے مال جمع کرتے ہیں اور آخرت کے لئے گناہوں کو۔ ۴. کہتے ہیں کہ ہم بالضرور مرنے والے ہیں، لیکن عمل ایسے کرتے ہیں کہ گویا کبھی مرنا ہی نہیں۔

○ علم کا فائدہ تین باتوں پر عمل کرنے میں ہے ورنہ یہ نفع نہیں دیتا، اگرچہ اسّی صندوق کتابوں کے پڑھ لے۔ ۱. نہ محبت رکھے دنیا کی کہ یہ مسلمانوں کا گھر نہیں ہے۔ ۲. نہ دوست رکھے شیطان کو کہ یہ مسلمانوں کا رفیق نہیں ہے۔ ۳. نہ دے تکلیف کسی کو کہ یہ پیشہ مسلمانوں کا نہیں ہے۔

(بحوالہ مخزنِ اخلاق)

## اے جماعت قریش اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ!

مسلم اور ترمذی میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا "اے قریش کی جماعت! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، اے بنی کعب کی جماعت اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ، اے بنی ہاشم کی جماعت! اے فاطمہؓ بنت محمد! تو اپنی جان کو آگ سے بچا، کیونکہ واللہ میں تمہارے لیے اللہ کی طرف سے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں، ہاں! تمہارا مجھ سے رشتہ ہے جس کے حقوق میں ادا کروں گا۔ (تفسیر فی ظلال القرآن جلد ۸، ص ۱۶)

## ذرا سا تنکا ہی تو ہے

حماد بن زید کہتے ہیں: ایک مرتبہ کا واقعہ ہے، میں اپنے والد کے ساتھ تھا کہ ایک باغ میں سے میں نے گھاس کا ایک تنکا اٹھا لیا، تو انہوں نے مجھ سے کہا، یہ تم نے کیوں لیا؟ تو میں نے کہا: ایک تنکا ہی تو ہے۔

تو وہ بولے: اگر سب لوگ اسی طرح ایک ایک تنکا اٹھا کر لے جاتے رہے تو کیا باغ میں گھاس بچے گی؟ (کتاب الورع، ۱۹۰)

## اللہ تعالیٰ نے مجھے زیادہ دیا ہے

ابوبکر صدیقؓ کے دور خلافت میں لوگ قحط سالی کا شکار ہو گئے اور جب حالات بہت خراب ہو گئے تو وہ ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے، اے خلیفہ رسول اللہ ﷺ۔ آسمان سے بارش نہیں ہوئی، زمین میں فصل نہیں اگی اور لوگ ہلاکت کی توقع کر رہے ہیں، ایسے میں ہم کیا کریں؟ تو انہوں نے فرمایا: جاؤ اور صبر کرو، مجھے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ شام ہونے سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی مشکل آسان فرمائیں گے۔

دن ڈھلنے سے پہلے پہلے اطلاع ملی کہ شام سے حضرت عثمانؓ کا ایک تجارتی قافلہ آیا ہے۔ لوگ نکل کر اسے دیکھنے لگے، وہ ایک ہزار اونٹوں کا قافلہ تھا، جو گیہوں، تیل اور کشمش سے لدے ہوئے تھے، یہ قافلہ حضرت عثمانؓ کے دروازے پر آ کر رک گیا، جب

ان پر لدا ہوا سامان انہوں گھر میں رکھ لیا، تو سارے تاجر آ گئے، انہوں نے کہا: کیا چاہتے ہو؟ تو وہ تاجر بولے: آپ جانتے ہیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں! جو کچھ آپ کے پاس آیا ہے وہ آپ ہمیں فروخت کر دیں، آپ تو جانتے ہیں کہ لوگوں کو ان سب چیزوں کی کتنی شدید ضرورت ہے۔

تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا: سر آنکھوں پر: لیکن تم لوگ مجھے کیا فائدہ دو گے؟ تو انہوں نے کہا: ایک درہم پر دو درہم، انہوں نے کہا: مجھے اس سے زیادہ مل رہے ہے، انہوں نے کہا: ہم چار دیں گے، حضرت نے فرمایا، مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے، تو وہ لوگ بولے: ہم پانچ دیں گے انہوں نے فرمایا: مجھے اس سے زیادہ مل رہا ہے، تو وہ لوگ کہنے لگے، ابا عمرو، مدینہ میں ہمارے علاوہ اور کوئی تاجر نہیں اور ہم سے پہلے آپ کے پاس کوئی آیا نہیں۔ تو آخر آپ کو زیادہ کس نے دیا؟

حضرت عثمانؓ نے فرمایا: میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں کہ جو کچھ اس قافلے میں آیا ہے، وہ سب میں نے، ضرورت مند مسلمانوں کیلئے خدا کی راہ میں صدقہ دے دیا ہے۔

(قصص العرب ۲۔۱۸۹)

## سرزر شمشیر

ایک دن ملک شاہ کی سواری شہر میں سے گزری۔ کسی بلند حویلی کے منڈیر پر ایک لڑکا بیٹھا ہوا تماشا دیکھ رہا تھا۔ حویلی کی منڈیر آسمان سے باتیں کر رہی تھیں اور نیچے والوں کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ منڈیر پر کوئی پکھیر بیٹھا ہوا ہے ملک شاہ نے بھی جانور کے شبہے پر نشانہ باندھ کر تیر مارا وہ تیر لڑکے کو جا لگا۔ تیر لگتے ہی لڑکا دھڑام سے زمین پر آن گرا تب پتا چلا کہ کیا غضب ہوا۔ ملک شاہ دیکھتے ہی بے اختیار رونے لگا۔ حکم دیا کہ یہیں ڈیرے کھڑے کر دو اور وارثوں کو بلاؤ۔ اس لڑکے کا باپ نہایت ہی مفلس، بدن پر چھترے لگے ہوئے کھانے سے محتاج آ موجود ہوا۔ ملک شاہ نے سونے کی اشرفیوں سے بھرا ہوا یک طشت اور اس پر

تلوار دھر کر آگے رکھوا دیا اور کہا: ''یہ شمشیر اور میرا سر اور یہ تھال مع زر موجود ہے۔ ان دونوں میں سے جسے تیرا جی چاہے اختیار کر''۔ اس غریب نے شاہ کی یہ جوان مردی دیکھ کر اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور کہا:

''یہ لڑکا تو کیا میرا یہ سر، آپ کے فرق مبارک پر نثار ہے۔ میں اپنی داد پا چکا''۔

## اسلامی تہذیب بمقابلہ فرعونی تہذیب

فرعونیوں نے موسیٰ علیہ السلام پر ایک الزام یہ لگایا تھا کہ یہ شخص تمہارے اچھے طریقے کو ختم کر دے گا، یعنی تمہارے آباؤ اجداد کی تہذیب و تمدن کو ختم کر کے نئی تہذیب رائج کرے گا، لہٰذا اپنی قدیم تہذیب کے بچاؤ کے لیے اس کا مقابلہ کرو، آج بھی یہ بیماری موجود ہے، جب کسی مشرک اور بدعتی کو حق کی طرف دعوت دی جاتی ہے، تو آگے سے یہی جواب آتا ہے یہ شخص تمہارے رسم و رواج کو مٹانا چاہتا ہے، تمہارے آباؤ اجداد سے چلے آنے والا تیسرا ''ساتواں' چالیسواں'' وغیرہ ختم ہو کر رہ جائے گا اور یہی تمہارے بڑوں کی تہذیب ہے جسے یہ شخص ختم کرنا چاہتے ہیں، یہ ختم، یہ عرس اور یہ قوالی کی محفلیں ختم ہو جائیں گی لہٰذا توحید کی دعوت دینے والی بات پر دھیان نہ دو، یہ تمہیں تمہارے دین سے ہٹانا چاہتا ہے، اکثر انسانوں کی آنکھیں بلکہ دل اندھے ہوتے ہیں جو حق و باطل میں تمیز کرنے سے عاجز ہوتے ہیں اور نسلاً بعد نسل شرکیہ اور کفریہ عقائد پر چلتے رہتے ہیں۔

آج ہماری تہذیب بڑی بڑی بلڈنگوں، عالیشان کمپلکسوں، راگ و رنگ کی محفلوں، آرٹ گیلریوں، اور ثقافتی مراکز تک محدود ہو کر رہ گئی ہے، حالانکہ خدائی تہذیب تو وہ ہے جو انبیاء نے اپنائی اور جس کی بنیاد فیشن پرستی پر نہیں بلکہ سادگی پر ہے مگر آج کون ہے جو اس تہذیب کو سینے سے لگائے؟ آج کے نام نہاد مہذب لوگ بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر اسلامی تہذیب کا احیاء ہو گیا تو پھر ہمارے یہ نائٹ کلب کدھر جائیں گے، ہماری لہو

ولعب کی تمام چیزیں ختم ہو جائیں گی، آرٹ کے نام پر فحاشی اور عریانی چھوڑنی پڑے گی، لہذا جس طرح ہو سکے اسلامی تہذیب کا راستہ روکو۔

اس زمانے میں صرف لباس کا مسئلہ ہی لے لو جس نے ساری دنیا کو مصیبت میں مبتلا کر رکھا ہے، ہر روز نئے ڈیزائینوں اور جدید فیشنوں کی ایک دوڑ لگی ہوئی ہے، ہر کوئی نئے ڈیزائن کا لباس پہننا چاہتا ہے، آسودہ حال لوگوں کی دیکھا دیکھی غریب لوگ بھی اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں وہ ابھی امراء کے ساتھ قدم بقدم چلنا چاہتے ہیں مگر وسائل نہ ہونے کی وجہ سے بعض غلط طریقے استعمال کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ نئے نئے ماڈلوں کی کاریں، نئے نئے ڈیزائنوں کے بنگلے، شادی اور غمی کی رسوم میں دولت کا ضیاع سب کچھ نئی تہذیب کے لوازمات ہیں، اگر نبیوں کی تعلیم کے مطابق انسان کی سادگی کو شعار بنا لے تو ان تمام مصیبتوں سے چھوٹ جائے، مگر ایسا ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن نظر آرہا ہے، کھیل تماشے پر وقت اور روپیہ برباد کرنے کی بجائے نوجوانوں کو عسکری تربیت دی جائے، نیکی کے کاموں میں مقابلے کا رجحان پیدا کیا جائے، خدمت خلق کے ادارے قائم کیے جائیں، جہاں غرباء اور ناداروں کی حوصلہ افزائی ہو، تو دنیا سے کتنی قباحت ختم ہو جائے اور اس کی بجائے، ایک عام آدمی کو کتنی خوشحالی اور کتنا سکون میسر آئے، مگر ہم تو اس جدید تہذیب کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں جو کوئی اس کے خلاف آواز اٹھاتا ہے، وہ دقیانوسی خیال کیا جاتا ہے، اور تہذیب و تمدن کو مٹانے والا سمجھا جاتا ہے، بہر حال فرعون نے بھی اپنی قوم کو یہی کہہ کر اشتعال دلانے کی کوشش کی موسیٰ اور ہارون ؑ تمہاری تہذیب کو ختم کرنا چاہتے ہیں، اور تمہیں سرزمین مصر سے نکال کر خود حکومت پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں، ان سے ہوشیار رہو اور ان کی بات ہرگز نہ مانو۔

(معالم العرفان جلد ۱۳)

# حضرت بایزید بسطامیؒ کا یہودی سے مناظرہ

یہودیوں کا بڑا مجمع اور ان کا ایک عالم ان میں تقریر کر رہا ہے حضرت بایزید بسطامیؒ جا کر اس مجمع میں بیٹھ گئے ان کے بیٹھتے ہی ان کے عالم کی زبان بند ہوگئی مجمع میں شور ہوا کہ حضرت بولتے کیوں نہیں؟...... عالم نے کہا "دخل فینا محمدی" ہم میں کوئی محمدی آ گیا ہے، زبان بند۔ انہوں نے کہا اسے کھڑا کرو قتل کریں گے، کہا نہیں بھائی! جو محمدی ہو کھڑا ہو جائے، حضرت بایزید بسطامیؒ کھڑے ہو گئے یہودی نے کہا میں سوال کروں گا تو جواب دے گا؟ بایزیدؒ نے کہا دوں گا حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ میں ایک سوال کروں گا تو جواب دے گا؟ کہا دوں گا یہودی عالم نے سوالات شروع کر دیئے۔

(۱)...... ایک بتاؤ جس کا دوسرا نہیں؟

فرمایا: اللہ ایک ہے اس کے ساتھ دوسرا نہیں۔

(۲)...... کہا دو بتاؤ جس کا تیسرا نہ ہو؟

فرمایا: "اللیل والنھار" دن اور رات اس کا تیسرا نہیں۔

(۳)...... کہا تین بتاؤ جس کا چوتھا نہ ہو؟

فرمایا: لوح و قلم و کرسی تین ہیں اس کا چوتھا نہیں۔

(۴)...... کہا چار بتاؤ جس کا پانچواں نہ ہو؟

فرمایا: تورات، زبور، انجیل، اور قرآن یہ چار ہیں اس کا پانچواں نہیں۔

(۵)...... کہا کہ پانچ بتاؤ جس کا چھٹا نہیں؟

فرمایا اللہ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں، چھ نہیں۔

(۶)...... کہا کہ چھ بتاؤ جس کا ساتواں نہیں؟

فرمایا: ﴿خلق السمٰوٰت والارض بینھما فی ستۃ ایام ثم استوٰی علی العرش﴾ (القرآن) چھ دن میں زمین و آسمان بنائے ہیں سات نہیں۔

(۷)......کہا کہ سات بتاؤ جس کا آٹھواں نہیں؟

فرمایا:﴿الم تروا کیف خلق اللہ سبع سمٰوات طباقاً وجعل القمر فیھم نوراً وجعل الشمس سراجاً﴾(القرآن) میرا رب کہتا ہے کہ میں نے سات آسمان بنائے ہیں اس لئے آسمان سات ہیں اس کا آٹھواں نہیں۔

(۸)......کہا آٹھ بتاؤ جس کا نواں نہ ہو؟

فرمایا:﴿ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذٍ ثمانیۃ﴾ (القرآن)
میرے رب کے عرش کو آٹھ فرشتوں نے پکڑا ہوا ہے نو نے نہیں۔

(۹)......کہا وہ نو بتاؤ جس کا دس نہیں؟

فرمایا:﴿فی المدینہ تسعۃُ رھطٍ یُفسدون﴾ (القرآن) حضرت صالح علیہ السلام کی قوم میں نو بڑے بدمعاش تھے۔ دسواں نہیں تھا اللہ نے نو کہا ہے۔

(۱۰)......کہا وہ دس بتاؤ جس کا گیارہواں نہیں۔ فرمایا: حج میں کوئی غلطی ہو جائے تو اللہ نے ہم پر سات روزے وہاں رکھنے اور تین گھر پر رکھنے کو کہا﴿تلک عشرۃ کاملۃ﴾ (القرآن) یہ دس ہیں گیارہ نہیں۔

(۱۱)......کہا وہ بتاؤ جس کا بارہ نہیں؟

فرمایا حضرت یوسفؑ کے گیارہ بھائی تھے بارہ نہیں تھے۔

(۱۲)......کہا وہ بارہ بتاؤ جس کا تیرہ نہیں؟

فرمایا سال میں اللہ نے بارہ مہینے بنائے ہیں تیرہ نہیں۔

(۱۳)......کہا وہ تیرہ بتاؤ جس کا چودہ نہیں؟

فرمایا رئیتُ أحدَ عشرَ کَوکباً وّالشمسَ والقمَرَ رئیتُھُم لی سٰجدینَ (القرآن) حضرت یوسف نے اپنے باپ سے کہا کہ میں نے گیارہ ستارے دیکھے ایک سورج دیکھا ایک چاند دیکھا جو مجھے سجدہ کر رہے ہیں یہ تیرہ ہیں چودہ نہیں۔

(۱۴)......کہا وہ بتاؤ کیا چیز ہے۔ جس کو خود اللہ نے پیدا کیا اس کے بارے میں خود ہی سوال کیا؟

فرمایا حضرت موسیٰ کا ڈنڈا۔ اللہ کی پیداوار ہے لیکن خود سوال کیا وما تلک بیمینک یموسیٰ (القرآن) اے موسیٰ! تیرے ہاتھ میں کیا ہے۔

(۱۵)......کہا: کہ بتاؤ سب سے بہترین سواری کیا ہے؟ فرمایا، گھوڑا۔

(۱۶)......کہا: کہ بتاؤ سب سے بہترین دن۔ فرمایا جمعہ کا دن۔

(۱۷)......کہا: کہ بتاؤ سب سے بہترین رات۔ فرمایا لیلۃ القدر

(۱۸)......کہا: کہ بتاؤ سب سے بہترین مہینہ۔ فرمایا ماہِ رمضان المبارک

(۱۹)......کہا: کہ بتاؤ کونسی چیز ہے جس کو اللہ نے پیدا کر کے اس کی عظمت کا اقرار کیا۔

فرمایا اللہ نے عورت کو مکار بنایا اور اس کے مکر کا اقرار کیا اِنَّ کیدَ کُنَّ عظیم (القرآن) عورت کا مکر بڑا زبردست ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ بڑے سے بڑے عقلمند کے قدم اکھاڑنے والی ہو۔ اور کوئی چیز نہیں ہے سوائے عورت کے بڑوں بڑوں کے عقل پر پردہ ڈال دیتی ہے۔

(۲۰)......کہا بتاؤ وہ کونسی چیز ہے جو بے جان مگر سانس لیتی ہے؟

فرمایا والصُّبحِ اذا تنفّسَ۔ میرا رب کہتا ہے کہ مجھے صبح کی قسم جب وہ سانس لیتی ہے۔

(۲۱)......کہا بتاؤ وہ کونسی چودہ چیزیں ہیں جنہیں اللہ پاک نے اطاعت کا حکم دے دیا ان سے بات کی۔

فرمایا......سات زمین سات آسمان ثمّ استویٰ اِلَی السَّماءِ وھیَ دُخانٌ فقالَ لھا ولِلأرضِ ائتیا طوعاً اَوْ کرھاً قالتا اَتینا طآئعین (القرآن) اللہ نے سات زمینیں سات آسمان بنائے اور ان چودہ کو خطاب فرمایا کہ میرے سامنے جھک جاؤ تو ان چودہ کے چودہ نے کہا کہ یا اللہ! ہم آپ کے سامنے جھک رہے ہیں۔

(۲۲)......کہا بتاؤ وہ کونسی چیز ہے جسے اللہ نے خود پیدا کیا پھر اللہ نے اسے خرید لیا؟

فرمایا......اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو پیدا کیا ہے اوران کو خود خرید لیا جنت کے بدلے اِنَّ اللہ اشْتَرىٰ مِنَ المؤمنين أنفُسَهم وأموالَهم بأنَّ لَهُمُ الجنّة (القرآن) ارے مسلمان اللہ کی قسم نہ تو بیوی کا ہے نہ تو بچوں کا ہے نہ تو تجارت کا نہ تو صدارت کا ہے نہ تو حکومت کا ہے نہ تو کسی جماعت کا ہے تو اللہ اوراس کے رسول کا ہے۔ اگر تو اللہ اور رسول کا بن کے چلے گا تو یہ سارا نقشہ تیرے تابع ہو کے چلے گا اور اگر اللہ اور رسول سے ٹکرائے گا تو اللہ تجھے ذلیل وخوار کر کے چھوڑے گا۔

(۲۳)......کہا بتاؤ وہ کونسی بے جان چیز ہے جس نے بے جان ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا فرمایا حضرت نوحؑ کی کشتی پانی پر چلی اور چلتے چلتے جب بیت اللہ پر آئی تو بیت اللہ کے سات چکر لگائے۔

(۲۴)......کہا بتاؤ وہ کونسی قبر جو اپنے مردے کو لے کر چلی فرمایا حضرت یونسؑ کی مچھلی جو اپنے اندر حضرت یونسؑ کو بٹھا کر چالیس دن تک پھرتی رہی اور وہ قبر کی طرح تھی قبر کی طرح چل رہی تھی لیکن اللہ کی قدرت قاہرہ غالبہ حضرت یونسؑ کو مچھلی کے پیٹ میں بٹھا کر نہ مرنے دیا نہ بھوکا رکھا نہ پیاسا رکھا نہ بیمار کیا نہ پریشان کیا بلکہ مچھلی کو شیشے کی طرح کر دیا حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں بیٹھ کر سارے دریا کا تماشہ دیکھتے اندر سے باہر کا منظر دیکھتے مچھلی کا ایک ہی معدہ ہے اس میں غذا بھی آ رہی ہے لیکن حضرت یونسؑ امانت ہیں آرام سے بیٹھے ہیں معدے کی حرکت حضرت یونسؑ کو تکلیف نہیں دے رہی لیکن مچھلی کی غذا بھی کھائی جا رہی ہے حضرت یونسؑ امانت بن کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

(۲۵)......کہا بتاؤ وہ کونسی قوم ہے جس نے جھوٹ بولا پھر بھی جنت میں جائے گی فرمایا حضرت یوسف کے بھائی وجاءُو علىٰ قميصه بدمٍ كذبٍ، قال بل سوّلت لكم أنفسكم أمرًا (القرآن) حضرت یوسف کے بھائی شام کو آئے اور بکری کا خون کرتے کے اوپر مل کر آئے اور جھوٹ بولا حضرت یوسف کو بھیڑیا اٹھا کے لے گیا لیکن حضرت یعقوب کے استغفار پر اور ان کی توبہ کرنے پر اللہ انہیں جنت میں داخل فرمائیں گے۔

(۲۶)......کہا بتاؤ وہ کونسی قوم ہے جو سچ بولے گی پھر بھی جہنم میں جائے گی فرمایا یہودی اور عیسائی ایک بول میں سچے ہیں یہودی کہتے ہیں عیسائی باطل پر ہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہودی باطل پر ہیں اس میں دونوں سچے ہیں۔ وقالت الیھود لیست النصریٰ علیٰ شئی وقالت النصریٰ لیست الیھود علیٰ شئ (القرآن) دونوں سچے ہیں اس میں لیکن دونوں جہنم میں جائیں گے، اس کے علاوہ تو اور بھی بہت سوالات ہیں لیکن وقت بہت ہو گیا ہے اس لئے باقی کو چھوڑ رہا ہوں۔

اب حضرت بایزیدؒ نے فرمایا کہ اب میرا بھی ایک سوال ہے میں صرف ایک سوال کروں گا جواب دو گے کہا دوں گا۔ فرمایا ما مفتاح الجنۃ مجھے بتا دے جنت کی چابی (کیا ہے؟......) یہودی عالم خاموش ہو گئے تو نیچے مجمع سے لوگوں نے کہا کہ بولتے کیوں نہیں؟ تم نے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی اور وہ ہر ایک کا جواب دیتا رہا اور آپ ایک کا بھی جواب نہیں دے رہے کہنے لگا جواب مجھے آتا ہے مگر تم مانو گے نہیں یہی آج ہم کہتے ہیں کہ جناب مجھے سارا پتہ ہے تو مانتے کیوں نہیں؟ کہتے ہیں کیا کریں مجبور ہیں اسی مجبوری کو توڑنے کے لئے کہتے ہیں کہ اللہ کے راستے میں نکلا جائے یہودی عالم نے کہا جواب تو مجھے آتا ہے تم مانو گے نہیں کہنے لگے اگر تو کہے گا تو ہم مانیں گے کہ جنت کی چابی تو محمد رسول اللہ ﷺ ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت کی چابی میرے ہاتھ میں ہے اور جنت کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہے ساری دنیا کے انسان میرے جھنڈے کے نیچے جنت میں جائیں گے کوئی میرے جھنڈے سے نکل نہیں سکتا جنت کا دروازہ اور چابی آپ کے ہاتھ میں کوئی جا نہیں سکتا جنت والے جنت کے دروازے پر پہنچ چکے ہیں وسیق الذین اتقوا ربھم الی الجنۃ زمراً ۔حتیٰ اذا جآءُوھا وفتحت ابوابھا (القرآن) آئے ہیں دروازے پر کھڑے ہیں دروازہ بند ہے حضرت آدم کے پاس آتے ہیں اے ہمارے باپ! جد تو ہی ہمارا اول تو ہی ہمارا سب سے بڑا تو ہی جنت کا دروازہ کھلوا۔ وہ ارشاد فرمائیں گے ارے میں نے ہی تو تمہیں جنت سے نکلوایا تھا میں تمہیں کہاں سے داخل کرواؤں یہ میرے بس کی بات نہیں ہے حضرت نوحؑ کے پاس

آئیں گے آپ جد ثانی ہیں آپ دروازہ کھلوائیے وہ کہیں گے کہ میں نہیں کھلوا سکتا آج میرے بس کی بات نہیں ہے حضرت موسیٰؑ کے پاس آئیں گے پھر حضرت عیسیٰؑ کے پاس آئیں گے حضرت عیسیٰؑ ارشاد فرمائیں گے کہ میرے بس کی بات نہیں ہے جاؤ نبی عربی ﷺ کے پاس جاؤ جس کے ہاتھ میں جنت کی چابی ہے اور جس کی اتباع میں دنیا کی کامیابی ہے۔ (بحوالہ بصیرت افروز واقعات از مولانا طارق جمیل صاحب)

## اسلامی عبادت (نماز) کے لئے لباس نہ ہو تو عریانی بھی معاف ہے

اسلامی عبادات میں سے نماز ہی وہ عبادت ہے جس کا ترک کسی حال میں بھی جائز نہیں، سفر ہو یا حضر، جنگ ہو یا امن، صحت ہو یا بیماری، امارت ہو یا غربت...... ہر حال میں نماز کا پڑھنا فرض ہے۔

قیام ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر اور بیٹھنا ممکن نہ ہو تو لیٹ کر نماز پڑھی جائے، رکوع سجدہ کی قدرت نہ ہو تو اشاروں پر اکتفاء کر لیا جائے، لباس حاصل نہ ہو تو عریانی بھی معاف ہے، پانی میسر نہ ہو تو مٹی سے تیمم کیا جا سکتا ہے، لیکن نماز کسی صورت بھی معاف نہیں ہوگی۔

### ﴿والصلوٰۃ الوسطی﴾ ''درمیانی نماز کی خصوصاً حفاظت کرو۔''

اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ درمیانی نماز سے مراد نماز عصر ہے، اور اس کی اہمیت اور فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ عام طور پر وہ وقت بڑی مصروفیت اور کشاکش کا ہوتا ہے، محدود سا وقت، گاہکوں کا ہجوم، سامان بکنے اور نہ بکنے کی فکر گھر لوٹنے کا خیال اور ادھر ''حی علی الصلوٰۃ'' کی آواز، بڑا امتحان ہوتا ہے بندہ مومن کا، کیا کروں؟ نماز پڑھ لوں یا آج کا سورج غروب ہونے سے پہلے کچھ اور کما لوں، مسجد کی آواز پر لبیک کہوں یا دفتر کے مالک کی آواز پر؟ بس ایسی ہی کشمکش میں نماز عصر کی ادائیگی اسے زیادہ فضیلت والی نماز بنا دیتی ہے۔

یاد رکھیے بعض اوقات فضیلت، وقت اور مقام کی وجہ سے ہوتی ہے اور بعض

اوقات مخصوص حالات اور جذبہ بندگی کی وجہ سے بھی ہوتی ہے، یوں ہر شخص کے حق میں "صلوٰۃ الوسطیٰ" مختلف بھی ہو سکتی ہے۔

﴿وقوموا للہ قنتین﴾ "اور اللہ کے سامنے عاجز بن کر کھڑے ہوا کرو۔"

دنیا کے مشاغل سے کنارہ کشی سوائے ذکر و دعا کے ہر کلام سے خاموشی، خشوع اور عاجزی یہ سب "قنوت" میں شامل ہیں۔ (تسہیل البیان فی تفسیر القرآن جلد ا، ص ۲۸۹)

## بائیس اقوال علم کے بارے میں

علم طاقت ہے ایک عالم میں ایک لاکھ جاہلوں کے برابر طاقت ہوتی ہے۔

علم ایک ایسا پودا ہے جسے دل و دماغ کی سرزمین میں لگانے سے عقل کے پھل لگتے ہیں۔

علم بڑی دولت ہے۔ علم سے نجات ہوتی ہے۔ علم کے آگے مال و دولت کی کچھ بھی حقیقت نہیں۔

علم کی عزت مال و دولت کی عزت سے کہیں سوا ہے۔

علم خواہ کتنا بھی زیادہ حاصل ہو جائے، لیکن ہمیشہ اس کو تھوڑا خیال کرو، ہمہ دانی کا دعویٰ چھوڑ دو اور ہیچمدانی کی عاجزی اختیار کرو۔

علم بے عمل عقیم، عمل بے علم سقیم اور ازدواج علم و عمل منتج بہ نتائج عظیم ہے۔

علم وہ ہے جو عالم عاقل اور نیک کردار بنائے۔ "علم بلا عمل کحمل علیٰ جمل" یعنی علم بغیر عمل کے گویا بوجھ ہے اونٹ پر۔

علم کی دولت ہوتے ہوئے بھی مادی محرومیوں کا احساس علم کی ناپختگی پر دلالت کرتا ہے۔

علم کے سمندر میں تیرنے والے بچوں کو کشتی مت بناؤ تاکہ وہ تمہارے دھکیلنے ہی سے چلیں، بلکہ انہیں اپنی ہی ذاتی طاقت سے تیرنا سکھاؤ۔

علم کا شوق اپنا راستہ خود نکالتا جاتا ہے اور بعد میں کسی رہبر و استاد کی ضرورت نہیں رہتی۔

علم عالم کی وہ آنکھ ہے جس سے وہ برائی اور بھلائی میں تمیز کر سکتا ہے۔

علم وہی دیرپا اور مستقل کہلاتا ہے جو اپنی کوشش اور تجربہ سے حاصل ہو۔

علم حاصل کرو بادشاہ یا امیر ہوئے تو اور اونچے ہو جاؤ گے، عام آدمی ہوئے تو زندہ رہ سکو گے۔

علم دو دھاری تلوار ہے اس کا مناسب استعمال برکت اور نامناسب ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔

علم جتنا زیادہ کامل ہوتا جائے گا، اتنا زیادہ انسان اپنے آپ کو ناقص خیال کرے گا۔

علم اور نیکی کا میدان ایسا وسیع ہے کہ جس کی حدود پایاں نہیں۔ جو شخص اس میں اپنی عقل کے گھوڑے دوڑاتا ہے وہ ہر ایک ساعت میں زیادہ عاقل اور پہلے سے بہتر ہوتا جاتا ہے۔

علم روح کو غنی کرتا ہے اور مال جسم کو، جس نے علم حاصل نہیں کیا اس نے روح کو مفلس بنا دیا۔

علم پڑھنا اور اس کا بڑھنا بے فائدہ ہے، جب تک کہ اطاعت اور خوف بھی ساتھ نہ بڑھیں۔

علم سے حلم اور شکل سے عقل بالاتر ہوتی ہے۔

علم حاصل کرنے سے اگر کردنی و ناکردنی کی تمیز پیدا نہ ہو تو وہ لاحاصل ہے۔

علم انسان کا مشیر باتدبیر ضرور ہے، مگر زندگی کے جہاز کا چلانا کسی اور ناخدا کے ہاتھ میں ہے جس کا نام تمیز ہے۔

علم کو اپنے دامن کی وسعت پر فخر ہوتا ہے لیکن عقل کو اپنی تنگ دامانی کا احساس ہوتا ہے، لہٰذا وہ عجز و انکساری کا دامن تھام لیتی ہے۔

# سیّدنا عمر فاروقؓ کے عدل وانصاف کے بائیس واقعات

حضرت عمر فاروقؓ دیگر اخلاقی اوصاف کی طرح عدل وانصاف کے بھی سرخیل تھے، چنانچہ ذیل میں آپؓ کے عدل وانصاف سے متعلق کچھ واقعات پیش کیے جارہے ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔

واقعہ نمبر ا...... حضرت شعبی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کے درمیان (کھجور کے ایک درخت کے بارے میں) جھگڑا ہو گیا حضرت عمرؓ نے فرمایا آؤ ہم آپس کے فیصلے کے لئے کسی کو ثالث مقرر کر لیتے ہیں چنانچہ ان دونوں حضرات نے حضرت زید بن ثابتؓ کو اپنا ثالث بنالیا یہ دونوں حضرات حضرت زیدؓ کے پاس گئے اور حضرت عمرؓ نے فرمایا ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیں (اور امیر المومنین ہو کر میں خود آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ) فیصلہ کروانے والے خود ثالث کے گھر آیا کرتے ہیں جب دونوں حضرات حضرت زیدؓ کے پاس اندر داخل ہوئے تو حضرت زیدؓ نے حضرت عمرؓ کو اپنے بستر کے سرہانے بٹھانا چاہا اور یوں کہا اے امیر المومنین! یہاں تشریف رکھیں حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا یہ پہلا ظلم ہے جو آپ نے اپنے فیصلے میں کیا ہے میں تو اپنے فریق مخالف کے ساتھ بیٹھوں گا حضرت ابی نے اپنا دعویٰ پیش کیا جس کا حضرت عمرؓ نے انکار کیا حضرت زیدؓ نے حضرت ابی سے کہا (قاعدہ کے مطابق انکار کرنے پر مدعیٰ علیہ کو قسم کھانی پڑتی ہے لیکن میں آپ سے خود درخواست کرتا ہوں کہ) آپ امیر المومنین کو قسم کھانے کی زحمت نہ دیں اور میں امیر المومنین کے علاوہ کسی اور کے لئے یہ درخواست نہیں کرسکتا حضرت عمرؓ نے (اس رعایت کو قبول نہ کیا بلکہ) قسم کھائی اور قسم کھا کر کہا حضرت زیدؓ صحیح قاضی تب بن سکتے ہیں جب کہ ان کے نزدیک عمرؓ اور ایک عام مسلمان برابر ہو۔ (بحوالہ ابن عساکر البیہقی)

ابن عساکر نے اسی قصہ کو شعبی سے نقل کیا ہے اور اس میں یہ ہے کہ کھجور کے ایک درخت کے کاٹنے پر حضرت ابی بن کعب اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما میں جھگڑا ہو گیا اس پر حضرت ابیؓ رو پڑے اور فرمایا اے عمر! کیا تمہاری خلافت میں ایسا ہو رہا ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا آؤ آپس میں فیصلے کے لئے کسی کو ثالث مقرر کر لیتے ہیں حضرت ابیؓ نے کہا حضرت زیدؓ کو ثالث بنا لیتے ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے بھی پسند ہیں چنانچہ دونوں حضرات گئے اور حضرت زیدؓ کے پاس اندر داخل ہوئے آگے پیچھے جیسے حدیث ذکر کی۔ (بحوالہ کنز العمال ۳)

واقعہ نمبر ۲...... حضرت زید بن اسلم رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کا ایک گھر مدینہ منورہ کی مسجد (نبوی) کے بالکل ساتھ تھا حضرت عمرؓ نے اسے مسجد میں شامل کرنا چاہا تو حضرت عباسؓ سے فرمایا آپ یہ گھر میرے ہاتھ بیچ دیں حضرت عباسؓ نے انکار کر دیا حضرت عمرؓ نے کہا آپ یہ گھر مجھے ہدیہ ہی کر دیں وہ یہ بھی نہ مانے پھر حضرت عمرؓ نے کہا آپ خود ہی یہ گھر مسجد میں شامل کر دیں انہوں نے اس سے بھی انکار کر دیا حضرت عمرؓ نے کہا آپ کو ان تین کاموں میں سے کوئی ایک کام تو کرنا ہی پڑے گا لیکن حضرت عباسؓ پھر بھی تیار نہ ہوئے، حضرت عمرؓ نے کہا اچھا پھر کسی کو اپنا ثالث مقرر کر لیں جو ہمارا فیصلہ کر دے انہوں نے حضرت ابی بن کعبؓ کو مقرر کیا یہ دونوں حضرات اپنا مقدمہ ان کے پاس لے گئے، حضرت ابیؓ نے حضرت عمرؓ سے کہا میرا فیصلہ یہ ہے کہ آپ ان کی مرضی کے بغیر ان سے گھر نہیں لے سکتے حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا آپ کو یہ فیصلہ اللہ کی کتاب قرآن میں ملا ہے یا حضور ﷺ کی حدیث میں؟ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کی حدیث میں حضرت عمرؓ نے پوچھا وہ حدیث کیا ہے؟ حضرت ابیؓ نے کہا میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے جب بیت المقدس کی تعمیر شروع کی تو جب بھی وہ کوئی دیوار بناتے تو صبح کو وہ گری ہوئی ہوتی آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یہ وحی بھیجی کہ اگر آپ کسی کی

زمین میں بنانا چاہتے ہیں تو پہلے اسے راضی کر لیں یہ سن کر حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کو چھوڑ دیا بعد میں حضرت عباسؓ نے اپنی خوشی سے اس گھر کو مسجد میں شامل کر دیا۔

یہی واقعہ کنز العمال میں اس طرح ہے کہ حضرت سعید بن مسیب رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمرؓ نے ارادہ فرمایا کہ حضرت عباس بن عبدالمطلبؓ کا گھر لے کر مسجد (نبوی) میں شامل کر دیں حضرت عباسؓ نے انہیں گھر دینے سے انکار کر دیا حضرت عمرؓ نے کہا میں تو یہ گھر ضرور لوں گا حضرت عباسؓ نے کہا حضرت ابی بن کعبؓ سے فیصلہ کرا لو حضرت عمرؓ نے کہا ٹھیک، چنانچہ دونوں حضرات حضرت ابیؓ کے پاس آئے اور ان سے سارا قصہ بیان کیا حضرت ابی نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی طرف وحی بھیجی کہ وہ بیت المقدس کی تعمیر کریں وہ زمین ایک آدمی کی تھی حضرت سلیمان نے اس سے وہ زمین خریدی جب اسے قیمت ادا کرنے لگے تو اس آدمی نے کہا جو قیمت تم مجھے دے رہے ہو وہ زیادہ بہتر ہے یا جو زمین تم مجھ سے لے رہے ہو وہ زیادہ بہتر ہے؟ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا جو زمین میں تم سے لے رہا ہوں وہ زیادہ بہتر ہے اس پر اس آدمی نے کہا تو پھر میں اس قیمت پر راضی نہیں ہوں پھر حضرت سلیمان نے اسے پہلے سے زیادہ قیمت دے کر خریدا اس آدمی نے حضرت سلیمانؑ کے ساتھ دو تین مرتبہ اسی طرح کیا (ایک قیمت مقرر کر کے پھر اس سے زیادہ کا مطالبہ کر دیتا) آخر حضرت سلیمان نے اس پر یہ شرط لگائی کہ تم جتنی قیمت کہہ رہے ہو میں اتنے میں خریدتا ہوں لیکن تم بعد میں یہ نہ پوچھنا کہ زمین اور قیمت میں سے کون سی چیز بہتر ہے چنانچہ اس کی بتائی ہوئی قیمت پر خریدنے لگے تو اس نے بارہ ہزار قنطار سونا قیمت لگائی (ایک قنطار چار ہزار دینار کو کہتے ہیں) حضرت سلیمانؑ کو یہ قیمت بہت زیادہ معلوم ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اگر تم اسے یہ قیمت اپنے پاس سے دے رہے ہو تو پھر تو تم جانو اور اگر تم ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے دے رہے ہو تو پھر اسے اتنا دو کہ وہ راضی ہو جائے چنانچہ حضرت سلیمانؑ نے ایسا ہی کیا اور پھر حضرت ابیؓ نے فرمایا میرا

فیصلہ یہ ہے کہ حضرت عباسؓ اپنے گھر کے زیادہ حقدار ہیں اگر ان کا گھر مسجد میں شامل کرنا ہی ہے تو پھر وہ جس طرح راضی ہوں انہیں راضی کیا جائے اس پر حضرت عباسؓ نے کہا جب آپ نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا ہے تو میں اب یہ گھر مسلمانوں کے لئے صدقہ کرتا ہوں۔ (بحوالہ کنز العمال)

واقعہ نمبر ۳...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں مصر میں میرے بھائی عبدالرحمن نے اور ان کے ساتھ ابو سروعہ عقبہ بن حارث نے نبیذ پی (پانی میں کھجوریں ڈال دی جاتی تھیں کچھ دیر کھجوریں پڑی رہتی تھیں جس سے وہ پانی میٹھا ہو جاتا تھا اسے نبیذ کہا جاتا تھا زیادہ دیر پڑے رہنے سے اس میں نشہ بھی پیدا ہو جاتا تھا) جس سے انہیں نشہ ہو گیا صبح کو یہ دونوں مصر کے امیر حضرت عمرو بن عاصؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا (سزا دے کر ہمیں پاک کر دیں کیونکہ ہم نے ایک مشروب پیا تھا جس سے ہمیں نشہ ہو گیا حضرت عبداللہ فرماتے ہیں مجھ سے میرے بھائی نے کہا مجھے نشہ ہو گیا تھا میں نے ان سے کہا گھر چلو میں تمہیں (سزا دے کر) پاک کر دوں مجھے معلوم نہیں تھا کہ یہ دونوں حضرات حضرت عمرو کے پاس جا چکے ہیں پھر میرے بھائی نے مجھے بتایا کہ وہ امیر مصر کو یہ بات بتا چکے ہیں تو میں نے کہا تم گھر چلو میں تمہارا سر منڈوا دوں گا تاکہ تمام لوگوں کے سامنے تمہارا سر نہ مونڈا جائے اس زمانے کا دستور یہ تھا کہ حد لگانے کے ساتھ سر بھی مونڈ دیتے تھے چنانچہ وہ دونوں گھر چلے گئے میں نے اپنے بھائی کا سر اپنے ہاتھ سے مونڈا پھر حضرت عمروؓ نے ان پر شراب کی حد لگائی حضرت عمرؓ کو اس قصہ کا پتہ چلا تو انہوں نے حضرت عمرو کو خط لکھا کہ عبدالرحمن کو میرے پاس بغیر کجاوہ کے اونٹ پر سوار کرا کر بھیج دو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا جب وہ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو انہوں نے اسے کوڑے لگائے اور اپنا بیٹا ہونے کی وجہ سے اسے سزا دی پھر اسے چھوڑ دیا اس کے بعد وہ ایک مہینہ تو ٹھیک رہا پھر تقدیر الٰہی غالب آ گئی اور ان کا انتقال ہو گیا عام لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے کوڑے لگانے سے انتقال ہوا ہے

حالانکہ ان کا انتقال حضرت عمرؓ کے کوڑے لگانے سے نہیں ہوا۔ (بلکہ طبعی موت مرے ہیں)۔ (بحوالہ کنز العمال)

واقعہ نمبر ۴...... حضرت حسن رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک عورت کا خاوند غائب تھا اس کے پاس کسی کی آمد ورفت تھی حضرت عمرؓ کو اس سے کھٹک ہوئی حضرت عمرؓ نے بلانے کے لئے اس کے پاس آدمی بھیجا اس آدمی نے اس عورت سے کہا حضرت عمرؓ کے پاس چلو حضرت عمرؓ تمہیں بلا رہے ہیں اس نے کہا ہائے میری ہلاکت مجھے عمرؓ سے کیا واسطہ وہ گھر سے چلی (وہ حاملہ تھی) ابھی وہ راستہ ہی میں تھی کہ وہ گھبرا گئی جس سے اسے دردزہ شروع ہو گیا وہ ایک گھر میں چلی گئی جہاں اس کا بچہ پیدا ہوا بچہ دو دفعہ رویا اور مر گیا ،حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ کے صحابہ سے مشورہ کیا (کہ میرے ڈر کی وجہ سے وہ عروت گھبرا گئی اور بچہ قبل از وقت پیدا ہو گیا اس وجہ سے وہ بچہ مر گیا تو کیا اس بچے کے یوں مر جانے کی وجہ سے مجھ پر کوئی چیز شرعاً لازم آتی ہے؟)

بعض صحابہ نے کہا آپ پر کچھ لازم نہیں آتا کیونکہ آپ مسلمانوں کے والی ہیں اور (اس وجہ سے) آپ کے ذمے ہے کہ آپ ان کو ادب سکھائیں کوئی کمی دیکھیں تو انہیں بلا کر تنبیہ کریں ،حضرت علیؓ خاموش تھے حضرت عمرؓ نے ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ حضرت علیؓ نے کہا اگر ان لوگوں نے یہ بات بغیر کسی دلیل کے محض اپنی رائے سے کہی ہے تو ان کی رائے غلط ہے اور اگر انہوں نے آپ کو خوش کرنے کے لیے یہ بات کہی ہے تو انہوں نے آپ کے ساتھ خیر خواہی نہیں کی ہے ۔میری رائے یہ ہے کہ اس بچہ کی دیت یعنی خون بہا آپ کو دینا پڑے گا کیونکہ آپ کے بلانے کی وجہ سے وہ عورت گھبرائی ہے اس لیئے یوں بچے کے قبل از وقت پیدا ہو جانے کا سبب آپ ہی ہیں اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ اس بچہ کا خون بہا سارے قریش سے وصول کریں اس لیے کہ یہ قتل ان سے خطا کے طور پر صادر ہوا ہے۔

(بحوالہ کنز العمال ۷)

واقعہ نمبر ۵...... حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمرؓ اپنے گورنروں کو حکم دیا کرتے تھے کہ وہ حج کے موقع پر ان کے پاس آیا کریں۔ جب سارے گورنر آجاتے تو (عام مسلمانوں کو جمع کر کے) فرماتے: ''اے لوگو! میں نے اپنے گورنر تمہارے ہاں اس لئے نہیں بھیجے ہیں کہ وہ تمہاری کھال اُدھیڑیں یا تمہارے مال پر قبضہ کریں، تمھیں بے عزت کریں بلکہ میں نے تو صرف اس لئے ان کو بھیجا ہے تاکہ تمھیں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنے دیں اور تمہارے درمیان مال غنیمت تقسیم کریں لہٰذا جس کے ساتھ اس کے خلاف کیا گیا ہو وہ کھڑا ہو جائے (اور اپنی بات بتائے)'' (چنانچہ ایک مرتبہ انہوں نے گورنروں کو جمع کر کے لوگوں میں یہی اعلان کیا تو) صرف ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا اے امیر المومنین! آپ کے فلاں گورنر نے مجھے (ظلماً) سو کوڑے مارے ہیں حضرت عمرؓ نے (اس گورنر سے) کہا تم نے اسے کیوں مارا؟ (اور اس آدمی سے کہا) اٹھ اور گورنر سے بدلہ لے اس پر حضرت عمرو بن عاصؓ نے کھڑے ہو کر کہا اگر آپ نے اس طرح گورنروں سے بدلہ دلانا شروع کر دیا تو پھر آپ کے پاس بہت زیادہ شکایت آنے لگ جائیں گی اور یہ گورنروں سے بدلہ لینا دستور بن جائے گا کہ جو بھی آپ کے بعد آئے گا اسے یہ اختیار کرنا پڑے گا (حالانکہ اپنے گورنروں سے بدلہ دلوانا ہر امیر کے بس میں نہیں ہے) حضرت عمرؓ نے فرمایا جب میں نے حضور ﷺ کو اپنی ذات اقدس سے بدلہ دلوانے کے لئے تیار رہتے ہوئے دیکھا تو میں (اپنے گورنر سے) کیوں نہ بدلہ دلواؤں؟ حضرت عمروؓ نے کہا آپ ہمیں اس آدمی کو راضی کرنے کا موقع دیں حضرت عمرؓ نے کہا اچھا چلو تم اسے راضی کر لو چنانچہ اس گورنر نے ہر کوڑے کے بدلہ دو دینار کے حساب سے دو سو دینار اس آدمی کو بدلہ میں دیئے۔ (بحوالہ طبقات ابن سعد)

واقعہ نمبر ۶...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں مصر سے ایک آدمی حضرت عمر بن خطابؓ کی خدمت میں آیا اور اس نے عرض کیا اے امیر المومنین! مجھ پر ظلم ہوا ہے میں آپ کی پناہ لینا چاہتا ہوں حضرت عمرؓ نے کہا ہاں تم میری مضبوط پناہ میں ہو تو اس نے کہا میں نے

حضرت عمرو بن عاصؓ کے بیٹے (محمد) سے دوڑنے میں مقابلہ کیا تو میں ان سے آگے نکل گیا تو وہ کوڑے مارنے لگے اور کہنے لگے میں بڑے اور کریم لوگوں کی اولاد ہوں اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو کو خط لکھا کہ وہ خود بھی (مصر سے مدینہ منورہ) آئیں اور اپنے ساتھ اپنے اس بیٹے کو بھی لائیں چنانچہ حضرت عمروؓ (مدینہ) آئے تو حضرت عمرؓ نے کہا وہ (شکایت کرنے والا) مصری کہاں ہے؟ کوڑا لو اور اسے مارو وہ مصری کوڑے مارے جا رہا تھا اور حضرت عمرؓ فرماتے جا رہے تھے کمینوں کے بیٹے کو مارو حضرت انسؓ کہتے ہیں اس مصری نے حضرت عمرو کے بیٹے کو خوب پیٹا اور ہم چاہتے تھے کہ وہ انہیں خوب پیٹے اور اس نے مارنا تب چھوڑا جب ہمیں بھی تقاضا ہو گیا کہ وہ اب اور نہ مارے یعنی اس نے مارنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی پھر حضرت عمرؓ نے اس مصری سے فرمایا اب حضرت عمروؓ کی چندیا پر بھی مار (حضرت عمرؓ کا مقصد اس پر تنبیہ کرنا تھا کہ حضرت عمرو کو اپنے بیٹے کی ایسی تربیت کرنی چاہئے تھی جس سے اس میں کسی پر بھی ظلم کرنے کی جرات پیدا نہ ہوتی) اس مصری نے کہا اے امیر المومنین! مجھے تو ان کے بیٹے نے مارا تھا اور میں نے ان سے بدلہ لے لیا ہے (اس لئے میں حضرت عمرو کو نہیں ماروں گا) اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو سے فرمایا کب سے تم نے لوگوں کو اپنا غلام بنا رکھا ہے؟ حالانکہ ان کو ان کی ماؤں نے آزاد جنا ہے حضرت عمروؓ نے کہا مجھے اس واقعہ کا بالکل پتہ نہیں چلا اور نہ یہ مصری میرے پاس شکایت لے کر آیا (ورنہ میں اپنے بیٹے کو خود سزا دیتا) (بحوالہ کنز العمال)

واقعہ نمبر ۷...... حضرت زید بن ابی منصور رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت عمر بن خطابؓ کو یہ خبر ملی کہ بحرین میں ان کے مقرر کردہ گورنر حضرت ابن جارود یا ابن ابی جارود کے پاس ایک شخص لایا گیا جس کا نام ادریاس تھا اس نے مسلمانوں کے دشمن کے ساتھ خفیہ خط و کتابت کر رکھی تھی اور ان دشمنوں کے ساتھ مل جانے کا ارادہ بھی تھا اور اس کے ان جرائم پر گواہ بھی موجود تھے اس پر اس گورنر نے اسے قتل کر دیا۔ وہ شخص قتل ہوتے ہوئے کہہ رہا تھا اے عمر رضی اللہ عنہ! میری مدد کو آئیں۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! میں مظلوم

ہوں میری مدد کو آئیں حضرت عمرؓ نے اپنے اس گورنر کو خط لکھا کہ میرے پاس آؤ چنانچہ وہ آ گئے حضرت عمرؓ ان کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ میں ایک چھوٹا نیزہ تھا جب وہ حضرت عمرؓ کے پاس اندر آئے تو حضرت عمرؓ نے وہ چھوٹا نیزہ اس کے جبڑوں میں مارنا چاہا (لیکن مارا نہیں کہ حضرت جارودؓ نے اجتہادی غلطی کی وجہ سے اس آدمی کو قتل کیا تھا اس لئے چھوڑ دیا) اور حضرت عمرؓ کہتے جا رہے تھے اے ادریاس! میں تیری مدد کو حاضر ہوں۔ اے ادریاس! میں تیری مدد کو حاضر ہوں اور حضرت جارودؓ کہنے لگے اے امیر المومنین! اس نے مسلمانوں کی خفیہ باتیں دشمنوں کو لکھی تھیں اور دشمن سے جا ملنے کا اس نے ارادہ بھی کر رکھا تھا، حضرت عمرؓ نے فرمایا صرف برائی کے ارادہ پر ہی تم نے اسے قتل کر دیا ہم میں ایسا کون ہے جس کے دل میں ایسے بُرے ارادے نہیں آتے؟ اگر گورنروں کے قتل کرنے کا مستقل دستور بن جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں تمہیں اس کے بدلہ میں ضرور قتل کر دیتا۔

واقعہ ۸...... حضرت زید بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ دونوں کانوں میں انگلیاں ڈالے ہوئے باہر نکلے اور آپ کہہ رہے تھے یا لبیکاہ، میں مدد کو حاضر ہوں، میں مدد کو حاضر ہوں لوگوں نے ان سے پوچھا کہ انہیں کیا بات پیش آئی ہے؟ حضرت عمرؓ نے بتایا کہ ان کے مقرر کردہ ایک امیر کی طرف سے قاصد یہ خبر لایا ہے کہ ان کے علاقہ میں مسلمانوں کے راستہ میں ایک نہر پڑتی تھی جسے پار کرنے کے لئے مسلمانوں کو کوئی کشتی نہ مل سکی تو ان کے امیر نے کہا کوئی ایسا آدمی تلاش کرو جو نہر کی گہرائی معلوم کرنا جانتا ہو، چنانچہ ان کے پاس ایک بوڑھے کو لایا گیا اس بوڑھے نے کہا مجھے سردی سے ڈر لگتا ہے اور وہ موسم سردی کا تھا لیکن اس امیر نے انہیں مجبور کر کے اس نہر میں داخل کر دیا تھوڑی دیر میں ہی اس پر سردی کا بہت زیادہ اثر ہو گیا اور وہ زور زور سے پکارنے لگا۔ اے عمر رضی اللہ عنہ! میری مدد کو آؤ وہ بوڑھا ڈوب گیا (اس بوڑھے کی فریاد کے جواب میں حضرت عمرؓ کانوں میں انگلیاں ڈالے ہوئے یا لبیکاہ کہتے

ہوئے نکلے تھے) چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس امیر کو خط لکھا جس پر وہ مدینہ منورہ آ گئے ان کو آئے ہوئے کئی دن ہو گئے لیکن حضرت عمرؓ نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ فرمائی اور یہ حضرت عمرؓ کی عادت شریفہ تھی کہ جب ان کو کسی پر غصہ آتا تھا تو اس سے اعراض فرما لیتے تھے اس کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے پھر اس امیر کو کہا جس آدمی کو تم نے مار ڈالا اس کا کیا بنا؟ اس نے کہا اے امیر المومنین! میرا ارادہ اسے قتل کرنے کا نہیں تھا ہمیں نہر پار کرنے کے لئے کوئی بھی چیز نہیں مل رہی تھی ہم تو صرف یہ چاہتے تھے کہ یہ پتہ چل جائے کہ نہر کے پانی کی گہرائی کتنی ہے؟ پھر بعد میں ہم نے اللہ کے فضل سے فلاں فلاں علاقے فتح کئے اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا تم جو کچھ (فتوحات کی خبر وغیرہ) لے کر آئے ہو مجھے ایک مسلمان اس سے زیادہ محبوب ہے اگر مستقل دستور بن جانے کا خطرہ نہ ہوتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا تم اس کے رشتہ داروں کو خون بہا دو اور میرے پاس سے چلے جاؤ آئندہ تمھیں کبھی نہ دیکھوں۔ (بحوالہ البیہقی)

واقعہ ۹..... حضرت جریر رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت ابو موسیٰؓ کے ساتھ (جہاد میں) ایک آدمی تھا (اس لڑائی میں) مسلمانوں کو بڑا مال غنیمت حاصل ہوا۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے اسے مال غنیمت میں سے اس کا حصہ تو دیا لیکن پورا نہ دیا اس نے کہا لوں گا تو پورا لوں گا نہیں تو نہیں لوں گا، حضرت ابو موسیٰ نے اسے بیس کوڑے مارے اور اس کا سر مونڈھ دیا وہ اپنے بال جمع کر کے حضرت عمرؓ کے پاس لے گیا (وہاں جا کر) اس نے اپنی جیب سے بال نکالے اور حضرت عمرؓ کے سینے پر دے مارے حضرت عمرؓ نے پوچھا تمھیں کیا ہوا اس نے اپنا سارا قصہ سنایا حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ کو یہ خط لکھا:

"سلام علیک! اما بعد! فلاں بن فلاں نے مجھے سارا قصہ اس اس طرح سنایا میں آپ کو قسم دے کر کہتا ہوں اگر یہ کام (اس کے ساتھ) آپ نے بھرے مجمع میں لوگوں کے سامنے کیا ہے تو آپ اس کے لئے بھرے مجمع میں لوگوں کے سامنے بیٹھ جائیں اور پھر وہ آپ سے اپنا بدلہ لے اور اگر یہ کام (اس کے ساتھ) آپ نے تنہائی میں کیا ہے تو

آپ اس کے لئے تنہائی میں بیٹھ جائیں اور پھر وہ آپ سے اپنا بدلہ لے۔"

چنانچہ حضرت ابوموسیٰ کو یہ خط ملا تو وہ بدلہ دینے کے لئے (اس آدمی کے سامنے) بیٹھ گئے اس پر اس آدمی نے کہا میں نے ان کو اللہ کے لئے معاف کر دیا۔

(بحوالہ البیھقی کنز العمال)

واقعہ نمبر ۱۰...... حضرت حر مازیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے حضرت فیروز دیلمیؓ کو یہ خط لکھا:

"امابعد! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ میدے کی روٹی شہد کے ساتھ کھانے میں مشغول ہو گئے ہو لہٰذا جب آپ کے پاس میرا یہ خط پہنچے تو آپ اللہ کا نام لے کر میرے پاس آجائیں اور اللہ کے راستہ میں جہاد کریں۔" چنانچہ حضرت فیروز (خط ملتے ہی مدینہ) آگئے انہوں نے حضرت عمرؓ کے پاس اندر آنے کی اجازت مانگی حضرت عمرؓ نے ان کو اجازت دے دی (وہ اندر جانے لگے تو) ایک قریشی نوجوان بھی اندر جانے لگا جس سے ان کا راستہ تنگ ہو گیا انہوں نے اس قریشی کی ناک پر (اس زور سے) تھپڑ مارا (کہ خون نکل آیا) وہ قریشی نوجوان اسی حالت میں حضرت عمرؓ کے پاس اندر چلا گیا کہ اس کی ناک سے خون بہہ رہا تھا حضرت عمرؓ نے اس نوجوان سے پوچھا تمھارے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ اس نے کہا حضرت فیروزؓ نے اور وہ اس وقت دروازے پر ہی ہیں حضرت عمرؓ نے حضرت فیروز کو اندر آنے کی اجازت دی وہ اندر آگئے حضرت عمرؓ نے کہا اے فیروز! یہ کیا ہے؟ حضرت فیروزؓ نے کہا اے امیر المومنین! ہم نے کچھ عرصہ قبل ہی بادشاہت چھوڑی ہے (جس کا اثر ابھی ہماری طبیعتوں میں باقی ہے) بات یہ ہوئی آپ نے مجھے خط بھیج کر بلوایا، اسے آپ نے کوئی خط نہیں لکھا اور (اجازت مانگنے پر) آپ نے مجھے تو اندر آنے کی اجازت دی اس نے نہ اجازت مانگی اور نہ آپ نے اسے اجازت دی اس نے (قاعدہ کے خلاف کرتے ہوئے بلا اجازت) مجھ سے پہلے میری اجازت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اندر داخل ہونا چاہا (اس پر مجھے غصہ آگیا) اس لئے مجھ

سے وہ حرکت سرزد ہوگئی جو یہ آپ کو بتا رہا ہے حضرت عمرؓ نے کہا آپ کو بدلہ دینا ہوگا حضرت فیروز نے پوچھا کیا بدلہ ضرور دینا پڑے گا؟ حضرت عمرؓ نے کہا ہاں ضرور دینا پڑے گا حضرت فیروز گھٹنوں کے بل بدلہ دینے کے لئے بیٹھ گئے اور وہ نوجوان بدلہ لینے کھڑا ہو گیا، حضرت عمرؓ نے اس سے کہا اے نوجوان! ذرا ٹھہرنا میں تمھیں وہ بات سناتا ہوں جو میں نے حضور ﷺ سے سنی ہے ایک دن صبح کے وقت میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جھوٹے نبی اسود عنسی کو آج رات قتل کر دیا گیا ہے اور اس کو اللہ کے نیک بندے فیروز دیلمیؓ نے قتل کیا ہے جب تم نے ان کے بارے میں حضور ﷺ کی یہ حدیث سن لی ہے تو کیا اس کے بعد بھی تم ان سے بدلہ لینا چاہتے ہو؟ اس نوجوان نے کہا جب آپ نے ان کے بارے میں مجھے حضور ﷺ کی یہ حدیث سنائی ہے تو میں نے ان کو معاف کر دیا ہے حضرت فیروزؓ نے کہا میں نے اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا اور اس نے خوشی خوشی مجھے معاف کر دیا تو کیا اس کے بعد میں اپنی غلطی پر (اللہ کی پکڑ سے) بچ جاؤں گا؟ حضرت عمرؓ نے کہا ہاں اس پر حضرت فیروزؓ نے کہا میں آپ کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میری تلوار، میرا گھوڑا اور میرے مال میں سے تیس ہزار اس نوجوان کو ہدیہ ہیں حضرت عمرؓ نے کہا اے قریشی! تم نے معاف کر کے ثواب بھی لے لیا اور تم کو اتنا مال بھی مل گیا۔ (بحوالہ ابن عساکر)

واقعہ نمبر ۱۱...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک باندی نے حضرت عمر بن خطابؓ کی خدمت میں آ کر کہا میرے آقا نے پہلے مجھ پر یہ تہمت لگائی پھر مجھے آگ پر بٹھا دیا جس سے میری شرم گاہ جل گئی حضرت عمرؓ نے اس سے پوچھا کیا تمہارے آقا نے تم کو وہ برا کام کرتے ہوئے دیکھا تھا؟ اس باندی نے کہا نہیں حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا تم نے کسی برائی کا اس کے سامنے اقرار کیا تھا؟ اس باندی نے کہا نہیں حضرت عمرؓ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ (چنانچہ وہ آدمی آ گیا) جب حضرت عمرؓ نے اس آدمی کو دیکھا تو فرمایا کیا تم انسانوں کو وہ عذاب دیتے ہو جو اللہ کے ساتھ خاص ہے؟ اس

آدمی نے کہا اے امیر المومنین! مجھے اس پر شبہ ہوا تھا، حضرت عمرؓ نے پوچھا کیا تم نے اسے وہ کام کرتے ہوئے دیکھا تھا؟ اس نے کہا نہیں حضرت عمرؓ نے پھر پوچھا کیا اس باندی نے تمہارے سامنے اس جرم کا اعتراف کیا تھا؟ اس نے کہا نہیں حضرت عمرؓ نے کہا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے نہ سنا ہوتا کہ مالک سے اس کے غلام کو اور اولاد سے اس کے بیٹے کو بدلہ نہیں دلوایا جائے گا تو میں تجھ سے اس باندی کو بدلہ دلواتا اور پھر حضرت عمرؓ نے اس آدمی کو سو کوڑے مارے اور اس باندی کو فرمایا تو جا تو اللہ کے لئے آزاد ہے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی آزاد کردہ ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جسے آگ میں جلایا گیا جس کی شکل آگ سے جلا کر بگاڑی گئی وہ آزاد ہے اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا آزاد کردہ ہے۔ (بحوالہ الطبرانی والحاکم)

واقعہ نمبر ۱۲...... حضرت مکحول کہتے ہیں حضرت عبادہ بن صامتؓ نے ایک دیہاتی کو بلوایا تا کہ وہ بیت المقدس کے پاس ان کی سواری کو پکڑ کر کھڑا رہے اس نے انکار کر دیا اس پر حضرت عبادہؓ نے اسے مارا جس سے اس کا سر زخمی ہو گیا اس نے ان کے خلاف حضرت عمر بن خطابؓ سے مدد طلب کی حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا آپ نے اس کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا اے امیر المومنین! میں نے اسے کہا کہ میری سواری پکڑ کر کھڑا رہے لیکن اس نے انکار کر دیا اور مجھ میں ذرا تیزی ہے اس لئے میں نے اسے مار دیا، حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ بدلہ دینے کے لئے بیٹھ جائیں حضرت زید بن ثابتؓ نے کہا کیا آپ اپنے غلام کو اپنے بھائی سے بدلہ دلوا رہے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے بدلہ دلوانے کا ارادہ چھوڑ دیا اور یہ فیصلہ کیا کہ حضرت عبادہ اسے اس زخم کے بدلہ میں مقرر رقم دیں۔ (بحوالہ البیہقی)

واقعہ نمبر ۱۳...... حضرت سوید بن غفلہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب حضرت عمرؓ ملک شام تشریف لے گئے تو اہل کتاب میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا جس کا سر زخمی تھا اور

اس کی پٹائی ہو چکی تھی اس نے کہا اے امیر المومنین! آپ میری حالت جو دیکھ رہے ہیں یہ سب کچھ ایک مسلمان نے میرے ساتھ کیا ہے اس پر حضرت عمرؓ کو بہت غصہ آیا اور حضرت صہیبؓ سے کہا جاؤ اور دیکھو کس نے اس کے ساتھ ایسا کیا ہے؟ اسے میرے پاس لاؤ۔ حضرت صہیبؓ نے جا کر پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ حضرت عوف بن مالک اشجعیؓ نے کیا ہے حضرت صہیب نے ان سے کہا امیر المومنین کو تم پر بہت زیادہ غصہ آیا ہوا ہے، تم حضرت معاذ بن جبلؓ کے پاس جا کر ان سے کہو کہ وہ حضرت عمرؓ سے تمہارے بارے میں بات کریں (اور وہ تمہارے لیے ان سے سفارش کریں) کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ حضرت عمرؓ تمہیں دیکھتے ہی فوراً سزا دینے لگ جائیں گے۔

چنانچہ جب حضرت عمرؓ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے پوچھا صہیب کہاں ہیں؟ کیا تم اس آدمی کو لے آئے ہو؟ حضرت صہیبؓ نے کہا جی ہاں۔ حضرت عوف جا کر حضرت معاذ کو اپنا سارا واقعہ بتا چکے تھے اور حضرت معاذؓ اس وقت وہاں آئے ہوئے تھے چنانچہ حضرت معاذؓ نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر المومنین! وہ مارنے والے عوف بن مالک (جیسے قابل اعتماد انسان) ہیں۔ آپ ان کی بات سن لیں اور انہیں سزا دینے میں جلدی نہ کریں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت عوف سے کہا تمہیں اس آدمی کے ساتھ کیا بات پیش آئی۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین! میں نے دیکھا کہ ایک مسلمان عورت گدھے پر سوار ہے یہ پیچھے سے اس گدھے کو ہانک رہا ہے، اتنے میں اس نے اس عورت کو گرانے کے لیے اسے لکڑی سے چوکا مارا لیکن وہ نہ گری پھر اس نے اسے ہاتھ سے دھکا دیا جس سے وہ عورت گر گئی اور یہ اس کے اوپر چڑھ گیا (اور اس کی عصمت لوٹ لی، میں یہ منظر برداشت نہ کر سکا اور میں نے اس کے سر پر مار دیا) حضرت عمرؓ نے اس سے کہا تم اس عورت کو لاؤ تا کہ وہ تمہاری بات کی تصدیق کرے ۔حضرت عوف اس عورت کے پاس گئے تو اس کے باپ اور خاوند نے ان سے کہا تم ہماری عورت کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہو؟ تم نے تو (یہ سارا واقعہ سنا کر) ہمیں رسوا کر دیا

لیکن اس عورت نے کہا نہیں میں تو ان کے ساتھ (حضرت عمرؓ کو خود بتانے) ضرور جاؤں گی تو اس کے والد اور خاوند نے کہا (تم ٹھہرو) ہم جا کر تمہاری طرف سے ساری بات پہنچا آتے ہیں چنانچہ وہ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور بالکل ویسا ہی قصہ بتایا جیسا حضرت عوف نے بتایا تھا، چنانچہ حضرت عمرؓ کے حکم دینے پر اس یہودی کو سولی دی گئی اور حضرت عمرؓ نے فرمایا (اے یہودیو) ہم نے تم پر اس پر صلح نہیں کی تھی (کہ تم ہماری عورتوں کے ساتھ زنا کرو اور ہم کچھ نہ کہیں) پھر فرمایا اے لوگو! حضرت محمد ﷺ کی امان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو لیکن ان میں سے جو کسی مسلمان عورت کے ساتھ زنا کرے گا اس کے لئے کوئی امان نہیں ہوگی حضرت سوید کہتے ہیں یہ پہلا یہودی ہے جسے میں نے اسلام میں سولی چڑھتے دیکھا۔ (بحوالہ البیہقی وابن عساکر)

واقعہ نمبر ۱۴۔۔۔۔۔حضرت عبدالملک بن یعلی لیثی کہتے ہیں حضرت بکیر بن شداخؓ ان صحابہؓ میں سے ہیں جو بچپن سے ہی حضور ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے جب یہ بالغ ہوئے تو انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کے گھر آتا جاتا تھا لیکن اب میں بالغ ہو گیا ہوں حضور ﷺ نے خوش ہو کر یہ دعا دی اے اللہ! اس کی بات کو سچا کر دے اور اسے کامیابی نصیب فرما جب حضرت عمرؓ کا زمانہ خلافت آیا تو ایک یہودی مقتول پایا گیا حضرت عمرؓ نے اسے بہت بڑا حادثہ سمجھا اور آپ گھبرا گئے اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے تو کیا میرے زمانہ خلافت میں لوگوں کو یوں اچانک قتل کر دیا جائے گا جس آدمی کو اس قتل کے بارے میں کچھ علم ہے میں اسے اللہ کی یاد دلا کر کہتا ہوں کہ وہ مجھے ضرور بتائے اس پر حضرت بکیر بن شداخؓ نے کھڑے ہو کر کہا میں نے اسے قتل کیا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ اکبر تم نے اس کے قتل کا اقرار کر لیا ہے تو اب ایسی وجہ بتاؤ جس سے تم سزا سے بچ سکو انہوں نے کہا ہاں میں بتاتا ہوں فلاں مسلمان اللہ کے راستہ میں جہاد کے لئے گیا اور اپنے گھر والوں کی دیکھ بھال میرے ذمہ کر گیا میں اس کے گھر گیا تو میں نے اس یہودی

کو وہاں پایا وہ یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

وأشعث غرّهُ الاسلامُ حتّٰی خلوتُ بعر سه لیل التّمام

اشعث (اس عورت کے خاوند کا نام ہے) کو تو اسلام نے دھوکہ میں ڈالا ہوا ہے ۔ (وہ اسلامی جذبہ سے گھر چھوڑ کر خدا کے راستہ میں گیا ہوا ہے اور میں نے اس دھوکہ سے یہ فائدہ اٹھایا کہ) میں نے ساری رات اس کی بیوی کے ساتھ تنہائی میں گزاری ہے۔

ابیتُ علیٰ ترائبها و یمسی علیٰ جرداء لا حقته الحزام

میں تو ساری رات اس کی بیوی کے سینہ پر گزار رہا ہوں اور وہ خود چھوٹے بالوں والی اونٹنی کی پشت پر شام گزارتا ہے جس کا تنگ بندھا ہوا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے حضرت بکیر کی بات کو سچا مان لیا اور اس یہودی کے خون کو معاف کر دیا (اور ان سے بدلہ یا خون بہا نہ لیا) اور حضرت بکیر کے ساتھ یہ سب کچھ حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے ہوا کہ (بغیر گواہ کے ان کی بات سچی مان لی گئی) (بحوالہ ابونعیم کذافی الکنز)

واقعہ نمبر ۱۵..... حضرت قاسم بن ابی بزہ کہتے ہیں شام میں ایک مسلمان نے ایک ذمی کافر کو قتل کر دیا حضرت عبیدہ بن جراحؓ کے سامنے یہ مقدمہ پیش کیا گیا تو انہوں نے یہ قصہ لکھ کر حضرت عمرؓ کو بھیجا حضرت عمرؓ نے جواب میں یہ لکھا کہ یوں ذمیوں کو قتل کرنا اگر اس مسلمان کی عادت بن گئی ہے پھر تو اسے آگے کر کے اس کی گردن اُڑا دو اور اگر وہ طیش میں آکر اچانک ایسا کر بیٹھا ہے تو اس پر چار ہزار کی دیت کا جرمانہ لگا دو۔ (بحوالہ البیہقی)

واقعہ نمبر ۱۶..... کوفہ کے ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے ایک لشکر بھیجا تھا اسکے امیر کو یہ خط لکھا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تمہارے کچھ ساتھی کبھی موٹے تازے کافر کا پیچھا کر رہے ہوتے ہیں وہ کافر دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ جاتا ہے اور خود کو محفوظ کر لیتا ہے تو پھر اس سے تمہارا ساتھی فارسی میں کہتا ہے مترس یعنی مت ڈرو (یہ کہہ کر

اسے امان دے دیتا ہے وہ کافر خود کو اس مسلمان کے حوالے کر دیتا ہے) پھر یہ مسلمان اس کافر کو پکڑ کر قتل کر دیتا ہے (یہ قتل دھوکہ دے کر کیا ہے) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! آئندہ اگر مجھے کسی کے بارے میں پتہ چلا کہ اس نے ایسا کیا ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔

حضرت ابوسلمہؒ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کسی کی انگلی نے آسمان کی طرف اشارہ کر کے کسی مشرک کو امان دے دی اور وہ مشرک اس وجہ سے اس مسلمان کے پاس آگیا اور پھر مسلمان نے اسے قتل کر دیا تو (یوں دھوکہ سے قتل کرنے پر) میں اس مسلمان کو ضرور قتل کر دوں گا۔ (بحوالہ کنز العمال)

واقعہ نمبر ۱۷...... حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے تستر کا محاصرہ کیا (آخر محاصرہ اور جنگ سے تنگ آکر تستر کے حاکم) ہرمزان نے اپنے بارے میں حضرت عمرؓ کے فیصلے پر اترنا قبول کیا میں اس کو لے کر حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا جب ہم حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو آپ نے اس سے کہا کہو کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا زندہ رہنے والے کی طرح بات کروں یا مر جانے والے کی طرح؟ حضرت عمرؓ نے کہا لا بأس یعنی تم اپنے بارے میں مت ڈرو بات کرو، ہرمزان نے کہا اے قوم عرب! جب تک اللہ تعالیٰ خود تمہارے ساتھ نہ تھے بلکہ اللہ نے معاملہ ہمارے اور تمہارے درمیان چھوڑ رکھا تھا اسوقت تک تو ہم تمہیں اپنا غلام بناتے تھے تمہیں قتل کرتے تھے اور تم سے سارا مال چھین لیا کرتے تھے لیکن جب سے اللہ تمہارے ساتھ ہو گیا ہے اس وقت سے ہم میں تم سے مقابلہ کی طاقت بھی باقی نہیں رہی، حضرت عمرؓ نے (مجھ سے) پوچھا (اے انس!) تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا اے امیر المومنین! میں اپنے پیچھے بڑی تعداد میں دشمن اور ان کا بڑا دبدبہ چھوڑ کر آیا ہوں اگر آپ اسے قتل کر دیں گے تو پھر اس کی قوم اپنی زندگی سے ناامید ہو کر مسلمانوں سے لڑنے میں اور زیادہ زور لگائے گی (اسلئے آپ اسکو قتل نہ کریں)

حضرت عمرؓ نے کہا میں حضرت براء بن مالک اور حضرت مجزاء بن ثور رضی اللہ عنہما (جیسے بہادر صحابہ) کے قاتل کو کیسے زندہ چھوڑ دوں؟ (اس نے ان دونوں کو قتل کیا ہے) حضرت انس کہتے ہیں جب مجھے خطرہ ہوا کہ حضرت عمرؓ تو اسے ضرور قتل کر ہی دیں گے تو میں نے ان سے کہا آپ اسے قتل نہیں کر سکتے کیونکہ آپ اس سے لا بـاس تم مت ڈرو اور بات کرو کہہ چکے ہیں (اور لا باس کہنے سے جان کی امان مل جاتی ہے لہٰذا آپ تو اسے امان دے چکے ہیں) حضرت عمرؓ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے تم نے اس سے کوئی رشوت لی ہے اور اس سے کوئی مفاد حاصل کیا ہے؟ حضرت انسؓ نے کہا اللہ کی قسم! میں نے اس سے نہ رشوت لی ہے اور نہ کوئی مفاد (میں تو ایک حق بات کہہ رہا ہوں) حضرت عمرؓ نے کہا تم اپنے اس دعویٰ (کہ لا بـاس کہنے سے کافر کو امان مل جاتی ہے) تصدیق کرنے والا کوئی اور گواہ اپنے علاوہ لاؤ ورنہ میں تم سے ہی سزا کی ابتدا کروں گا، چنانچہ میں گیا مجھے زبیر بن عوامؓ ملے میں ان کو لے کر آیا انہوں نے میری بات کی تصدیق کی جس پر حضرت عمرؓ ہرمزان کے قتل سے رک گئے اور ہرمزان مسلمان ہو گیا اور حضرت عمرؓ نے اس کے لئے بیت المال میں سے وظیفہ مقرر کیا۔ (بحوالہ البیہقی)

واقعہ نمبر ۱۸...... حضرت عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں جب ہم حضرت عمرؓ کے ساتھ (دمشق کی بستی) جابیہ پہنچے تو آپؓ نے ایک بوڑھے ذمی کو دیکھا کہ وہ لوگوں سے کھانا مانگ رہا ہے حضرت عمرؓ نے اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا (کہ یہ کیوں مانگ رہا ہے) کسی نے کہا یہ ذمی آدمی ہے جو کمزور اور بوڑھا ہو گیا ہے حضرت عمرؓ نے اسکے ذمہ جو جزیہ تھا وہ معاف کر دیا اور فرمایا پہلے تم نے اس پر جزیہ لگایا (جسے وہ دیتا رہا) اب جب وہ کمزور ہو گیا ہے تو تم نے اسے کھانا مانگنے کے لئے چھوڑ دیا ہے پھر آپ نے اس کے لئے بیت المال میں سے دس درہم وظیفہ مقرر کیا کیونکہ وہ بوڑھا عیال دار تھا۔ (بحوالہ ابن عساکر)

واقعہ نمبر ۱۹...... ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کا ایک بوڑھے ذمی پر گزر ہوا جو لوگوں سے

مسجدوں کے دروازوں پر مانگتا پھر رہا تھا حضرت عمرؓ نے فرمایا (اے ذمی) ہم نے تم سے انصاف نہیں کیا جوانی میں تو ہم تم سے جزیہ لیتے رہے اور بڑھاپے میں ہم نے تمہارا کوئی خیال نہیں رکھا، پھر آپ نے اس کے لئے بیت المال سے بقدر گزارہ وظیفہ جاری کر دیا۔

واقعہ نمبر ۲۰..... حضرت یزید بن ابی مالک رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں مسلمان جابیہ بستی میں ٹھہرے ہوئے تھے حضرت عمرؓ بھی ان کے ساتھ تھے ایک ذمی نے آ کر حضرت عمرؓ کو بتایا کہ لوگ اس کے انگوروں کے باغ پر ٹوٹ پڑے ہیں چنانچہ حضرت عمرؓ باہر نکلے تو ان کی اپنے ایک ساتھی سے ملاقات ہوئی جس نے اپنے ڈھال پر انگور اٹھا رکھے تھے حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا ارے میاں تم بھی، اس نے کہا اے امیر المومنین! ہمیں بہت زیادہ بھوک لگی ہوئی ہے (کھانے کا اور سامان ہے نہیں) یہ سن کر حضرت عمرؓ واپس آ گئے اور یہ حکم دیا کہ اس ذمی کو اس کے انگوروں کی قیمت ادا کی جائے۔ (بحوالہ کنز العمال)

واقعہ نمبر ۲۱..... حضرت سعید بن میسب رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مسلمان اور یہودی اپنے جھگڑے کا فیصلہ کروانے حضرت عمرؓ کے پاس آئے، آپؓ نے دیکھا کہ یہودی حق پر ہے تو آپ نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا اس پر اس یہودی نے کہا اللہ کی قسم! آپ نے حق کا فیصلہ کیا ہے اس پر حضرت عمرؓ نے اسے (خوشی سے ہلکا سا) کوڑا مارا اور فرمایا تجھے کس طرح پتہ چلا (کہ حق کیا ہوتا ہے؟) اس پر یہودی نے کہا اللہ کی قسم! ہمیں تورات میں یہ لکھا ہوا ملتا ہے کہ جو قاضی حق کا فیصلہ کرتا ہے اس کے دائیں جانب ایک فرشتہ اور بائیں جانب ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اسے صحیح راستہ پر چلاتے ہیں اور اسے حق بات کا الہام کرتے ہیں، جب تک وہ قاضی حق کا فیصلہ کرنے کا عزم رکھتا ہے، جب وہ یہ عزم چھوڑ دیتا ہے تو دونوں فرشتے اسے چھوڑ کر آسمان پر چڑھ جاتے ہیں۔

(بحوالہ الترغیب والترھیب)

واقعہ نمبر ۲۲..... حضرت ایاس بن سلمہ اپنے والد (حضرت سلمہ) سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطابؓ بازار سے گزرے، ان کے ہاتھ

میں کوڑا بھی تھا انہوں نے آہستہ سے وہ کوڑا مجھے مارا جو میرے کپڑے کے کنارے کو لگ گیا اور فرمایا راستہ سے ہٹ جاؤ جب اگلا سال آیا تو آپ کی مجھ سے ملاقات ہوئی مجھ سے کہا اے سلمہ! کیا تمہارا حج کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا جی ہاں پھر میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور مجھے چھ سو درہم دیئے اور کہا انہیں اپنے سفر حج میں کام لے آنا اور یہ اس ہلکے سے کوڑے کے بدلہ میں ہیں جو میں نے تم کو مارا تھا میں نے کہا اے امیر المومنین! مجھے تو وہ کوڑا یاد بھی نہیں رہا فرمایا لیکن میں تو اسے نہیں بھولا (یعنی میں نے مار تو دیا لیکن سارا سال کھٹکتا رہا۔ (بحوالہ الطبری)

محترمہ قارئین، ان واقعات سے آپ نے اندازہ کیا کہ حضرت عمرؓ کس قدر عدل وانصاف کا خیال رکھتے تھے، اسی طرح دیگر اخلاق حسنہ بھی کس قدر ان میں پائے جاتے تھے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی حضرت عمرؓ جیسے اخلاق اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین یارب العالمین۔ (بحوالہ صحابہؓ کے مثالی اخلاق)

## پندرہ باتیں جن میں عورت مرد سے مختلف ہے

''عورت اور مرد کو زندگی کی شاہراہ پر شانہ بشانہ چلنا پڑتا ہے۔''

''سول اور فوجی عہدوں پر عورتیں بھی کام کر سکتی ہیں۔ ان عہدوں پر مردوں کی اجارہ داری نہیں ہونی چاہیے۔''

''مرد اور عورت میں امتیاز کرنے والے رجعت پسند ہیں۔''

یہ اور اس طرح کی دوسری باتیں آئے دن سننے میں آتی ہیں یہاں ہم تازہ ترین سائنسی، نفسیاتی اور طبی تحقیقات سے اخذ کردہ نتائج پیش کر رہے ہیں۔ ان کی روشنی میں یہ سمجھنا آپ کے لئے آسان ہوگا کہ حیاتیاتی اعتبار سے مرد اور عورت ایک دوسرے سے کہاں تک مختلف ہیں اور دونوں کا میدان عمل کہاں تک الگ ہے۔

## خون کا فرق

حیوانات کی دنیا میں کسی بھی جوڑے کو لیجئے نر اور مادہ کے خون میں کیمیائی مرکبات مختلف ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر بعض سنڈیوں میں نر سنڈی کا خون زرد اور مادہ کا سبز ہوتا ہے۔ انسانی خون میں یہ فرق اتنا نمایاں نہیں، پھر بھی مرد کے خون میں عورت کی نسبت سرخ ذرات دس فیصد زائد ہوتے ہیں۔

مرد کے خون کا رنگ زیادہ سرخ ہوتا ہے۔ نیز ہیموگلوبن کی مقدار بھی عورت کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ ہیموگلوبن خون کا ایک ضروری جزو ہے جو آکسیجن کو جسم میں گردش دیتا ہے اور جہاں ضرورت ہو پہنچاتا ہے۔

اللہ تعالٰی نے خون کے ان اجزاء کی کمی یوں پوری کی ہے کہ عورت کے جسم میں خون کی افزائش آسانی اور تیزی سے ہوتی ہے۔ تجربہ شاہد ہے کہ حادثے کی صورت میں عورت کے زخم نسبتاً جلد بھر جاتے ہیں ہر ماہ حیض کی صورت میں بھی خون کا اخراج ہوتا ہے، یہ عمل سال میں بارہ مرتبہ اور کم وبیش پنتالیس برس کی عمر تک جاری رہتا ہے لیکن اللہ تعالٰی نے عورت کے جسم میں جلدی اور سرعت خون پیدا کرنے کی استعداد رکھی ہے جو اسے لاغری اور خرابی صحت سے بچائے رکھتی ہے یہی وجہ ہے کہ بچے کی پیدائش کے بعد وہ جلد صحت مند ہو جاتی ہے۔

جب تک عورت کو حیض آتا ہے وہ بچہ پیدا کرنے کے قابل ہوتی ہے اخراج خون اور رحم مادر میں بچے کی نشو ونما پر قوت صرف ہوتی ہے لیکن ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ عورت کو کم وبیش پنتالیس برس کی عمر تک حیض آتا ہے، اس کے بعد وہ قوت جو اخراج خون یا بچے کی افزائش پر صرف ہوتی تھی، بچتی رہتی ہے اسی بچی ہوئی قوت کی وجہ سے عورت کی عمر لمبی ہو جاتی ہے۔

## بلڈ پریشر

مرد اور عورت کے لئے خون کا دباؤ ناپنے والے گوشوارے مختلف ہوتے ہیں۔

مرد کا خون بھاری ہوتا ہے اس میں آبی اجزاء کم ہیں، مرد کا دل عورت کے مقابلے میں سست رفتار ہے یہی وجہ ہے کہ اسے آکسیجن کی زیادہ ضرورت ہے، نتیجتاً خون کا دباؤ زیادہ ہوتا ہے اگرچہ معمولی فرق ہے لیکن بعض اوقات یہی فرق مرد کی موت کا سبب بن جاتا ہے۔

اگرچہ عورت درد، گرمی اور سردی جلد محسوس کرتی ہے لیکن ان کا مقابلہ کرنے کی طاقت اس میں زیادہ ہوتی ہے۔ غریب اور متوسط طبقے کی عورت کو دیکھئے کڑکڑاتے جاڑے میں بھی معمولی کپڑوں میں کام کرتی ہے جب کہ اسی عمر کا مرد گرم اور موٹے کپڑے کا سہارا لینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

## سانس

عورت کا دل اور پھیپھڑے چھوٹے ہوتے ہیں، نتیجتاً اسے کم آکسیجن کی ضرورت پڑتی ہے۔ ایک منٹ میں عورت، مرد کے مقابلے میں زیادہ سانس لیتی ہے۔ وہ مرد کی طرح کھینچ کر سانس نہیں لیتی، یہی وجہ ہے کہ خراٹے لینے میں مرد کا مقابلہ عورت نہیں کر سکتی۔ البتہ سخت کام کرتے ہوئے اس کا سانس جلد پھول جاتا ہے۔

عورت کم گہرے سانس لیتی ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ ہوا میں زہریلے ذرات سے محفوظ رہتی ہے، وہ آہستہ سانس لیتی ہے اور مرد کے برعکس زہریلے مادے اس کے پھیپھڑوں میں کم داخل ہوتے ہیں۔ چند برس پہلے جب ایتھر ایجاد ہوئی تو ایک دلچسپ بات سامنے آئی، ایتھر درد کو ختم کرنے والی دوا ہے۔ لیکن شروع میں اس کے استعمال سے بہت سی اموات ہوئیں، مرنے والوں میں مردوں کی تعداد عورتوں کے مقابلے میں دگنی تھی، وجہ یہ تھی کہ مرد کے جسم میں زہریلے مادوں کو ختم کرنے کی قوت عورت سے کم ہے۔

## حرکت قلب

عام حالات میں مرد کا دل عورت کی نسبت فی منٹ دس مرتبہ کم دھڑکتا ہے یعنی عورت کے دل کی دھڑکن مرد سے زیادہ ہے، تجربے میں آیا ہے کہ شکم مادر میں بھی بچی کا دل

بچے کے مقابلے میں تیزی سے دھڑکتا ہے، چنانچہ بعض دیگر پیچیدگیوں پر قابو پالیا جائے، تو مستقبل میں ڈاکٹر حرکت قلب سے یہ معلوم کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے کہ رحم مادر میں بچے کی جنس کیا ہے۔

## جسمانی قوت

جسمانی قوت کے اعتبار سے مرد بہر حال عورت سے زیادہ طاقتور ہے مرد کے جسم میں ۸۷ فیصد قوت ہوتی ہے اور باقی گوشت اور چربی، عورت میں قوت کا تناسب صرف ۵۴ فیصد ہے مرد جلد تھکاوٹ محسوس نہیں کرتا اس کے مقابلے عورت میں جلد تھک جاتی ہے۔

دوسری جنگ عظیم میں عورتوں نے مردوں کے دوش بدوش کام کیا تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آئی کہ وہ جلد تھکن کا شکار ہو جاتی ہیں اور انہیں اپنی توانائی بحال کرنے کے لئے زیادہ آرام کی ضرورت پڑتی ہے۔ امریکہ میں دوسرے یورپی ملکوں کے مقابلے میں ملازم پیشہ عورتوں کی تعداد زیادہ ہے لیکن ان کا کام دفتری نوعیت کا ہے۔ وہ فائل کلرک، ٹائپسٹ، شینوگرافر اور سیکرٹری کے فرائض انجام دینا پسند کرتی ہیں یا دکانوں پر سیل گرل کا کام کرتی ہیں۔ زیادہ محنت طلب کام ان کی حیاتیاتی بناوٹ سے مطابقت نہیں رکھتا۔ چنانچہ وہ کارخانوں میں یا بھاری مشینوں پر ملازم نہیں ہوتیں۔

## وزن اٹھانے کی صلاحیت

عورت میں بوجھ اٹھانے کی استعداد بھی کم ہے۔ وہ اوسطاً تیس سیر سے زیادہ بوجھ نہیں اٹھاسکتی۔ جب کہ مرد دو من تک اٹھا سکتا ہے مرد اور عورت کا وزن خواہ یکساں ہو لیکن بوجھ اٹھانے کے تناسب میں خاصا فرق ہے۔

## نشوونما میں فرق

مرد کے مقابلے میں عورت کے بدن کی نشوونما تیزی سے ہوتی ہے اسی تناسب سے اس کا وزن بڑھتا ہے۔ چربی اور فالتو گوشت کی مقدار عورت کے بدن میں زیادہ ہوتی ہے

اور برابر بڑھتی رہتی ہے اس میں قدرت کی یہ مصلحت ہے کہ رحم مادر میں بچہ آسانی کے ساتھ پروان چڑھ سکے سوال پیدا ہوتا ہے کہ عورت کا جسم اس دور میں بھی کیوں فربہ ہوتا ہے، جب وہ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہیں رہتی۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ طبی تحقیق کے مطابق عورت کا معدہ بڑا ہوتا ہے اور وہ خوراک جلدی اور آسانی سے ہضم کرتی ہے، چنانچہ اسے بھوک زیادہ لگتی ہے اور بسیار خوری اسے موٹاپے کی طرف لے جاتی ہے دوسری توجیہہ یہ ہے کہ آخر عمر میں عورت کے جسم میں وہ اجزاء اب تک بچوں کی افزائش پر خرچ ہوتے رہے تھے بیکار ہو کر گوشت میں شامل ہو جاتے ہیں اور جسم کو موٹا کر دیتے ہیں۔

## کھیل کا میدان

عورت کو کھیل کے میدان میں بھی مرد کے برابر لانے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن تجربہ شاہد ہے کہ وہ جسمانی ساخت کے لحاظ سے مرد کا مقابلہ نہیں کر سکتی، مثال کے طور پر عورت میں گیند کو تیزی سے پھینکنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ اس کی وجہ صنفی کمزوری نہیں، جسمانی ساخت ہے، عورت کے جسم میں کہنی اور کلائی کی ہڈیاں آپس میں ایسے زاویوں سے ملتی ہیں کہ ہاتھ تیزی سے گیند کو گھما نہیں سکتا۔ اس کی جسمانی بناوٹ سیڑھیاں چڑھنے میں بھی دشواری پیدا کرتی ہے اسی طرح کولہوں اور گھٹنوں کی ہڈیوں کے جوڑ اسے کوہ پیمائی میں کامیاب ہونے نہیں دیتے۔

## صوتی رگیں

مرد کی صوتی رگیں عورت کی صوتی رگوں سے لمبائی میں دگنی ہوتی ہیں عورت ہلکے سروں میں آسانی سے بات کر لیتی ہے، لیکن زیادہ لمبی تان کھینچنا اس کے لئے نسبتاً مشکل ہے۔

## غدود کا فرق

جسم کے بعض غدود بھی مرد اور عورت کو ایک دوسرے سے امتیاز بخشتے ہیں، گلے کے غدود کو لیجئے...... یہ رطوبت کا اخراج باہر کے بجائے خون کے اندر کرتا ہے، رطوبت کا

اخراج اگر زیادہ ہو جائے تو انسان اعصابی کشمکش چڑچڑے پن اور اختلاج قلب میں مبتلا ہو جاتا ہے اگر اخراج غیر معمولی حد تک ہو تو بعض دفعہ فتور عقل کا عارضہ لاحق ہو سکتا ہے۔ یہ بیماریاں عورت میں بالعموم زیادہ ہوتی ہیں، وجہ یہ کہ اس کے گلے کا غدود لمبائی میں بڑا ہوتا ہے۔

## ضرر رساں مادے

یہ بات ماہرین صحت کے لئے ایک مدت تک حیران کن رہی کہ مرد کو عورت کے مقابلے میں معدے کا سرطان کیوں زیادہ لاحق ہوتا ہے۔ حال ہی میں ماہرین نے اس گتھی کو سلجھایا۔ امریکہ میں علم عضویات کے دو ڈاکٹروں نے مسلسل تجربات کے بعد اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ عورت کے جسم میں ایسے عناصر جو زہریلے اور ضرر رساں مادوں کا مقابلہ کرتے ہیں، اس طرح اس کا معدہ سرطان سے محفوظ رہتا ہے اور پیٹ کے بچے پر برا اثر نہیں پڑتا۔

## جذباتی فرق

عورت، مرد کی نسبت جذبات کی رو میں جلد بہہ جاتی ہے۔ کوئی دردناک واقعہ یا جسمانی تکلیف اسے بے قرار کر دیتی ہے۔ وہ جلد محسوس کرتی ہے لیکن یہ تاثر دیرپا نہیں ہوتا۔ مرد کے مقابلے میں وہ ہر بات کو جلد فراموش کر دیتی ہے۔

## عمل اور تخیل

مرد کا ذہن عملی نوعیت کا ہوتا ہے وہ حقیقت کی دنیا میں رہ کر سوچتا ہے اور ٹھوس نتائج برآمد کرتا ہے لیکن عورت تجریدی سوچ کی عادی ہے اور تخلیقی نتائج سامنے لاتی ہے۔ ٹھوس فکر اس کے بس کی بات نہیں، اسی لئے اگر آپ کو انکم ٹیکس رپورٹ کی ضرورت پڑے یا مکان کا نقشہ مطلوب ہو تو مرد کی خدمات حاصل کیجئے، لیکن شادی کے لئے سامان کی فہرست درکار ہو یا کپڑوں کے رنگ اور زیور کی ساخت کے بارے میں معلومت حاصل کرنا چاہیں تو عورت سے کہئے۔

خواب دیکھنے کی عادت مرد کے مقابلے میں عورت میں زیادہ ہوتی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ خواب کی حالت سے جلد بیدار ہو جاتی ہیں، چھٹی حس بہت تیز ہے اور بعض اوقات اس کے خواب سچے ہوتے ہیں۔

### اضطرابی کیفیت

ییل یونیورسٹی کے فاضل پروفیسر ڈاکٹر آرنلڈ گلیس کا کہنا ہے کہ عورت جلد مضطرب اور خائف ہو جاتی ہے وہ مشکلات کا تندہی سے کم ہی مقابلہ کرتی ہے۔ خصوصاً اچانک حادثے میں اس کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں اور وہ بہت گھبرا جاتی ہے مرد کے مقابلے میں کسی پریشانی پر اس کے ردعمل کی نسبت ایک اور پانچ ہے۔

مندرجہ بالا حقائق سے پتہ چلتا ہے کہ ساخت اور ہیئت کے اعتبار سے عورت میں بلاشبہ بہت سی خوبیاں ہیں اور بعض معاملات میں وہ مرد سے آگے نظر آتی ہے لیکن ان خصوصیات کا تجزیہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ اس کا دائرہ کار مرد کے دائرہ کار دے قطعی مختلف ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں الگ الگ کاموں کے لئے پیدا کیا ہے۔

(بحوالہ ڈاکٹر ایڈن ھینڈلر)

## چار علامتیں منافق کی

### منافق کی چار علامتیں ہیں

(۱)۔ امانت رکھی جائے تو خیانت کر بیٹھتا ہے۔ جب کسی سے قرض لیتا ہے تو ادائیگی میں ٹال مٹول کرتا ہے اور اگر کسی سے ادھار مال لیتا ہے تو اس کو مالِ غنیمت سمجھ بیٹھتا ہے ادائیگی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(۲)۔ جب منافق بات کرتا ہے تو بات بات پر جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹی قسمیں کھاتا ہے۔ جو آدمی جھوٹ بول سکتا ہے وہ ہر قسم کا برا کام بھی کر سکتا ہے۔ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اور اس کے برخلاف جو شخص سچ بولنے کا عادی ہوتا وہ

گناہ نہیں کرسکتا۔

(۳)۔ جب کسی قوم سے عہد و پیمان کرتا ہے تو عہد شکنی اور غداری کرتا ہے اور جو شخص عہد شکنی اور غداری کرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے سرین پر ایک جھنڈا اگاڑ دیگا۔ اور اس میں یہ لکھا ہو گا کہ یہ غدار ہے اور سب لوگ اس کا تماشہ دیکھیں گے۔

(۴)۔ جب لوگوں سے سخت کلامی یا اختلاف یا لڑائی کی کچھ بات ہوتی ہے تو گالی بکنے لگتا ہے۔ اور بات بات پر زبان سے گالیاں نکالتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ منافق کی یہی علامتیں ہیں۔ اس لئے بھائیو سچ بولنے کے عادی ہو جاؤ۔

بظاہر سچ بولنے میں پریشانیاں معلوم ہوتی ہیں۔ مگر اس کا انجام بہت اچھا ہوتا ہے۔ منافق کی چاروں علامتوں کی حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں۔ مفہوم پیش خدمت ہے کہ۔

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص میں چار عادتیں پائی جاتیں ہیں وہ پکا منافق ہو جاتا ہے۔ اور جس کے اندر ان چاروں میں سے ایک عادت پائی جائے تو نفاق کی ایک علامت اس کے اندر آجاتی ہے اس کے ترک کر دینے تک منافقوں جیسا سمجھا جائے گا۔ (۱)۔ جب امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (۲)۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۳)۔ جب عہد و پیمان کرے تو عہد شکنی و غداری کرے۔ (۴)۔ جب کسی سے لڑائی کرے تو گالی بکے۔

## اللہ تعالیٰ کی محبت تین قسم کے لوگوں سے

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں سے بہت زیادہ محبت

رکھتا اوران لوگوں کے اعمال اللہ کو بہت زیادہ پسند ہیں۔

(۱)۔وہ لوگ جو راتوں کو اٹھ کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں، اور تہجد اور نوافل کے اندر قرآن کریم کو اپنا مشغلہ بنالیا ہے، تو قرآن کریم میں بھی ایسے لوگوں کی تعریف آئی ہے۔سورۂ فرقان آیت ۶۴ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ۔ والذین یبیتون لربھم سجدًا وّ قیاماً ''وہ لوگ جو اپنے رب کی خوشنودی کے لئے سجدہ اور قیام کی حالت میں راتوں کو زندہ رکھتے ہیں یعنی تہجد کی حالت میں شب بیداری کرتے ہیں''۔

اوراسی طرح اللہ تعالیٰ سورۂ سجدہ آیت ۱۶ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ۔''اللہ کے وہ بندے جو اپنی کروٹوں کو خوابگاہ سے دور رکھتے ہی اور اپنے رب کو خوف ورجاء کی حالت میں پکارتے رہتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی دولت میں سے اللہ کے راستے میں خرچ کرتے رہتے ہیں''۔

(۲)۔دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جس سے اللہ تعالیٰ محبت رکھتے ہیں، اوران کے اعمال سے خوش ہوتے ہیں وہ لوگ ہیں جو خفیہ طور پر صدقہ کرتے ہیں اور کسی قسم کی ریاکاری اور دنیا کی شہرت نہیں چاہتے ہیں۔

(۳)۔تیسری قسم کے وہ لوگ ہیں جو میدانِ جنگ میں اعلاء کلمۃ اللہ اور اللہ کے کلمہ کو بلند کرنے کیلئے سینہ سپر ہوکر دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہیں۔خدانخواستہ اگران کے تمام ساتھی شکست خوردہ ہوکر بھاگنے لگے تو یہ بجائے بھاگنے کے دشمنوں سے ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں۔یہ تین قسم کے لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ بہت زیادہ خوش ہوتا ہے۔اور یہ تینوں عمل عام طور پر انسانوں کے لئے مشکل پڑتے ہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو اپنا محبوب بنالیتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ۔حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ رسول اکرم ﷺ سے مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں سے بہت

محبت کرتا ہے۔ (۱)۔ وہ لوگ جو راتوں میں اٹھ کر اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں۔ (۲)۔ وہ جوگ جو ایسے خفیہ صدقہ کرتے ہیں کہ دائیں ہاتھ سے دیا بائیں ہاتھ کو خبر نہیں یعنی متعلقین کو خبر نہیں۔ (۳)۔ وہ لوگ جو میدانِ جنگ میں جب کہ سب لوگ شکست خوردہ ہو کر راہِ فرار اختیار کریں تو یہ دشمنوں سے ڈٹ کر مقابلہ کرتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

محبت میں تیرے مٹادے خدایا　　تیرے در سے مجھ کو لگا دے خدایا

## قیامت کے دن تین آنکھوں کے سوا ہر آنکھ روتی ہو گی

آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن تین آنکھوں کے سوا ہر آنکھ روتی ہو گی۔ اور وہ یہ ہیں ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتی ہے۔ دوسری وہ جو اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ مقامات سے بچتی رہی ہو اور تیسری وہ آنکھ جس نے فی سبیل اللہ پہرہ دیا اور جاگتی رہی۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے دن چار آنکھوں کے علاوہ سب آنکھیں روئیں گی۔

۱. ایک وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں کام آ گئی۔
۲. دوسری وہ جو اللہ کے خوف سے بہنے لگی۔
۳. تیسری وہ جو اللہ کے خوف سے جاگتی رہی۔
۴. چوتھی وہ آنکھ جس نے مسلمانوں کے لشکر کی حفاظت میں پہرہ دیا۔

## رونا تین طرح ہوتا ہے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا: ”رونا تین طرح ہوتا ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے خطرے سے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی جدائی کے ڈر سے، (پھر ہر رونے کا نتیجہ ہے)

پہلا رونا گناہوں کے کفارے کا ذریعہ ہے، دوسرا رونا عیبوں سے پاک ہونے کا ذریعہ ہے اور تیسرا رونا محبوب کی رضا کے ساتھ دوستی کا نصیب ہونا ہے، گناہوں کے کفارے کا نتیجہ یہ ہے کہ آخرت کے عذاب سے نجات ملتی ہے، عیبوں کے ڈھل جانے کا نتیجہ جنت میں ہمیشہ کی نعمتوں کا ملنا اور اقامت ہے اور اونچے درجات کا ملنا ہے، اللہ کی رضا اور دوستی کا نتیجہ یہ ہے کہ اچھی بشارتیں ملتی ہیں، جو اللہ کی رضا کی وجہ سے خواب میں نظر آتی ہیں، اور فرشتوں کی زیارت ہو جاتی ہے اور مزید کئی قسم کی فضیلتیں ملتی ہیں۔"

## جیسی رعایا ویسا بادشاہ

ایک بادشاہ کے عہد میں کسی شخص نے اپنی دیوار تلے خزانہ دبا ہوا پایا۔ بادشاہ کو خبر ہوئی۔ اسے اپنے پاس بلا کر کہا: "میں نے سنا ہے تجھے خزانہ ملا ہے! مجھے خبر کیوں نہ پہنچائی؟" اس شخص نے جواب دیا "اس لیے کہ وہ مکان میری ملک اور میراث میں ہے اور آپ عادل ہو کر زبردستی نہیں کرتے"۔

بادشاہ نے کہا: "اچھا وہ مال ہمارے سامنے پیش کر دیکھیں کس قدر ہے"۔ وہ شخص تھوڑا سا مال بادشاہ کے حضور میں لایا۔ بادشاہ نے ملاحظہ کر کے اسی کو بخشا۔ بعض درباریوں نے بادشاہ سے کہا: "خداوند بے حد و حساب خزانہ اس کے ہاتھ لگا ہے۔ یہ تو اس کا چوتھائی بھی حضور میں نہیں لایا۔ سب کا سب چھپا رکھا ہے" بادشاہ نے انہیں جھڑک دیا خاموش رہو خزانہ اسی کا ہے خواہ چھپائے یا ظاہر کرے۔

اسی بادشاہ کے دور حکومت میں ایک شخص نے حویلی خریدی۔ جب مزدوروں کے ذریعے اس حویلی کا مرمت کا کام شروع کروایا، تو وہاں سے خزانہ برآمد ہوا، تب وہ شخص یہ خزانہ لے کر اس آدمی کے پاس گیا جس سے حویلی خریدی تھی اور کہا: "اس خزانے پر تیرا حق

ہے کیونکہ میں نے تجھ سے حویلی مول لی ہے نہ کہ یہ خزانہ"۔اس نے جواب دیا" مجھے اس خزانے کا وہم وگمان بھی نہ تھا۔ یہ تیرا ہی حق ہے۔ اسے واپس لے جا"۔ غرض دونوں میں دیر تک تکرار چلتی رہی۔ آخر طے پایا کہ یہ خزانہ بادشاہ کے پاس لے چلیں اور اسی کو دے ڈالیں۔ بادشاہ نے ان کی کہانی سنی خزانہ دیکھا تو دریائے حیرت میں غرق ہوا۔ کہنے لگا تم دونوں معمولی اور غریب لوگ ہو کر امانت میں خیانت نہیں کر سکتے اور میں تو خدا کے فضل سے اقلیم کا بادشاہ ہوں۔ تعجب ہے جو تم سے بھی کم ہمت ہو کر اس کام میں جرات کرے ۔میں ہرگز یہ خزانہ قبول نہ کروں گا۔ میری صلاح یہ ہے کہ تم دونوں آپس میں رشتہ ناتا کرو اور بیٹا بیٹی کی شادی کر کے سمدھی بن جاؤ اور یہ مال بیٹی اور اس کے شوہر کے حوالے کر دو انہوں نے بادشاہ کے حکم کی تکمیل میں ایسا ہی کیا سچ ہے کہاں ظلمت ظلم اور کہاں نور عدل!

## کھجور کا درخت حضرت آدمؑ کی بہن اور ہماری پھوپھی ہے

کھجور کے درخت کی مسلمانوں کے ساتھ بڑی مشابہت ہے، کیونکہ المومن خیر لکھا والنخلة خیر کله ،یعنی مومن میں بھی خیر ہی خیر ہے اور کھجور کے درخت میں بھی خیر ہی خیر ہے، اس کا کوئی حصہ بیکار نہیں ہے، اس کی چھڑی بھی کار آمد ہے، آگ جلانے کے لیے بھی کار آمد ہے، اس کے پتوں سے مختلف چیزیں بنی اور بنائی جاتی ہیں اور اس کے خوشے بھی بعض دواؤں میں ڈالے جاتے ہیں جو کہ مقوی دماغ ہیں، انسان کھجور تو کھاتے ہی ہیں، اس کی گٹھلیاں بھی مختلف مصارف میں استعمال کرتے ہیں حاصل یہ ہے کہ کوئی چیز بیکار نہیں ہے، انسانوں کی پھوپھی ہے اس وجہ سے فرمایا کلوا امن عمتکم کیونکہ حضرت آدمؑ کو بنانے کے لیے جو خلطہ تیار کیا گیا تھا اس میں سے جو بچ گیا تھا اس سے کھجور کا درخت بنایا گیا، لہٰذا یہ درخت حضرت آدم کی بہن اور ہماری پھوپھی ہے، ایک مشابہت انسان کے ساتھ یہ بھی ہے کہ عام درختوں کو اگر اوپر سے کاٹا جائے تو وہ خشک نہیں ہوتے لیکن کھجور کے درخت کو اگر اوپر سے کاٹا جائے تو خشک ہو جاتا

ہے، انسان کا سر بھی اگر کاٹا جائے تو وہ مرجاتا ہے، الغرض یہ درخت انسان کے ساتھ بہت مشابہت رکھتا ہے۔ (تفسیر محمود جلد ۲، ص ۲۹۳)

## میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے

وَقُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ (میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے) حج عمر میں ایک دفعہ ہے ادائے زکوٰۃ کے لیے سال میں ایک دن کا مقرر کر لینا کافی ہے صومِ رمضان گیارہ ماہ کے بعد آتے ہیں۔ مگر نماز ایک دن میں پانچ دفعہ پڑھنا فرض ہے، سات برس کے بچے کو نماز پر لگانے اور دس برس کے بچے کو ترک نماز پر تادیب کرنے کا حکم ہے، سفر ہو یا مرض، مفلسی ہو یا امیری، اسیری ہو یا آزادی، نوکری پر ہو یا گھر پر فرض نماز کسی وقت اور کسی جگہ ساقط نہیں ہوتی، جب تک ہوش و حواس درست ہیں، نماز کی فرضیت قائم رہتی ہے، اعمال میں نماز سب سے پہلے فرض ہوتی اور سب سے اخیر تک فرض رہتی ہے، نماز ہی کی بابت سب سے پہلے سوال بروز محشر ہوگا۔

عمادِ دین نماز ہے، شوکت اسلام نماز ہے، اسلام کا خیمہ اسی چوب پر استادہ ہوتا ہے، مسجدوں کی تعمیر، اذانوں کا اعلان، خطیب اور پیش اماموں کا تقرر، سب کچھ نماز کے لیے ہے، حفاظ قرآن کی عزت، محراب مسجد سے آشکار ہوتی ہے، اور علمائے دین کی فضیلت منبر مسجد سے نمودار ہے۔ نماز ہی اجتماع و تنظیم کی سبق آموز ہے، اور نماز ہی پابندی اوقات کا خوگر بنانے والی ہے نماز ہی مختلف المزاج افراد کو واحد مرکز پر لاتی ہے، اور نماز ہی قوم کے پسند کردہ امیر کی اطاعت کا عملی سبق پڑھاتی ہے۔

نماز بندہ کو بدن، لباس اور مقام کو پاک و پاکیزہ اور صاف و مجلیٰ رکھنے کا ذریعہ ہے، نماز ہی سحر خیزی سکھلاتی ہے، اور نماز ہی بیہودہ تھیٹروں، تماشاؤں میں انسان کی صحت اور روپیہ اور وقت کی حفاظت کرتی ہے، نماز ہی دل میں ایک ایسی کشش پیدا کر دیتی ہے، جس سے دل کا تعلق رب العالمین کی حضوری سے ہو جاتا ہے۔ نماز ہی ہر

انسان کو دربار الٰہی میں حاضر ہوسکنے کا عزاز عطا کرتی ہے اور نماز ہی انسان اور رب میں سرگوشی وہم کلامی کا رزکھول دیتی ہے، نماز ہی کمال عبودیت ہے اور نماز ہی تکمیل انسانیت، نماز ہی اخلاق حسنہ کی ہادی ہے اور نماز ہی عادات سیئہ کی سپر ہے، نماز ہی مغفرت ورحمت ہے اور نماز ہی برہان ہے، نماز ہی سے رب العالمین کے عالم گیر علم وقدرت کا یقین مستحکم ہوتا ہے اور نماز ہی سے فرزندان اسلام کی عالمگیر اخوت کا سلسلہ پائندار رہتا ہے، نماز ہی سے احسانیات کے مراتب طے ہوتے ہیں، اور نماز ہی سے تجلیات حضور کی اشاعت نور ہوتی ہے، جس دین میں نماز نہیں وہ دین، دین ہی نہیں، مومنین کے لیے نماز کو معراج فرمایا گیا ہے، اور حالت سجدہ کو بندہ کا بارگاہ سبحانی سے قریب تر ہونا بتلایا گیا ہے۔ بزرگان دین سمجھتے تھے کہ چنچل من صرف نماز ہی میں سکینہ یاب ہوتا ہے اور ہر وقت سوچنے والا دماغ صرف نماز ہی میں انابت الی اللہ کا مزہ پاتا ہے، نماز ہی ہے جس کا اثر انسان کے جسم اور دل اور دماغ اور نفس روح اور سراور انھی پر یکساں پڑتا ہے اور نماز ہی ہے جو بہ حالت ارتعاب انسان کو ملکوتی صفات بنادیتی ہے۔

جملہ ادیان پر جو فضیلت اسلام کو ہے از اں جملہ یہ ایک بڑی دلیل ہے کہ اسلام ہی بندہ کو پانچ وقت اللہ کے حضور میں لے جاتا اور بے واسطہ دیگر براہ راست عرض معروض کا موقع عطا کرتا ہے، جب نماز کی یہ برکات عامۃ المسلمین کے لیے ہیں۔ تو کچھ شک نہیں رہ جاتا کہ نبی ﷺ کی نماز اپنی نورانیت میں سارے جہان کی نمازوں سے اعلیٰ وبرتر تھی۔ ایک مذنب ذلیل، خائب وخاسر کی عبادت کو ایک مصطفیٰ ومجتبیٰ سید الوریٰ، حبیب رب العلیٰ کی نماز کے ساتھ کیا مناسبت ومشابہت ہوسکتی ہے۔ البتہ حدیث پاک سے اس قدر مستنبط ہوا کہ نبی ﷺ کے کلمہ خوانوں کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہی کو بنانا چاہیے، جیسا کہ حضور رسالت مآب نے نماز کو قرۃ العین فرمایا ہے، صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم۔ (بحوالہ رحمۃ العالمین)

## زبان نبوت پر اکثر جاری رہنے والی دعا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت یہ دعا فرماتے۔ یَامقلّبَ القلوب ثَبّتْ قلبی علیٰ دِینِک (اے دلوں کے پھیرنے والے میرے قلب کو اپنے دین پر پختہ کردے) میں نے عرض کیا، یارسول اللہ آپ یہ دعا بکثرت فرماتے ہین اس کی کیا وجہ ہے۔ فرمایا انسان کا قلب اللہ سبحانہ کے قبضۂ قدرت میں ہے وہ اگر چاہے تو اسے مستقیم رکھے اور چاہے تو اس میں کجی پیدا کردے۔

(تفسیر فی ظلال القرآن ص ۴۱۹ ج ۱)

## میں بعد میں ملنے والی چیز کے لئے پہلے ملنے والی چیز کو نہیں چھوڑتا

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ مامون الرشید اپنے سپائیوں سے الگ ہوگئے تو ایک قبیلے سے ان کا گذر ہوا، وہاں ان کی نظر ایک کم سن لڑکے پر پڑی جو کھڑا ہوا ایک مشکیزہ بھر رہا تھا اور چیخ رہا تھا، ابا جان جلدی آیئے مشکیزہ کا منہ بند کردیجئے، مجھ سے اس کا منہ بند نہیں ہورہا۔ اس کے منہ نے مجھے عاجز کر کے رکھ دیا ہے، مامون رشید اتنی کم عمری میں اتنی فصاحت دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور لڑکے سے پوچھا جیتے رہو بیٹے، تم کون ہو؟ تو لڑکے نے اپنا نام بتایا اور مامون رشید سے پوچھنے لگا، یہ بتایئے آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا بنی آدم سے ہوں، اس نے کہا: آپ نے سچ کہا۔ مگر بنی آدم میں آپ کا تعلق کس سے ہے؟

انہوں نے کہا: سب سے بہتر قوم سے، تو اس نے کہا: تو اس کا مطلب ہے کہ آپ عرب قوم سے ہیں، مگر عرب کے کس قبیلے سے تعلق ہے۔ تو انہوں نے کہا: سب سے بہتر قبیلہ سے تو وہ بولا: اچھا تو قبیلہ مضر سے ہے، مگر مضر کے کس شاخ سے تعلق ہے؟

تو انہوں نے کہا: سب سے بہتر شاخ سے تعلق ہے، تو وہ بولا: قسم خدا کی پھر تو آپ بنی ہاشم سے ہیں، مگر بنی ہاشم میں سے کس سے تعلق ہے آپ کا؟ تو انہوں نے کہا: میں وہ

ہوں کہ جس پر بنی ہاشم کے لوگ رشک کرتے ہیں، یہ سنتے ہی وہ لڑکا ایک دم تیزی سے پیچھے ہٹ گیا اور بولا:

اے امیر المومنین: السلام علیکم، ورحمۃ اللہ و برکاتہ:

مامون رشید کہتے ہیں: قسم خدا کی میں اس کی ذہانت سے بہت متاثر ہوا اور اس سے کہا: تمہیں کیا پسند ہے، تمہیں فوری سو دینا دیئے جائیں یا پھر بعد میں دس ہزار درہم دیئے جائیں تو وہ لڑکا بولا:

میں عاجل کو آجل سے نہیں بیچتا (یعنی جو چیز فوری مل رہی ہو اس کو بعد میں ملنے والی چیز کے لئے نہیں چھوڑتا۔)

ابھی گفتگو چل رہی تھی کہ گھر سے ایک ضعیف بزرگ نمودار ہوئے، تو میں نے ان سے بات کر کے لڑکے کو اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کی۔ مگر انہوں نے کہا:

میں ایک بوڑھا اور کمزور آدمی ہوں، اور میرے ہی جیسی اس کی بوڑھی اور معمر ماں بھی ہے۔ ہمارا اس کے سوا اور کوئی سہارا نہیں۔ ہمیں اس سے محروم مت کیجئے، تو میں نے اسے سو دینار دیئے اور وہاں سے چل دیا۔ (المستجاد ۲۶۲)

## بے دینوں کے ساتھ میل جول بے غیرتی ہے

علامہ قرطبیؒ نے اس آیت کے ضمن میں اپنی کتاب ''الجامع لاحکام القرآن'' میں فرمایا ہے: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کا رد موجود ہے جو کہتے ہیں کہ ائمہ اسلام اور ان کے اتباع کو فاسقین کے ساتھ مل جل کر رہنا اور ان کے اقوال و آراء کی از راہ تقیہ تصدیق و تصویب کرنا جائز ہے، مگر یہ آیت صرف یہ کہتی ہے کہ تذکیر و تبلیغ، وعظ و نصیحت، مفاسد کی اصلاح اور تصحیح عقائد و اعمال کی خاطر شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے، فاسقین کے ساتھ ملنا جلنا جائز ہے کسی اور مقصد کیلئے نہیں، پس ان کے ساتھ میل جول رکھنا ان کی برائیوں پر خاموش رہنا اور از روئے تقیہ ان کا ہر بات میں ساتھ دینا فعل حرام

ہے، کیونکہ یہ ان کے باطل کا اقرار ہے، اور حق کے برخلاف جو کچھ ان سے سرزد ہوتا ہے اس کی تصدیق وتوثیق ہے اس میں لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالنا، دین حق کی توہین اور دین کا کام کرنے والوں کی مخالفت پائی جاتی ہے، لہٰذا یہ جائز نہیں، بلکہ اس قسم کے احوال میں فاسقوں سے الگ تھلگ رہنا ہی دین کا تقاضا ہے، کتاب اللہ کی آیات اور احادیث صحیحہ اسی پر دلالت کرتی ہیں۔

(اس سلسلے میں قرطبی نے بعض علماء کے اقوال بھی نقل کئے ہیں،) خویز مقداد نے کہا کہ جو شخص آیات الٰہی میں استہزاء و مخالفت کی غرض سے خوض کرے اس کیساتھ بیٹھنا، اٹھنا ترک کردیا جائے، اور اس سے تعلق توڑ لیا جائے، اسی طرح علماء نے کہا ہے کہ بلا وجہ کفار کی سرزمین میں داخل ہونا، بے مقصد ان کی عبادت گاہوں میں داخل ہونا، کفار اور اہل بدعت کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ناجائز ہے، جناب عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس کے گرجے میں داخل ہوئے تھے مگر وہ اس وقت کفار کی سرزمین نہ تھی، بلکہ ملک از روئے صلح دارالاسلام بن چکا تھا، بے دینوں سے الجھنا، بحث ومناظرہ کرنا، ان کی باتیں سننا بھی درست نہیں، ابوعمران نخعی سے ایک بدعتی نے کہا، میری بات سنئے! اس نے کہا نہیں نصف بات بھی نہیں سنوں گا، ایوب سختیانی سے بھی اسی قسم کا قول منقول ہے، فضیل بن عیاض نے کہا جو بدعتی سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا عمل ضائع کردے گا، اور اس کے دل سے اسلام کو نکال لے گا، جس نے اپنی بیٹی کا نکاح کسی بدعتی سے کیا اس نے قطع رحمی کی اور جو بدعتی کے پاس بیٹھا اسے حکمت نہ دی جائے گی، اور جب اللہ کو معلوم ہو کہ فلاں شخص اہل بدعت سے بغض رکھتا ہے تو مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا، ابوعبداللہ حاکم نے جناب عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت بیان کی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: جس نے بدعتی کی توقیر کی اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد دی۔ (تفسیر فی ظلال القرآن جلد ۳ ص ۲۶۳، از قرطبی)

## ارکان دولت

بادشاہ رضی نہایت ہی دوراندیش اور عاقل گزرا ہے۔ جب تخت پر بیٹھا اور سلطنت کا انتظام کرنے لگا تب چاہا کہ بعض مفسدوں کا تدارک کرے لیکن اپنے اردگرد کسی کو اس لائق نہ دیکھا جس سے مشورہ کرے۔ جو ارکان دولت خیر خواہ سلطنت تھے، سفر پر گئے ہوئے تھے اور جتنے بادشاہ کے قریب تھے سب کے سب نالائق نااہل خوشامدی، چاپلوس ،ان کا وزن بادشاہ کی نگاہ بلند کے ترازو میں ایک تل سے بھی ہلکا تھا۔ یکایک اسے ابوالقاسم نام کے ایک مرد دانا اور دیانت دار کا خیال آیا جو کبھی بادشاہ رضی کے باپ کے مصاحبوں میں رہ چکا تھا۔ اس نے فوراً ابوالقاسم کو بلاوا بھیجا جب وہ حاضر ہوا تو بادشاہ نے اس سے کہا: ''تم نے ہمارے بزرگوں کی آنکھیں دیکھیں ہیں اور ہمیشہ ان کے نزدیک معتمد رہے ہو اور مجھے بھی تمہاری رائے پر نہایت اعتبار ہے۔ کوئی تدبیر بتاؤ کہ ریاست کی تعمیر اسی بنیاد پر رکھوں''۔

ابوالقاسم نے عرض کیا: ''ایک زمانے میں آپ کے والد مرحوم نے مجھ ناکارہ کو ایلچی بنا کر گری کے ایک ایک خان کے پاس بھیجا تھا، ایک مدت تک مجھے وہاں رہنے کا اتفاق ہوا۔ وہ بادشاہ نہایت عقل منداور تجربے کار تھا ہمیشہ اہل علم اور داناؤں کی مجلس گرم رکھتا اور ان سے ہر طرح کے پندونصائح سنا کرتا۔ ایک دن اس نے بڑی حکمت کی بات کہی۔ فرمایا: ''یہ ملک ایک باغ ہے اور بادشاہ اس کا باغبان اس کو چاہیے کے تین قسم کے درخت لگائے ،ایک وہ درخت جس کا پھل بہت جلد حاصل ہو اور اگر وہ کسی سبب سے خشک ہو جائیں، تو ان کی لکڑیاں کام میں آئیں دوسرے نہال نوخیز جو عنقریب پھل لانے والے ہوں۔ اور اگر وہ سوکھ جائیں تو ان کا سبب بہار اور باغ کی رونق کم نہ ہو۔ تیسرے پودے جن کے باعث باغبان کا دل قوی رہتا ہے، اس امید پر کہ یہ بھی کچھ دن میں بڑھ کر درخت ہو جائیں گے ،غرض اس طرح باغ اپنی شان وشوکت سے کبھی خالی نہیں ہوتا اور ہمیشہ تروتازہ اور سر

دسبز رہتا ہے، جہاں پناہ ایک خان سے جب میں نے یہ بات سنی، وہاں سے آ کر اپنے خدا وند نعمت کے روبرو نقل کی اور انہوں نے بھی بہت پسند فرمائی"۔

ابوالقاسم کی یہ بات سن کر شاہ رضی نے اسی کے مطابق عمل کرنا شروع کیا۔ داناؤں کو چن چن کر خدمات پر سرفراز کیا یہاں تک کہ کسی ہوش منداور اہل علم کو بیکار نہ رہنے دیا اور نااہلوں نالائقوں اور خوشامد کی روٹیاں توڑنے والوں کو ایک قلم موقوف کیا۔ اس کے علاوہ جس شخص کو جس کام کا اہل دیکھا اسی کام پر لگا دیا اور ہرن پر گھاس لادنے سے پرہیز کیا۔

## طوبیٰ حبشی زبان میں جنت کا نام ہے

طوبیٰ بشارت ہے راحت ونعمت اور خرمی وخوش حالی کی، سعید بن جبیرؒ نے کہا کہ طوبیٰ زبان حبشی میں جنت کا نام ہے، حضرت ابو ہریرہؓ اور دیگر اصحاب سے مروی ہے، کہ طوبیٰ جنت کے ایک درخت کا نام ہے جس کا سایہ ہر جنت میں پہنچے گا، یہ درخت جنت عدن میں ہے اور اس کی اصل (بیخ سید عالم ﷺ کے ایوان معلیٰ میں اور اس کی شاخیں جنت کے ہر غرفہ اور قصر میں، اس میں سوا سیاہی کے ہر قسم کے رنگ اور خوش نمائیاں ہیں ہر طرح کے پھل اور میوہ اس میں ہیں، اس کی بیخ سے کافور سلسبیل کی نہریں رواں ہیں۔

(کنزالایمان ص ۴۵۵)

## امید کرم

مبرد نے الکامل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ جنازے میں حضرت حسن بصریؒ اور مشہور شاعر فرزدق دونوں حاضر تھے فرزدق نے حضرت حسنؒ سے کہا، "ابوسعید! معلوم ہے لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ لوگ کہہ رہے ہیں کہ آج کے جنازے میں بہترین اور بدترین دونوں جمع ہو گئے ہیں" بہترین سے حضرت حسنؒ اور بدترین سے فرزدق کی طرف اشارہ تھا حضرت حسن بصریؒ نے کہا، "نہ میں بہترین ہوں اور نہ تم بدترین ہو لیکن یہ بتاؤ کہ تم نے اس دن کے لیے کیا تیاری کی ہے اور تمہارے پاس اس دن کے لیے کیا زاد سفر ہے؟"

فرزوق نے برجستہ کہا، "شھادۃ ان لاالہ الااللہ وان محمدرسول اللہ "وفات کے بعد فرزوق کو خواب میں کسی نے دیکھا، پوچھا، کیا بنا؟ کہا اللہ نے مغفرت فرمادی دریافت کیا، کس بنا پر؟ کہا "اس کلمہ طیبہ کی بنیاد پر جس کا میں نے حسن بصریؒ کے ساتھ گفتگو میں حوالہ دیا تھا" کسی نے خوب کہا ہے:

اک توشہ امید کرم لے کے چلا ہوں
کچھ اس کے سوا پاس نہیں زادسفر اور

(الکامل للمبرد، ج:۱، ص:۱۱۹)

## فراست

قاضی ایاسؒ کی فراست وبصیرت ضرب المثل ہے۔ایک بار قاضی ایاسؒ چند لوگوں کے ساتھ کھڑے تھے کہا کوئی خوفناک واقعہ پیش آیا، تین عورتیں بھی اس جگہ موجود تھیں قاضی ایاس نے کہا "ان تین عورتوں میں سے ایک حاملہ ایک مرضعہ (دودھ پلانے والی) اورایک باکرہ (کنواری) ہے" تحقیق کرنے پران عورتوں کے متعلق قاضی ایاسؒ کی بات سچ نکلی، جب ایاس سے پوچھا گیا کہ آپ کو اس کا اندازہ کیسے ہوا؟ فرمانے لگے "حادثے کے وقت ان عورتوں میں ایک نے ہاتھ پیٹ پر رکھا تھا، میں نے سمجھا حاملہ ہے دوسری نے پستاں پر رکھا، میں نے نتیجہ نکالا کہ یہ مرضعہ ہے، تیسری نے اپنی شرم گاہ پر ہاتھ رکھا میں نے اس سے اس کے باکرہ ہونے کا استدلال کیا، وجہ اس کی یہ ہے کہ خوف اور خطرے کے وقت انسان کو فطری طور پر اپنی سب سے زیادہ عزیز چیز کی فکر ہوتی ہے اور اسی پر ہاتھ رکھتا ہے"۔ (شرح مقامات للشریشی، ج:۱، ص:۱۸۳)

علامہ ابن خلکان نے قاضی ایاسؒ کی فراست کا ایک اور دلچسپ واقعہ بھی لکھا ہے مشہور صحابی حضرت انس بن مالکؓ کی عمر سو سال کے قریب ہوگئی تھی، بھوؤں کے بال سفید ہو چکے تھے، لوگ کھڑے رمضان کا چاند دیکھ رہے تھے، حضرت انس نے فرمایا وہ

سامنے چاند نظر آ گیا لوگوں نے دیکھا، کسی کو دکھائی نہیں دے رہا تھا لیکن حضرت انسؓ افق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ''وہ سامنے مجھے نظر آرہا ہے'' قاضی ایاسؒ نے حضرت انسؓ کی طرف دیکھا، حقیقت سمجھ گئے، ان کی بھوؤں کا ایک بال آنکھ کے جانب جھک گیا تھا، قاضی ایاس نے وہ بال درست کرتے ہوئے پوچھا ''ابوحمزہ! اب ذرا بتائیں چاند کہاں ہے؟'' حضرت انسؓ افق کی طرف دیکھ کر فرمانے لگے اب تو نظر نہیں آرہا ہے''۔ (وفیات الاعیان: جلد ۴۔ ص: ۳۸۴)

## ایک دردانگیز تماشا

قسطنطنیہ کے عجائب خانے دو ہیں۔ ایک سرکاری عجائب خانہ، جہاں نہایت ہی قدیم زمانے کے پتھر اور کتبے اور اسی قسم کی یادگار چیزیں ہیں۔ سکندر یونانی کا سنگی تابوت بھی ہے۔ افسوس کہ مجھ کو اس کے سیر کا اتفاق نہیں ہوا۔ دوسرا عجائب خانہ کسی عیسائی سوداگر نے قائم کیا ہے۔ عمارت اور تمام چیزیں معمولی ہیں۔ جو کچھ سیر کے قابل ہیں وہ دنیا کے مختلف حصوں کے آدمیوں کی صورتیں ہیں۔ یہاں میں نے ایک عجیب دردانگیز تماشا دیکھا جس کا اثر دیر تک میرے دل پر رہا۔ ایک جداگانہ کمرے میں چند عورتوں کی تصویریں ہیں جو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ ایک عورت شکنجے میں دی جارہی ہے، ایک کی پیٹھ پر جلتی ہوئی لوہے کی پٹڑی رکھ دی گئی ہے کہ گردن سے لیکر کمر تک چار انگل کھال اتر گئی ہے اسی طرح اوروں کو عجیب عجیب طریقے سے اذیت دی جارہی ہیں۔ یہ عورتیں وضع اور لباس سے شریف اور دولت مند نظر آرہی ہیں۔ اکثر کمسن اور نازک اندام ہیں۔ سخت تعجب ہوتا ہے کہ کن ظالم ہاتھوں نے ان حسن کی دیویوں پر ہاتھ اٹھانے کی جرات کی ہوگی! دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اسپین میں جب اسلامی حکومت برباد ہو کر عیسائیوں کی حکومت قائم ہوئی تو عموماً مسلمان تبدیل مذہب پر مجبور کیے گئے اور چونکہ اسلام کا اثر آسانی سے دلوں سے مٹ نہیں سکتا تھا اس لیے ان کو انواع واقسام کی اذیتیں دی جاتیں تھیں اور بے کسی اور

کمزوری کے لحاظ سے عورتوں پر زیادہ ظلم کیا جاتا تھا۔ یہ مظلوم عورتیں اسی عبرت انگیز واقعہ کی یادگار ہیں۔ اس وقت مجھ کو خیال ہوا کہ آہا یہی عیسائی ہیں جو ہم کو طعنہ دیتے ہیں کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ میں نے یہ نہ سمجھا کہ عجائب خانے کے بانی نے جو عیسائی ہے ان تصویروں کو کس غرض سے یہاں رکھا ہے۔ کیا وہ عیسائیوں کا پر فخر کارنامہ دکھانا چاہتا ہے؟ اور حکومت ترک جو اس سے تعریض نہیں کرتی، تو کیا اپنی بے تعصبی کا ثبوت دینا چاہتی ہے؟

(سفرنامہ روم و مصر و شام از مولانا شبلیؒ)

## انصاف

اندلس کے اموی حکمران الحکم نے پہاڑی کی چوٹی سے وادی کبیر کے کنارے پر ایک طائرانہ نظر ڈالی۔ بڑا دلکش منظر تھا۔ دریا کے کنارے بلند و بالا درختوں کی قطار چلی گئی تھی۔ عقب میں وسیع سبزہ زار پھیلا ہوا تھا۔ سبزہ زار ختم ہوتے ہی قرطبہ کی عمارتیں شروع ہوگئیں تھیں۔ آفتاب غروب ہونے کو تھا اور شفق کی سرخی میدان کے سبزے سے گلے مل کر عجب ابھار دے رہی تھی۔ الحکم کو یہ منظر کچھ ایسا بھایا کہ میدان میں ایک عظیم الشان قصر بنوانے کا فیصلہ کرلیا۔

انجینئر اور کاریگر طلب کرلیے گئے۔ نقشہ تیار ہوگیا زمین کی پیمائش کی گئی۔ قصر کے حسن کو دوبالا کرنے اور باغات لگوانے کے لیے قرب وجوار کے مکانات گرانے کا فیصلہ ہوا، مالکوں سے بات چیت کی گئی۔ سب نے معقول معاوضے لے کر مکان دے دیئے لیکن ایک بیوہ خاتون نے اپنا مکان بیچنے سے صاف انکار کردیا۔ شاہی حکام نے ہر چند کہا دوسرے لوگوں سے کئی گناہ رقم پیش کی گئی دباؤ ڈالا ڈرایا دھمکایا، مگر بیوہ عورت تحریص کے دام میں آئی نہ دھمکیوں سے مرعوب ہوئی۔ معاملہ الحکم تک پہنچا۔ وہ سخت چراغ پا ہوگیا، فوراً فرمان جاری کیا ''مکان زبردستی لے لیا جائے اور قصر کی تعمیر شروع کردی جائے''، حکم کی تعمیل ہوئی کوتوال نے بیوہ کو زبردستی نکال دیا، کدال اور پھاوڑے حرکت میں آگئے دیکھتے

ہی دیکھتے ہی دیکھتے مکان زمیں بوس ہوگیا چند ماہ بعد اس جگہ ایک خوش نما قصر سر اُٹھائے کھڑا تھا۔

عورت نے عدالت میں بادشاہ پر استغاثہ دائر کر دیا قاضی سے کہا "میں ایک غریب بیوہ عورت ہوں بادشاہ نے میرے یتیم بچوں کا حق غصب کرلیا ہے۔ بادشاہ کے مقابلے میں انصاف کی توقع کم ہے لیکن اگر آپ آزادی اور جرات سے کام لیں اور انصاف کریں تو میرے بچے کبھی اپنے حق سے محروم نہیں ہو سکتے"۔

"بی بی بے فکر رہو۔ میں عدل وانصاف سے کام لوں گا۔ بادشاہ اور ایک غریب عورت میری نظر میں یکساں ہیں۔ اگر تمہارا حق بنتا ہے تو کوئی تمہیں اس حق سے محروم نہیں کرسکتا"۔ قاضی نے جواب دیا۔

قاضی بادشاہ کی طبیعت سے خوب واقف تھا جو بڑا تند مزاج اور شعلہ صفت انسان تھا۔ ایک دفعہ اس نے دھوکے سے اپنے تین سو مخالفین کو قتل کر کے ان کے سر اپنے محل پر لٹکوا دیئے تھے۔ کسی کو اس کے سامنے بولنے کی مجال نہ تھی۔

قاضی نے عورت کو لمبی تاریخ دے دی اور الحکم کے نام عدالت میں جاری ہونے کے سمن جاری کر دیئے۔ عورت لمبی تاریخ ملنے کے بعد مایوس ہوگئی، لیکن قاضی چاہتا تھا کہ مقدمے کی سماعت کی نوبت نہ آئے اور دوسری تدابیر ہی سے عورت کا حق مل جائے۔

قصر تعمیر ہو چکا تھا، باغات لگ رہے تھے۔ ایک روز قاضی کو خبر ملی کہ بادشاہ قصر کا معاینہ کرنے تنہا جا رہے ہیں۔ قاضی ایک گدھے پر خالی بورا لادے پہنچ گیا اور عرض کی کہ غلام اس جگہ کی مٹی بطور اعزاز اپنے پائیں باغ میں ڈلوانا چاہتا ہے۔ ایک بورا بھرنے کی اجازت دیجیے۔ بادشاہ نے اجازت دے دی۔ قاضی بورا بھر چکا تو کہنے لگا:

"تھوڑا سا ہاتھ بٹائیے میں بورا گدھے پر رکھ لوں"۔ بادشاہ تمسخر کے انداز میں ہنس دیا اور بوجھ اٹھانے میں مدد دی لیکن بورا بہت بھاری تھا اُٹھ نہ سکا۔

قاضی نے کہا: "اے امیر آپ ایک بورے کا بوجھ ایک آدمی کی مدد سے بھی نہیں اٹھا

سکتے پھر قیامت کے روز جب حاکموں کا حکم ذرا ذرا حساب لے گا اور عدل وانصاف کے لیے رعایا اور بادشاہ اور فقیر وغنی سب کو ایک قطار میں کھڑا کر دے گا جب غریب وبے نوا اپنے اچھے اعمال کی بدولت نا انصاف بادشاہوں پر سبقت لے جائیں گے اور جب وہ غریب بیوہ عورت جس کا مکان زبردستی آپ نے چھین کے یہ محل بنوایا ہے بارگاہ الٰہی میں آپ کے خلاف استغاثہ دائر کرے گی اور اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ اس زمین کا طوق آپ کی گردن میں ڈال دیا جائے تو آپ اس کا بوجھ کیسے اٹھا سکیں گے؟"
الحکم قاضی کی تکریر سن کر رونے لگا اور اسی وقت حکم دیا کہ محل وباغات مع سازوسامان کے اس بیوہ عورت کو دے دیئے جائیں۔

❁❁❁❁❁❁

،قاضی ابو حاضم کو خلیفہ معتضد باللہ کا ایک پیغام پہنچا "فلاں شخص کے متعلق آپ نے جو حال ہی میں فیصلہ کیا ہے اور لوگوں کو ان کا مال دلوایا ہے اس کی طرف میرا بھی حق نکلتا ہے، مجھے بھی مدعی سمجھیے اور میرے دعوے پر غور کر کے میرا حصہ بھی دلوایئے"۔ ابو حاضم نے جواب میں کہلا بھیجا "عدالت کا جوا میری گردن میں ڈال کر آپ فرماتے ہیں کہ میں بغیر گواہوں کے آپ کا دعویٰ مان لوں یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ،آپ گواہ پیش کیجیے"۔ خلیفہ نے کہلا بھیجا: "فلاں فلاں میرے دو معزز گواہ ہیں" قاضی نے جواب دیا "وہ گواہ آپ کے نزدیک معزز ہونگے میں جب تک یہ نہ دیکھ لوں کہ وہ شریعت کے مطابق شہادت دینے کے قابل ہیں یا نہیں، آپکے دعوے کو نہیں مان سکتا نہ ان کی شہادت قبول کر سکتا ہوں"

گواہوں کو جب پتا چلا کہ ان پر سخت جراح ہونے والی ہے انہوں نے گواہی دینے ہی سے انکار کر دیا، خلیفہ کا دعویٰ خارج کر دیا گیا۔

## میں اسی سے تو جان بچا کر بھاگا ہوں

فتح مکہ کے روز ام حکیم بنت الحارث بن ھشام (جو عکرمہ بن ابی جہل کی اہلیہ

تھیں) اسلام میں داخل ہو گئیں اور کہا:

یارسول اللہ ﷺ عکرمہ آپ سے ڈر کر یمن بھاگ گیا ہے اسے ڈر ہے کہ آپ اسے قتل کر دیں گے۔ تو میری گزارش ہے کہ آپ اس کی جان بخشی کر دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا "وہ محفوظ ہے"۔

اس کے بعد ام حکیم، اپنے ایک رومی غلام کیساتھ اپنے شوہر کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئیں، راستے میں ان کے غلام نے انہیں بہکانا چاہا۔ مگر وہ اسے بڑی ہوشیاری سے جھوٹی امیدیں دلاسے دے کر اپنے آپ کو بچاتی رہی، یہاں تک کہ وہ عک قبیلہ کے علاقے میں پہنچ گئیں۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے وہاں کے لوگوں سے مدد مانگی تو ان لوگوں نے اس غلام کو پکڑ کر باندھ لیا، اور وہ عکرمہؓ کو تلاش کرتے کرتے تہامہ کے ساحل تک پہنچ گئی۔ جہاں وہ ایک کشتی میں سوار ہو چکے تھے۔ مگر کشتی کا ملاح ان کو بار بار کہہ رہا تھا۔

اخلاص سے کام لو، تو عکرمہ نے کہا: آخر کیا کہوں؟ تو اس نے جواب دیا، کہو لا الہ الا اللہ تو عکرمہ نے کہا: میں تو اپنی جان بچا کر بھاگا ہوں۔

اتنے میں ام حکیم ان کے پاس پہنچ گئیں اور اصرار کرتے ہوئے کہنے لگی، اے ابن عم، میں تمہارے پاس، سب سے زیادہ صلہ رحم، نیک اور افضل ترین انسان کے پاس سے آئی ہوں۔ اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو وہ اپنی جگہ رک کر کھڑے گئے۔ یہاں تک کہ وہ ان تک پہنچ گئی، اور بولیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تمہارے لئے امان طلب کر لی ہے تو وہ بے یقینی سے بولے، کیا واقعی تم نے ایسا کیا، تو وہ بولیں۔ ہاں میں نے ان سے درخواست کی تو انہوں نے تمہیں امان دے دی۔ یہ سن کر عکرمہؓ ان کے ساتھ واپس چل دیئے۔ راستے میں ام حکیم نے انہیں ان کے رومی غلام کی بد نیتی کے بارے میں سب کچھ تفصیل سے بتا دیا۔ تو عکرمہؓ نے اسے قتل کر دیا۔ جب کہ وہ اس وقت اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ (رواہ حاکم)

## پانی پر تیرتے سر نے آیت پڑھی

امام طبرانیؒ نے کتاب العجائب میں اپنی سند سے قنان بن زرین ابی ہاشم سے انکا اپنا واقعہ نقل کیا ہے وہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ ہمیں بلاد روم میں قید کر کے وہاں کے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا گیا، اس کافر بادشاہ نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم اس کا دین اختیار کریں اور جو اس سے انکار کرے اس کی گردن ماردی جائیگی، ہم چند آدمی تھے ان میں سے تین آدمی تو جان کے خوف سے مرتد ہوگئے اور بادشاہ کا دین اختیار کرلیا، اور چوتھا آدمی پیش ہوا تو اس بادشاہ کا دین کفر اختیار کرنے سے انکار کردیا، لہذا اس کا سر کاٹ کر ایک قریبی نہر میں ڈال دیا گیا، اس وقت تو وہ سر پانی کی تہ میں چلا گیا، اس کے بعد پانی کی سطح پر ابھر آیا، اور ان لوگوں کی طرف دیکھ کر اور ان کا نام لے لے کر آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿یایتھا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة، فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی﴾

اس کے بعد پھر پانیء میں غوطہ لگا دیا یہ عجیب واقعہ سب حاضرین نے دیکھا اور سنا، اور وہاں کے نصاریٰ یہ دیکھ کر سن کر تقریباً سب ہی مسلمان ہوگئے اور بادشاہ کا تخت ہل گیا، وہ تین آدمی بھی جو مرتد ہوگئے تھے پھر مسلمان ہوگئے، خلیفہ ابو جعفر منصور نے ہم سب کو اس کی قید سے رہا کرایا۔ (درسی تفسیر از معارف بحوالہ ابن کثیر)

## رسول اکرم ﷺ کے پیارے حسن جمال کی ایک جھلک

چنانچہ ذیل میں ہم پہلے حضور ﷺ کے حسن و جمال کی ایک جھلک مبارک مختصراً ذکر کر رہے ہیں اور اس کے بعد ہم انشاء اللہ الگ الگ عنوان قائم کر کے تفصیل کے ساتھ حسن و جمال اور حضور ﷺ کے پیارے حلیے مبارک کو بیان کریں گے۔ کیوں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی شخص کو جاننے اور سمجھنے کے لئے اس کی شکل وصورت اور وجاہت بڑا کردار ادا کرتی ہے۔ انسان کے بدن کی ساخت اور اس کے اعضاء کا تنا

سب اس کے ذہن میں اخلاقی اور معاشرتی مرتبے کا آئینہ دار اور ترجمان ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے حضور ﷺ کے رخ انور کو دیکھتے ہی کہہ دیا تھا: ﴿اِنَّ وَجھَہٗ لَیسَ بِوَجہِ کَذّاب﴾ ''بلاشبہ یہ چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔''

حضرت ابو رمثہ تیمی بیان کرتے ہیں کہ:۔ میں اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ حاضر ہوا تو۔ حضور ﷺ کی شگفتہ رو کو دیکھتے ہی سمجھ گیا اور اپنے بیٹے سے کہنے لگا: ﴿ھٰذا واللہ رسُولُ اللہ ﷺ﴾ ''واللہ! یہ واقعی اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔''

(مسند امام احمد ص: ۲۲۸ ج: ۲)

آج ہمارے سامنے جنابِ رسولِ اکرم ﷺ کی کوئی حقیقی تصویر موجود نہیں ہے خود رسولِ اکرم ﷺ نے اپنی امت کو تصویر کے فتنے سے منع فرما دیا۔ کیونکہ اس سے شرک کا چور دروازہ کھلتا ہے۔

البتہ رسولِ اکرم ﷺ کے حسن و جمال کی جھلک دیکھنے والوں نے حضور ﷺ کے خنداں رخ انور، حسین و جمیل قد و قامت، بے مثال خد و خال، بے نظیر چال ڈھال، باوقار و پرکشش وجاہت اور شخصیت کا جو عکس الفاظ کے پیرایہ میں ہم تک پہنچایا ہے، وہ ایک ایسے انسان کا تصور دلاتا ہے جو ذہانت وفطانت، صبر و استقامت، شجاعت وسخاوت، امانت و دیانت، فصاحت و بلاغت جمال و وقار، انکسار و تواضع اور عالی ظرفی وفرض شناسی جیسے اوصاف حمیدہ سے متصف تھا۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿اِنَّ الشَّیطَانَ لا یَستَطِیعُ اَن یَّتَشَبَّہَ بِی فَمَن رَآنِی فَقَد رَآنِی.﴾ (مسند الامام احمد)

''چونکہ شیطان میری صورت نہیں بنا سکتا اس لئے جو مجھے خواب میں دیکھتا ہے وہ حقیقت میں مجھ ہی کو دیکھتا ہے۔'' اس حدیث کے پیش نظر جنابِ رسولِ اکرم ﷺ کی خواب میں زیارت کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ لیکن زیارتِ رسولِ اکرم ﷺ کا دعویٰ

کرنے والے بعض ایسے لوگ بھی سامنے آتے ہیں جنہیں آپ ﷺ کی سیرت وصورت سے کوئی سروکار نہیں ہوتا ہے۔

چنانچہ اسی لئے ضروری ہے کہ ہم جہاں جنابِ رسولِ اکرم ﷺ کی سیرت سے کماحقہ آگاہی رکھیں، وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ حضور ﷺ کی صورت اور حسن وجمال کو بھی اچھی طرح یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور ﷺ والی سیرت وصورت اپنانے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

بہرحال اب پہلے آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کو مختصراً پیش کیا جاتا ہے اور پھر انشاء اللہ تفصیل سے پیش کی جائے گی لیجئے ملاحظہ فرمائیے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور ﷺ بہت ہی شاندار تھے۔ آپ ﷺ کا قد مبارک میانہ تھا لیکن مجمع میں آپ ﷺ سب سے زیادہ بلند معلوم ہوتے تھے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ؎

حلیہ مبارک کیسے بیان ہو    اس کی کسی میں تاب کہاں ہو

گنگ یہاں پر کیوں نہ زبان ہو    ہیں وہ سراپا نور مجسم

صلی اللہ علی محمد    صلی اللہ علیہ وسلم

عظیم المرتبت محبوب خدا (ﷺ) کا چہرہ انور ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا۔ یہ حسن اور خوبروئی اس طرح سے تھی کہ گورے رنگ کے اندر کچھ سرخی دمکتی تھی۔ جس سے کمال درجہ ملاحت پیدا ہوگئی تھی اور پیارے رخسار نہایت شفاف ہموار اور سبک تھے۔ ؎

ماہ منور مہر درخشاں جس پہ صدقے یوسف کنعاں

جن پر قربان موسیٰ عمراں جن پر واری عیسیٰ مریم

صلی اللہ علی محمد    صلی اللہ علیہ وسلم

حضور ﷺ کی پیشانی مبارک کشادہ تھی اور ابرو خمدار باریک اور گنجان تھے، دونوں ابرو جدا جدا تھے۔ ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہ تھے۔ دونوں ابرو کے درمیان

ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔

واضح رہے کہ حضور ﷺ کو دنیا اور دنیاوی امور کی وجہ سے کبھی غصہ نہیں آتا تھا، البتہ اگر کوئی امر دین اور حق سے تجاوز کرتا تو اس وقت آپ ﷺ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لاسکتا تھا، یہاں تک کہ آپ ﷺ اس کا انتقام نہ لے لیں۔ لیکن اپنی ذات کے لئے نہ کسی پر ناراض ہوتے نہ اس کا انتقال لیتے۔ اَللّٰھم صَلِّ وسَلِّمْ وَبارِکْ عَلٰی عَبدِکَ ورَسُولِکَ وحَبِیبِکَ سَیِّدِنَا ومولانا محمدٍصاحِبِ الوَجهِ الأنوَرِ والجَبِینِ الأزہَ. حضور ﷺ کے موئے مبارک کانوں کی لوتک تھے اور سر مبارک کے بیچ میں مانگ نکلی رہتی تھی اور بال ہلکی سی پیچیدگی لئے ہوئے یعنی بل دار تھے۔

مر کر کسی کی زلف پہ معلوم ہو تجھے فرقت کی رات کٹی ہے کس پیچ وتاب میں

یارب صل وسلم دائماً ابداً علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

آپ ﷺ کی آنکھیں مبارک بڑی اور خوش رنگ تھیں جن کی پتلی نہایت سیاہ اور ان کی سفیدی میں سرخ ڈورے پڑے ہوئے تھے اور پلکیں دراز تھیں۔ آپ ﷺ کے حسن سے نگاہ سیر ہوتی تھی۔

خمار آلودہ آنکھوں پر ہزاروں میکدے قربان

وہ قاتل بے پئے ہی رات دن مخمور رہتا ہے

صلی اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

آپ ﷺ کی بینی مبارک پر ایک چمک اور نور تھا۔ جس کی وجہ سے بینی مبارک بلند معلوم ہوتی تھی۔

ہر جلوہ پر ضیا رخ انور کا نور ہے شانوں میں کیا بلند یہ شان حضور ہے

صلی اللہ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضور ﷺ کا دہن مبارک موزونیت کے ساتھ فراخ تھا اور دندان مبارک

باریک آبدار تھے اور سامنے کے دانتوں میں ذرا ذرا سا فصل بھی تھا جن سے تکلم اور تبسم کے وقت ایک نور نکلتا تھا۔

حیا سے سر جھکا لینا ادا سے مسکرا دینا — حسینوں کو بھی کتنا سہل ہے بجلی گرا دینا

صلی اللہ علی محمد — صلی اللہ علیہ وسلم

حضور ﷺ کے ریش مبارک بھرپور اور گنجان بالوں کی تھی۔ جس نے آپ ﷺ کو اور بھی زینت دے دی تھی۔ جو ہیبت اور عظمت کو بڑھاتی تھی اول تو جمال اور خوبصورتی میں بھی رعب ہوتا ہے۔

شوق افزوں مانع عرض تمنا رعب حسن — بارہا دل نے اٹھائے ایسی لذت کے مزے

صلی اللہ علی محمد — صلی اللہ علیہ وسلم

آپ ﷺ کی گردن مبارک ایسی پتلی اور خوبصورت تھی جیسی تصویر کی گردن تراشی ہوئی ہو، صفائی اور چمک میں چاندنی جیسی تھی۔

حضرت علی ؓ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اکرم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ ﷺ نبیوں کے ختم کرنے والے تھے۔ (بحوالہ شمائل ترمذی)

## رسول اکرم ﷺ کے پیارے حسن کی ایک اور جھلک مبارک

ذیل میں کچھ مختصر اوضاحت کی جارہی ہے ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ”جناب رسول اکرم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت اور خوب سیرت تھے، آپ ﷺ نہ دراز قد تھے، نہ پست قامت تھے۔ (بخاری شریف)

حضرت براء بن عازب ؓ بیان کرتے ہیں: ”حضور ﷺ کا قد میانہ، کندھوں کا درمیانی فاصلہ عام پیمانے سے زیادہ، بال کانوں کی لو تک لمبے، سرخ جوڑا زیب تن کئے ہوئے، رسول اکرم ﷺ سے زیادہ خوبرو میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔“ (مسلم شریف)

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ لمبے بالوں والے سرخ لباس میں ملبوس رسول اکرم ﷺ سے زیادہ خوبصورت شخص ہم نے نہیں دیکھا، موئے مبارک شانوں تک پہنچتے تھے۔ دونوں کندھوں کا درمیانی فاصلہ قدرے زیادہ تھا، رسول اکرم ﷺ نہ زیادہ لمبے تھے نہ پست بلکہ میانہ قامت تھے۔ (بخاری شریف)

جابر بن سمرةؓ بیان کرتے ہیں کہ "میں ایک مرتبہ حضور ﷺ کو سرخ جوڑا پہنے چاندنی رات میں دیکھ رہا تھا، میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی آپ ﷺ کے چہرہ انور پر نظر کرتا بالآخر اس فیصلے پر پہنچا کہ آپ ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین ہیں"۔ (مستدرک حاکم)

حضرت براء بن عازبؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا آپ ﷺ کا چہرہ تلوار جیسا (چمکدار) تھا۔ فرمایا: "نہیں، بلکہ چاند جیسا (خوبصورت اور پرنور) تھا"۔ (بخاری شریف)

حضرت کعب بن مالکؓ کا بیان ہے کہ: "جب میری جنگ تبوک میں پیچھے رہ جانے کی وجہ سے توبہ قبول ہوئی تو میں آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور سلام کیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک مارے خوشی کے چمک رہا ہے اور آپ ﷺ جب خوش ہوتے تو آپ ﷺ کا چہرہ ایسے دمک اٹھتا گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے۔" (حوالہ بالا)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ: ایک دفعہ آپ ﷺ میرے پاس فرحاں وشاداں آئے۔ آپ ﷺ کے چہرے کی دھاریاں چمک رہی تھیں۔ (حوالہ بالا)

ہمدان شہر کی رہنے والی ایک صحابیہؓ کا بیان ہے کہ: "میں نے رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ حج کیا میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ ہاتھ میں چھڑی لئے اونٹ پر سوار بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔" راوی ابو اسحق ہمدانی کہتے ہیں کہ: "میں نے ان سے رسول اکرم ﷺ کے روئے زیبا کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ چودھویں رات کے چاند کی طرح پرانور میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد آپ ﷺ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔"

حضرت جابرؓ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کا چہرہ مبارک تلوار کی طرح (چمکدار اور لمبا) تھا۔ فرمایا: "نہیں بلکہ سورج اور چاند کی طرح روشن اور گول تھا۔"

(مسند احمد)

جریری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوالطفیلؓ سے پوچھا کہ آپؓ نے حضور ﷺ کو دیکھا تھا؟ فرمایا کہ: ''ہاں! آپ ﷺ گورے رنگ، پرملاحت چہرے، موزوں ڈیل ڈول اور میانہ قد وقامت کے تھے۔ (مسلم شریف)

ابوعبیدہ بن محمد عمار کہتے ہیں میں نے حضرت ربیع بنت معوذؓ سے درخواست کی کہ حضور ﷺ کا حلیہ مبارک تو بتائیں؟ انہوں نے فرمایا: ''بیٹے! اگر تم حضور ﷺ کو دیکھتے تو یوں لگتا کہ تم نے طلوع ہوتے سورج کو دیکھا ہے۔''

حضرت ام معبدؓ نے آپ ﷺ کے حسن سراپا کا یوں نقشہ کھینچا ہے: ''میں نے ایک ایسا آدمی دیکھا جو رنگ کی چمک دمک اور چہرے کی تابانی لئے ہوئے تھے، دور سے دیکھنے میں سب سے خوبصورت اور وجیہ اور قریب سے دیکھنے میں انتہائی جاذب نظر اور پر جمال۔'' (مستدرکِ حاکم)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ: ''جنابِ رسولِ اکرم ﷺ کا چہرہ اقدس پرنور اور نہائی خوبصورت تھا جب کوئی حضور ﷺ کے چہرہ کی رعنائی بیان کرتا تو چودہویں کے سے تشبیہ دیتا۔ یعنی لوگوں کو جنابِ رسولِ اکرم ﷺ کا روئے زیبا چمکتے ہوئے چاند کی جگمگاتا ہوا نظر آتا۔'' (دلائل النبوۃ)

آپ ﷺ کے دربار اقدس میں حضرت حسان بن ثابتؓ نے جو چہرۂ انور کی تعبیر کا کچھ حصہ ہدیہ ناظرین ہے:۔

ک لم ترقط عینی............ وأجمل منک لم تلد النساء

من کل عیب ............. کانک قد خلقت کما تشاء

ۃ خاتم ................ من اللہ مشھود یلوح ویشھد

النبی مع اسمہ...... اذ قال فی الخمس المؤذن اشھد

لیجلہ ........... فذو العرش محمود اھذا محمد

**نبی أتا نا بعد یاس وفترةٍ .......... من الرسل والوثان فی الارض تعبد**

**فامسی سراجا مستنیراً .............. یلوه کما لاح الصیقل المهند**

**وافٍ وماض شهاب یستضاء به .......... بدر انار علی کل الا ماجید**

**مبارک کضیاء البدر صورته ........... ماقال کان قضاء غیرُمردود**

ترجمہ:۔اور حضور ﷺ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے نہیں دیکھا اور حضور ﷺ کے زیادہ جمیل آج تک کسی عورت نے نہیں جنا۔آپ ﷺ ہر عیب سے محفوظ پیدا کیے گئے ہیں۔گویا کہ جیسا آپ ﷺ نے چاہا تھا۔اسی طرح آپ ﷺ کو پیدا فرمایا گیا ہے۔

آپ ﷺ کے بدن اطہر پر مہر نبوت چمک رہی ہے۔جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی دلیل ہے،جسے ہر ایک دیکھ سکتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کا نام نامی اپنے نام مبارک کے ساتھ اس طرح ملا دیا کہ جب بھی مؤذن اذان میں اللہ تعالیٰ کی توحید کی گواہی دیتا ہے۔ساتھ ہی آپ ﷺ کی رسالت کی بھی گواہی دینی ضروری ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نام کا اشتقاق اپنے نام مبارک سے کیا تا کہ آپ ﷺ کی عزت ووقار قائم رہے۔جیسا کہ عرش کا مالک تو محمود ہے اور آپ ﷺ کا نام محمد ہے۔(یعنی دونوں کا مادہ اشتقاق حمد ہے)

آپ ﷺ ایسے نبی کریم ﷺ ہیں کہ کافی زمانہ وحی کے نہ آنے کے بعد آپ ﷺ اس وقت تشریف لائے جب کہ ساری دنیا بت پرستی میں مبتلا تھی۔

آپ ﷺ ایسا چراغ ہیں،جو ہمیشہ روشنی دیتا رہے گا اور آپ ﷺ یوں چمکتے ہیں جس طرح صیقل شدہ تلوار چمکتی ہے۔

آپ ﷺ وعدہ وفا کرنے والے اپنی بات کو پورا کرنے والے ایسے چمک دار ستارہ ہیں،جن سے روشنی حاصل کی جاتی ہے،آپ ﷺ ایسے ماہ کامل ہیں کہ ہر شرف ومجد پر آپ ﷺ کا نور چمک رہا ہے۔آپ ﷺ بڑی برکت والے ہیں۔چودھویں رات

کے چاند کی طرح آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ہے جو بات فرماتے ہیں وہ ہو جاتی ہے۔ اس کے خلاف نہیں ہوتا۔ (از دیوان حسان بن ثابتؓ)

## اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ کا مختصر نظارہ

اے قیامت کا انکار کرنے والو! ہماری قدرت کا اور حکمت بالغہ کا مشاہدہ کرو۔ دیکھو کہ زمین کو ہم نے اس طرح پیدا فرمایا ہے کہ ہر قسم کی زندہ اور مردہ مخلوق اس کے دامن میں سمائی ہوئی ہے۔ ہر قسم کے جانداروں کے لیے ان کے مزاج کے مطابق رزق کا اہتمام یہیں سے ہوتا ہے۔ گوشت خوروں کے لیے گوشت، سبزی خوروں کے لیے طرح طرح کے چارے، سبزیاں، ترکاریاں دھڑا دھڑ پیدا ہو رہی ہیں۔ اگر انسان کی اپنی بے تدبیری، حرص و لالچ اور کوتاہیاں آڑے نہ آئیں تو کسی کو خوراک کی قلت کی شکایت نہ رہے۔ کچے پکے مکانات اور شاندار محلات اور سنگین قلعوں کی تعمیر کے لیے جس قسم کے سامان کی ضرورت ہو وہ بآسانی دستیاب ہو سکتا ہے۔ جب یہاں سے اپنی زندگی کے مقررہ دن پورے کر کے کوئی چیز رخصت ہوتی ہے تو وہی زمین جو اس کا بوجھ اپنی پشت پر اٹھائے ہوئے تھی اپنا سینہ چیر کر اسے اپنے اندر چھپا لیتی ہے۔

ہماری حکمت کا مزید نظارہ کرنا چاہو تو ان فلک بوس پہاڑوں کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھو، ان کے شکموں میں قیمتی معدنیات کے انبار لگے ہیں، کہیں نمک ہے کہیں کوئلہ ہے، کہیں تانبہ ہے، کہیں چاندی، کہیں سونا ہے، اور کہیں فولاد، ان کی برف سے سدا سفید رہنے والی چوٹیاں، تمہارے لیے میٹھے ٹھنڈے پانی کی بہم رسانی کے مرکز ہیں، چشمے ابل رہے ہیں، ندیاں بہہ رہی ہیں، دریا رواں دواں ہیں پھر ان کے دامن میں دیو قامت درخت اگتے ہیں جو مکان بنانے کے کام آتے ہیں، ان میں ان گنت جڑی بوٹیاں پیدا ہوتی ہیں، جو تمہارے امراض کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہیں، اس کے علاوہ ملکوں کی قدرتی حد بندی، موسموں کے تغیر میں ان کا غیر معمولی دخل، بارشوں میں ان کا حصہ، کس

کس فائدہ کو تم گن سکتے ہو، پھر ہماری حرمت کا یہ پہلو بھی تمہاری نگاہوں سے اوجھل نہ رہے کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی پانی ابل رہا ہے، دامن کوہ میں بھی ندیاں بہہ رہی ہیں ہموار میدانوں میں بھی دریا خراماں خراماں رواں ہیں اور جہاں یہ نہیں وہاں کنوئیں کھود کر، ٹیوب ویل نصب کر کے، تم پانی کے زیر زمین ذخائر سے سیراب ہو سکتے ہو۔

(ضیاء القرآن جلد ۵، ص ۴۵۶)

## جہاز اور کشتی میں سوار ہونے کی دعاء

اس امت کے لیے حضور ﷺ کا فرمان بھی یہ ہے کہ کشتی یا جہاز میں سوار ہوتے وقت یہی دعا پڑھیں تو اللہ تعالیٰ غرق ہونے سے امن دے گا۔ ﴿**بسم الله الملک ماقدروا الله حق قدره بسم الله مجرها ومرسٰها ان ربی لغفور رحیم**﴾ اگر زائد حصہ یاد نہ ہو تو قرآن پاک کی آیت والا حصہ ہی کافی ہے، دوسری سورۃ میں خشکی کی سواری پر بیٹھ کر پڑھنے کی دعا بھی موجود ہے ﴿**سبحٰن الذی سخرلنا هذا وما كنا له مقرنین ، وانا الی ربنا لمنقلبون**﴾ (الزخرف) کسی بھی سواری پر بیٹھیں موٹر گاڑی، اونٹ، گھوڑا وغیرہ یہ دعا پڑھنا سنت ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے تابع بنایا اور ہم ان کو تابع کرنے کے اہل نہ تھے۔

(معالم العرفان جلد ۱۰، ص ۳۰۷)

### حضور ﷺ کے اسماء مبارکہ

۱ اہل جنت کے لیے حضورؐ کا نام عبدالکریم ہے۔

۲ اہل جہنم کے لیے حضورؐ کا نام عبدالجبار ہے۔

۳ اہل عرش کے لیے حضورؐ کا نام عبدالمجید ہے۔

۴ اہل فرشتوں کے لیے حضورؐ کا نام عبدالحمید ہے۔

۵ اہل شیطان کے لیے حضورؐ کا نام عبدالقہار ہے۔

۶ اہل جنات کے لیے حضورؐ کا نام عبدالرحیم ہے۔

۷ اہل انبیاء کے لیے حضورؐ کا نام عبدالوہاب ہے۔

❁❁❁

۱ پہاڑ حضورؐ کو عبدالخالق کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۲ صحرا حضورؐ کو عبدالقادر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۳ سمندر حضورؐ کو عبدالمہیمن کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۴ حشرات الارض حضورؐ کو عبدالغیاث کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۵ درندے حضورؐ کو عبدالسلام کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۶ پرندے حضورؐ کو عبدالغفار کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۷ جنگلی جانور حضورؐ کو عبدالرزاق کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۸ چوپائے حضورؐ کو عبدالمومن کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۹ تورات میں حضورؐ کو موذموذ (یعنی طیب طیب) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۱۰ انجیل میں حضورؐ کو طاب طاب سے پکارا گیا ہے۔

۱۱ زبور میں حضورؐ کو فاروق کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔

## انسانی زندگی کے مختلف ادوار

انسانی حیات مختلف مراحل اور مختلف ادوار سے گزر کر اختتام پذیر ہوتی ہے۔

انسان جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو ''جنین'' کہلاتا ہے۔

جب پیدا ہو جائے تو ''ولید'' کہلاتا ہے۔

پھر پانچ دن تک ''صدیغ'' کہلاتا ہے۔

اس کے بعد سے لیکر دودھ چھڑانے تک ''رضیع'' کہلاتا ہے۔

جب دودھ چھڑا دیا جائے تو ''فطیم'' کہلاتا ہے۔

جب دودھ کی طلب ختم ہو جائے تو ''جموش'' کہلاتا ہے۔

جب دودھ کے دانت گر جائیں تو ''مثغور'' کہلاتا ہے۔

دانت گرنے کے بعد نئے دانت آ جائیں تو ''متغر'' کہلاتا ہے۔

بلوغت سے پہلے ''صبی'' کہلاتا ہے۔

بلوغت کے قریب ہو جائے تو ''مراھق'' کہلاتا ہے۔

بالغ ہو جانے کے ''بعد شاب'' کہلاتا ہے۔

بلوغت کے بعد صحیح قوت آ جائے تو ''حزور'' کہلاتا ہے۔

تیس (۳۰) سال کی عمر تک ''نوجوان'' کہلاتا ہے۔

تیس (۳۰) سال سے لے کر چالیس (۴۰) سال تک ''جوان'' کہلاتا ہے۔

جب سر کا بعض حصہ سفید ہو جائے تو ''مخلس'' کہلاتا ہے۔

پورے سر پر سفیدی چھا جائے تو ''اشم'' کہلاتا ہے۔

چالیس سال سے لے کر پچاس سال تک ''ادھیڑ عمر'' کہلاتا ہے۔

پچاس سال کی عمر والا ''شیخ'' کہلاتا ہے۔

پچاس سال سے لے کر اسی سال تک ''حرم'' کہلاتا ہے۔

اور پھر اس کے بعد کی عمر میں ''ہم'' کہلاتا ہے۔ (فقہ اللغۃ وسر العربیۃ)

یہ تمام ادوار انسانی زندگی میں آتے ہیں اور جسے خالق ذوالجلال کی جانب سے آخر حد یعنی ''ہم'' تک زندہ رہنے کی اجازت مل جائے تو اسے یقیناً ان تمام مراحل سے گزر کر جانا ہے اور پھر بالآخر انسان قبر کی پاتال میں جائے گا۔

صبح ہوتی ہے شام ہوتی ہے
زندگی یوں ہی تمام ہوتی ہے

## تنگدستی دور کرنے کا مجرب نسخہ

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلا اس طرح کہ میرا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں تھا آپ کا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو شکستہ حال اور پریشان تھا آپ نے پوچھا کہ تمہارا یہ حال کیسے ہوگیا، اس شخص نے عرض کیا کہ بیماری اور تنگدستی نے یہ حال کردیا آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں چند کلمات بتلاتا ہوں وہ پڑھو گے تو تمہاری بیماری اور تنگدستی جاتی رہے گی وہ کلمات یہ تھے ﴿توکلت علی الحی الذی لایموت الحمد اللہ الذی لم یتخذ ولدا...... الخ﴾ اس کے کچھ عرصہ کے بعد پھر آپ اس طرف تشریف لے گئے تو اس کو اچھے حال میں پایا آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا اس نے عرض کیا کہ جب سے آپ نے مجھے یہ کلمات بتلائے تھے میں پابندی سے ان کو پڑھتا ہوں۔ (مظہری)(معارف القرآن جلد۵،ص۵۴۳)

## محمد رسول اللہ ﷺ کی کتاب بے مثال ہے

محمد رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب پر تدبر کرنے والا اس سے اعراض نہیں کرسکتا، اس کتاب میں جمال وکمال ہے، تناسق وترتیب ہے، جاذبیت ہے، فطرت کی موافقت ہے، اسی میں وجدانی اشارات ہیں، قلبی غذا ہے، فکر ونظر کی خوراک ہے، توجہات کی عظمت ہے اس میں سب سے سیدھا اور مضبوط راستہ ہے، اس میں محکم قانون ہے، غرض فطرت کو جوش دلانے والا، اس کے عناصر کو غذا اور قوت بہم پہنچانے ولا اور فطرت کی آواز پر لبیک کہنے ولا سب کچھ ہے۔ (تفسیر فی ظلال القرآن جلد۶ ص۴۷۳)

## تاریخ کا عجائب گھر

ملک ناصر الدین حمدنی پر تولنج کا حملہ اکثر بڑا ہی شدید ہوتا تھا۔ گھر والوں سے اس کا تڑپنا دیکھا نہ جاتا۔ سارے درباری طبیب اس کے علاج سے عاجز آچکے تھے۔ آخر معالجین نے اسے قتل کردینے کا فیصلہ کیا تاکہ آئے دن کی تکلیف سے نجات مل جائے ایک شخص کو خنجر

دے کر قلعے کی ڈیوڑھی میں بٹھا دیا۔ ناصر الدین نے دطیز میں قدم رکھا تو اس شخص نے خنجر سے حملہ کر دیا۔ خنجر اسکی کوکھ میں ایسی جگہ لگا کہ قولج کا جو کچھ مواد تھا سب نکل گیا اور وہ ہمیشہ کے لیے شفایاب ہو گیا۔

❀❀❀

اسحاق بن ابراہیم موصلی کا بیان ہے کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں قاتل کو چھوڑ دے میں اسی وقت بیدار ہوا، شمع منگائی اور مجرموں کا رجسٹر دیکھنے لگا۔ ایک مجرم پر قتل کا الزام تھا اور اس نے اقرار جرم بھی کر لیا۔ میں نے اسے طلب کیا مجھے دیکھ کر کانپنے لگا۔ میں نے کہا: اگر مجھے سچ سچ بتا دو گے تو چھوڑوں گا۔ وہ کہنے لگا۔ میں اور میرے ساتھی جرائم پیشہ تھے۔ کوئی جرم نہ تھا جو ہم نہ کرتے ہوں۔ ہمارے پاس ایک بوڑھی کٹنی تھی ایک روز وہ ایک لڑکی پھانس کر لے آئی۔ لڑکی نے ہم بدمعاشوں کو دیکھا اور اللہ اللہ کہہ کر بے ہوش ہو گئی۔ ہوش آیا تو مجھ سے کہنے لگی: میں تجھے خدا کا واسطہ دیتی ہوں۔ بوڑھی نے مجھ سے دھوکا کیا۔ کہتی تھی اس گھر میں بڑی نیک بیبیاں رہتی ہیں۔ میں ایک شریف عورت ہوں رسول اللہ میرے نانا ہیں فاطمہ میری ماں ہے اور حسین میرے باپ ہیں ان لوگوں کا پاس کر کے مجھے بچا۔ میں نے اپنے دوستوں سے کہا اسے جانے دیں مگر وہ نہ مانے میں اس کی طرف سے مدافعت کرنے لگا میں نے اسے قتل کر دیا اور لڑکی کو بھگا دیا۔ وہ جاتے ہوئے کہنے لگی جیسے تو نے میری پردہ داری کی ہے۔ اللہ تیری پردہ داری کرے۔ پڑوسی شور سن کر جمع ہو گئے اور گھر میں آگھسے۔ فرش پر لاش پڑی تھی اور خنجر میرے ہاتھ میں تھا اسحاق نے یہ واقعہ سنا تو کہا جا میں نے تجھے خدا اور رسولؐ کی خاطر رہا کیا۔

## سادگی

ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز اپنے اصحاب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ کیا تم لوگ سنتے نہیں؟ کیا تم لوگ سنتے نہیں؟ بے شک سادگی ایمان

سے ہے، بے شک سادگی ایمان سے ہے۔

مومن جب اللہ کی عظمت کو دریافت کرتا ہے تو اس کے مقابلہ میں اپنا وجود اس کو بالکل عاجز دکھائی دینے لگتا ہے۔ یہ احساس اس کے اندر آخری حد تک تواضع کی کیفیت پیدا کردیتا ہے۔ اس کا پورا وجود عبدیت کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ اس کی آواز نرم پڑ جاتی ہے۔ اس کی رفتار پست ہو جاتی ہے۔ اس کے پورے رویہ پر سنجیدگی کا انداز چھا جاتا ہے۔

اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا مزاج سادگی کا مزاج بن جاتا ہے۔ کھانے، کپڑے، مکان ہر چیز میں اس کو سادہ طریقہ پسند آنے لگتا ہے۔ نمائشی چیزوں سے اس کو وحشت ہو جاتی ہے۔ اس کی روح کو سادگی میں لذت ملتی ہے نہ کہ تکلفات میں۔

ایمان آدمی کو مصنوعی چیزوں سے ہٹا کر فطرت کی طرف لے جاتا ہے اور فطرت کی دنیا میں سادگی ہی سادگی ہے، وہاں بناوٹ کے لئے کوئی جگہ نہیں۔

سادگی مومن کا مزاج اور اس کا لباس ہے۔ ایمان آدمی کے اندر جو مزاج پیدا کرتا ہے اس کو ایک لفظ میں فطری سادگی سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ فطرت کی سطر پر سادگی ہی سادگی ہوتی ہے۔ اسی طرح فاطر کائنات کا شعور آدمی کے اندر جو مزاج بناتا ہے وہ بھی تمام تر سادگی ہوتا ہے۔

مومنانہ سادگی کا یہ مزاج قدرتی طور پر اس کے ظاہری رویہ میں بھی شامل ہو جاتا ہے۔ اس کو سادہ کپڑے پسند آتے ہیں۔ سادہ رہن سہن میں اسے لذت ملتی ہے۔ سادہ گھر اور سادہ ساز و سامان میں اس کو سکون ملتا ہے۔ سادہ ماحول میں رہنا اس کے لئے محبوب ترین چیز بن جاتا ہے۔

مومن ایک سادہ انسان ہوتا ہے اپنے اندرونی احساسات کے اعتبار سے بھی اور اپنے ظاہری معاملات کے اعتبار سے بھی۔

## اچھا گمان

قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے کہ ایک مومن کو چاہیئے کہ وہ دوسرے مومن کے بارے میں نیک گمان کرے۔ (النور: ۱۲)۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ظن سے بچو، کیونکہ ظن سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ (متفق علیہ)۔

مومن کا یہ طریقہ ہے کہ اصلاً وہ لوگوں کے بارے میں اچھا خیال رکھے۔ حتیٰ کہ اگر اس کو کسی کے بارے میں برائی کا شبہ ہو تو وہ اس کا تجسس بھی نہ کرے۔ اگر اس کے علم میں کسی کی کوئی ایسی بات آئے جو بظاہر ٹھیک نہ ہو تب بھی وہ اچھا گمان کرتے ہوئے اس کو نظر انداز کر دے۔ وہ سارے معاملہ کو خدا کے حوالے کر دے۔

مومن کسی کے بارے میں غلط رائے صرف اس وقت قائم کرتا ہے جبکہ آخری اور حتمی طور پر وہ چیز ثابت شدہ بن چکی ہو۔ مومن کا نظریہ دوسروں کے بارے میں یہ ہوا ہے کہ اچھی رائے قائم کرنے میں غلطی کر جانا اس سے بہتر ہے کہ میں بری رائے قائم کرنے میں غلطی کروں۔

گمان کی بنیاد پر کسی کے بارے میں بری رائے قائم کرنا محض ایک سادہ سی بات نہیں ہے۔ وہ ایک اخلاقی جرم ہے جو اللہ کے نزدیک سخت سزا کا سبب ہے۔ اس لئے مومن اس قسم کی رائے زنی سے آخری حد تک بچتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچانے کے لئے دوسرے کا محافظ بن جاتا ہے۔

اکثر حالات میں کسی انسان کے پاس وہ پوری معلومات موجود نہیں ہوتیں جو کسی مسئلہ میں صحیح رائے قائم کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ اس لئے کسی آدمی کے لئے محتاط رویہ یہی ہے کہ وہ ایسے معاملات میں خاموشی اختیار کر لے۔ اگر وہ کسی معاملہ میں بولنا ضروری سمجھتا ہے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ اس کی مکمل تحقیقات کرے، اس کے بعد اس معاملہ میں اس کا بولنا حق بجانب قرار دیا جا سکتا ہے۔

مومن اپنے بارے میں سخت اور دوسرے کے بارے نرم ہوتا ہے، وہ اپنی کوتاہیوں پر سختی سے اپنا محاسبہ کرتا ہے، مگر دوسروں کی قابل گرفت باتوں کو نظر انداز کرتا ہے۔ وہ اپنے آپ کو عزیمت کے معیار سے جانچتا ہے اور دوسروں کو رخصت کے معیار سے۔

اچھا گمان مومنانہ روش ہے اور برا گمان غیر مومنانہ روش ہے۔

## حکم جہاد اور سزائے ارتداد کا ٹکراؤ لا اکراہ فی الدین سے نہیں ہے

**لا اکراہ فی الدین** --- دین میں زبردستی نہیں ہے۔ یعنی کسی پر بھی قبول اسلام کیلئے جبر نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور گمراہی دونوں کو واضح کر دیا ہے تاہم کفر و شرک کے خاتمے اور باطل کا زور توڑنے کیلئے جہاد ایک الگ اور جبر و کراہ سے مختلف چیز ہے۔ مقصد معاشرے سے اس قوت کا زور اور دباؤ ختم کرنا ہے جو اللہ کے دین پر عمل اور اس کی تبلیغ کی راہ میں روڑہ بنی ہوئی ہو۔ تاکہ ہر شخص اپنی آزاد مرضی سے چاہے تو اپنے کفر پر قائم رہے اور چاہے تو اسلام میں داخل ہو جائے۔ چونکہ روڑہ بننے والی طاقتیں رہ رہ کر ابھرتی رہیں گی اسلئے جہاد کا حکم اور اس کی ضرورت بھی قیامت تک رہے گی ۔جیسا کہ حدیث میں ہے (**الجهاد ماض الیٰ یوم القیمه**) جہاد قیامت تک جاری رہے گا۔ خود نبی کریم ﷺ نے کافروں اور مشرکوں سے جہاد کیا ہے۔ اور فرمایا (**امرت ان اقاتل الناس حتی یشهدوا**) مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جہاد کروں جب تک کہ وہ لا الہ الا اللہ اور محمد الرسول اللہ کا اقرار نہ کر لیں، اسی طرح سزائے ارتداد (قتل) سے بھی اس آیت کا کوئی ٹکراؤ نہیں ہے (جیسا کہ بعض لوگ ایسا باور کراتے ہیں) کیونکہ ارتداد کی سزا ''قتل'' سے مقصود جبر و اکراہ نہیں ہے۔ بلکہ اسلامی ریاست کا نظریاتی حیثیت کا تحفظ ہے۔ ایک اسلامی مملکت میں ایک کافر کو اپنے کفر پر قائم رہ جانے

کی اجازت تو بے شک دی جا سکتی ہے لیکن ایک بار جب وہ اسلام میں داخل ہو جائے تو پھر اس سے بغاوت وانحراف کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ لہٰذا وہ خوب سوچ سمجھ کر اسلام میں آئے۔ کیونکہ اگر یہ اجازت دے دی جاتی تو نظریاتی اساس منہدم ہو سکتی تھی جس سے نظریاتی انتشار اور فکری انارکی پھیلتی جو اسلامی معاشرے کے امن کو اور ملک کے استحکام کو خطرے میں ڈال سکتی تھی۔ اس لیئے جس طرح انسانی حقوق کے نام پر قتل، چوری، زنا، ڈاکہ اور حرابہ وغیرہ جرائم کی اجازت نہیں دی جا سکتی اسی طرح آزادیٔ رائے کے نام پر ایک اسلامی مملکت میں نظریاتی بغاوت (ارتداد) کی اجازت بھی نہیں دی جا سکتی۔ یہ جبر واکراہ نہیں ہے۔ بلکہ مرتد کا قتل اسی طرح عین انصاف ہے جس طرح قتل و غارت گری اور اخلاقی جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو سخت سزائیں دینا عین انصاف ہے۔ (القرآن الکریم مع اردو ترجمہ وتفسیر)

## نماز میں وہم کو ختم کرنے کا آسان نسخہ

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس شیطان آئے گا وہ کہے گا کہ اس چیز کو کس نے پیدا کیا اور اس چیز کو کس نے پیدا کیا، بات بڑھاتے بڑھاتے یوں کہے گا کہ تیرے رب کو کس نے پیدا کیا سو جب یہاں پہنچ جائے تو اللہ کی پناہ مانگے اور وہیں رک جائے۔ (صحیح بخاری جلد ا، ص ۴۶۳)

حضرت قاسم بن محمد سے ایک آدمی نے سوال کیا کہ مجھے اپنی نماز میں وہم ہو جاتا ہے اور اکثر ہوتا ہے فرمایا تو نماز پڑھتا رہ اور تو جس مشکل میں مبتلا ہے، یہ اس وقت تک دور نہ ہوگی جب تک کہ تو ایسا نہ کرے کہ نماز سے فارغ ہو کر (شیطان سے) یوں کہہ دے کہ میری نماز نہیں ہوئی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹ از موطا امام مالک) مطلب یہ ہے کہ شرعی اصول کے مطابق نماز پڑھ لو، بھول ہو جائے اصول کے مطابق سجدہ سہو کر لو، باقی شیطان کا ساتھ نہ دو نماز پڑھتے رہو گے وہ تو یہی کہتا رہے گا کہ یہ بات رہ گئی، نماز سے

فارغ ہو کر شیطان سے یہ کہہ دو کہ چل بھاگ تجھے میری نماز سے کیا مطلب بڑا آیا ہمدرد بن کر جا میری نماز نہیں ہوئی، جب ایسا کرو گے تو شیطان دفع ہو جائے گا ورنہ وہ جان کے پیچھے لگا رہے گا، ایک بزرگ تھے وہ وضو کر کے فارغ ہو جاتے تو شیطان کہتا تھا کہ تم نے سر کا مسح نہیں کیا سر کا مسح نہ کرو گے تو وضو نہ ہوگا وضو نہ ہوگا تو نماز نہ ہوگی بلکہ بے وضو نماز پڑھنا کفر ہے، وہ بزرگ فرماتے تھے کہ کچھ دن تک تو وسوسہ دور کرنے کے لئے دوبارہ مسح کیا پھر ایک دن شیطان کو دھتکار دیا اور اس سے کہا کہ چل دفع ہو تو کہاں کا مسلمان ہے جو تجھے میرے ایمان کی فکر ہے ایسا کرنے پر پیچھا چھوٹا۔

(تفسیر انوار البیان جلد ۳، ص ۲۸۸)

## حکمت کی بات

امام ابوداؤد قندھار کے قریب سجتان کے رہنے والے تھے۔ وہ امام احمد بن حنبلؒ کے شاگردوں میں سے تھے۔ ان کا قول ہے کہ میں نے طویل اسفار کے بعد پانچ لاکھ حدیثیں لکھیں، ان میں سے چار ہزار آٹھ سو حدیثوں کو منتخب کر کے سنن ابی داؤد میں درج کیا۔ تاہم امام موصوف نے لکھا ہے کہ آدمی اگر ان میں سے چار حدیثوں کو پکڑ لے تو وہ اس کے دینی فہم کے لئے کافی ہو جائے۔

۱.....عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔

۲.....بہتر اسلام یہ ہے کہ آدمی بے فائدہ بات بولنا چھوڑ دے۔

۳.....کوئی مسلمان اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

۴.....حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان شبہ کی چیزیں ہیں جو شخص شبہات سے بچا اس نے اپنے دین کو بچا لیا۔

امام ابوداؤد کے بہت سے نہایت قیمتی اقوال ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

پوشیدہ شہوت یہ ہے کہ آدمی سرداری کو پسند کرنے لگے۔

بہترین بات وہ ہے جو کان میں بلا اجازت داخل ہو جائے۔

جس شخص نے کمتر لباس اور کمتر کھانے پر قناعت کی اس نے اپنے جسم کو آرام پہنچایا۔

ایمان اگر آدمی کے اندر گہرائی کے ساتھ پیدا ہو جائے تو وہ ساری اہمیت صرف حقیقت کو دینے لگے گا۔ بے فائدہ باتوں سے اسے دلچسپی نہ رہے گی۔ اپنے اور غیر کا فرق اس کی نظر میں ختم ہو جائے گا۔ اس کی حساسیت اتنی بڑھ جائے گی کہ وہ شبہ کی چیزوں سے بھی بچنے لگے گا اور اپنے کو بڑا بنانے کا جذبہ اس کے اندر باقی نہ رہے گا۔ وہ ایسی بات بولے گا جو سیدھی لوگوں کے دلوں تک پہنچے۔ اس کی زندگی بالکل سادہ زندگی بن جائے گی۔

## تواضع انبیاء علیہم السلام اور تکبر کفار کا شیوہ ہے

فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تکبر کفار اور فرعون قسم کے لوگوں کا شیوہ ہے، اور تواضع انبیاء علیہم السلام کے کریمانہ اخلاق اور صلحا کی عادات میں سے ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کفار کے لئے خود تکبر کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: **انهم كانوا اذا قيل لهم لا اله الا الله يستكبرون.**

''وہ لوگ ایسے تھے کہ جب ان سے کہا جاتا کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو وہ تکبر کیا کرتے تھے۔'' نیز فرمایا: **وقارون وفرعون وهامان ولقد جاء هم موسىٰ بالبينٰت فاستكبروا في الارض وما كانوا سٰبقين.**

''اور ہم نے قارون، فرعون اور ہامان کو بھی ہلاک کیا اور ان کے پاس موسیٰ علیہ السلام کھلی دلیلیں لے کر آئے تھے پھر ان لوگوں نے زمین میں سرکشی کی اور بھاگ نہ سکے۔''

اور فرمایا: **ان الذين يستكبرون عن عبادتي سيدخلون جهنم دٰخرين.**

''جو لوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔'' نیز فرمایا: **ادخلوا ابواب جهنم خٰلدين فيها فبئس مثوى**

المتکبرین ٭ (۴۰/۷۶)

''جہنم کے دروازوں میں داخل ہوؤ، ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہو، متکبرین کا وہ بُرا ٹھکانا ہے۔'' اور فرمایا: انه لایحب المستکبرین ۝ (۱۶/۲۳)

''یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

## مقصد سے لگن

ہندوستان کے ایک تعلیمی نظام کے مشہور داعی نے جب اپنی کوششوں کا آغاز کیا، تو ایک بڑا طبقہ ان کا مخالف تھا، انہوں نے اپنے پروگرام کے لئے مالی تعاون کے سلسلے میں مختلف بااثر لوگوں سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کیا، ایک بڑی ریاست کے نواب صاحب سے بھی انہوں نے ملاقات کی، اپنا پروگرام بتایا نواب صاحب سے تعاون کی درخواست کی، نواب صاحب ان کے نظام تعلیم کے سخت مخالفین میں سے تھے، سامنے تو انہیں کچھ نہیں کہا، طرح دے گئے اور یہ وعدہ کر کے ان کو رخصت کیا کہ میں بزریعہ ڈاک جو کچھ ہوسکا، ارسال کردوں گا، چند دنوں بعد انہیں ڈاک میں نواب صاحب کی طرف سے ایک صندوقچی ملی، سمجھے کہ کوئی قیمتی ہدیہ ارسال کیا گیا ہے لیکن جب کھولا تو اس میں پرانے جوتوں کا ایک جوڑا تھا، یہ نواز صاحب کی طرف سے ان پر طنز تھا، لیکن انہوں نے اس طنز کا کوئی اثر نہیں لیا، بلکہ جوتوں کا وہ جوڑا فروخت کیا اور اس رقم کی رسید کاٹ کر نواب صاحب کو بھیج دی، نواب صاحب ان کے مقصد کے ساتھ اس قدر لگن کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے اور اس وقت کے پچیس ہزار کی خطیر رقم ان کے پروگرام کے لئے دی۔

(ذکریات علی الطنطاوی، ج:۵، ص:۲۰۷)

## جنت کی کنجیاں

۱. جنت کی کنجی ''لا الٰہ الا اللہ'' کی شہادت دینا ہے۔

۲. نماز کی کنجی طہارت ہے۔

۳. نیکی کی کنجی سچ ہے۔
۴. علم کی کنجی حسن سوال ہے۔
۵. نصرت وکامیابی کی کنجی صبر ہے۔
۶. مزید نعمت کی کنجی شکر ہے۔
۷. ولایت کی کنجی اللہ تعالیٰ کی محبت اور ذکر ہے۔
۸. فلاح کی کنجی تقویٰ ہے۔
۹. توفیق کی کنجی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہے۔

## سب سے بڑا ظالم

اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہوگا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا، اور سچائی کو جھٹلا دیا جب کہ وہ اس کے پاس آئی۔ کیا ایسے منکروں کا ٹھکانا جہنم میں نہ ہوگا۔ اور جو شخص سچائی لے کر آیا اور جس نے اس کی تصدیق کی، یہی لوگ اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔ ان کے لئے ان کے رب کے پاس وہ سب ہے جو وہ چاہیں گے۔ یہ بدلہ ہے نیکی کرنے والوں کا۔

اس دنیا میں سب سے بڑی نیکی حق کا اعتراف ہے۔ اور سب سے بڑا جرم حق کا انکار کرنا ہے۔ آخرت میں جنت اور جہنم کا فیصلہ جس معیار پر ہوگا وہ یہی ہوگا کہ ایک شخص کے سامنے جب حق آیا تو اس نے اس کو مانا یا اس کو نظر انداز کر دیا۔ حق کو نظر انداز کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ اس کے بعد کوئی بھی دوسرا عمل اللہ تعالیٰ کے یہاں قابل اعتبار نہیں۔

آدمی کا اصلی اور حقیقی امتحان جہاں ہو رہا ہے، وہ یہ ہے کہ اس نے اللہ کی خاطر اپنی انا کو توڑا یا نہیں، اس نے اللہ کے آگے اپنے عجز کا اقرار کیا یا نہیں۔ حق کا ظہور دراصل اسی امتحان کا لمحہ ہوتا ہے، اس دنیا میں حق کا ظہور چونکہ براہ راست خدا کی طرف سے نہیں ہوتا بلکہ کسی انسان کے ذریعہ ہوتا ہے، اس لئے عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ سننے والا اس کو اپنے لئے ساکھ کا مسئلہ بنا لیتا ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں حق کے آگے جھکا تو وہ ایک انسان کے

سامنے جھکنے کے ہم معنی بن جائے گا۔ یہ احساس اس کے لئے رکاوٹ بن جاتا ہے۔

مگر ایسے مواقع پر جب آدمی جھکتا ہے تو وہ درحقیقت انسان کے آگے نہیں جھکتا وہ خدا کے آگے جھکتا ہے کیونکہ وہ حق کی خاطر جھکا تھا نہ کہ کسی انسان کی خاطر۔ یہی وہ لوگ ہیں جو سب سے پہلے جنتوں میں داخل کئے جائیں گے۔

## زنا کی سزا کیوں اتنی شدید ہے

اسلام چونکہ زنا کو حیوانی رزالت جانتا ہے، لہذا اس نے اس کی سزا بڑی شدید مقرر کی ہے، یہ رزالت تمام انسانی اعلیٰ خصائص کو زائل کر دیتی ہے، اس کی انسانیت کو مسخ کر کے اس میں حیوانیت پیدا کر دیتی ہے یہ حیوانات کا کام ہے کہ وہ ایک مونث اور دوسرے مونث میں فرق امتیاز نہیں کرتے (بلکہ اچھے حیوانات بھی جوڑے بن کر رہتے ہیں اور غیرت پر مرمٹتے ہیں) ایک جسم اور دوسرے جسم میں ایک نر اور دوسرے نر میں، ایک مادہ اور دوسری مادہ میں فرق نہ کرنا ذلیل حیوانیت ہے، یہ حیوانیت بس ایک لمحہ بھر کی حیوانی وجنسی پیاس کو بجھانا جانتی ہے، غور سے دیکھا جائے تو زندگی کی بنیاد لذت پر نہیں ہے، اس میں زمین کی آبادی اور تعمیر کا کوئی عنصر اور تصور نہیں ہے، اس میں بقائے نسل کا کوئی تصور نہیں ہے، بلکہ اس میں کوئی اعلیٰ حقیقی ترقی یافتہ جذبہ بھی نہیں ہے، اگر جذبہ ہوتا تو اس میں استمرار پایا جاتا، یہ محض ایک حیوانی تاثر ہے جو بعض دفعہ انسانی جذبے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ (تفسیر فی ظلال القرآن جلد ۶ ص ۴۰۳)

## فکر آخرت کے آنسو

غزوۂ موتہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار کا لشکر روانہ فرمایا، ان میں مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن رواحہ بھی تھے، اصحاب سیر نے لکھا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو رخصت کرنے لگے تو وہ رونے لگے، لوگوں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا، میں دنیا سے محبت یا تم سے عشق کی وجہ سے نہیں رو رہا ہوں بلکہ اس لیے

رو رہا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا ہے، ﴿وان منکم الاوارد ھا کان علی ربک حتماً مقضیا﴾ یعنی ''تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا اس جہنم پر گزر نہ ہو یہ اللہ جل شانہ کا حتمی اور اٹل فیصلہ ہے'' معلوم نہیں کہ اس پر گزرتے ہوئے میرا کیا بنے گا؟ مسلمانوں نے انہیں تسلی دی اور کہا ''اللہ آپ کو ہماری طرف صحیح وسلامت لوٹائیں'' اس پر حضرت عبداللہؓ نے کچھ اشعار پڑھے جن میں انہوں نے اپنے لیے شہادت کی دعا مانگی:

چنانچہ وہ اسی غزوہ میں شہید ہوئی۔ (کامل ابن اثیر: ج ۱۲۔ و تاریخ طبری: ج ۲)

## صحابہ کرامؓ کی تواضع

حضرت اسلم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ پر بیٹھ کر ملک شام تشریف لائے تو لوگ اس بارے میں آپس میں باتیں کرنے لگے کہ امیر المؤمنین کو گھوڑے پر سفر کرنا چاہئے تھا، اونٹ پر سفر نہیں کرنا چاہئے تھا، وغیرہ وغیرہ۔ اس پر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ان لوگوں کی نگاہ ایسے انسانوں کی سواری کی طرف جا رہی ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں (اس سے شام کے کفار مراد ہیں) (بحوالہ ابن عساکر)

حضرت ہشام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک عورت پر گزر ہوا، جو عصیدہ گھونٹ رہی تھی، (عصیدہ وہ آٹا ہے جسے گھی ڈال کر پکایا جائے) حضرت عمرؓ نے اس سے کہا کہ: عصیدہ کو اس طرح نہیں گھونٹا جاتا، یہ کہہ کر اس سے حضرت عمرؓ نے ڈولی لے لی اور فرمایا کہ اس طرح گھونٹا جاتا ہے اور اسے گھونٹ کر دکھایا۔

حضرت ہشام بن خالد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (عورتوں سے) یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ: جب تک پانی اچھی طرح

گرم نہ ہو جائے، تم میں سے کوئی عورت آٹا نہ ڈالے، اور جب پانی گرم ہو جائے تو تھوڑا تھوڑا کر کے ڈالتی جائے اور ڈالی سے اس کو ہلاتی جائے، اس طرح اچھی طرح مل جائے گا اور ٹکڑے ٹکڑے نہیں بنے گا۔

حضرت زر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب عید گاہ ننگے پاؤں جا رہے ہیں۔

حضرت عمر مخزومیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان کروایا "الصلاۃ جامعہ" سب نماز میں جمع ہو جائیں ضروری بات کرنی ہے جب لوگ کثرت سے جمع ہو گئے تو حضرت عمرؓ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ کی حمد وثنا اور درود وسلام کے بعد فرمایا اے لوگو! میری چند خالائیں تھیں جو قبیلہ بنو مخزوم کی تھیں میں ان کے جانور چرایا کرتا تھا مجھے مٹھی بھر کشمش اور کھجور دیا کرتی تھیں میں اس پر سارا دن گزارا کرتا تھا اور وہ بہت ہی اچھا دن ہوتا تھا پھر حضرت عمرؓ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ان سے کہا اے امیر المؤمنین! آپ نے اور تو کوئی خاص بات کہی نہیں۔ بس اپنا عیب ہی بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے ابن عوف! تیرا بھلا ہو! میں تنہائی میں بیٹھا ہوا تھا میرے نفس نے مجھ سے کہا: تو امیر المؤمنین ہے، تجھ سے افضل کون ہو سکتا ہے؟...... تو میں نے چاہا کہ اپنے نفس کو اس کی حیثیت بتا دوں۔

ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے لوگو میں نے اپنا یہ حال دیکھا ہے کہ میرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں ہوتی تھی، میں اپنے قبیلہ بنو مخزوم کی خالاؤں کو میٹھا پانی لا کر دیتا تھا وہ مجھے کشمش کی چند مٹھیاں دے دیا کرتی تھیں۔ بس یہ کشمش ہی کھانے کی چیز ہوتی تھی۔ آخر میں یہ بھی فرمایا مجھے اپنے نفس سے کچھ بڑائی محسوس ہوئی تو میں نے چاہا کہ اسے کچھ نیچے جھکاؤں۔

حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایک سخت گرم دن سر پر چادر رکھے ہوئے باہر نکلے ان کے پاس سے ایک جوان گدھے پر گزرا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے جوان! مجھے اپنے ساتھ بٹھا لے، وہ نوجوان کود کر گدھے سے نیچے اترا اور اس نے عرض کیا اے امیر المؤمنین آپ سوار ہو جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: پہلے تم سوار ہو جاؤ، میں تمہارے پیچھے بیٹھ جاؤں، گا تم مجھے نرم جگہ بٹھانا چاہتے ہو اور خود سخت جگہ بیٹھنا چاہتے ہو، چنانچہ وہ جوان گدھے پر آگے بیٹھا اور حضرت عمرؓ اس کے پیچھے۔ آپ جب مدینہ منورہ داخل ہوئے تو آپؓ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور سب لوگ آپ کو دیکھ رہے تھے۔

حضرت سنان بن سلمہ ہذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں چند لڑکوں کے ساتھ نکلا اور ہم مدینہ میں گری ہوئی آدھ کچری کھجوریں چننے لگے کہ اتنے میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوڑا لئے ہوئے آگئے جب لڑکوں نے ان کو دیکھا تو وہ سب کھجوروں کے باغ میں ادھر ادھر بکھر گئے لیکن میں وہیں کھڑا رہا اور میری لنگی میں کچھ کھجوریں تھیں جو میں نے وہاں سے چنی تھیں۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین! یہ کھجوریں وہ ہیں جو ہوا سے نیچے گری ہیں، (یعنی میں نے درخت سے نہیں توڑی ہیں) حضرت عمرؓ نے میری لنگی میں رکھی ہوئی ان کھجوروں کو دیکھا اور مجھے نہ مارا۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین! (میں اب گھر جانا چاہتا ہوں راستہ میں) آگے لڑکے کھڑے ہیں جو میری یہ تمام کھجوریں چھین لیں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں ہرگز نہیں، چلو (میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں) چنانچہ حضرت عمرؓ میرے ساتھ گھر تک آئے۔

حضرت مالکؒ کے دادا بیان کرتے ہیں کہ میں نے کئی بار دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مکہ سے مدینہ واپس آتے تو (مدینہ سے ذرا پہلے) معرس مسجد (ذوالحلیفہ) میں قیام فرماتے اور جب مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لئے سوار ہوتے تو سواری پر پیچھے کسی کو ضرور بٹھاتے اور کوئی نہ ملتا تو کسی لڑکے کو ہی بٹھا لیتے اور اسی حال میں مدینہ میں داخل ہوتے۔ راوی کہتے

ہیں میں نے کہا کیا حضرت عثمانؓ اپنے پیچھے تواضع کے خیال سے بٹھایا کرتے تھے؟...... تو انہوں نے کہا ہاں تواضع کے خیال سے بھی بٹھاتے تھے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ پیدل آدمی کو سواری مل جائے اس کا بھی فائدہ ہو جائے اور یہ بھی چاہتے تھے کہ وہ اور بادشاہوں جیسے نہ ہوں (کہ وہ تو کسی عام آدمی کو اپنے پیچھے بٹھاتے نہیں) پھر وہ بتانے لگے کہ اب تو لوگوں نے نیا طریقہ ایجاد کر لیا ہے خود سوار ہو جاتے ہیں اور غلام اور لڑکوں کو اپنے پیچھے پیدل چلاتے ہیں اور یہ بہت ہی عیب کی بات ہے۔ (بحوالہ البیہقی عن مالک)

حضرت میمون بن مہرانؒ کہتے ہیں مجھے ہمدانی نے بتایا کہ میں نے حضرت عثمانؓ کو دیکھا کہ آپ خچر پر سوار ہیں اور ان کا غلام نائل ان کے پیچھے بیٹھا ہوا ہے، حالانکہ آپؓ اس وقت خلیفہ تھے۔ (بحوالہ حلیۃ الاولیاء)

حضرت عبداللہ رومیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو اپنے وضو کا انتظام خود کرتے تھے کسی نے ان سے کہا اگر آپ اپنے کسی خادم سے کہہ دیں تو وہ بھی انتظام کر دیا کرے گا۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا رات ان کی اپنی ہے جس میں وہ آرام کرتے ہیں۔ (بحوالہ ابن عساکر)

حضرت زبیر بن عبداللہؒ کہتے ہیں کہ میری دادی حضرت عثمانؓ کی خالہ تھیں۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ (تہجد کے وقت) حضرت عثمانؓ اپنے گھر والوں میں سے کسی کو نہ جگاتے ہاں اگر کوئی از خود اٹھا ہوا ہوتا تو اسے بلا لیتے اور وہ آپ کو وضو کے لئے پانی لا دیتا اور آپ ہمیشہ روزہ رکھتے۔ (بحوالہ کتاب الزہد)

حضرت حسنؒ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت عثمانؓ مسجد میں ایک چادر میں سوئے ہوئے ہیں اور ان کے پاس کوئی نہیں ہے حالانکہ اس وقت آپ امیر المومنین تھے۔ (بحوالہ حلیۃ الاولیاء)

حضرت انیسہ رحمۃ اللہ علیہ کہتی ہیں کہ محلّہ کی لڑکیاں اپنی بکریاں لے کر (دودھ نکلوانے کے لئے) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا کرتی تھیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ انہیں خوش کرنے کے لئے فرمایا کرتے کیا تم چاہتی ہو کہ میں ابن عفراء کی طرح تمہیں دودھ نکال کر دوں۔

حضرات خلفاء اور امراء کی طرز زندگی کے عنوان کے ذیل میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابن مسیبؒ وغیرہ حضرات کی ایک روایت ہے کہ حضرت ابوبکرؓ تاجر آدمی تھے روزانہ صبح جا کر خرید و فروخت کرتے ان کا بکریوں کا ایک ریوڑ بھی تھا جو شام کو ان کے پاس واپس آتا کبھی اس کو خود چرانے جاتے اور کبھی کوئی اور چرانے جاتا اپنے محلہ والوں کی بکریوں کا دودھ بھی نکال دیا کرتے۔ جب یہ خلیفہ بنے تو محلہ کی ایک لڑکی نے کہا (اب تو حضرت ابوبکرؓ خلیفہ بن گئے ہیں لہٰذا) ہمارے گھر کی بکریوں کا دودھ اب کوئی نہیں نکالا کرے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ سن کر فرمایا: نہیں میری عمر کی قسم! میں آپ لوگوں کے لئے دودھ ضرور نکالا کروں گا اور مجھے امید ہے کہ خلافت کی ذمہ داری جو میں نے اٹھائی ہے وہ مجھے ان اخلاق کریمانہ سے نہیں ہٹائے گی جو پہلے سے مجھ میں ہیں۔ چنانچہ خلافت کے بعد بھی محلہ والوں کا دودھ نکالا کرتے تھے اور بعض دفعہ از راہ مذاق محلہ کی لڑکی سے کہتے اے لڑکی! تم کیسا دودھ نکلوانا چاہتی ہو؟..... جھاگ والا نکالوں یا بغیر جھاگ کے؟...... بہر حال جیسے وہ کہتی ویسے یہ کرتے۔

حضرت صالح کمبل فروش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میری دادی جان نے یہ بیان کیا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک درہم کی کھجوریں خریدیں اور انہیں اپنی چادر میں ڈال کر اٹھانے لگے تو میں نے ان سے کہا یا کسی مرد نے ان سے کہا اے امیر المؤمنین! آپ کی جگہ میں اٹھا لیتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا نہیں (میں نے یہ کھجوریں بچوں کے لئے خریدی ہیں اس لئے) بچوں کا باپ ہی ان کے اٹھانے کا زیادہ حقدار ہے۔ (بحوالہ البخاری فی الادب)

حضرت زاذان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ بازار میں تنہا تشریف لے جاتے حالانکہ آپ امیر المؤمنین تھے جسے راستہ معلوم نہ ہوتا اسے راستہ بتاتے، گمشدہ

چیز کا اعلان کرتے، کمزور کی مدد کرتے اور دکاندار اور سبزی فروش کے پاس سے گزرتے تو اسے قرآن کی یہ آیت سناتے:

﴿تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِيْنَ لَا يُرِيْدُوْنَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا﴾

''یہ عالم آخرت ہم ان ہی لوگوں کے لئے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں نہ بڑا بننا چاہتے ہیں اور نہ فساد کرنا۔'' (سورۃ قصص آیت نمبر ۸۳)

اور فرماتے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو لوگوں کے حاکم ہیں اور انہیں تمام لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے اور وہ عدل وانصاف اور تواضع والے ہیں۔ (بحوالہ ابن عساکر)

حضرت جرموزؒ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت علیؓ گھر سے باہر آرہے ہیں اور انہوں نے قطری بنی ہوئی دو سرخ مائل چادریں اوڑھی ہوئی ہیں ایک لنگی آدھی پنڈلی اور دوسری اتنی ہی لمبی چادر اپنے اوپر لپیٹی ہوئی ہے ہاتھ میں کوڑا بھی ہے جسے لے کر وہ بازاروں میں جایا کرتے اور بازار والوں کو اللہ سے ڈرنے کا اور عمدہ طریقہ سے بیچنے کا حکم دیا کرتے اور فرماتے پورا تولو اور پورا ناپو اور یہ بھی فرماتے کہ گوشت میں ہوا نہ بھرو (اس طرح گوشت موٹا نظر آئے گا اور لوگوں کو دھوکا لگے گا)۔

حضرت ابو مطرؒ کہتے ہیں کہ ایک دن میں مسجد سے باہر نکلا تو ایک آدمی نے مجھے پیچھے سے آواز دے کر کہا اپنی لنگی اونچی کر لے کیونکہ لنگی اونچا کرنے سے پتہ چلے گا کہ تم اپنے رب سے زیادہ ڈرنے والے ہو اور اس سے تمہاری لنگی زیادہ صاف رہے گی اور اپنے سر کے بال صاف کر لے اگر تو مسلمان ہے۔ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور ان کے ہاتھ میں کوڑا بھی تھا۔ پھر حضرت علی چلتے چلتے اونٹوں کے بازار میں پہنچ گئے تو فرمایا بیچو ضرور لیکن قسم نہ کھاؤ کیونکہ قسم کھانے سے سامان تو بک جاتا ہے لیکن برکت ختم ہو جاتی ہے، پھر ایک کھجور والے کے پاس آئے تو دیکھا کہ ایک

خادمہ رو رہی ہے۔ حضرت علیؓ نے اس سے پوچھا کیا بات ہے؟...... اس خادمہ نے کہا اس نے مجھے ایک درہم کی کھجوریں دیں لیکن میرے آقا نے انہیں لینے سے انکار کر دیا ہے۔ حضرت علیؓ نے کھجور والے سے کہا تم اس سے کھجوریں واپس لے لو اور اسے درہم دے دو کیونکہ یہ تو بالکل بے اختیار ہے (اپنے مالک کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں کر سکتی) وہ لینے سے انکار کرنے لگا میں نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہیں؟...... اس آدمی نے کہا نہیں۔ میں نے کہا یہ حضرت علیؓ امیر المؤمنین ہیں اس نے فوراً کھجوریں لے کر اپنی ٹوکری میں ڈال لیں اور اسے ایک درہم دے دیا اور کہا اے امیر المؤمنین میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ سے راضی رہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: جب تم لوگوں کو پورا دو گے تو میں تم سے بہت زیادہ راضی رہوں گا، پھر کھجور والوں کے پاس سے گزرتے ہوئے فرمایا مسکین کو کھلایا کرو اس سے تمہاری کمائی بڑھ جائے گی پھر مچھلی والوں کے پاس پہنچ گئے تو فرمایا ہمارے بازار میں وہ مچھلی نہیں بکنی چاہئے جو پانی میں مر کر اوپر تیرنے لگ گئی ہو پھر آپ کپڑے کے بازار میں پہنچ گئے یہ کھدر کا بازار تھا ایک دکان دار سے کہا اے بڑے میاں! مجھے ایک قمیض تین درہم کی دے دو۔ اس دکاندار نے حضرت علیؓ کو پہچان لیا تو اس سے قمیض نہ خریدی پھر دوسرے دکاندار کے پاس گئے جب اس نے بھی پہچان لیا تو اس سے بھی نہ خریدی پھر ایک نوجوان لڑکے سے تین درہم کی قمیص خریدی (وہ حضرت علیؓ کو نہ پہچان سکا) اور اسے پہن لیا اس کی آستین گٹے تک لمبی تھی اور خود قمیض ٹخنے تک تھی۔ پھر اصل دکاندار کپڑوں کا مالک آ گیا تو اسے لوگوں نے بتایا کہ تیرے بیٹے نے امیر المؤمنین کے ہاتھ تین درہم میں قمیص بیچی ہے تو اس نے بیٹے سے کہا تم نے ان سے دو درہم کیوں نہ لئے۔ چنانچہ وہ دکاندار ایک درہم لے کر حضرت علیؓ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یہ درہم لے لیں حضرت علیؓ نے فرمایا کیا بات ہے؟...... اس نے کہا اس قمیص کی قیمت دو درہم تھی میرے بیٹے نے آپ سے تین درہم لے لئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس نے اپنی رضامندی سے تین درہم میں بیچی اور میں نے اپنی خوشی

میں خریدی۔ (بحوالہ البیہقی وابن عساکر)

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: جناب رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آٹا گوندتیں اور ان کے سر کے بال لگن سے ٹکراتے۔ (بحوالہ حلیۃ الاولیاء)

حضرت مطلب بن عبداللہؒ کہتے ہیں کہ عرب کی بیوہ خاتون یعنی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا شام کو تو تمام مسلمانوں کے سردار (حضرت محمد ﷺ) کے ہاں دلہن بن کر آئیں اور رات کے آخری حصہ میں آٹا پیسنے لگیں۔

حضرت سلامہ عجلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: میرا ایک بھانجا گاؤں سے آیا اسے قدامہ کے نام سے پکارا جاتا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ میں حضرت سلمان فارسیؓ سے ملنا اور انہیں سلام کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ہم انہیں ملنے چلے وہ ہمیں مدائن شہر میں مل گئے وہ ان دنوں بیس ہزار فوج کے امیر تھے وہ تخت پر بیٹھے ہوئے کھجور کے پتوں کی ٹوکری بنا رہے تھے۔ ہم نے انہیں جا کر سلام کیا۔ پھر میں نے عرض کیا اے ابو عبداللہ! یہ میرا بھانجا دیہات سے میرے پاس آیا ہے آپ کو سلام کرنا چاہتا ہے۔ حضرت سلمان نے فرمایا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ۔ میں نے کہا یہ کہتا ہے کہ اسے آپ سے محبت ہے انہوں نے فرمایا اللہ اسے اپنا محبوب بنائے۔ (بحوالہ حلیۃ الاولیاء)

حضرت حارث بن عمیرہؒ کہتے ہیں کہ مدائن میں حضرت سلمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ وہ اپنی کھال رنگنے کی جگہ میں دونوں ہاتھوں سے ایک کھال کو رگڑ رہے ہیں جب میں نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے کہا ذرا اپنی جگہ ٹھہرنا میں ابھی باہر آتا ہوں۔ میں نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ نے مجھے پہچانا نہیں۔ انہوں نے کہا نہیں (میں نے تمہیں پہچان لیا ہے) بلکہ میری روح نے تمہاری روح کو پہلے پہچانا میں نے بعد میں تمہیں پہچانا کیونکہ تمام روحیں جمع شدہ لشکر ہیں تو جن روحوں کا آپس میں وہاں تعارف اللہ کی خاطر ہوگا وہ تو ایک دوسرے سے مانوس ہو جاتی ہیں اور جن کا جوڑ

اللہ کے علاوہ کسی وجہ سے ہوا وہ ایک دوسرے سے مانوس نہیں ہوتیں۔ (بحوالہ حلیۃ الاولیاء)

حضرت ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا حضرت سلیمان آٹا گوندھ رہے تھے۔ اس آدمی نے کہا یہ کیا ہے؟...... (کہ آپ خود ہی آٹا گوندھ رہے ہیں) انہوں نے فرمایا (آٹا گوندھنے والے) خادم کو ہم نے کسی کام کے لئے بھیج دیا اس لئے ہم نے اسے اچھا نہ سمجھا کہ ہم اس کے ذمہ دو کام لگا دیں۔ پھر اس آدمی نے کہا فلاں صاحب آپ کو سلام کہہ رہے تھے۔ حضرت سلمانؓ نے پوچھا تم کب آئے تھے؟...... اس نے کہا اتنے عرصے سے آیا ہوں۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تم اس کا سلام نہ پہنچاتے تو پھر یہ وہ امانت شمار ہوتی جو تم نے ادا نہیں کی (یعنی تمہارے ذمہ باقی رہتی)۔ (بحوالہ حلیۃ الاولیاء)

حضرت عمرو بن ابوقرہ کندی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں یہ بات پیش کی کہ وہ ان کی ہمشیرہ سے شادی کر لیں لیکن حضرت سلمانؓ نے انکار کر دیا بلکہ (میرے والد کی آزاد کردہ) بقیرہ نامی باندی سے شادی کر لی پھر (میرے والد) حضرت ابوقرہ کو پتہ چلا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمانؓ کے درمیان کچھ بات ہوئی ہے تو میرے والد حضرت سلمانؓ کے پاس گئے وہاں جا کر انہوں نے حضرت سلمانؓ کے بارے میں پوچھا تو گھر والوں نے بتایا کہ وہ اپنے سبزی کے کھیت میں ہیں۔ میرے والد وہاں چلے گئے تو وہاں حضرت سلیمان کے پاس ایک ٹوکری تھی جس میں سبزی تھی انہوں نے اپنی لاٹھی اس ٹوکری کے دستے میں ڈال کر اپنے کندھے پر رکھی ہوئی تھی پھر وہ لوگ وہاں سے چل پڑے جب حضرت سلمانؓ کے گھر پہنچے اور وہ اپنے گھر کے اندر داخل ہونے لگے تو انہوں نے کہا السلام علیکم پھر انہوں نے (میرے والد) حضرت ابوقرہ کو اندر آنے کی اجازت دی۔ میرے والد نے اندر جا کر دیکھا تو بچھونا بچھا ہوا تھا، اور اس کے سرہانے چند کچی اینٹیں تھیں، اور تھوڑی سے کچھ اور چیز بھی رکھی ہوئی تھی۔ انہوں نے میرے والد سے کہا کہ تم

اپنی (آزاد کردہ) باندی کے اس بستر پر بیٹھ جاؤ جسے وہ اپنے لئے بچھاتی ہے۔

(بحوالہ حلیۃ الاولیاء)

قبیلہ بنو عبد قیس کے ایک صاحب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمانؓ کو گدھے پر سوار ایک لشکر میں دیکھا جس کے وہ امیر تھے انہوں نے شلوار پہنی ہوئی تھی جس کی پنڈلیاں (ہوا کی وجہ سے) ہل رہی تھیں لشکر والے کہہ رہے تھے امیر صاحب آ رہے ہیں۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا اچھے اور برے کا پتہ تو آج (یعنی دنیا سے جانے) کے بعد (قیامت کے دن) چلے گا۔ (بحوالہ حلیۃ الاولیاء)

قبیلہ بنو قیس کے ایک صاحب کہتے ہیں کہ: حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک لشکر کے امیر تھے، میں ان کے ساتھ ساتھ تھا، وہ لشکر کے چند جوانوں کے پاس سے گزرے۔ جوان انہیں دیکھ کر ہنسے اور کہنے لگے کہ: یہ ہیں تمہارے امیر۔ میں نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: اے ابو عبداللہ کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہیں کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟...... انہوں نے فرمایا کہ: انہیں چھوڑو، (جو کرتے ہیں کرنے دو،) کیونکہ اچھے اور برے کا پتہ تو آج کے بعد (کل قیامت کے دن) چلے گا، اگر بس چلے تو مٹی کھا لینا لیکن دو آدمیوں کا کبھی امیر نہ بننا اور مظلوم اور بے بس و مجبور کی بددعا سے بچنا، کیونکہ ان کی دعا کو کوئی نہیں روک سکتا، (سیدھی عرش پر جاتی ہے)۔

حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدائن کے گورنر تھے، وہ گھٹنے تک کی شلوار اور چغہ پہن کر باہر لوگوں میں نکلتے تو لوگ انہیں دیکھ کر کہتے گرگ آمد گرگ آمد۔ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ پوچھتے یہ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟...... لوگ بتاتے کہ: یہ آپ کو اپنے ایک کھلونے سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ فرماتے کوئی بات نہیں، (دنیا میں اچھا یا برا ہونے سے فرق نہیں پڑتا،) اصل میں اچھا وہ ہے جو کل اچھا شمار ہو۔

حضرت ہریمؒ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت سلمان فارسیؓ ایک گدھے پر

سوار ہیں جس کی پیٹھ ننگی ہے اور انہوں نے سنیلا ن مقام کی بنی ہوئی چھوٹی سی قمیض پہن رکھی تھی جو نیچے سے تنگ تھی ان کی پنڈلیاں لمبی تھیں ان پر بال بھی بہت تھے قمیض ان کی اونچی تھی جو گھٹنوں تک پہنچ رہی تھی میں نے دیکھا کہ بچے پیچھے سے ان کے گدھے کو بھگا رہے ہیں، میں نے بچوں کو کہا کیا تم امیر سے پرے نہیں ہٹتے ؟...... حضرت سلمانؓ نے فرمایا: انہیں چھوڑ و اچھے برے کا تو کل پتہ چلے گا۔

حضرت ثابت رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدائن کے گورنر تھے ایک دفعہ قبیلہ بنو تیم اللہ کا ایک شامی آدمی آیا اس کے پاس بھوسے کا ایک گٹھڑا تھا اسے راستہ میں حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے، تو انہوں نے گھٹنے تک کوئی شلوار اور چغہ پہن رکھا تھا اس آدمی نے ان سے کہا آؤ میرا یہ گٹھڑا اٹھالو وہ آدمی ان کو پہچانتا نہیں تھا، حضرت سلمانؓ نے وہ گٹھڑا اٹھالیا جب اور لوگوں نے حضرت سلمان کو دیکھا تو انہوں نے انہیں پہچان لیا اور اس آدمی سے کہا یہ تو (ہمارے) گورنر ہیں۔ اس آدمی نے حضرت سلمانؓ سے کہا میں نے آپ کو پہچانا نہیں حضرت سلمانؓ نے فرمایا: نہیں میں تمہارے گھر تک اسے پہنچاؤں گا۔ دوسری سند کی روایت میں یہ ہے کہ حضرت سلمان نے فرمایا میں نے (تمہاری خدمت کی) نیت کی ہے اس لئے جب تک میں اسے تمہارے گھر تک نہیں پہنچادوں گا، اسے (سر سے اتار کر) نیچے نہیں رکھوں گا۔

حضرت عبداللہ بن بریدہؓ فرماتے ہیں حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ہاتھوں سے کام کر کے کوئی چیز تیار کیا کرتے تھے جب انہیں اس کام سے کچھ رقم مل جاتی تو گوشت یا مچھلی خرید کر اسے پکاتے پھر کوڑھ کے مریضوں کو بلاتے اور ان کے ساتھ کھاتے۔ (بحوالہ حلیۃ الاولیاء)

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطابؓ کسی کو گورنر بنا کر بھیجا کرتے تھے تو اس کے معاہدہ نامہ میں (لوگوں کو) یہ لکھتے کہ جب تک یہ تمہارے ساتھ عدل وانصاف کا معاملہ کرتے رہیں تم ان کی بات سنتے رہو اور مانتے رہو

چنانچہ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدائن کا گورنر بنا کر بھیجا تو ان کے معاہدہ نامہ میں یہ لکھا کہ ان کی بات سنو اور مانو اور جو تم سے مانگیں وہ ان کو دے دو، وہ حضرت عمرؓ کے پاس سے جب چلے تو وہ گدھے پر سوار تھے گدھے پر پالان پڑا ہوا تھا اور اس پر ان کا زادِ سفر بھی تھا جب یہ مدائن پہنچے تو وہاں کے مقامی ذمی لوگوں نے اور دیہات کے چودھریوں نے ان کا استقبال کیا اس وقت ان کے ہاتھ میں روٹی اور گوشت والی ہڈی تھی اور گدھے پر پالان پر بیٹھے ہوئے انہوں نے اپنا معاہدہ نامہ ان لوگوں کو پڑھ کر سنایا تو انہوں نے کہا آپ جو چاہیں ہم سے فرمائش کریں۔ انہوں نے فرمایا جب تک میں تم میں رہوں مجھے کھانا اور میرے اس گدھے کا چارہ دیتے رہو پھر وہ کافی عرصہ تک رہے، پھر حضرت عمرؓ نے انہیں لکھا کہ (مدینہ) آ جاؤ جب حضرت عمرؓ کو پتہ چلا کہ حضرت حذیفہؓ مدینہ پہنچنے والے ہیں تو وہ ان کے راستہ میں ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گئے جہاں سے حضرت حذیفہؓ انہیں نہ دیکھ سکیں حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ وہ اسی حالت میں پر واپس آ رہے ہیں، جس حالت پر گئے تھے، تو باہر نکل کر انہیں چمٹ گئے اور فرمایا: تو میرا بھائی ہے اور میں تیرا بھائی ہوں۔

حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: جب حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدائن پہنچے تو وہ گدھے پر سوار تھے۔ جس پر پالان پڑا ہوا تھا، اور ان کے ہاتھ میں روٹی اور گوشت والی ہڈی تھی، جسے وہ گدھے پر بیٹھے ہوئے کھا رہے تھے۔

(بحوالہ حلیۃ الاولیاء)

حضرت طلحہ بن مصرف راوی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے دونوں پاؤں ایک طرف لٹکا رکھے تھے۔

حضرت سلیم ابو ہذیلؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت جریر بن عبداللہؓ کے دروازے پر رفو کا کام کرتا تھا حضرت جریر گھر سے باہر آتے اور خچر پر سوار ہوتے اور اپنے پیچھے اپنے غلام کو بٹھا لیتے۔ (بحوالہ الطبرانی)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بازار میں گزر رہے تھے اور ان کے سر پر لکڑیوں کا ایک گٹھا رکھا ہوا تھا کسی نے ان سے کہا آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟...... حالانکہ اللہ نے آپ کو اتنا دے رکھا ہے کہ آپ کو خود اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے آپ تو دوسروں سے اٹھوا سکتے ہیں۔فرمایا میں اپنے دل سے تکبر نکالنا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے حضور ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: وہ آدمی جنت میں نہیں جاسکے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ (بحوالہ الطبرانی، کذافی الترغیب)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تواضع کی بنیاد تین چیزیں ہیں۔آدمی کو جو بھی ملے اس سے سلام میں پہل کرے اور مجلس کی اچھی جگہ کے بجائے ادنیٰ جگہ میں بیٹھنے پر راضی ہو جائے اور دکھاوے اور شہرت کو برا سمجھے۔

(بحوالہ چیدہ چیدہ از حیاۃ الصحابہ حصہ دوم)

## ممکن نہیں

۱ جیسی صحبت میں بیٹھے ویسا نہ بنے۔
۲ ہر کام میں جلدی کرے اور نقصان نہ اٹھائے۔
۳ ہمت اور استقلال کو شعار بنائے اور مراد کو نہ پہنچے۔
۴ عورتوں کی صحبت میں بیٹھے اور رسوانہ ہو۔
۵ دوسروں کے جھگڑوں میں پڑتا پھرے اور آفت میں نہ پھنسے۔
۶ دنیا سے دل لگائے اور پشیمان نہ ہو۔
۷ زیادہ باتیں کرے اور کوفت نہ اُٹھائے۔

## بھروسہ نہیں

۱ ابر کے سایہ کا۔
۲ غیر عورتوں کی محبت کا۔

۳ خوشامدی کی تعریف کا۔

۴ غرض مندی کی دوستی کا۔

۵ جواری کی مالداری کا۔

۶ کھانے پینے کے یاروں کا۔

۷ تندرستی اور زندگی کا۔

## مت کھا

۱ زیادہ۔

۲ ہر کسی کے سامنے۔

۳ بازار میں کھڑے ہو کر۔

۴ بغیر خوب بھوک کے۔

۵ بات بات پر قسم۔

۶ بخیل کے یہاں دعوت۔

۷ حرام مال۔

## آتی ہے

۱ محبت و دیانت اور کفایت شعاری سے دولت۔

۲ بے ادبی کرنے سے بدنصیبی۔

۳ فضول خرچی سے مفلسی۔

۴ بڑوں کی صحبت میں بیٹھنے سے عقل۔

۵ غیبت کرنے اور سننے سے بیماری۔

۶ مصیبت اور تکلیف میں صبر و شکوہ کرنے سے راحت۔

۷ یتیم، بیوہ اور وقف کا مال ناحق کھانے سے بربادی۔

## شکست کھا لے

۱ علم و ہنر کے اظہار میں استاد سے۔
۲ زبان چلانے میں عورت سے۔
۳ اونچی آواز سے بولنے میں گدھے سے۔
۴ بحث کرنے میں جاہل سے۔
۵ کھانے پینے میں ساتھی سے۔
۶ مال خرچ کرنے میں شیخی خور سے۔
۷ لڑائی میں بیوی سے۔

## قبول کر لے

۱ بھائی کا عذر چاہے دل نہ مانے۔
۲ نصیحت کی بات چاہے دل نہ مانے۔
۳ دوست کا ہدیہ چاہے حقیر ہو۔
۴ اپنی غلطی چاہے ذلت ہو۔
۵ غریب کی دعوت چاہے تکلیف ہو۔
۶ ماں باپ کا حکم چاہے ناگوار ہو۔
۷ بیوی کی محبت چاہے بدصورت ہو۔ (بحوالہ حکمت کے موتی)

## کمال راست گوئی

پیران پیر حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ جب حصول علم کے لئے اپنے گاؤں جیلان (گیلان) سے بغداد کے لئے روانہ ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ نے زادِ راہ کے طور پر چالیس دینار آپ کی گدڑی میں سی دیئے اور چلتے وقت اپنے لختِ جگر کو نصیحت کی کہ بیٹا خواہ کیسی ہی مصیبت اور برے حالات تمہیں پیش آئیں سچ کا دامن ہاتھ سے

نہ چھوڑنا اور جھوٹ کے نزدیک بھی نہ پھٹکنا کیونکہ راست گوئی ہزار عبادتوں کی ایک عبادت ہے سعادت مند فرزند نے عرض کی کہ اے مادر مشفقہ میں صدق دل سے عہد کرتا ہوں کہ آپ کی نصیحت پر ہمیشہ عمل کروں گا والدہ ماجدہ سے رخصت ہو کر حضرتؒ بغداد جانے والے ایک قافلے میں شامل ہو گئے کیوں کہ اس دور میں طویل بیابانی راستوں میں تنہا سفر کرنا ممکن نہ تھا اثنائے سفر میں ہمدان سے کچھ آگے قزاقوں کے ایک جتھے نے قافلے پر چھاپا مارا اور اہل قافلہ کا سب مال و اسباب لوٹ کر تقسیم کے لئے ایک جگہ جمع کر دیا سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر ایک طرف چپ چاپ یہ دردناک نظارہ دیکھ رہے تھے کہ ایک ڈاکو آپ کی طرف بڑھا اور پوچھا کیوں میاں لڑکے تمہارے پاس بھی کچھ ہے آپ نے فرمایا ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں ڈاکو کو آپ کی بات پر یقین نہ آیا اور وہ آپ کی ہنسی اڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا اتنے میں ایک دوسرا قزاق آپ کی طرف آیا اور آپ سے وہی سوال کیا آپ نے اسے بھی یہی جواب دیا کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں آپ کی غریبانہ حالت کو دیکھتے ہوئے دوسرے ڈاکو نے بھی آپ کی بات ہنسی میں اڑا دی ہوتے ہوتے یہ بات ڈاکوؤں میں پھیل گئی اور ان کے سردار احمد بدوی کے کانوں میں بھی جا پڑی اس نے حکم دیا کہ اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ ڈاکو حضرت کو کشاں کشاں اپنے سردار کے سامنے لے گئے سردار نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا لڑکے سچ سچ بتا تیرے پاس کیا ہے؟

حضرت نے بلاخوف و ہراس جواب دیا میں پہلے بھی تیرے دو ساتھیوں کو بتا چکا ہوں کہ میرے پاس چالیس دینار ہیں۔

سردار نے پوچھا کہاں ہیں؟ حضرت نے فرمایا۔ میری بغل کے نیچے گدڑی میں سلے ہوئے ہیں سردار نے ایک ڈاکو کو حکم دیا کہ اس لڑکے کی تلاشی لو چنانچہ اس نے آپ کی گدڑی ادھیڑ کر دیکھی تو اس میں سے واقعی چالیس دینار نکل آئے احمد بدوی اور اس کے قزاق یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے احمد بدوی نے استعجاب کے عالم میں حضرت سے پوچھا لڑکے تمہیں معلوم ہے کہ ہم قزاق ہیں اور مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں پھر بھی تم نے

ان دیناروں کا بھید ہم پر ظاہر کر دیا حالانکہ یہ رقم اس قدر محفوظ تھی کہ کسی کو اس کا وہم و گمان بھی نہیں گذر سکتا تھا آخر کس چیز نے تمہیں سچ بولنے پر مجبور کیا۔

حضرت نے فرمایا میری والدہ نے گھر سے چلتے وقت مجھے نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا بھلا ان چالیس دیناروں کی وجہ سے میں اپنی والدہ کی نصیحت کیوں فراموش کر دیتا اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کر لیتا حضرت کے الفاظ سن کے بدوی بے حد متاثر ہوا اور اس پر رقت طاری ہو گئی ندامت کے آنسوؤں نے اس کے دل کی شقاوت اور سیاہی دھو ڈالی اور اس نے آہ بھر کر کہا "اے بچے تم پر خدا کی ہزار رحمت ہو کہ تم نے اپنی ماں کے عہد کا خیال رکھا لیکن حیف ہے مجھ پر کہ میں نے اپنی ساری زندگی اپنے خالق کا عہد توڑتے گزار دی اے بچے تم نے مجھے ہدایت کی راہ دکھا دی اب میں رہتی زندگی تک کبھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچاؤں گا یہ کہہ کر وہ حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور رہزنی کے پیشہ سے تائب ہو گیا اس کے ساتھیوں نے یہ منظر دیکھا تو سب بیک زبان پکار اٹھے کہ اے سردار ہم بھی اس برے پیشہ سے توبہ کرتے ہیں تو رہزنی میں بھی ہمارا قائد تھا اور توبہ میں بھی ہمارا پیشرو ہے چنانچہ انہوں نے لوٹا ہوا تمام مال قافلے والوں کو واپس دے دیا کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد احمد بدوی اور اس کے ساتھی سچے مسلمان بن گئے اور اپنے زہد و تقویٰ عبادت و ریاضت اور خدمت خلق و حق شناسی کی بدولت خاصان خدا میں شمار ہوئے۔ (بحوالہ حکایات صوفیہ)

## ظرافت و لطافت

کسی دعوت کی مجلس میں رسول اکرم ﷺ مع دیگر صحابہء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین چھوہارے کھا رہے تھے۔ اور گٹھلیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے پھینکتے جاتے تھے۔ کھا چکنے کے بعد آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اُف! آپ نے اتنے چھوہارے کھائے کہ گٹھلیوں کا انبار لگا پڑا ہے۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا "جی ہاں! مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ چھوہارے مع گٹھلیوں کے کھا گئے۔"

ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ تینوں کہیں جا رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ بیچ میں تھے۔ ان کا قد دونوں سے چھوٹا تھا، اس پر انہوں نے چھاؤں دیکھ کر کہا "یا علی رضی اللہ عنہ! تم ہم میں ویسے ہی ہو جیسے لفظ "لنا" میں نُون ہوتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا "ہاں! لیکن اگر میں درمیان نہ ہُوں تو تم "لا" ہو جاؤ۔"

❁❁❁❁❁

ایک شخص نے سفر کو جاتے وقت اپنی بیوی سے پوچھا "تمہارے لئے کتنے دن کے کھانے کا سامان کر جاؤں؟" عورت نے جواب دیا کہ "جتنے دن کی میری زندگی ہو۔" مرد بولا "زندگی میرے ہاتھ نہیں ہے" عورت نے جواب دیا "کہ روزی بھی تمہارے ہاتھ میں نہیں۔"

❁❁❁❁❁

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کی کہ حضور فلاں شخص نے مجھے دھوکا دیا ہے، لہٰذا میری حق رسی فرمائیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جا بھاگ جا، حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ چھوٹے قد کے آدمی کسی سے دھوکا نہیں کھاتے، چونکہ تو بھی چھوٹے قد کا ہے، اس لئے ہرگز کسی سے دھوکا نہیں کھا سکتا۔ اس آدمی نے عرض کی، نبی کریم ﷺ کا فرمان سر آنکھوں پر اور حضور کا ارشاد بجا، لیکن حضور جس شخص نے مجھے دھوکا دیا ہے وہ مجھ سے بھی چھوٹے قد کا ہے، یہ سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسکرائے اور جانبین کے درمیان مناسب فیصلہ کر دیا۔

❁❁❁❁❁

ایک بزرگ نماز پڑھانے کو کھڑے ہوئے، پہلی رکعت میں تو غیر معمولی دیر لگ گئی، لیکن بعد میں مقتدیوں کو جلدی کے مارے رکوع و سجود بھی دشوار ہو گیا۔ نماز ختم ہونے پر جب نمازی نکلے تو ایک صاحب فرمانے لگے کہ "امام صاحب نے پہلے رکعت میں تو بہت

پڑھا تھا، لیکن بعد کی تین رکعتوں میں صرف ایضاً ہی پر اکتفا کیا۔

❁❁❁❁❁

ایک شخص کسی نامی قزاق کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے نوکر رکھ لو، قزاق نے پوچھا "پہلے تم نے کہاں کہاں نوکری کی ہے؟" اس نے کہا "دو برس ایک وکیل کے پاس اور ایک برس پولیس میں رہا ہوں۔" قزاق نے اسے نوکر رکھ لیا اور کہا "یہ دونوں نوکریاں تو نے ایسی کی ہیں کہ گویا اتنی مدت تو ہمارے ہی گروہ میں رہا ہے۔"

❁❁❁❁❁

ایک غریب آدمی کی برادری میں کسی نے انتقال کیا، اس کی عورت نے تعزیت میں جانے کا سوال کیا، مرد نے کہا کہ بچوں کے واسطے کھانا تیار کر دے، پھر چلی جانا، عورت نے کہا گھر میں کچھ بھی نہیں ہے جو کھانا پکاؤں، مرد نے کہا ہمارا فاقہ خود قابل تعزیت ہے۔ ایسی حالت میں کسی کی تعزیت کے لئے جانا بے سود ہے۔

❁❁❁❁❁

ایک گنوار کے سر پر عدالت میں قرآن رکھا گیا اور اظہار لیا گیا، جو چاہا سو کہہ دیا، گاؤں میں جا کر لوگوں سے کہا کہ "میں پہلے تو ڈرتا تھا کہ حلف اٹھانا پڑے گا۔ خدا جانے اٹھے یا نہ اٹھے، مگر اب معلوم ہوا کہ ایسے تو سو حلف اٹھا سکتا ہوں۔"

❁❁❁❁❁

بیگم صاحبہ: میں نے ننھے کے ہاتھ تین سیر سیب منگوائے تھے، لیکن وزن کرنے پر وہ اڑھائی سیر نکلے۔ میوہ فروش: جناب باٹ تو سرکاری طور پر چیک ہوتے ہیں اور میں نے بھی پورا تولا تھا، اب آپ ننھے کا وزن کر لیجئے۔

❁❁❁❁❁

ایک گریجویٹ اپنی عینک گھر بھول آئے، بازار میں ایک نوٹس چسپاں دیکھ کر ایک پاس کھڑے ہوئے آدمی سے دریافت کیا "جناب! اس نوٹس میں کیا لکھا ہے؟ ذرا پڑھ

دیجئے۔'' وہ بولا ''حضرت افسوس! پڑھ نہیں سکتا، بدقسمتی سے میں بھی آپ کی طرح جاہل ہوں۔''

❀❀❀❀❀

ماں: دیکھو بیٹا! شریر لڑکوں سے الگ رہا کرو،

لڑکا: ہاں! اسی وجہ سے تو میں سکول نہیں جاتا۔

باغبان: تم سیب کو ہاتھ میں لئے کیا کر رہے ہو؟

لڑکا: کچھ نہیں، درخت پر چڑھنے کی کوشش کر رہا ہوں، تاکہ یہ سیب جو نیچے گر پڑا ہے اسی جگہ لٹکا دوں۔

❀❀❀❀❀

ایک مفلس و بے اولاد شخص جس کی والدہ اندھی تھی، کسی مستجاب الدعوات بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر طالبِ دعا ہوا۔ بزرگ نے فرمایا ''تو کیا چاہتا ہے؟'' اس نے کہا ''صرف اتنی دعا کر دیجئے کہ میری اندھی ماں اپنے پوتوں کو سونے کے کٹوروں میں دودھ پیتے دیکھے۔'' بزرگ نے اس قلیل الالفاظ اور کثیر المطالب دعا کو سن کر اس کی ذہانت کی داد دی کہ ایک مختصر سے فقرے میں دودھ، پوت، دولت اور ماں کی بینائی سب کچھ آ گئے۔

❀❀❀❀❀

ریل گاڑی میں ایک کم سن بچہ اپنی والدہ کے ہمراہ سفر کر رہا تھا کہ ایک فربہ اندام لیڈی اس ڈبہ میں آئی اور بچے کے سامنے بیٹھ گئی، بچے نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا اور اپنی والدہ سے پوچھا ''کیا یہ ساری ایک ہی لیڈی ہے؟''۔

❀❀❀❀❀

کسی پیر صاحب نے اپنے ایک تنگدست مرید کے ہاں کئی دن قیام رکھا، آخر تنگ آ کر مرید نے ایک روز عرض کیا ''یا حضرت! آج آپ کا کوچ ہے یا مقام؟'' کہا ''مقام'' مرید بولا ''تو پھر ہمارا کوچ ہے۔''

ایک دولت مند کا اثنائے سفر میں ایک چھوٹے سے قصبہ میں شام کے وقت گزر ہوا، ارادہ کیا کہ آج رات یہیں بسر کروں، وہاں ایک چھوٹی سی سرائے تھی۔ امیر نے دروازے پر جا کر دستک دی۔ اندر سے بھٹیاری نے جو سرائے کی مالکہ تھی، پوچھا ''تم کون ہو؟'' امیر کو اپنی حفظِ عزت کا بہت خیال تھا، بولا ''ابوالبشیر حافظ قاضی تمیزالدین احمد خاں علمی چشتی قادری۔'' بھٹیاری نے قطع کلام کر کے کہا ''اس قدر مسافروں کے لئے ہمارے ہاں گنجائش نہیں ہے۔''

❁❁❁❁❁

ایک شخص امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دربان کے پاس آیا اور کہا ''امیر کو پیغام دو کہ دروازے پر تمہارا حقیقی بھائی آیا ہے۔ امیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں اسے نہیں جانتا، اچھا اسے اجازت دے دو۔'' جب وہ اندر آیا، تو آپ نے پوچھا ''تو میرا کون سا بھائی ہے؟'' اس نے کہا ''آدم علیہ السلام و حوا علیہ السلام کا بیٹا۔'' آپ نے غلام سے فرمایا ''اسے ایک درہم دے دو۔'' اس نے کہا ''آپ اپنے برادر حقیقی کو ایک درہم دیتے ہیں؟'' امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''چپکے سے درہم لے کر چلے جاؤ، ورنہ دوسرے بھائیوں کو اگر خبر ہوگئی تو تمہیں یہ درہم بھی حصے میں نہ آئے گا۔''

❁❁❁❁❁

ماں: اصغر! رات کو میں نے اس الماری میں دو بسکٹ رکھے تھے، ایک کیسے رہ گیا؟

اصغر: ماں! رات کو اندھیرا تھا، دوسرا بسکٹ مجھے نظر نہ آیا۔

❁❁❁❁❁

پولیس انسپکٹر: سپاہی سے، تم نے چور کو کیوں نہیں پکڑا؟

پولیس مین: جناب وہ ایسے کمرے میں گھس گیا جس کے دروازے پر لکھا تھا ''بغیر اجازت اندر آنا منع ہے۔''

❁❁❁❁❁

پولیس مین: تم اس دکان کے تالے کے ساتھ کیا کر رہے ہو؟

مشتبہ شخص: جناب مجھ کو یہ کنجی ایک جگہ سے پڑی ہوئی ملی ہے، اب میں اس کو تمام دکانوں کو لگا کر دیکھتا ہوں تا کہ جس کسی کی ملکیت ہو اسے دے دی جائے۔

❁❁❁❁❁

مجسٹریٹ: (جیب کترے سے) تم نے اس آدمی کی جیب سے بٹوا کس طرح نکال لیا کہ اسے پتہ نہ لگا؟

ملزم: (غرور سے سر اٹھا کر) حضور اس علم کے سکھانے کی فیس پانچ سو روپے ہے۔

❁❁❁❁❁

ایک مفت خورے نے اپنے کسی واقف کو کچھ کھاتے دیکھا، پوچھا ''کیا کھا رہے ہو؟'' اس نے آزردگی سے جواب دیا ''زہر'' مفت خورے نے فوراً اپنا ہاتھ طشت میں ڈال دیا اور یہ کہہ کر کھانے لگ گیا کہ تمہارے بعد ہمیں بھی جینا حرام ہے۔

❁❁❁❁❁

استاد: کل تم حاضری لگوا کر سکول سے کیوں بھاگ گئے تھے؟

چھوٹا لڑکا: جناب! یہ الزام سراسر غلط ہے، میں ہرگز نہیں بھاگا بلکہ آہستہ آہستہ جا رہا تھا۔

❁❁❁❁❁

لڑکا: (والدہ سے) اماں جان! کیا مجھے کوئی ایسا کام کرنا چاہئے کہ جس کے نتیجے میں مجھے مارا پیٹا جائے؟

والدہ: بیٹا! تمہیں ہرگز ہرگز ایسا کام نہیں کرنا چاہئے۔

لڑکا: تو میں آج سے سکول نہیں جایا کروں گا، وہاں مجھے ہر روز مار پڑتی ہے۔

❁❁❁❁❁

ایک رئیس نے سائیس نوکر رکھا اور کام کی تفصیل اس طرح پیش کی ''تم کو گھوڑا ملنا،

دانہ دلنا، دانہ کھلانا، تھان صاف کرنا، گھاس کھود کر لانا، کمرے صاف کرنا، گھوڑا کسنا، سواری کے ساتھ چلنا، دو وقت کھانا پکانا تین وقت چائے تیار کرنا، بستر ے بچھانا، رات کو پاؤں دبانا، بازار سے سودے خرید کر لانا، جنگل سے لکڑیاں لانا برتن وغیرہ دھونا، ان کے علاوہ حسب ضرورت سب کام کرنے ہوں گے۔'' سائیس نے پوچھا ''حضور کے یہاں قریب کوئی میدان بھی ہے؟'' رئیس نے کہا ''وہ کیوں؟'' سائیس نے کہا ''اس لئے کہ فرصت کافی ہوگی، فالتو وقت میں اینٹیں بھی بنایا کروں گا۔''

❁❁❁❁❁

بچہ: (ٹیلیفون) آج میرا لڑکا بیمار ہے، وہ مدرسے نہیں آسکتا۔

ماسٹر: (آواز پہچان کر) اور یہ ٹیلیفون پر کون بول رہا ہے؟

بچہ: (گھبرا کر) ماسٹر صاحب! ٹیلیفون پر میرے باپ بول رہے ہیں۔

❁❁❁❁❁

ایک وکیل نے اپنے بچے کو جھوٹ بولنے کے جرم میں سزا دی۔ بچہ دیر تک روتا رہا، جب رو چکا تو اس نے اپنے باپ سے پوچھا، ابا جان! یہ تو بتاؤ کہ جھوٹ بولنے پر مجھے کب تک سزا ملا کرے گی اور میں اس قابل کس دن ہوں گا کہ آپ کی طرح جھوٹ بولنے پر مجھے روپیہ ملے۔

❁❁❁❁❁

مالک مکان: تمام مزدور بارہ بارہ اینٹیں لاتے ہیں لیکن تم صرف چھ اینٹیں لاتے ہو؟

مزدور: جی یہ تمام کے تمام کام چور اور حرام خور ہیں، دوسرا پھیرا لانے سے جی چراتے ہیں۔

❁❁❁❁❁

الف: تمہارے منہ پر بال اُگ آئے ہیں، ایسے نوجوان ہو کر پھر بھی ایک چور سے تم

ڈر گئے۔

ب: جناب! میرے منہ پر بال اگے ہیں پستول نہیں اگے کہ میں چور کا مقابلہ کروں۔

❀❀❀❀❀

ارشد: آپ سحری تو ہر روز باقاعدہ کھاتے ہیں لیکن روزہ کبھی نہیں رکھتے؟

دوست: سبحان اللہ، ایک تو میں روزہ نہیں رکھتا دوسرے اگر سحری بھی نہ کھاؤں تو بالکل کافر ہی ہو جاؤں۔ (بحوالہ لطائف ہی لطائف)

## پہلی صدی سے پندرھویں صدی تک کے مجددِ دین

پہلی صدی میں: حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ

دوسری صدی میں: حضرت محمد بن ادریس شافعیؒ

تیسری صدی میں: حضرت ابوالعباس احمد بن شریحؒ

چھوتی صدی میں: ابوبکر بن الخطیب باقلانیؒ

پانچویں صدی میں: ابوحامد الغزالیؒ

چھٹی صدی میں: ابوعبداللہ رازیؒ

ساتویں صدی میں: تقی الدین بن دقیق العیدؒ

آٹھویں صدی میں: زین الدین عراقی و شمس الدین جزری و سراج الدین بلقینیؒ

نویں صدی میں: جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی و شمس الدین سخاویؒ

دسویں صدی میں: شہاب الدین رملی و ملا علی قاریؒ

گیارھویں صدی میں: حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ

بارھویں صدی میں: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

تیرھویں صدی میں: سید احمد شہیدؒ

چودھویں صدی میں: حضرت شاہ اشرف علی تھانویؒ اور حضرت مولانا شاہ محمد الیاسؒ ر

پندرھویں صدی میں: مولانا ابرار الحقؒ اور مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

(بحوالہ نایاب تحفہ صفحہ نمبر ۱۶)

## مجھے یاد ہے سب ذرا ذرا، انہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

مسئلہ خلق قرآن میں امام احمد ابن حنبلؒ کو کوڑے مارنے کا واقعہ تاریخ اسلام کے مشہور واقعات میں سے ہے، امام اس آزمائش میں کامیاب ہوئے تو بعد میں کبھی کبھی فرماتے ''اللہ ابوالہیثم پر رحم فرمائیں۔ اللہ اس کی مغفرت فرمائیں، اللہ اس سے درگذر فرمائیں'' آپ کے بیٹے نے ان سے ایک دن پوچھا کہ یہ ابن الہیثم کون ہیں جن کے لئے آپ دعا کرتے رہتے ہیں؟ فرمایا آپ اسے جانتے ہیں؟'' کہا'' نہیں'' فرمایا'' جس دن مجھے کوڑے مارنے کے لئے نکالا گیا تھا تو میں نے دیکھا کہ پیچھے سے ایک آدمی میرے کپڑے کھینچ رہا ہے، میں نے مڑ کر دیکھا تو اس نے پوچھا' آپ مجھے جانتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں، کہنے لگا، میں مشہور جیب تراش اور ڈاکو ابوالہیثم ہوں، سرکاری ریکارڈ میں یہ بات محفوظ ہے کہ مجھے مختلف اوقات میں اٹھارہ ہزار کوڑے مارے گئے ہیں لیکن میں نے حقیر دنیا کی خاطر شیطان کی اطاعت پر پوری استقامت کا مظاہر کیا آپ تو دین کے ایک بلند ترین مقصد کیلئے قید ہوئے ہیں، اس لئے کوڑے کھاتے ہوئے دین کی خاطر رحمان کی اطاعت پر صبر و استقامت سے کام لیجئے گا۔

اس کی اس بات سے امام احمد کا حوصلہ مزید مضبوط ہوا، معلوم نہیں ابوالہیثم کو اپنا یہ جملہ بعد میں یاد بھی رہا تھا کہ نہیں، لیکن امام احمد کو یاد رہا سب ذرا ذرا، کہ زندگی کی ایک کٹھن منزل میں کسی کے جملے سے حوصلہ بلند ہوا تھا، مرد مومن کی شان یہی ہوتی ہے، وہ نیکی فراموش نہیں ہوتا۔ وہ احسان اور نیکی کو ہمیشہ یاد رکھتا ہے، امامؒ کو زندگی بھر جب کبھی ماضی کے وہ لمحات یاد آتے تو دعاؤں کے پھول لے کر یادوں کے مزار پر نچھاور کر لیتے۔

دل کی چوٹوں نے کبھی چین سے رہنے نہ دیا جب سرد ہوا چلی، میں نے تجھے یاد کیا

(مناقب الامام احمد بن حنبل لابن الجوزی، صفحہ نمبر ۳۱۶)

## بخیل کے اوصاف

۱...... ''رجل بخیل''، یعنی اپنے مال میں بخل کرنے والا ثم ''مسیک''، یعنی اپنے مال کو بہت روکنے والا۔

۲......اس کے بعد ''حلز'' بخیل کا انتہائی درجہ ہے۔

۳......ثم ''لغز'' یعنی تنگ دل اور سخت بخل ہو۔

۴......اس کے بعد ''شیخ'' جب کہ شدت بخل کے ساتھ لالچی بھی ہو۔

۵......اس کے بعد ''فاحش'' بخل میں سخت ہونا۔ (بحوالہ فقہ اللغات صفحہ نمبر ۱۴۲)

## علقمہ کی وصیت اپنے بیٹے کے لئے

دوستی اور معاشرت کے بارے میں جامع بات یحییٰ بن اکثم نے کہی کہ جب علقمہ العطارکی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا: بیٹے! اگر کسی سے دوستی کرنا چاہو، تو ایسے آدمی کو دوست بنانا کہ جس کی تم خدمت کرو تو وہ قدر کرے، اس کی صحبت میں رہو تو وہ تمہارے لئے زینت بن جائے، تمہیں کوئی ضرورت پڑے تو تمہاری مدد کرے، کسی بھلائی یا نیکی کے لئے اپنا ہاتھ بڑھاؤ تو وہ بھی تمہارا ساتھ دے تمہاری کوئی خوبی دیکھے تو اسے شمار کرے، اور اگر کوئی برائی دیکھے تو اس کی پردہ پوشی کرے، تم بخل سے کام لو تو وہ پہل کرے، تم پر کوئی آفت آئے تو وہ تمہیں تسلی دے، تم کوئی بات کرو تو وہ تمہارا یقین کرے، کسی معاملہ میں کوشش کرو تو وہ تمہیں آگے بڑھادے، کبھی کسی بات پر جھگڑا ہو تو وہ اپنے حق پر تمہیں ترجیح دے۔ (آداب العشرۃ ۴۵)

## جو کچھ اس کے پاس تھا پیش کردیا

ایک آدمی نے حاتم الطائی سے پوچھا: اے حاتم: کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ جود وکرم میں

تم پر کوئی سبقت لے گیا ہو؟

تو حاتم طائی نے جواب دیا، ہاں طئی کا ایک یتیم لڑکا جود و کرم میں مجھ سے سبقت لے گیا، میں اس کے یہاں مہمان بنا تھا، اس کے پاس دس بکریاں تھیں، اس نے ایک بکری ذبح کی، اور اس کا گوشت پکا کر میرے سامنے رکھا، جو کچھ اس میں میرے سامنے رکھا اس میں بھیجہ بھی تھا، میں نے کھانا کھایا اور خاص کر بھیجہ میں نے بہت پسند کیا اور کہا: قسم خدا کی بڑا مزیدار ہے، وہ چپکے سے میرے پاس سے اٹھا اور ایک ایک بکری ذبح کرتا گیا اور اس کا بھیجہ میرے سامنے رکھتا گیا اور مجھے پتہ بھی نہ چلا، جب وہاں سے جانے کے لئے گھر سے باہر نکلا تو، چاروں طرف خون ہی خون تھا، اس نے اپنی ساری بکریاں ذبح کر ڈالی تھیں، میں نے اس سے کہا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ تو وہ بولا: سبحان اللہ میرے پاس تمہاری پسند کی کوئی چیز ہو اور میں بخل سے کام لوں، تو ایک عربی کے لئے بڑی شرم کی اور عار کی بات ہے۔

تو کہا گیا: اے حاتم، پھر تم نے اسکا بدلہ کس طرح دیا۔ تو حاتم نے کہا: میں نے اسے تین سو اونٹنیاں اور پانچ سو بکریاں دی، تو کسی نہ کہا:

تو پھر تو تم اس سے زیادہ فیاض ہوئے، تو حاتم نے کہا، نہیں وہ مجھ سے زیادہ فیاض ہے، کیونکہ اس کے پاس جو کچھ تھا وہ سب کا سب اس نے میرے سامنے لا کر رکھ دیا، جب کہ میں نے اسے جو کچھ دیا، وہ میرے بے تحاشہ مال و دولت کا بہت تھوڑا سا حصہ تھا۔

(المستجاب ۲۴)

## نظامِ خداوندی

گلاب کی نازک شاخ پر ایک خوبصورت پھول کھلا ہوا ہے۔ ایک شخص نے اس کو بے احتیاطی کے ساتھ توڑا۔ اس کی انگلیوں میں کانٹے لگ گئے۔ ان سے خون بہنے لگا۔ اب یہ آدمی اگر گلاب کے درخت کو یا فطرت کو الزام دے تو کیا ایسا کرنا صحیح ہوگا؟ ہر سمجھ دار

آدمی جانتا ہے کہ ایسے موقع پر کانٹے کی شکایت کرنا بے معنی ہے۔ کیونکہ اس دنیا کا نظام جس اصول کے تحت بنایا گیا ہے اس میں لازماً ایسا ہوگا کہ پھول کے ساتھ کانٹا بھی رہے۔ اس لئے آدمی کو چاہیئے کہ وہ کانٹے کو ختم کرنے کی باقائدہ کوشش نہ کرے بلکہ اپنی بے سمجھی اور نادانی کو ختم کر کے کانٹے سے بچے۔

یہی معاملہ انسانی زندگی کا بھی ہے۔ انسانی زندگی کا نظام خدا کا بنایا ہوا ہے۔ اور خدا نے اپنی مصلحت کے تحت یہاں "پھول" بھی رکھے ہیں اور "کانٹے" بھی۔ یہاں اچھے لوگ بھی ہیں اور برے لوگ بھی۔ یہاں فرشتے بھی ہیں اور شیطان بھی۔

اس نظام تخلیق کا تقاضا ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے خلاف بنیں۔ ایک گروہ دوسرے گروہ کے خلاف سازش کرے۔ ایک شخص دوسرے شخص کے ساتھ اشتعال انگیزی کا معاملہ کرے۔ ایسی حالت میں مسئلہ کا حل کیا ہے؟ یہ حل قرآن مجید کے لفظوں میں صبر اور اعراض ہے۔ یعنی آدمی انسانی کانٹوں سے بچ کر چلے اور اگر اتفاق سے کوئی انسانی کانٹا اسے لگ جائے تو وہ صبر و برداشت کا طریقہ اختیار کرے نہ کہ ٹکراؤ اور مقابلہ آرائی کا۔

مشہور مثل ہے کہ "کتے بھونکتے رہتے ہیں اور ہاتھی چلتا رہتا ہے۔" کتا اگر کتے پر بھونکے تو دوسرا کتا بھی بھونکنے لگے گا اور اس کو کاٹنے کے لئے دوڑے گا لیکن کتا اگر ہاتھی پر بھونکے تو ہاتھی ایسا نہیں کرتا کہ وہ بھی کتے کے اوپر بھونکنے لگے یا اس کے خلاف جوابی کاروائی کے لئے دوڑے۔ ایسے مواقع پر کتا کتا ثابت ہوتا ہے اور ہاتھی ہاتھی۔

دنیا میں قدرت نے دو نمونے قائم کر دیئے ہیں۔ ایک نمونہ کتے کا ہے اور دوسرا نمونہ ہاتھی کا۔ اب ہر آدمی کے حوصلہ کا امتحان ہے کہ وہ دونوں میں سے کس نمونہ کو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (معلم کائنات)

## علم کا صدقہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے اچھا صدقہ یہ ہے کہ مسلمان ایک علم سیکھے پھر

اس کو اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے۔ (رواہ احمد عن ابی ہریرہؓ)

صدقہ کیا ہے؟ صدقہ دراصل اس خیر خواہی کا نام ہے جو ایک بھائی کی طرف سے اپنے دوسرے بھائی کے لئے ظاہر ہوتی ہے۔ اس خیر خواہی کا اظہار کبھی مال کی صورت میں ہوتا ہے کبھی ایک اچھی نصیحت کی صورت میں اور کبھی کسی دوسری صورت میں۔ خیر خواہی انسان کے سینہ میں جاری ہونے والا ربانی چشمہ ہے اور صدقہ علم اس ربانی چشمہ کی خارجی سیرابی۔

علم (سچائی کی معرفت) بلاشبہ اس کائنات کی سب سے بڑی چیز ہے اور یہی وجہ ہے کہ علم سب سے بڑا صدقہ ہے۔ آسمان کے نیچے ظاہر ہونے والے تمام واقعات میں یہ سب سے زیادہ انوکھا واقعہ ہے کہ ایک آدمی کسی دوسرے آدمی کی بھلائی کے لئے تڑپے اور اس کو سچائی کا وہ نور پہنچائے جو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہے۔

دوسرے کو علم دینا اس وقت ممکن ہوتا ہے جب کہ آدمی دوسرے کا خیر خواہ بن جائے۔ اس کے لئے آدمی کو دوسرے کا درد اپنے سینہ میں محسوس کرنا پڑتا ہے۔ دوسرے کو پانے والا بنانے کے لئے اپنے آپ کو نہ پانے پر راضی ہونا پڑتا ہے۔ اپنی بات کو دوسرے کی نظر میں قابل قبول بنانے کے لئے اپنے آپ کو دوسرے کے مقام پر کھڑا کرنا پڑتا ہے۔ اپنے اور دوسرے کے درمیان سننے اور سنانے کی فضا بنانے کی خاطر یک طرفہ طور پر ان تمام جھگڑوں کو ختم کر دینا پڑتا ہے جو دونوں کے درمیان معتدل فضا کو برہم کئے ہوئے ہوں۔

علم کا صدقہ سب سے بڑی قربانی کی قیمت پر دیا جاتا ہے۔ یہ دینا اس وقت ممکن ہوتا ہے جب کہ آدمی اپنے آپ کو خالی دیکھنے پر راضی ہو جائے۔ اس دنیا میں دینے والا بننے کے لئے کھونے والا بننا پڑتا ہے، چونکہ لوگ کھونے والا بننے کے لئے تیار نہیں ہوتے اس لئے وہ دینے والے بھی نہیں بنتے۔

## خلیفہ کی زبان بلی کھا گئی

مروان جعدی بنوامیہ کا آخری خلیفہ ہوا ہے۔ عباسی دور کے پہلے خلیفہ سفاح نے جب مروان جعدی کے مقابلے کے لئے اپنا لشکر بھیجا تو مروان شکست کھا کر ایک گاؤں میں روپوش ہو گیا۔ اس کو معلوم ہوا کہ اس کے ایک خادم نے دشمن سے اس کی مخبری کی ہے چنانچہ اس خادم کو قتل کر کے اس کی زبان کھینچ کر زمین پر پھینک دی ایک بلی آئی اور وہ زبان چٹ کر گئی۔ کچھ عرصے کے بعد سفاح کے لشکر نے اس گاؤں کا محاصرہ کر کے مروان کو قتل کر دیا اور اس کی زبان کھینچ کر زمین پر پھینک دی۔ خدا کی قدرت کہ ایک بلی آئی اور مروان کی زبان کھانے لگی۔ سفاح کا امیر لشکر عامر یہ دیکھ کر بولا کہ عجائبات دنیا میں سے یہ واقعہ بھی عبرت کے لئے کافی ہے کہ خلیفہ مروان کی زبان ایک بلی کے منہ میں ہے۔ (تاریخ اسلام)

## جو مچھلی اللہ کے ذکر سے غافل ہو

شیخ ابوالعباس مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار شہر بصرہ میں ساحلِ دریا پر ایک شکاری کو دیکھا جو مچھلیوں کا شکار کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی چھوٹی بیٹی بھی تھی۔ وہ مچھلیاں پکڑ پکڑ کر اپنی بچی کے حوالے کر رہا تھا، تاکہ وہ ان مچھلیوں کی نگرانی اور حفاظت کرے۔ کافی دیر کے بعد وہ شکاری اپنی بچی کے پاس آیا۔ اس کا خیال تھا کہ میں نے کافی مچھلیاں پکڑ لی ہیں، مگر اسے حیرت ہوئی کہ وہاں ایک مچھلی بھی موجود نہ تھی۔ اس نے بچی سے پوچھا کہ مچھلیاں کہاں گئیں؟ بچی نے بڑا قیمتی جواب دیا۔ کہنے لگی ''اے ابا جان! میں نے آپ سے نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث سنی تھی کہ جال میں وہ مچھلی گرفتار ہوتی ہے جو ذکرِ خدا تعالیٰ سے غافل ہو جائے، (لہٰذا یہ مناسب نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل مچھلیوں کا گوشت کھائیں چنانچہ میں ان مچھلیوں کو دریا میں پھینکتی رہی)'' یہ سن کر وہ شخص رونے لگا اور جال ... کو پھینک دیا (اور ذکر اللہ و عبادت کا مشغلہ اختیار کیا)۔

(رزق حلال وغیبی معاشِ اولیاء)